وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ

جلد ہفتم

مکمل اسلامی ماہ کے اعتبار سے
یادگار تجلیات کا حسین گلدستہ

خطبات نعیم

ماہ ذیقعدہ - ذوالحج کے
یادگار خطبات کا حسین گلدستہ



ترجمان اہلسنت جانشین حضرت دینپوری
خطیب اسلام حضرت مولانا
ابومحمد عبدالکریم نعیم مدظلہ

مرتب
مولانا شبیر حمید فاروقی

مکتبہ مدنیہ
بیرون تبلیغی مرکز ماڈل ٹاؤن بی بہاولپور
0301-7512074
0300-4944562

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطباتِ ندیم

خطبات ندیم مولانا عبدالکریم ندیم کی نظر میں

خطبات ندیم عزیزی محترم مولانا شبیر حیدر فاروقی کی محنت وکاوش کا ایک حسین شاہکار ہے۔ خطبات ندیم بندہ کی دعا کی ایک لڑی ہے جو اللہ تعالیٰ نے برادرم مولانا شبیر حیدر فاروقی کے ہاتھوں پروئی ہے۔ خطبات ندیم کی اشاعت میں سب سے بڑی سعادت کی بات یہ ہے کہ اس کی تکمیل و اشاعت رمضان المبارک کے بابرکت و باعظمت مہینہ میں ہے دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مجموعہ کو خطبات کی دنیا میں وہ قبولیت دے جو رمضان المبارک کو باقی مہینوں پر حاصل ہے۔ میں اپنے لیے سعادت سمجھتا ہوں کہ مورخ اسلام مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی کے خطبات کے جامع (مولانا شبیر حیدر فاروقی) نے میری تقاریر کو جمع کیا ہے۔

اس وقت ساڑھے تین صد کے قریب الحمد للہ بندہ کے مواعظ و خطبات جمع کیے جا چکے ہیں دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندہ کی اس عارضی حیات مستعار میں ان تمام خطبات کو کتابی شکل میں کرنے کے لیے برادرم مولانا شبیر حیدر فاروقی کو اسباب مہیا کرے۔ دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ برادرم شبیر حیدر فاروقی جلال پوری کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے اور بندہ (مولانا عبدالکریم ندیم) کے لیے بھی صدقہ جاریہ بنائے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطباتِ ندیم

خطبات ندیم ابن عبد الکریم ندیم محمد احمد ندیم کی نظر میں

حضرت والد محترم کے تعلق داروں میں ایک نام مولانا شبیر حیدر فاروقی کا بھی ہے جو بہت ہی قابل اور علماء اور طلباء کے حلقہ میں محبوب ہیں مولانا شبیر احمد فاروقی بہت ہی باصلاحیت اور قلبِ سلیم کے مالک ہیں انہوں نے حضرت والد محترم کی کتب کی ترتیب و طباعت کا انتظام کر رکھا ہے۔ اور الحمد للہ بہت ہی اچھے انداز میں اس کو نبھاتے رہیں گے میری دلی دعا ہے اللہ تعالیٰ مولانا شبیر حیدر فاروقی اور باقی حضرات جو اس کارِ خیر میں مصروف ہیں صحت و عافیت سے رکھے۔

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ



خطبات ندیم

توحید باری تعالیٰ، شان انبیاء، شان رسالت، شان صحابہ اور تذکرہ اولیاء اللہ

یادگار خطبات جن کی گونج زمانہ

خطیب اسلام حضرت مولانا عبدالکریم ندیم

مولانا شبیر حیدر فاروقی

ناشر

0301-7512074
0300-4944562

نام کتاب.......................خطبات ندیم جلد ہفتم

ازافادات.......................خطیب اسلام حضرت مولانا عبدالکریم ندیم

ترتیب اول.......................مولانا شبیر حیدر فاروقی صاحب

معاون.......................حافظ مختار الحسن

اشاعت اول.......................اگست 2011

تعداد.......................1100 صفحات 400

قیمت.......................

اسٹاکسٹ

مکتبہ مدنیہ بیرون تبلیغی مرکز مدینہ مسجد ماڈل ٹاؤن

بی بہاول پور 0301,7512074 0300,4944562

ملنے کے پتے

- مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور
- المیزان پبلشرز اردو بازار لاہور
- مکتبہ خلیل اردو بازار لاہور
- مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور
- مکتبہ الحسن اردو بازار لاہور
- مکتبہ العائشہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور
- مکتبہ العلم اردو بازار لاہور
- مکتبہ الخیر اردو بازار لاہور
- مکتبہ حقانیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان
- مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان
- مکتبہ مجیدیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان
- مکتبہ صفدریہ جوہر چوک راولپنڈی
- مکتبہ عثمانیہ کمیٹی چوک راولپنڈی
- مکتبہ عمر فاروق شاہ فیصل کالونی کراچی
- اسلامی کتب خانہ بنوری ٹاؤن کراچی
- مکتبہ العارفی ستیانہ روڈ فیصل آباد

فہرست خطبات ندیم ہفتم ماہ ذیقعدہ وذی الحجہ

کلمات حیدر	مولانا شبیر حیدر فاروقی	
صبر وآزمائش	ماہ ذیقعدہ	16
اسلام میں عورت کا مقام (ا)	ماہ ذیقعدہ	48
اسلام میں عورت کا مقام (ب)	ماہ ذیقعدہ	64
حضور کی آمد	ماہ ذیقعدہ	99
تذکرۃ میلاد النبی	ماہ ذیقعدہ	132
پیغمبر اسلام بحیثیت یتیم اعظم	ماہ ذیقعدہ	167
فضیلت حج	ماہ ذاالحجہ	221
عظمت مدینہ	ماہ ذاالحجہ	250
امتحانات خلیل	ماہ ذاالحجہ	270
واقعہ قربانی	ماہ ذاالحجہ	296
شہادت عثمان غنی	ماہ ذاالحجہ	324
احکام ومسائل	ماہ ذیقعدہ وذی الحجہ	371

فہرست خطبات ندیم ہفتم ذیقعدہ وذی الحجہ

کلمات حیدر

صبر و آزمائش

خطبہ	16
قیام میں درختوں کی نمائندگی	18
سجدہ میں انسان کی کیفیت	18
ہر طرف سے اللہ کا شکر	19
صبر نماز میں بدرجہ کمال موجود	20
آزمائش کے پانچ مقامات	22
ساری زندگی صبر و آزمائش کا نمونہ	23
اللہ کا خوف	25
بوجہ بھوک اپنے بندوں کی آزمائش	27
صبر کا بدلہ جنت	30
دوہرا صبر و اجر	32
شہادتوں کی داستان	35
اللہ کا لے کر بھی آزمانا	36
اللہ کا اولاد دے کر آزمانا	39

تحریر مولانا عبدالکریم ندیم

ماہ ذیقعدہ

تمہید	16
رکوع میں انسان کی کیفیت	18
تشہد میں انسان کی کیفیت	19
پورا جسم اللہ کے ذکر میں مصروف	20
مشکلات کے باوجود نماز کی ادائیگی	21
مشکلات پر صبر کا نتیجہ	22
اہل ایمان اور خوف	24
خوف کی سب سے بڑی کیفیت	26
ساری نعمتوں کے باوجود بھوکا رہنا	29
مال میں کمی دیگر آزمائش	31
جانوں میں کمی	33
لواحقین کو صبر کی تلقین	36
آقا اور صحابہ کی آزمائشوں کا تصور	38
خوشخبری کے مستحق	42

صبر کرنے پر اللہ کا نعم البدل 44

اسلام میں عورت کا مقام (الف)

خطبہ 48
تمہید 49
عورت کی محنت سے اشاعت دین 50
سب سے پہلی ہجرت کرنیوالی 51
سب سے پہلی حافظہ مفسرہ قرآن 52
خواتین کیلئے پردہ کا اہتمام 55
نیک عورت کی پہلی علامت 57
نیک عورت کی تیسری علامت 58
عورتوں کیلئے گھروں میں نماز پڑھنا 60
اللہ کے راستہ میں خرچ کردہ مال 62

اسلام میں عورت کا مقام (ب)

خطبہ 64
تمہید 65
اسلام سے قبل عورت کی حالت 66
نبی کا بولنا مشیت خداوندی 68
پہلا اعزاز عورت کے حصہ میں 70
ایمان اور اسلام میں فرق 74
اسلام عورت کے پردہ کا محافظ 76

صبر کرنے پر اللہ کا نعم البدل 44

ماہ ذیقعدہ

اشعار 49
گھر کیلئے نیک خاتون کی ضرورت 49
نیکیوں کا صلہ اور بنیاد 51
سب سے پہلی اسلام لانے والی 52
اکابرین کی محنتوں پر اعتماد 54
خواتین کے اخلاقیات 57
نیک عورت کی دوسری علامت 58
نیک عورت کی چوتھی علامت 59
مرد ظاہر اور عورت چھپ کر کیوں؟ 60
بے حیائی کا سب سے بڑا سبب 62

ماہ ذیقعدہ

اشعار 49
دس خوبیوں کی حاملہ عورت 65
غار حرا میں خدمت رسول 67
انبیاء کی تربیت 69
ماں کی عظمت سے آشنائی کرانا 73
ازواج مطہرات [illegible] 75
عورتوں کو پردہ میں رکھنے کی حکمت 77

ابتداء اسلام میں افلاس	78	بچہ کی تربیت کے ذمہ دار	79
عورت کیلئے شوہر اور شریعت	81	جہنم میں عورتوں کی کثرت	82
سیدہ عائشہ کی عظمت کی گواہی	83	عائشہ جیسی پاکدامن عورت	84
صبر کرنے والی عورتیں	87	نوحہ اور قبرستان جانے والی عورتیں	88
جنتی خوشبو سے دوری والی عورتیں	89	خشوع خضوع اور عاجزی	90
اللہ کی رضا کیلئے عبادت	91	خیرات کرنے والی عورت	92
اماں عائشہ کی سخاوت	93	سیدہ فاطمہ کا صبر	94
ایک عورت کو جنت کی خوشخبری	95	غیر محرم کی نگاہ سے اللہ کی ناراضگی	96
حضور کی آمد		**ماہ ذیقعدہ**	
خطبہ	99	اشعار	99
تمہید	100	احسان جتلانے کی وجہ	101
ہر چیز اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے	102	آمد حضور سے قبل معاشرہ کی حالت	102
حضور کی آمد سے امت کو فائدہ	104	آمد سے قبل جہالت ہی جہالت	105
آمد سے قبل ماں کی ناقدری	105	آمد سے قبل بہن کی ناقدری	107
بہن شیما گرفتاری کی حالت میں	107	اماں خدیجہ کی یاد اور عائشہ کا سوال	109
آمد سے قبل بیٹی کی ناقدری	109	حضور کے دور کا عجیب واقعہ	110
حضور کا انتخاب	113	اللہ کا ایک اور احسان	114
آقا کی حیثیت	115	آب زمزم کی شان	115
حجر اسود کی شان	116	امت کو بتانے کیلئے مسئلہ کی تلاش	116
حجر اسود کی خصوصیات	118	آقا کی خصوصیات	119

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
آقا کا پہلا کام	120	قرآن کا اعجاز	120
آقا کا دوسرا کام	121	امیر کو روزی ملنے کیوجہ	123
آمد پیغمبر درزی کیلئے بشارت	124	آمد پیغمبر موچی کیلئے بشارت	124
حضور کے قتل کی سازش	125	امت کی تباہی کا سب سے بڑا سبب	125
اعجاز قرآنی کا انوکھا واقعہ	125	حضور کا چوتھا کام	126
حکمت کے بارے امام کا قول	127	سنت اور حدیث کی تعریف	127
چار کام خلفاء کے زمانہ میں	129	امام اعظم سے فقہ کا استنباط	130
حضرت علی کی حکمت کی مثال	130	حضرت علی کی حکمت کی مثال	130
تذکرہ میلاد النبی		**ماہ ذیقعدہ**	
خطبہ	132	اشعار	132
تمہید	134	ایک سائل کا سیدہ عائشہ سے سوال	134
علمی اور عملی قرآن	135	زیادہ عرصہ آقا کی تعریف کیوجہ	136
دو مرد مجاہد اور زندگی کی آخری تقریر	138	حضرت دین پوری کا موتی	138
سیرت النبی قرآن کی روشنی میں	139	ہمارے پاس دو قرآن	140
اصلی چیز کے مقابلہ میں نقلی چیز	140	ذکر میلاد و سیرۃ النبی میں فرق	141
سیرت بتانے سے فائدہ	144	سیرت بتانے سے تکالیف	145
آقا کی محنت کا ثمر	147	علماء دیوبند کی محنت کا ثمر کیجا	148
میلاد منانے کا مطلب	149	پانی کے متعلق آقا کی سیرت	149
محمودیہ کی نسبتیں اور محمود کا احتمال	150	سیدنا ابراہیم کی دعا	152
خلیل اور حبیب میں فرق	153	خلیل اللہ بننے کیوجہ	153

پوری کائنات تیرے در پر	154	عشاق نبی کے در پر	155
دعاؤں کیلئے شب جمعہ کا انتخاب	156	مرد مجاھد کی شہادت اور سیدنا عثمان	158
چھوٹے قد والوں کے بڑے کام	159	جنازے پر درخواست کے سنہری جملے	161
عالم دین میں عجیب خوبی	162	دو تاریخی سعادت مند	162
تاریخ میں دو شیخ الاسلام	163	دو آدمیوں کی قبر سے عنبر کی خوشبو	163
تاریخ میں امیر عزیمت	163	عرب شیخ کا عربی مقولہ	163
انور شاہ کشمیری کا قوت حافظہ و حسن	164	امام محمد کا عجیب کارنامہ	165
حضرت شہید سے ہمکلامی و فکر نماز	165	آخری درخواست	166
آقا بحیثیت یتیم اعظم		**ماہ ذیقعدہ**	
خطبہ	167	اشعار	167
تمہید	168	سیرت مصطفیٰ سورۃ والضحیٰ	168
کفار کا طعنہ	169	لفظ والضحیٰ کے مختلف ترجمے	174
قسم کھانے کیوجہ	175	مقام محبوبیت	177
خصوصیات نبوت	177	اللہ کے حقوق	178
قسمیں کھانے میں حکمت	179	جدائی کے دو اسباب	181
آخرت پہلے سے بہتر	182	نبی اور امتی میں فرق	186
روز محشر پوری انسانیت در بدر	188	پیغمبر کا سر سجدہ میں	188
رب کی رضاء اور آپ کی عطاء	189	قبلہ کی تبدیلی میں آپ کی رضاء	195
تبدیلی قبلہ میں صحابہ کا امتحان	196	ہر وہ چیز پسند جو محبوب کی پسند	198
حضور صدیق کو مانگیں گے	201	فضائل صدیق اکبر	203

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
حضورؐ کی یتیمی کا دور	206	پیغمبر اور ابو جہل اونٹنی پہ سوار	209
سائل کو جھڑک کر جواب	217	سائل کو جھڑک کر جواب	217
فضائل حج		**ماہ ذی الحجہ**	
خطبہ	221	تمہید	221
حج تکمیل دین کا ذریعہ	222	عبادت حج کی ادائیگی	223
ادائیں پہلے حکم بعد میں	224	حج محبوب بندوں کی یادگار	226
اماں ہاجرہ کی ادائیں	227	آقا کی دعاؤں کے مجموعہ کا نام	228
برگزیدہ بندوں کی وفاؤں کا نام	229	مصائب برداشت کرنے کا نام	230
حج قیامت کا منظر	232	محبت کا ایک منظر	232
میدان محشر کی یادگار	233	حج مقبول کی نشانی	234
محبوب کو راضی کرنے کی ادائیں	234	تلبیہ کے کلمات	237
چہ نسبت خاک را	238	مستجاب الدعوات بنا	239
حج قبول ہونے کی شرط	240	ملت اسلامیہ کا سب سے بڑا اجتماع	241
حج کے فوائد	242	ریاکار کا حج کرنا	243
حج کیا ہے؟	244	حج دعوت دین کا نام ہے	244
علامہ شبلی کا واقعہ	245	مسائل سیکھ کر حج کرنے کے فوائد	248
[illegible]		[illegible]	
خطبہ	250	تمہید	250
حضور کی برکات و فیوضات کا مرکز	251	حج کر کے مدینہ نہ جانے والا	251
حضور کے روضہ کا دیدار	254	مدینہ طیبہ نبی کی صفات کا عکس کامل	255

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
پیغمبر اور ان کے مدینہ کی پاکیزگی	256	مجسمہ خوشبو	257
جلال اور جمال کی جگہ	257	حضور کے اخلاق کا اثر	258
حضور کے والد اور ننھیال کا خاندان	259	روز محشر آقا کا پڑوسی	260
شفاعت محمد	261	مدینہ کیلئے ہر وہ ادب	262
مدینہ میں آنے کی کیفیت	263	مسجد نبوی میں تین باتوں کا خیال	264
مسجد نبوی کا پتھر	266	جس کو نبی جنت کہے	288
امتحانات خلیل		**[illegible]**	
خطبہ	270	اشعار	270
تمہید	270	سیدنا ابراہیم اللہ کے خلیل و دوست	271
امتحانات کے بعد منصب امامت	272	نبی ابتدا ہی سے معصوم	273
صفت ربوبیت	273	رب کی ناراضگی سے عقل کی رخصتی	274
امتحانات سے بھری ہوئی زندگی	276	اللہ کی صفات ابراہیم کی زبانی	277
کفر مبہوت الحواس	278	سب کچھ اللہ کے قبضہ قدرت میں	278
مچھروں کی فوج سے نمرود کا غرور	279	سالانہ میلے نمرود کی یاد	280
خداؤں کی منڈی	281	ڈوبے وہ جن کے خدا ڈوب گئے	282
نمرودیوں کے خداؤں کا قلع قمع	283	نوجوان اور انقلاب	284
کچھ نہ کر سکنے والا خدا کیسے؟	285	ایمانی قوت سے تاریخ ساز کام	285
انبیاء کی عصمت کی حفاظت	288	آگ کو خدائی حکم	289
ایک میواتی بابے کا واقعہ	291	اماں ہاجرہ کا جواب	293

واقعہ قربانی		ماہ ذی الحجہ	
خطبہ	296	تمہید	296
ذی الحجہ بڑا تاریخی مہینہ	297	قربانی کا انکار کرنے والا	298
قرآن میں قربانی کا حکم	299	انبیاء کی قربانیوں کا حکم	300
قربانی میں اخلاص مقصود	301	جان مال کی قربانی سے اللہ کا قرب	303
اسی سال کی عمر میں بیٹے کی خوشخبری	305	اسماعیل کی دوڑ کا ذکر قرآن میں	306
حضرت ابراہیم کو حکم خداوندی	307	خواب میں بیٹے کو ذبح کرتے دیکھنا	307
باپ کا احترام	310	چھری کا جواب	311
فرشتوں کا ذبح ہوتا ہوا دیکھنا	313	دونبیوں کی زبان سے نکلے کلمات	314
سیدنا ابراہیم کا خواب	315	قربانی کے متعلق حکم خداوندی	316
رسول اللہ کی طرف سے قربانی	318	عورت اگر صاحب نصاب ہوتو؟	319
قربانی کے گوشت کے حصے	320	قربانی کی کھالوں کا بہترین مصرف	322
شہادت سیدنا عثمان		**ماہ ذی الحجہ**	
خطبہ	324	اشعار	324
تمہید	325	نظم کسے کہتے ہیں؟	325
نبی وخلفاء ثلاثہ کی انگوٹھی پہ نقش	326	عثمان ابن عفان کی پہلی سعادت	327
حسب ونسب نبی وعثمان	328	عثمان کے حصہ میں دوسری سعادت	329
طالب علم کی سعادت مندی	329	عظمت عثمان حیدر کی زبانی	330
عثمان کے حصہ میں تیسری سعادت	331	سیدہ رقیہ کا انتقال	354
جنت البقیع کے قبرستان میں	332	وفات رقیہ کے بعد عثمان کی کیفیت	333

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
سیدنا عثمان کا ام کلثوم سے نکاح	334	عثمان کے حصہ میں چوتھی سعادت	334
سیدنا عثمان کی سخاوت وسعادت	335	سیدنا عثمان کو دعائیہ کلمات	335
عثمان کے حصہ ساتویں سعادت	336	عثمان کو دیکھ کر پنڈلیاں ڈھانپنا	337
سیدنا عثمان کے بارے سوال	337	عثمان کے حصہ آٹھویں سعادت	338
مسجد نبوی کی تعمیر اور عثمان کا کردار	338	دور عثمان میں مسجد نبوی کی تعمیر	339
عثمان کے حصہ میں نویں سعادت	339	عثمان کے حصہ میں دسویں سعادت	340
عثمان کو ذالنورین کیوں کہتے ہیں؟	340	عثمان موجود نہ ہو کے بھی موجود	341
بیعت رضوان پہ خوبصورت بات	342	صلح حدیبیہ کی سعادت اور سیدنا عمر	342
غلط افواہ اور اس کی تردید	343	بیعت رضوان میں حکمت	344
دوران بیعت قرآن کا نزول	345	منافقین کا الزام اور جواب	345
بیعت رضوان میں اللہ کا ہاتھ	346	قاتلین عثمان کا انجام	347
عثمان کی اخروی زندگی کی سعادت	347	خلفائے راشدین کا دور حکومت	348
سب سے زیادہ وسیع حکومت	349	دور حکومت پر اعتراضات	349
سیدنا علی بحیثیت وکیل صفائی	350	مزاج نبوت اور حدود شریعت	351
پکی مسجد بنانے کا موجد اور حکمت	353	مصر سے سازش کا آغاز	353
حملہ آور لوگوں کا مدینہ میں داخلہ	354	جمعۃ المبارک کا خطبہ	354
نبی کی نشانی توڑنے والے کو سزا	354	سیدنا علی عثمان کا حامی یا مخالف؟	355
تقدس وحفاظت مدینہ	355	عثمان سے مدینہ چھوڑنے کا مطالبہ	356
عثمان کے گھر کا محاصرہ اور پہرہ	356	سیدنا عثمان کا باغیوں کو آخری خطبہ	357
آخری خطبہ کا اثر	358	جنگ کی اجازت نہ دینے کیوجہ	359

سیدنا عثمان کو زیارت رسول	360	سیدہ نائلہ سے پاجامہ طلب	361
پہلا قاتل اور انجام	361	دوسرے قاتل کی زیادتی اور انجام	362
تیسرے قاتل کی زیادتی	362	قرآن کے واپس آنے کی وجہ	362
چوتھے قاتل کی زیادتی	363	سیدہ نائلہ کی جراءت مندی	363
شہادت عثمان سے علی کی کیفیت	364	شہادت عثمان کے بعد سلوک	364
تیسرے دن ایک ظالم کا گھر آنا	365	قاتلین عثمان کا انجام	365
شہادت کے تیسرے دن خطبہ	366	عثمان و حسین کی شہادت	367
عثمان کی نعش قبرستان کی طرف	367	جنازہ مدینہ کی گلیوں میں	368
ابن عباس کو خواب میں زیارت نبی	368	سیدنا عثمان کی تقریب عروسی	369
نرالا انداز	369	روضۃ الرسول کا سایہ	369
احکام و مسائل		**ماہ ذیقعدہ و ذی الحجہ**	

صبر اور آزمائش

خطبہ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ شَرَّفَنَا عَلٰی سَآئِرِالْاُمَمِ...... بِرِسَالَةِ مَنِ اخْتَصَّهٗ مِنْ بَیْنِ الْاَنَامِ بِجَوَامِعِ الْکَلِمِ وَجَوَاهِرِ الْحِکَمِ......وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ...... مَا نَطَقَ اللِّسَانُ بِمَدْحِهٖ وَنَسَخَ الْقَلَمُ...... اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ......بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ......ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصٰبرین...... الذین اذا اصابتهم مصیبة قالوا انا للّٰه وانا الیه راجعون...... اولئك علیهم صلوٰت من ربهم ورحمة واؤلئك هم المهتدون...... ٥ وقال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم...... عجبا لامرالمومن ان امرهٗ کله له خیرٌ ولیس ذلك لاحد الاالمؤمن ان اصابته سَرّاءُ شکر فکان خیر اله وان اصابته ضراء صبر فکان خیراللّٰه...... (١)صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ وَ صَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذَالِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

تمہید:

☆ لائقِ صد تعظیم وتکریم......قابلِ احترام بزرگو......دوستو اور بھائیو......!

---

(١) مشکوٰۃ ص ٤٥٢ ج٢ عن صہیبؓ / صحیح مسلم ص ٤١٣ ج٢/

گزشتہ جمعۃ المبارک کے خطبہ میں قرآن مجید میں اہل ایمان کے ساتھ "یا ایھا الذین آمنو"...... کہہ کر اللہ تبارک وتعالیٰ نے جو دوسرا خطاب فرمایا ہے...... اس میں دو چیزوں کا حکم دیا...... کہ اے ایمان والو......! اللہ سے مدد حاصل کرو صبر کے ساتھ، اور نماز کے ساتھ ...... اس موضوع پر میں نے پچھلے جمعہ گفتگو کی تھی...... اور اسی کا ایک حصہ ایک پہلو باقی رہ گیا تھا...... جس کو آج میں بیان کروں گا...... وہ یہ ہے...... کہ ان آیات طیبات میں صبر اور نماز سے دو چیزیں...... اللہ نے اور بھی بیان کی ہیں...... فاذ کرونی اذ کر کم واشکر والی ولا تکفرون......'' کہ اے ایمان والو......! تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا...... تم میری نعمتوں کا شکر ادا کرو......! اور کفر نہ کرو......! تو کل چیزیں چار ہیں ...... جو ہر اہل ایمان کے لئے...... اپنانا ضروری ہیں۔

(۱) ذکر کرنا...... (۲) اللہ کی نعمتوں پر شکر کرنا (۳) آنے والی مصیبتوں پر صبر کرنا (۴) اور ذکر، شکر، صبر کے اظہار کے لئے نماز کا اہتمام کرنا...... نماز ان تینوں چیزوں کا مجموعہ ہے ...... ذکر بھی نماز میں ہے...... اللہ کا شکر بھی نماز میں ہے...... اور طریقہ صبر بھی نماز میں ہے ...... مثلاً ساری نماز ذکر ہے...... اللہ اکبر...... یہ اللہ کا ذکر ہے۔

❁ سبحانك اللّٰھم وبحمدك ...... یہ اللہ کا ذکر ہے...... الحمد للّٰہ رب العالمین

یہ اللہ کا ذکر ہے...... سبحان ربی العظیم، سبحان ربی الاعلیٰ...... یہ اللہ کا ذکر ہے انسان نماز میں پوری اللہ کی مخلوق کی نمائندگی کر رہا ہوتا ہے...... تو پوری کی پوری نماز کی ادائیگی ذکر کا ایک عجیب وحسین انداز ہے...... اور پھر اس میں نماز اس حوالہ سے کہ جب مؤمن، انسان نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے...... تو وہ پوری اللہ کی مخلوق کی نمائندگی کر رہا ہوتا ہے...... مثلاً کائنات میں جتنی چیزیں ھیں ...... جتنی مخلوق ہے...... ان میں حیوانات بھی ہیں ...... نباتات بھی

ہیں...... جمادات بھی ہیں...... حشرات الارض کیڑے مکوڑے بھی ہیں...... حیوانات کی یہ نمائندگی کرتا ہے...... نباتات کی انسان نماز میں نمائندگی کرتا ہے...... حشرات الارض کی نمائندگی کرتا ہے...... اسی طریقہ سے جمادات کی نمائندگی کرتا ہے۔

قیام کی حالت میں انسان درختوں کی نمائندگی:

نباتات یعنی زمین سے اگنے والی چیزیں اس میں خصوصاً درخت ان کو دیکھیں......! یہ سب کے سب کھڑے ہیں...... تو جب آدمی نماز میں قیام کرتا ہے...... تو ان درختوں کی نمائندگی کر رہا ہے...... وہ قیام کی حالت میں...... اللہ کا ذکر کر رہے ہیں...... یہ بھی قیام کی حالت میں اللہ کی عبادت کر رہا ہے...... ہر وقت یہ درخت اللہ کی عبادت میں مصروف ہیں...... کائنات کی کوئی چیز ایسی نہیں...... جو اللہ کی تسبیح نہ کرتی ہو...... لیکن ہم اس کی تسبیح کو سمجھنے کی صلاحیت نہیں رکھتے...... قرآن مجید نے کہا ہے...... ولکن لا یفقھون تسبیحھم

رکوع کی حالت میں انسان کی کیفیت:

اسی طریقہ سے جتنے جانور ہیں...... وہ چوپایے چار پاؤں والے...... وہ سب کے سب رکوع کی حالت میں اللہ کی عبادت کرتے ہیں...... انسان جب رکوع کرتا ہے...... تو یہ اس مخلوق کی نمائندگی کرتا ہے...... اس لئے کہ یہ اشرف المخلوقات ہے۔

سجدہ کی حالت میں انسان کی کیفیت:

حشرات الارض کیڑے مکوڑے یہ وہ مخلوق ہے...... جو زمین پر بلوں میں گھسنے والی اندر رہنے والی چھوٹی چھوٹی مخلوق، جب آدمی نماز میں سجدہ کرتا ہے...... تو حشرات الارض کی نمائندگی کر رہا ہوتا ہے...... کہ وہ بھی زمین پر لیٹے ہوئے ہیں...... اور یہ بھی ایسا

زمین پر لیٹتا ہے کہ اس کے پاؤں بھی زمین پر ہیں......اس کے گھٹنے بھی زمین پر ہیں...... اس کے ہاتھ بھی زمین پر ہیں......اس کا چہرہ جو سب سے اونچا تھا وہ بھی زمین پر ہے۔

تشہد کی حالت میں انسان کی کیفیت:

اور اسی طریقہ سے ایک مخلوق ہے جمادات جامد چیزیں......یعنی جن میں کوئی سکت اور حرکت نہیں......اس سے مراد میری، پہاڑ اور ریت کے ٹیلے......اب یہ ریت کے ٹیلے اور پہاڑ جتنے ہیں...... یہ التحیات اور تشہد کی حالت میں بیٹھے ہوئے لگتے ہیں......آدمی جب تشہد کی حالت میں بیٹھتا ہے......تو یہ اس مخلوق کی نمائندگی کر رہا ہوتا ہے......اس جامد مخلوق کی جس میں حس اور حرکت نہیں...... بے حس چیز ہے...... یہ اس کا نمائندہ بن کے بیٹھا ہوا ہے۔

گویا جب انسان عبادت کرتا ہے......تو پوری مخلوق کی عبادت کا خلاصہ اس کے اندر آجاتا ہے......تو اس لئے یہ اللہ کا خلیفہ ہے......اللہ کا نائب ہے...... پھر اللہ نے اس کو یہ عظمت عطا کی ہے......کہ اشرف المخلوقات بنایا ہے......کہ جس مخلوق کو جو عبادت دی...... وہ ساری عبادتیں اس میں جمع کر دیں......اور یہ سب سے زیادہ اشرف ہو گیا ہے...... یہ تو نماز کا ذکر ہے۔

ہر جوڑ کی طرف سے اللہ کا شکر:

نماز میں شکر کے مراتب بھی ہیں...... حدیث پاک میں آتا ہے کہ......سر سے پاؤں تک انسان کا ایک ایک جوڑ......اس قابل ہے کہ......اس کی طرف سے اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے......(۱) تین سو ساٹھ جوڑ ہیں۔

---

(۱) صحیح مسلم ص ۳۲۵ ج ۱ / ریاض الصالحین ص ۷۰ ج ۱ / مشکوۃ ص ۱۶۷ ج ۱ عن ابی ہریرۃؓ

آدمی کے وجود میں جب آدمی عبادت کرتا ہے..... تو ایک ایک نعمت کا شکر یہ ادا کرنا ضروری ہے..... جب یہ اللہ اکبر کہتا ہے..... تو یہ ہاتھ ہل رہے ہیں..... اللہ کی تعریف میں..... تو یہ شکر ادا ہو رہا ہے..... رکوع کرتا ہے..... تو کمر تک اس کا جسم جھک جاتا ہے..... اب یہ آدھا جسم..... اللہ کی عبادت میں مصروف ہے..... تو یہ یوں سمجھ لیں! کہ..... آدھا وجود اللہ کا شکر ادا کر رہا ہے..... اور جب یہ سر سجدہ میں رکھتا ہے..... تو سر سے پاؤں تک سارا جسم اللہ کی عبادت میں مصروف ہے..... تو اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کر رہا ہے۔

نماز میں پورا جسم اللہ کے ذکر میں مصروف:

- پھر اس حوالہ سے بھی نعمت کا شکر ہے..... کہ ہاتھ نماز میں اپنی جگہ حرکت کر رہے ہیں..... یہ ہاتھ شکر ادا کر رہے ہیں..... نگاہ سجدہ کی جگہ پر ہے..... یہ نگاہ اس کا شکر یہ ادا کر رہی ہے..... زبان سے قرآن کی تلاوت اور تسبیحات ہو رہی ہیں..... یہ زبان اللہ کا شکر ادا کر رہی ہے..... دل اللہ کی طرف متوجہ ہے..... یہ دل اللہ کا شکر ادا کر رہا ہے..... پاؤں نماز کی حالت میں ان کی خاص کیفیات ہوتی ہیں..... وہ اس حالت میں کھڑے ہوئے ہیں ..... یہ اللہ کا شکر ادا کر رہے ہیں..... سر سے پاؤں تک پورا جسم اللہ کے ذکر میں بھی مصروف ہے..... اس کے شکر میں بھی مصروف ہے۔

صبر بھی نماز کے اندر بدرجہ کمال موجود:

تیسری چیز یہ ہے..... کہ آدمی صبر کرے..... ذکر، شکر، اور صبر تو صبر کے تمام مراحل بھی اس میں موجود ہیں..... صبر کے تین درجے ہیں..... نیکی کرنے پر صبر کرنا ..... طبیعت نہیں چاہتی مگر موقع ہے..... وقت ہے..... اللہ کا حکم آ گیا ہے..... اللہ اکبر اللہ اکبر ..... رات کو ہم سوئے ہوئے ہیں..... ائیر کنڈیشن کمرہ ہے..... میٹھی نیند ہے..... ٹھنڈی ہوا

چل رہی ہے...... جی نہیں چاہتا اٹھنے کا اب اس وقت اٹھ کر اللہ کی عبادت کرنا...... یہ کمال صبر ہے...... دوپہر کی تپتی گرمی اور دھوپ میں ایک آدمی ایئر کنڈیشن کمرہ میں سو رہا ہے...... آذان کی آواز سنتا ہے...... اس تپتی ہوئی دھوپ میں مسجد میں آتا ہے...... جہاں پر کوئی پنکھا نہیں...... کوئی سائبان نہیں...... وہاں پر کھڑے ہو کر اللہ کی عبادت کرتا ہے...... نماز ادا کرتا ہے...... یہ کمال صبر ہے...... کہ نیکی کرنے پر صبر کر رہا ہے...... برائی سے رک کر صبر کرنا...... یہ بھی ایک بہت بڑا درجہ ہے...... آدمی کے سامنے برائی کے مواقع موجود ہیں...... وہ چاہے یہ برائی کا کام کرے...... اس کو کوئی روکنے ٹوکنے والا نہیں...... اب صرف اللہ کے خوف سے اللہ کے ڈر کی وجہ سے یہ اس برائی سے اپنے آپ کو روک لیتا ہے...... یہ بہت بڑا صبر کا مقام حاصل کر رہا ہے...... اسی طریقہ سے صبر کا ایک درجہ یہ بھی ہے...... کہ آنے والی آزمائش پر پورا اترنا...... اور حق پر جمے رہنا یہ بھی صبر کا ایک خوبصورت درجہ ہے...... یہ چیز بھی نماز کے اندر بدرجہ کمال موجود ہے۔

مشکلات کے باوجود نماز پڑھنا:

اس لئے کہ نماز دن میں پانچ مرتبہ مسلمان کے ذمہ ہے...... صبر ہر عبادت پہ ایک نہ ایک درجہ پر موجود ہے...... یہ روزہ رکھنا بھی صبر ہے...... حج کرنا بھی صبر ہے...... لیکن روزہ سال میں ایک دفعہ ہے...... اور ایک مہینہ ہے اور حج پوری زندگی میں ایک دفعہ ہے...... اور ہر ایک پر نہیں...... صاحبِ حیثیت پر ہے...... زکوۃ سال میں ایک دفعہ ہے...... اور ہر ایک کے ذمہ نہیں...... صاحبِ حیثیت کے ذمہ ہے...... اور وہ چالیسواں حصہ ہے...... لیکن نماز ایک ایسی عبادت ہے...... جو ہر روز ہے...... ہر ایک کے ذمہ ہے...... اور جہاں پر ہے...... وہاں اس کے ذمہ ہے...... اب جو جہاں پر ہے...... وہاں نماز ادا کرے...... تو بعض دفعہ ادا کرنے کا موقع ہوتا ہے...... اور بعض دفعہ نہیں ہوتا...... بعض دفعہ دشمن اور

مخالف سامنے ہے...... بعض دفعہ کوئی موافق ہے...... بعض دفعہ اس کے اپنے ذاتی حالات ایسے بن جاتے ہیں...... کہ نماز کا اس کو موقعہ نہیں مل رہا...... اب ان تمام مواقع میں نیکی کرنے کے لئے...... آگے بڑھنا برائی سے رکنا...... کہ نماز کو نہ چھوڑے...... اور پھر مشکلات کے باوجود اس عبادت کو ادا کرنا...... یہ صبر کا سب سے زیادہ کمال درجہ ہے۔

پانچ مقامات پر انسان کی آزمائش:

اللہ کہتا ہے...... کہ ہم جب تمہیں صبر کے میدان میں آزمانا چاہتے ہیں...... تو آزمانے کے مقام کون کون سے ہیں...... فرمایا...... ولنبلونکم بشئ من الخوف...... سب سے پہلے خوف کے ذریعے تمہیں دیکھتے ہیں...... کہ تمہارے اندر صبر کتنا ہے۔

والجوع...... بھوک کے ذریعے سے آزماتے ہیں...... ونقص من الاموال...... مال لے کر تمہیں آزماتے ہیں...... والانفس...... تمہاری جانیں لے کر تمہیں آزماتے ہیں...... والثمرات...... تمہارے پھل لے کر تمہیں آزماتے ہیں...... یہ پانچ ایسے مقامات ہیں...... جن مقامات میں اللہ انسانوں کو...... آزماتے ہیں...... کہ میرا بندہ میرا بندہ ہے...... یا ان حادثات اور پریشانیوں کی وجہ سے مجھے چھوڑ کر غیروں کا بن جاتا ہے۔

مشکلات پر صبر کا نتیجہ:

یہاں پر اللہ آزمانے کے بعد پھر وہ نتیجہ دیتے ہیں...... کہ...... وبشر الصابرین...... جو ان مقامات پہ صبر کرتا ہے...... اللہ اس کو خوشخبری دے رہے ہیں...... کہ خوشخبری ان کے لئے ہے...... جو صبر کرنے والے ہیں...... ولنبلونکم بشئ من الخوف...... سب سے پہلے یہ کہ اللہ کہتے ہیں...... ہم تمہیں آزماتے ہیں...... کسی چیز کا خوف دے کر...... کسی چیز کے خوف سے مراد کئی چیزیں ہیں...... ایک معنی تو یہ ہے...... کہ حالات کے تحت مؤمن

اپنی جگہ پر کھڑا ہے...... لیکن ساری دنیاء کفر اس کے خلاف ہوگئی ہے...... اب اس پر خوف طاری ہے...... کہ مجھے کس وقت کیا ہوسکتا ہے...... کسی وقت دشمن مجھے مار سکتا ہے...... کسی وقت وہ مجھ پر حملہ کر سکتا ہے...... کسی وقت میں کسی مصیبت کا شکار ہوسکتا ہوں...... اب یہ اس کا خوف یہ اس کی پریشانی یہ پریشانی اور خوف کے باوجود...... عبادت کرنے سے رکا نہیں...... اللہ کی ذات پر یقین کامل کرتا رہا...... اس کے احکامات کو پورا کرتا رہا...... تو یہ گویا خوف میں آزمایا گیا...... یہ کامیاب وکامران ہو چکا ہے...... اور اس کا دشمن ناکام ہو چکا ہے ...... اللہ اس پر صبر کا بدلہ عطا فرماتے ہیں۔

حضور ﷺ اور صحابہؓ کی ساری زندگی صبر وآزمائش کا نمونہ:

مثال کے طور جناب سرور کونین امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کی زندگی پر آپ غور کریں......! کتنے بڑے بڑے خوف ان پر آئے ...... حادثات آئے جن سے ان کو گزرنا پڑا تھا...... خود محبوب صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کر کے مکہ سے مدینہ آرہے ہیں ...... باہر چودہ سونگی تلواریں ...... کھڑی ہوئی ہیں ...... اور سارے دشمن تلوار لے کر کھڑے ہیں...... کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو باہر نہیں نکلنے دیں گے...... العیاذ باللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کر دیا جائے گا...... دشمن سارے کے سارے کھڑے ہیں...... خوف کی کیفیت یہ ہونی چاہئے تھی ...... کہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر یقیناً یہ ایک آزمائش تھی...... ابتلا تھی...... امتحان تھا...... پریشانی تھی...... کہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں سے گزرنا ہے...... لیکن میرے رب نے کہا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم یہ تیری آزمائش اور امتحان ہے...... اس خوف سے اگر گزر کر آپ آگے چلے جاتے ہیں ...... تو پھر ہم نے فتوحات کے دروازے بھی کھولنے ہیں...... چنانچہ اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے حکم سے اٹھتے ہیں...... مٹی کی مٹھی لیتے ہیں...... ان کی طرف پھینکتے ہیں...... اور پھر سورۃ یٰسین کی

آیات کی تلاوت کرتے ہوئے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم چل رہے ہیں...... دشمن ہر طرف سے ہے...... لیکن پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے رب کی ذات پر اتنا بڑا اعتماد ہے...... کہ کسی کے خوف کو خاطر میں نہیں لائے...... جب نبی اس سے گزر گئے ہیں...... آزمائش میں پورے اترے ہیں...... صبر اور استقامت سے کام لیا ہے...... پھر اللہ نے فتوحات کے دروازے کھول دئے ہیں...... ہر ایک پر یہ کیفیت آتی ہے...... خوف کی صرف وہاں کی بات نہیں...... ہر جگہ ایسا ہوتا ہے...... صحابہ کی ساری زندگی دیکھ لیں......! مہاجرین کتنے پریشان ہوئے...... جب ہجرت کر رہے تھے...... تو مکہ کے کفار ان کو ہجرت کرنے نہیں دیتے تھے...... ایسے ایسے واقعات آئے...... کہ ابو جہل نے کسی کو پکڑا ہے...... ابولہب تو پہلے ہی مر گیا تھا...... جہنم رسید ہو گیا تھا...... باقی کفار مکہ مشرکین جتنے ہوئے تھے...... وہ ان کے راستے روکتے تھے...... حتیٰ کہ جو سامان ساتھ لے کے جا رہے ہیں...... وہ سامان ان سے چھین لیتے تھے۔

اہل ایمان اور خوف:

ایک شخص کو ابوجہل نے یہ جملہ کہا...... کہ تجھے پتہ نہیں کہ تجھے تجارت میں نے کرا کے دی تھی...... اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھ کے ہجرت کر کے جا رہا ہے...... تو پھر یہ مال تجارت یہیں چھوڑ دے...... صحابیؓ نے کہا سامان تو سنبھال لے...... مجھے جانے دے اس نے کہا...... یہ تجھے معلوم نہیں تیری شادی کا سبب میں تھا...... میں نے تیری شادی کرائی تھی...... بیوی یہاں چھوڑ......! پھر جانے دوں گا...... اس نے کہا بیوی کو سنبھال یہیں رہ جائے...... میں بیوی کو ساتھ نہیں لے کر جاتا...... میں اللہ کے راستہ میں ہجرت کرنا چاہتا ہوں...... میں جا رہا ہوں...... اس نے کہا یہ جو بچے ہیں...... میری وجہ سے ہیں...... میں شادی نہ کرواتا یہ تجھے کہاں سے ملتے...... بچے چھوڑ اب اکیلا جان نکل رہا ہے...... جبکہ سارا

خاندان ساتھ تھا...... نکلتے وقت بچہ چھین لیا...... بیوی وہاں رہ گئی...... مال سارا انہوں نے غصب کر لیا...... بعض روایات میں یہاں تک آتا ہے...... کہ اس صحابیؓ کے جسم پر جو کپڑے تھے...... وہ اتار لئے گئے...... اور اس نے بوریاں پہن کر ٹاٹ پہن کر وہاں سے ہجرت کی...... پھر یہاں تک بس نہیں...... حبشہ کی طرف ہجرت کر کے جا رہے ہیں...... ادھر سے وفد ان کے پاس پہنچا ہے...... حاکم حبش کے پاس...... شاہ حبش کو جا کر کہا...... یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جتنے کلمہ پڑھنے والے آ رہے ہیں...... یہ باغی لوگ ہیں...... ہمارے ملک سے فرار ہو کر آ رہے ہیں...... لہٰذا یہ ہمارے دہشت گرد ہمارے حوالے کر دئے جائیں ...... بادشاہ کو اللہ نے سمجھ عطا کی تھی...... اس نے کہا میں ان سے ملوں...... پوچھوں تو سہی! یہ تو مجھ سے پناہ لینے کے لئے آئے ہیں...... ان میں کونسا عیب ہے...... کون سی کمزوری ہے ......جس کی وجہ سے تم یہ بات کہہ رہے ہو...... پتہ چلا جس وقت حضرت جعفر طیارؓ نے وہاں پر تقریر کی...... تو بادشاہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے...... اور کہا کہ واقعی یہ قرآن جو تلاوت کر رہا ہے...... لگتا ایسے ہے...... کہ حضرت عیسیٰؑ پر ایسی ہی کتاب اتری تھی......(۱) خوف کے عالم میں تو ان کو ہر طریقہ سے خوف دیا گیا...... لیکن اہل ایمان کا کمال یہ تھا...... کہ کسی خوف کو خاطر میں نہیں لائے...... اپنے مالک کی رضا پر راضی ہو گئے۔

اللہ کا خوف:

اور ایک تفسیر اس کی حضرت امام شافعیؒ نے کی ہے...... وہ سب سے زیادہ عجیب ہے...... وہ فرماتے ہیں...... کہ یہاں پر ولنبلونکم بشیئٍ من الخوف میں کسی چیز کا خوف

---

(۱) ابن ھشام ص ۳۱۵ ج۱ بیروت / زرقانی ص ۵۰۶ ج۱ / سیرت مصطفی ص ۲۵۳ ج۱ / رحمۃ اللعالمینؐ ص ۸۹ ج۱ مطبوعہ لاھور / دلائل النبوۃ ابو نعیم اصفھانی ص ۲۱۴ (مترجم) مسند احمد ص ۲۰۱ ج۱ / مجمع الزوائد ۲۷ ج۶ / عیون الاثر ص ۱۱۸ ج۱ / سیرت النبیؐ شبلی نعمانی ص ۱۵۱ ج۱

دے کرآزماتے ہیں.....تو یہاں خوف سے مرادمخلوق کا خوف نہیں کہ بندوں سے ڈرو۔ چیزوں سے ڈرو کسی آنے والی مصیبت سے ڈرو نہیں اللہ یہ کہتے ہیں کہ..... میں اپنا خوف تمہارے دلوں میں ڈال کرتمہیں آزمانا چاہتا ہوں ..... کہ تم مجھ سے کتنا ڈرتے ہو..... ولنبلونکم بشئ من الخوف..... یہاں اللہ کا خوف مراد ہے..... کہ دولت بھی تمہارے پاس ہے..... مال بھی تمہارے پاس ہے..... تم جو چاہو غلط کام اور برائی کرو..... تمہیں کوئی روکنے ٹوکنے والا نہیں ہے..... اس وقت صبر کا اعلیٰ درجہ یہ ہے..... کہ تمہارے سامنے مجھ رب کا خوف ہو..... میری ذات کے سوا کسی سے نہ ڈرو۔

حاکم وقت خفا ہوتا ہے تو خفا ہونے دو

خوف کی سب سے بڑی کیفیت:

وہ ساری کی ساری دنیا ناراض ہو جائے.....لیکن اللہ نہ ناراض ہو.....میرا خوف تمہارے دلوں میں کتنا ہے..... میں اصل تمہیں آزمانا چاہتا ہوں.....اب تمہارے دل میں رب کا خوف آیا.....اور سب کا خوف نکل گیا.....تم نے صبر کا اعلیٰ مقام حاصل کیا ہے..... اور اس خوف کی سب سے بڑی کیفیت نماز ہے..... کہ آدمی جب نماز میں کھڑا ہوتا ہے..... آمنو استعینوا بالصبر و الصلوٰۃ ..... کہ نماز کی حالت میں اللہ کا خوف آدمی پر طاری ہو جاتا ہے.....صحابہ کرامؓ کی نمازیں آپ لوگوں کے سامنے ہیں..... میں ان واقعات کو نہیں دہرانا چاہتا.....فضائل نماز شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ کا ایک رسالہ ہے.....اس کو آدمی پڑھے تو حیران ہو جاتا ہے.....آذان ہوتی تو صحابہؓ کے جسم پہ کپکپی طاری ہو جاتی.....دوکانیں کھلی چھوڑ کر اٹھ کر چلے جاتے تھے..... یہ کہتے تھے کہ بڑے نے بلایا ہے.....اس کا خوف ہم پر طاری ہو گیا ہے.....ایک ایک صحابیؓ کی حالت یہ ہوتی تھی ..... کہ نماز کی حالت میں جب کھڑے ہوتے ..... ایسے لگتا تھا..... جیسے لکڑیاں زمین میں گاڑ دی گئی ہیں ..... بالکل

حرکت نہیں ہوتی تھی......نماز کی حالت یہ ہوتی تھی...... کہ نماز کی حالت میں حیدر کرارؓ کو تیر پاؤں میں لگا......اور درمیان میں رہ گیا......انتہائی پریشانی تھی......ہاتھ لگاتے تھے...... چیخیں نکل جاتی تھیں......فرمایا جب اللہ کی دربار میں ہوں......نماز کی نیت باندھوں......تم اس کو نکال لینا......اس لئے کہ جب عبادت کے لئے کھڑا ہوتا ہوں......مخلوق کا تصور ختم ہو جاتا ہے......نماز کے لئے کھڑے ہوئے......اس کو کھینچا گیا......علیؓ کے قدموں میں جنبش نہیں آئی...... جب سلام پھیرا تو مصلّٰی سارا خون سے تر تھا......فرمایا یہ کیا ہوا......؟ کہنے لگے ہم نے تیر نکالا ہے......فرمایا اچھا......! مجھے تو اس کا احساس بھی نہیں ہوا......(۱)

میں تو اللہ کی عبادت میں مصروف کھڑا تھا یہ ہے......اللہ کا خوف......اللہ دیکھتے ہیں...... کہ میرے بندوں میں میرا خوف کتنا ہے......پہلی آزمائش یہ ہے...... کہ اللہ خوف ڈال کر آزمائیں۔

بھوک سے اپنے بندوں کی آزمائش:

دوسری آزمائش یہ ہے...... کہ......والجوع ...... بھوک دے کر بھی آزماتے ہیں......اس کی بھی دونوں کیفیتیں ہیں......ایک تو یہ ہے...... کہ ہرے بھرے باغ ہیں......دولت اور مال موجود ہے......صحابہ پہ آیا ایسا وقت ادھر اعلان ہو گیا...... کہ چلو جنگ تبوک پر اب یہ باغات کو چھوڑ کر جو اللہ کے راستہ میں جا رہے ہیں......اللہ آزما رہا ہے کہ اس بھوک و پیاس کے عالم میں کیسے جا رہے ہیں......غزوۂ خندق میں خندق کھودی جا رہی ہے اور عجیب کیفیت ہے کہ رحمت کائنات امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں

---

(۱) فضائل نماز ص ۸۹ از شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی ثم المہاجرین المدنیؒ

صحابہ کرام بھی کھڑے ہوئے ہیں...... اور ایک صحابی آ کے بھوک و پیاس کی شکایت کرتے ہیں...... اور پیٹ سے اوپر کپڑا کر کے کہتے ہیں...... محبوب صلی اللہ علیہ وسلم دیکھئے میں نے پیٹ پر پتھر باندھا ہوا ہے...... اس کے اوپر کپڑا کھینچ کے باندھا ہے...... تاکہ بھوک کی وجہ سے نڈھال ہوکر میری کمر نہ جھکے...... میں سیدھا کھڑا ہو کے کام کرسکوں...... اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو آ گئے...... فرمایا تم نے ایک پتھر باندھا ہے...... محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جسم سے کپڑا اتار کر کہا...... مجھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیٹ پر پتھر باندھا ہوا ہے...... اللہ یوں بھی بھوک دے کے آزماتے ہیں۔......(۱)

حضرت ابوبکر صدیقؓ ایک مرتبہ گھر سے باہر نکلے...... اور بڑے پریشان ہو کر نکلے...... کیا دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے گھر سے باہر نکل آئے ہیں...... اب یہ چیزیں ایسی ہوتی ہیں...... کہ چہرے سے بھی بعض دفعہ پہچانی جاتی ہے...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیقؓ کو دیکھ کر فرمایا...... ابوبکر......! خیر ہے تجھے کس چیز نے گھر سے باہر نکالا ہے......؟ کہا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بھوک کی شدت نے گھر سے باہر نکالا ہے...... کھانے پینے کو کچھ نہیں ہے...... یہ وہ ابوبکرؓ ہے جو پنتالیس ۴۵ لاکھ دراہم و دینار کا مالک تھا...... جس وقت اس نے کلمہ پڑھا تھا...... چھ تجارت کی دوکانیں تھیں...... مکہ کا سب سے بڑا رئیس تھا...... سارا دن اس کے گھر دسترخوان بچھا رہتا تھا...... ہزاروں آدمی روزانہ اس کے دسترخوان سے کھانا کھاتے تھے...... آج اپنا حال یہ ہے کہ...... محبوب صلی اللہ علیہ وسلم بھوک نے مجھے گھر سے باہر نکالا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا...... ابوبکرؓ......! ایسے تجھے بھوک نے گھر سے

---

(۱) البدایہ والنہایہ ص ۷۹ ج ۴ / سیرت النبیؐ ص ۲۵۴ ج ۱ / سیرت مصطفی ص ۳۱۳ ج ۲ / صحیح بخاری ص ج ۲

باہر نکالا ہے مجھے بھی بھوک نے گھر سے باہر نکالا ہے...... آج مہینہ ہونے کو ہے...... میرے گھر میں رات کو چراغ نہیں جلا اور ہمارے گھر میں چولھا بھی نہیں جلا۔

ساری نعمتوں کے باوجود بھوکے رہنے کا حکم:

ولنبلونکم بشیٔ من الخوف والجوع...... اور بھوک سے اللہ آزماتے ہیں...... اور امام شافعیؒ کی جو تفسیر ہے...... اس نے اس کا مفہوم ایک اور لکھا ہے...... کہ ایک ہے امتحان اضطراری حالت میں...... یہ صبر کی کیفیت ہے...... جو آپ کے سامنے آ رہی ہے...... کہ نہیں ملا تو اس لئے بھوکے ہیں...... اس حالت میں صبر نہ کرے گا تو کیا کرے گا۔

واویلا کرے گا...... چیخ و پکار کرے گا...... عبادت ضائع ہو جائے گی...... یہ مجبوری کی حالت ہے

امام شافعیؒ کہتے ہیں...... اس سے بھی ایک بڑا مقام ہے...... کہ رب جب بھوک دے کر آزماتا ہے...... ساری نعمتیں تمہارے پاس ہیں...... مگر رب کہتا ہے...... نہ کھاؤ روزہ ہے...... یہ کیا بات ہے کہ شدید گرمی ہو...... سولہ سولہ سترہ سترہ گھنٹے کا روزہ ہو...... صبح سویرے سے لے کر مغرب تک پورا دن بھوک و پیاس اور گرمی کی شدت سب برداشت کیا جا رہا ہے...... دستر خوان پہ ہزاروں نعمتیں سامنے رکھی ہیں...... کوئی پوچھنے والا نہیں...... تم چاہو اٹھا کر کھا لو...... کوئی تمہیں نہیں روکتا...... گھڑی پر بیٹھ کر ٹائم دیکھ رہے ہو کہ...... ابھی پانچ منٹ باقی ہیں...... صبر کرو...... ابھی تین منٹ رہتے ہیں...... یہ آذان ہو رہی ہے...... نہیں بھائی ہماری آذان ابھی نہیں ہوئی...... اپنی آذان پر روزہ کھولنا ہمارے کچھ دوستوں کی عادت ہے...... وہ آذان پہلے ہی دے دیتے ہیں...... ہمارا ایک دوست کہا کرتا تھا...... یہ وضو کی آذان ہے...... نماز کے لئے آذان بعد میں ہو گی...... تو میں عرض کر رہا ہوں کہ......

یہ صبر کس چیز کا ہے......؟ رکاوٹ نہیں چیز تمہاری ہے...... دستر خوان تمہارا ہے...... کھانے تمہارے ہیں...... ہر چیز گھر میں بھی رکھی ہے...... دستر خوان پر بھی موجود ہے...... ہاتھ کیوں نہیں بڑھتا......اس لئے نہیں بڑھتا...... کہ...... ولنبلونکم بشئ من الخوف والجوع...... اس نے یہ بھوک دے کر آزمایا...... مال سارا دیا ہے...... نعمتیں ساری دی ہیں...... پھر بھوکے رہنے کا حکم دیا ہے...... کہ صبح سے شام تک بھوکے رہو...... یہ آزمائش پر پورا اترنا...... روزہ کی تکمیل کرنا...... پھر اس روزہ کا ماتم نہ کرنا...... اس پہ اظہار واویلا نہ کرنا...... یہ نہ کہنا کہ بھوکا پیاسا مر گیا ہوں...... اب جب شام کو اس صبر پر تو روزہ کھولتا ہے

صبر کا بدلہ جنت:

اسی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا......شهر الصبر...... رمضان صبر کا مہینہ ہے...... والصبرُ وثوابهُ الجنةُ......(۱)

اس صبر کا بدلہ اللہ کے ہاں جنت کے سوا کچھ نہیں...... یہ بھوکے صابرین قیامت کے دن جب اٹھیں گے......اعلان ہوگا کہاں ہیں...... وہ لوگ جو بھوک پیاس رب کے حکم پر چھوڑ دیتے تھے...... یہ ایک بہت بڑی جماعت ہوگی۔

اللہ فرمائیں گے......ان کے لئے میرے عرش کے سائے تلے دستر خوان بچھاؤ ......ان کی وہاں مہمان نوازی کرو...... یہ وہاں بیٹھ کر کھانے کھائیں...... میں رب اور لوگوں کا حساب کرنا چاہتا ہوں......جن کو میں نے وہاں پر آزمایا تھا......آج میں ان کو انعام اپنے ہاتھوں سے دینا چاہتا ہوں...... یہی وہ مفہوم ہے۔

---

(۱) مشکوٰۃ ص ۱۷۳ ج ۱ عن سلمان فارسیؓ مطبوعہ نور محمد کتب خانہ دھلی

اس حدیث کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا...... الصوم لی وانا اجزی بہ ......(۱)

کہ روزہ میرے لئے ہے...... اور اس کی جزا میں اپنے ہاتھوں سے دیتا ہوں...... یا یہ ہے ہر عبادت کی جزا جنت دی ہے...... روزہ کا بدلہ میں رب ہوں میں تیرا بن گیا...... تجھے اور کیا چاہئے...... تو دوسری چیز آزمائش کی، جو ہے...... وہ بھوک ہے۔

مال میں کمی دے کر آزمائش:

تیرے صبر کا جو اللہ امتحان لینا چاہتا ہے...... فرمایا...... ونقص من الاموال...... مالوں میں کمی کر کے بھی آزماتا ہوں...... کہ کیا حال ہے تمہارا...... مالوں کی کمی کی بھی دونوں کیفیتیں ہیں۔

- اضطراری حالت بھی...... اختیاری حالت بھی...... اضطراری حالت یہ ہے...... کہ بہت بڑا مال تھا...... بہت بڑا باغ تھا...... پھلا ہوا تھا...... صبح اٹھ کے جاتا ہے...... اور اس کی رونقیں بہاریں دیکھتا ہے...... یقین ہے کل پرسوں اس کے پھل اتریں گے...... بڑا سکون اور مزہ آئے گا...... اچانک طوفان اور آندھی آئی سب کا سب برباد ہو گیا...... اب دیکھنا چاہتا ہے...... کہ میری رضا پہ راضی رہتے ہو، یا کہتے ہو...... بس رب کو میں ہی ملا تھا...... اس مصیبت میں ڈالنے کے لئے...... اب یہ اللہ مال لے کر آزمارہا ہے...... ہری بھری دوکان تھی...... اچانک مصیبت آئی ساری کی ساری تباہ و برباد ہو گئی...... آگ لگ گئی...... کوئی اور مصیبت آگئی...... یہ بھی آزمائش کا ایک طریقہ ہے۔

---

(۱) صحیح بخاری ص ۲۵٤ ج۱ / نسائی کتاب الصیام باب فضل الصیام / مسند احمد ص ۲۳۲۔ ۲۳٤۔ ۲۵۷۔ ۲٦٦۔ ۲۷۳۔ ۲۸۱۔ ۳۱۳۔ ٤۱۰۔ ٤۱٤۔ ٤٤۳۔ ٤۵۷۔ ٤۵۸۔ ٤٦۵ ٤٦۷۔ ٤۷۷۔ ج۲ / سنن الدارمی ص ٤۰ ج۲ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی / مشکوۃ ص ۱۷۳ ج۱ /

کہ اللہ اس طریقہ سے آزماتا ہے...... اور ایک یہ ہے کہ اللہ مال میں کمی کر کے آزماتا ہے...... اس سے مراد اللہ کے حکم پر مال خرچ کرنا...... یعنی زکوٰۃ دینا...... یہ امام شافعی کی تفسیر ہے...... کہ خوف سے مراد نماز ہے...... بھوک سے مراد روزہ ہے...... اور مالوں میں کمی سے مراد زکوٰۃ ہے...... دولت میری...... پیسہ میرا...... جائیداد میری...... مال میرا...... پورا سال میں نے کمایا...... اب سال گزرا...... تو اللہ نے کہا اس کا چالیسواں حصہ دے...... اب طبیعت نہیں چاہتی...... کہ میں اپنے ہاتھ کی کمائی کسی اور کو کیسے دوں لیکن رب کا حکم ہے

محتاجوں کو تلاش کر کے انہیں زکوٰۃ دینا دوہرا صبر واجر:

اس پر بھی غور کریں!...... تو عجیب بات ہے...... قرآن میں جہاں جہاں زکوٰۃ دینے کا حکم ہے...... وہاں یہ ہے...... کہ...... اقیموا...... الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ...... "نماز قائم کرو، زکوٰۃ کو تم دو، زکوٰۃ دو۔"

"اتو"...... زکوٰۃ نکالو نہیں...... بلکہ کہا زکوٰۃ دو...... فرق کیا ہے......؟ کہ جب تم اپنی چیز نکال کر یہاں رکھو گے...... تو لوگ تمہارے دروازے پر زکوٰۃ لینے آئیں گے...... تو اس میں تمہاری شان بڑھ رہی ہو گی...... کہ میں شاید بڑا مالدار ہوں...... یہ غریبوں کی لائن میری دوکان پر لگی ہوئی ہے...... اب اسی طرح کرتے ہیں اعلان کرتے ہیں...... فلاں دن زکوٰۃ تقسیم کروں گا...... اس دن آنا پھر غریبوں کی لائن لگی ہوئی ہو گی...... ان کے چہروں پر غربت کی وجہ سے پریشانی کے آثار ہوتے ہیں...... اور وہ اس رئیس کے سامنے منہ ڈھیلا کر کے کھڑے ہوتے ہیں...... کہ خدا کے لئے مجھے زکوٰۃ دو......! بلکہ فرمایا...... !اتــــوا الزکوٰۃ...... "تم جا کر زکوٰۃ دو!"۔

☆ فقیروں کو تلاش کرو...... مسکینوں کو تلاش کرو...... غریبوں کو تلاش کرو...... ان محتاجوں کو تلاش کرو...... جو زکوٰۃ کے مستحق ہیں...... تو امیر اپنی دوکان پر بیٹھا اب جا تو ان کے

دروازے کھٹکھٹا دستک دے...... ان کو تلاش کر کے، ان کے گھروں میں جا کر کے زکوٰۃ دے...... اس پر تجھے کمال درجے کا اجر ملے گا...... یہ دوہرا صبر حاصل کر رہا ہے...... ایک مال دے رہا ہے...... دوسرا ان کے دروازوں پر جا کے ان کو دے رہا ہے...... تو اپنی عزت نفس کو خاک میں ملا...... خدا تجھے اجر عطا کریں گے...... اس لئے بہتر وہ جو جا کر دے...... وہ نہیں جس کے دروازے پر لوگ جائیں...... ہمارے اکابر میں یہ بڑی ریت ہے...... بڑے بڑے بزرگوں کی...... اب بھی کچھ ایسے لوگ ہیں...... ایسے مدارس اور درسگاہیں ہیں...... جو لوگ کبھی زکوٰۃ لینے نہیں جاتے...... کہہ دیتے ہیں...... کہ ہم ادھر ہی ہیں...... جس کو اللہ توفیق دیتا ہے...... جس کا مال نکلتا ہے...... خود دینے کے لئے آئے...... جب دینے کے لئے آؤ گے...... تو اجر زیادہ ملے گا...... میں اگر اپنی جگہ پر بیٹھا ہوں...... وہ میرے پاس لینے کے لئے آئے تو! میری چودراہٹ تو برقرار رہی...... میری سرداری کا رعب تو بحال رہا...... جب میں ان کے دروازے پر جاؤں...... دستک دوں ان کی خیریت پوچھوں!...... اس ہاتھ سے دوں...... کہ اس ہاتھ کو پتہ نہ چلے...... یا یہ ہے...... کہ دیتے ہوئے ان سے کہوں کہ...... مجھ سے یہ قبول کر لو۔

جانوں میں کمی:

اس وقت جو تیری عاجزی ہے...... اس کی عزت بڑھ رہی ہے...... تو اللہ کی مخلوق کے دل کا حوصلہ بڑھا رہا ہے...... اس پر جو خدا نے تجھے اجر عطا کرنا ہے...... اس اجر کا تو تصور نہیں کر سکتا...... تجھے دوہرا اجر مل رہا ہے...... زکوٰۃ نکالنے کا اجر بھی مل رہا ہے۔

❁ غریبوں کو تلاش کرنے کا اجر بھی مل رہا ہے...... ان کی حوصلہ افزائی کرنے کا اجر بھی مل رہا ہے...... یہ سب سے اعلیٰ درجہ اللہ تمہیں عطا کرتے ہیں...... جس سے اللہ آزماتے ہیں...... وہ کون سی چیز ہے...... مالوں میں کمی اور زکوٰۃ کی ادائیگی...... یہ بات آپ کو یاد بھی

رہتی ہیں......؟ سب سے پہلی چیز جس سے اللہ آزماتے ہیں......وہ کون سی چیز ہے......؟ خوف، دوسری چیز بھوک اور تیسری چیز مالوں میں کمی وہ زکوٰۃ کی شکل ہو......یا صدقہ الفطر کی شکل ہو......قربانی کے دن آگئے......قربانی کی شکل ہو......زمیندار صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ......تو ان کے عشر کے دینے کی شکل ہو......یہ ساری کی ساری...... "من الاموال"......کی قسمیں ہیں اگلی بات......والانفس...... اللہ جانوں میں کمی کر کے بھی آزماتے ہیں...... کئی بھائی تھے......دو جہاد میں شریک ہوتے تھے......اب یہ جان میں کمی آگئی......آپ کی کمر ٹوٹ گئی...... بیٹے شہید ہو گئے......فوج تھی ایک دم ظالم نے حملہ کیا......اور اچھی خاصی فوج شکار ہو گئی......شہادت پا گئی......اب جس کا فوجی شہید ہوا ہے......اس کمانڈر سے پوچھو......! تیرا کیا حال ہے...... ؟ جس کا بیٹا شہید ہوا ہے......اس باپ سے پوچھو تیری کیا کیفیت ہے؟......اسی طریقہ سے جس کے چار بھائی تھے......اس کے دو بھائی چلے گئے ......ان پر کیا بیت رہی ہے...... جب وہ اپنے گھر کی کیفیت کو دیکھتے ہیں......اس کے دونوں طریقے ہیں......ایک تو یہ ہے...... کہ اللہ جانوں میں کمی کر کے آزماتے ہیں...... یعنی تمہارے اوپر جہاد کو فرض ہی اس لئے کیا کہ تم اللہ کے دین کی دعوت دیتے ہوئے اپنی جانیں پیش کرو......! اس سے علماء نے یہ مسئلہ بھی نکالا ہے......کہ جہاد ایک ایسا فریضہ ہے ......کہ جس کو قرآن کی اس آیت کے حوالہ سے حج سے پہلے اللہ نے اس کو اس لئے بیان کیا ہے......تاکہ تمہیں پتہ چلے......کہ حج تو کسی کے ذمہ ہے......ہر کسی کے ذمہ نہیں...... جہاد نماز کی طرح ہر شخص کے ذمہ ہے......ہاں اس کی کیفیات ہیں...... جو جتنا جہاد کر سکتا ہے ......اتنا اس کے ذمہ ہے......اور اس میں اعلیٰ درجہ کا جہاد اس آدمی کا ہے......جو اپنی جان کو پیش کرتا ہے......اس لئے اس سے پہلے اللہ نے شہداء کا تذکرہ کیا......کہ یہ جو شہداء کی آیت ہے......ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللّٰہ اموات۔

علماء نے لکھا ہے...... یہ شہداء بدر کے متعلق اتری ہے......(۱) بدر میں جتنے لوگ شہید ہو گئے تھے...... اللہ نے ان کا درجہ بتایا...... اب یہ بھی بتایا...... کہ یہ نہ سمجھنا کہ ہم تمہیں آزمائیں گے...... نہیں...... ہم تمہیں آزمائیں گے۔

جنگ اُحد کے بعد پورا مدینہ شہادتوں کی داستان:

حدیث کی کتابوں میں آتا ہے...... جب جنگ احد لڑی گئی...... (آگے جنگ احد کے واقعات بھی قرآن کریم میں آرہے ہیں...... چوتھے پارہ میں) اس احد کے میدان میں ستر ۷۰ صحابہؓ شہید ہوئے...... جب یہ لوگ واپس مدینہ میں آئے...... مدینہ ایک بستی تھی ...... کوئی بہت بڑا شہر نہیں تھا...... کراچی لاہور نہیں تھا...... چند گھروں پر مشتمل بستی تھی ...... حدیث کی کتابوں سے تاریخ سے یہ پتہ چلتا ہے...... کہ ستر آدمی جن کے شہید ہوئے...... ان ستر گھروں میں تو صف ماتم تھا...... یہ اصطلاحی لفظ استعمال کر رہا ہوں...... یہ نہیں ہے ...... کہ معاذ اللہ صحابہؓ نے ماتم کیا تھا...... یعنی سوگ تھا...... افسوس تھا...... پھر ہر ستر کے جو قریبی رشتہ دار ہیں...... ان کو بھی کتنا افسوس ہو گا...... ایک آدمی فوت ہوتا ہے...... کتنے گھرانوں کے اندر افسوس ہوتا ہے...... اس کی بیوی بیوہ ہو گئی...... تو وہ گھرانہ سارا افسوس ناک...... بھائیوں کا گھرانہ سارا افسوس میں...... اولاد کا گھرانہ سارے کا سارا افسوس میں والدین افسوس میں...... چچے تائے ماموں خالائیں پھوپھیاں سب کے سب پریشانی کی حالت میں...... ایک ایک آدمی پر کتنے کتنے لوگ افسوس کرتے ہیں...... شہر کی ستر لاشیں تڑپ رہی ہیں...... ان کے گھروں کو دیکھئے صحابہؓ کہتے ہیں...... جس میں کوئی غمزدہ آدمی نہ ہو...... یا تو شہیدوں کے گھر تھے...... یا پھر ان معذوروں کے گھر تھے۔

---

(۱) اسباب النزول ص ۱۰ / انوار البیان ص ۱۹۹ ج ۱ /

کہ کسی کی آنکھ پھوٹی ہوئی تھی...... کسی کا ہاتھ ٹوٹ گیا تھا...... کسی کے پاؤں کٹ گئے تھے ...... کسی کے عزیز رشتہ دار زخمی ہو گئے تھے...... جناب طلحہؓ کا بازو کٹ گیا تھا...... اور کئی صحابہؓ ایسے تھے...... جن کے جسموں پر کئی کئی تیروں تلواروں کے زخم پڑے ہوئے تھے...... اس وقت کوئی گھر ایسا نہ تھا...... جس میں بیمار نہ ہو...... کوئی گھر ایسا نہ تھا...... جس میں کوئی مریض نہ ہو...... کوئی گھر ایسا نہ تھا...... جس میں کوئی زخمی نہ ہو...... کوئی گھر ایسا نہ تھا...... جس میں شہید نہ ہوا ہو...... یہ پورے کا پورا شہر شہادتوں کی داستان بنا ہوا تھا۔

شہید کے لواحقین کو صبر کی تلقین:

اللہ کہہ رہے تھے...... ولنبلونکم بشیٔ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس ...... یہ تمہاری جانیں لے کے آزماتا ہوں...... کہ تم ان کے جانے پر اگر راضی برضا ہوتے ہو...... تو جب شہید، شہید ہو جاتا ہے...... اور پچھلے صبر کرتے ہیں ...... تو اللہ اس کی شہادت کی وجہ سے ان کو اجر عطا کرتا ہے...... ان کے صبر کی وجہ سے اس کے درجے بلند کرتا ہے...... دونوں طرف سے انعامات مل رہے ہیں...... اس کو بھی انعام دیا جا رہا ہے...... ان کو بھی انعام دیا جا رہا ہے۔

اللہ کا لے کر بھی آزمانا:

والانفس والثمرات ...... اللہ جان لے کر آزماتے ہیں...... آخری بات کہ اللہ پھل لے کر آزماتے ہیں...... ایک تو پھلوں سے مراد ظاہری پھل ہیں...... جیسے غزوہ تبوک کے موقع پر باغات پکے ہوئے تھے...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ جہاد پر چلو ...... اب پھل پکے ہوئے ہیں...... پورے سال کا دارومدار ان پھلوں پر ہے...... سال کی روزی اسی پر ہے۔

اب جی چاہتا ہے...... اگر میں ان کو سنبھال لوں پھر جنگ پر ہم جائیں...... تو روزی بھی محفوظ...... امداد کے لئے بھی...... اپنے لئے بھی...... بیوی اور گھر والوں کے لئے بھی...... اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم بھی پورا ہو جائے گا...... ادہر دوسری طرف حکم یہ ہے...... کہ چلو ابھی پھل یہیں رہنے دو...... اور عجیب بات ہے...... غزوہ تبوک میں کامیابی ہے...... شکست ہے ہی نہیں...... جنگ لڑی نہیں گئی...... فاتح طور پہ یہ واپس آئے ہیں...... اس تبوک میں اتنی آزمائش آئی تھی...... کہ تھا کچھ نہیں، حکم تھا...... کہ جہاد کے لئے جانا ہے...... صحابہؓ کے گھروں میں پیسے نہیں...... باغات تیار ہیں...... باغ چھوڑنے کا بھی حکم دیا جا رہا ہے...... ساتھ یہ بھی حکم ہے کہ چندہ دو...... ! کھانے کو روٹی نہیں ملتی...... چندہ دو! گھر میں پہننے کے لئے کپڑے نہیں ہیں...... نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے...... چندہ دو! اب جب یاروں نے چندہ دینا شروع کیا...... تو تاریخ اس پر گواہ ہے...... کہ دینے والوں نے کیسا دیا اور کتنا دیا......؟ اب میں اس واقعہ کو تفصیل سے نہیں نقل کر سکتا...... کہ جس کے پاس جو تھا لا کے رکھ دیا...... فاروق اعظمؓ نے آدھا مال لا کے رکھ دیا...... صدیق رضی اللہ عنہ نے گھر جھاڑو دے کر سب کچھ لا کے رکھ دیا...... حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تہائی لشکر کا سامان لا کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں رکھ دیا......(۱)

---

(۱) حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جو مال خدمت نبوی میں پیش کیا اس کل مال کی مقدار چار ہزار درہم تھی۔ اس کے بعد حضورؐ نے پوچھا ابوبکرؓ گھر میں کیا چھوڑا ہے عرض کی لھم اللہ ورسولہ "اللہ اور اس کا رسول" سیدنا فاروق اعظمؓ نے نصف مال پیش کیا۔ سیدنا عبدالرحمن بن عوف نے دو سو اوقیہ چاندی (یعنی ساڑھے ۲۹) لا کر حاضر خدمت کیا۔ سیدنا عاصم عدی نے نوے وسق (ساڑھے تیرہ کلو) کھجور لا کر پیش خدمت کی۔ (زرقانی ص ۶۹ ج ۶ بیروت) سیدنا عثمانؓ نے ملک شام کے لئے ایک قافلہ تیار کیا ہوا تھا۔ جس میں پالان اور کجاوے سمیت دو سو اونٹ تھے اور ساڑھے انیس کلو چاندی تھی۔ یہ سب خدمت نبوی میں پیش کر دیا۔ اس کے بعد پھر ایک سو اونٹ پالان اور کجاوے سمیت پیش کئے۔ علاوہ ازیں ایک ہزار دینار یعنی ساڑھے پانچ کلو سونا لے آئے۔ یہ بھی آغوش نبوت میں ڈال دیا۔ آپؐ خوشی سے ان دیناروں کو اچھالتے تھے اور فرماتے تھے۔

اب رب پھلوں میں آزمارہا ہے.....ادہر باغات پکے ہوئے ہیں.....ان کے چھوڑنے کا حکم ہے.....ادہر جو گھر میں پڑا ہوا ہے..... نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں لا کے رکھنے کا حکم ہے.....رہی سہی جان ہے.....اسے جہاد میں لے جانے کا حکم ہے.....کیا آزمائش ہے.....؟

رسول اللہؐ اور صحابہؓ کی آزمائشوں کا تصور:

ہم ان امتحانوں کا تصور نہیں کر سکتے .....تھوڑی سی مصیبت آئے .....تو واویلا کرتے ہوئے کہتے ہیں.....اللہ نے مسلمانوں کا ساتھ نہیں دیا.....انا للّٰہ وانا الیہ راجعون ..... مجھ میں آپ میں کوئی آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ استقلال واستقامت والا نہیں ہے.....صحابہؓ سے زیادہ ایمانی قوت والا نہیں ہے ..... قرآن کہتا ہے..... کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کہتے تھے.....نصر اللّٰہ..... ''اللہ تیری مدد کب آئے گی''

نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہل جاتے تھے ..... اللہ اتنا آزماتا ہے ..... اب ان آزمائشوں پر جب آدمی صبر کرتا ہے.....اور اللہ کی رضا پر راضی ہو جاتا ہے.....تو پھر وبشر الصابرین..... کا اعزاز ملتا ہے.....اللہ پھل لے کے آزماتے ہیں.....اور ایک تفسیر پھلوں کی اور بھی ہے.....وہ بڑی عجیب ہے..... کہ اللہ جانیں لے کر بھی آزماتا ہے.....پھل لے کر بھی آزماتا ہے۔

(بقیہ حوالہ جات) ماضر عثمانؓ ما عمل بعد الیوم " آج کے بعد عثمانؓ کو کوئی .... نہیں ہوگا۔ "اس کے بعد سیدنا عثمانؓ نے بھردیا۔ پھر اور پیش کیا۔ یہاں تک کہ ان کے چندہ کی مقدار نقدی کے علاوہ نو سو اونٹ اور ایک سو گھوڑے تک جا پہنچی۔ (فتح الباری ص ٦٧ ج٧ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ترمذی ص ٢١١ ج٢ مطبوعہ قدیمی کراچی) زرقانی میں بھی ہے کہ حضور انے فرمایا: غفر اللّٰہ لك یا عثمان ما اسررت وما اعلنت، وما ھو کائن الی یوم القیامۃ۔ مایبالی ما عمل بعدھا (شرح الزرقانی ص ٧١ ج٤ بیروت)

ثمرات سے ایک مراد تو یہ ہے...... کہ آپ کے پھل فروٹ آزمائشوں میں یہ سب کے سب ضائع ہو گئے۔

اللہ کا اولاد لے کر آزمانا:

ایک یہ ہے...... کہ آدمی کا اصل پھل زندگی کا اصل ثمرہ انسان کا اصل میوہ اس کی اولاد ہے...... اللہ اولاد کو لے کر آزماتے ہیں...... کہ یہ اولاد کو میرے راستہ میں دے کر کتنا خوش ہے...... یا پریشان ہے...... پھر اولاد کے لینے کی کئی شکلیں ہیں...... اس لئے حدیث پاک میں آتا ہے...... کہ جب کسی مؤمن کا بچہ فوت ہو جائے چھوٹی عمر میں...... اب ظاہر ہے...... کہ بچہ رخصت ہو...... بچی رخصت ہو...... باپ کے دل پر جو گزرتی ہے...... کوئی اس کے سینے پر ہاتھ رکھے...... اس ماں کے سینے پر ہاتھ رکھے...... کہ اس کے ساتھ کیا بیت رہی ہوتی ہے...... اب جب اتنا بڑا المیہ اس کے ساتھ ہوتا ہے...... تو حدیث کی کتابوں میں آتا ہے...... کہ عزرائیلؑ اللہ کے حضور...... جب اس بچہ کی روح لے کر جاتے ہیں...... اللہ پوچھتے ہیں...... کہ میرے بندے کے دل کو تو زخمی کر کے آیا ہے...... اس کے بیٹے کو تو لے آیا تو بتا...... میرے بندے کو تو کس حال میں چھوڑ کے آیا......؟ اب وہ فرشتہ کہتا ہے اللہ!...... میں جب اس کی روح نکال رہا تھا...... باپ اس کو دیکھ رہا تھا...... اس پر یہ کیفیت تھی...... ماں پر یہ حالت تھی...... جب میں اس کو لے کر آیا...... میں ان کو اس حال میں چھوڑ کے آیا...... کہ ان کی آنکھوں میں آنسو تھے...... زبان پر یقیناً اس میں کوئی شک نہیں...... کہ اظہار افسوس کے کلمے تو آتے تھے...... لیکن فوراً کہتے تھے "انا للّٰہ وانا الیہ راجعون" وہ اسی وقت تیری رضا پر راضی ہو کر تیرا شکر ادا کر رہے تھے...... صبر کا حق ادا کر رہے تھے...... اللہ فرماتے ہیں فرشتو......! یہ میں بھی جانتا ہوں...... میں نے تم سے اس لئے پوچھا ہے...... کہ تم بھی اس پر گواہ ہو جاؤ! میں نے اس بندے کا امتحان لیا...... اس کی اولاد کو میں نے

لے لیا ہے...... اس کے بدلے میں اس کی یہ اولاد بھی جنت میں ہے...... اور وہ بندہ صبر کر کے وہ بھی جنت میں ہے ......(۱) جب قیامت کا دن ہوتا ہے...... پھر یہی چھوٹے چھوٹے بچے اللہ کی دربار میں پیش ہوتے ہیں والدین بھی ہوں گے...... ساری دنیا ہوگی...... ماں باپ کا حساب شروع ہوگا...... یہ بچے چمٹ جائیں گے...... اور کہیں گے اللہ...... ! میرے ماں باپ تیری رضا پر راضی تھے...... ہم بھی تجھ پر راضی تھے...... ہم نے اپنے ماں باپ کو چھوڑا تو نے ہمیں ماں باپ سے جدا کیا...... ہمارے باپ کے بہتے آنسو تو نے دیکھے تھے ...... ہماری ماں کے صدمہ کا تجھے پتہ ہے...... مالک! آج تو ہمیں ان سے جدا نہ کر...... ہمارے ماں باپ کے اعمال جیسے بھی ہیں ...... ہم ان کی سفارش کرتے ہیں ...... ان کو ہمارے ساتھ جنت میں بھیج دے...... اگر تو ان کو نہیں بھیجتا تو پھر ہم کو ان کے ساتھ جہنم میں بھیج دے...... رب کہیں گے بچو...... ! تمہیں جنت سے نکال کر جہنم میں بھیجوں ...... یہ میرے عدل کے خلاف ہے...... تمہارے والدین کو جنت میں بھیجوں...... یہ میرے فضل کا تقاضہ ہے...... اس لئے میں نے تمہاری وجہ سے تمہارے والدین کے...... گناہوں کو بھی معاف کیا...... بغیر حساب و کتاب کے ان کو جنت کا داخلہ بھی دیا...... اللہ یہ اولاد دے کر آزماتے ہیں۔

ہمارے شیخ الاسلام حضرت درخواستی نور اللہ مرقدہٗ کے ایک چھوٹے صاحبزادے ہیں...... بالکل جوان ہیں...... آج سے ایک دو سال پہلے ان کے ساتھ ایک المیہ ہوا...... بچہ کھیلتا ہنستا بھاگتا دوڑتا...... بچہ جو تھا پاؤں پھسلا گڑھے میں چلا گیا...... پتہ ہی نہ چلا بچہ کی روح نکل گئی جس وقت جسم اوپر آیا...... پھر پتہ چلا لیکن خاندان جو صاحب علم و کمال ہے۔

---

(۱) جامع ترمذی ص ۱۶۶ ج ۱

اللہ نے صبر کی وہ توفیق دی...... کہ سب لوگ جب تعزیت کے لئے گئے...... وہاں ان کی مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے...... عجیب بات تھی...... کہ محبت کی وجہ سے اس کی آنکھوں میں آنسو تو تھے...... زبان سے کوئی جملہ نہیں کہتا تھا...... بس اتنا کہتا تھا...... کہ رب کا مال تھا اس نے لے لیا...... شاید اللہ ایسے لوگوں کو آزماتا بھی زیادہ ہے...... جن میں طاقت اور صبر زیادہ ہو...... ابھی پرسوں ترسوں کی بات ہے...... کہ اپنے بچوں سمیت وہاں مری کی طرف کہیں گئے ہوئے تھے...... وہاں کسی جھیل کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے...... بچہ ایک ہی تھا...... جو اللہ نے لے لیا...... اب باقی چار یا پانچ بچیاں تھیں...... ساڑھے تین چار سال کی بچی...... اب اس عمر کی بچی...... آپ سب جانتے ہیں...... کہ اس کی ادائیں کتنی پیاری ہوتی ہیں...... گفتگو کا انداز کیا ہوتا ہے...... اس بچی کا دوڑنا بھاگنا...... ماں سے محبت باپ کی طرف جانا...... کیا کیفیت ہوتی ہے...... وہی بچے سارے بیٹھے ہوئے تھے...... ایک بچی آگے ہونے لگی...... تو مولانا نے شاید اس کو اٹھایا...... پتہ ہی نہ چلا...... کہ دوسری بچی غائب ہوگئی...... بڑے پریشان ہوئے ادھر ادھر دیکھا...... پتہ نہ چلا معلوم ہوا کافی دیر کے بعد کہ اس بچی کی لاش جھیل کے درمیان میں جا کر ظاہر ہوئی...... اور اس وقت تک اس کی میت نہیں ملی...... وہ والدین اس صدمے کے ساتھ واپس آئے...... اللہ ان کو اس صبر کا اچھا بدلہ دے...... بلکہ اللہ ان کو اس کے بدلے میں نرینہ اور صالح اولاد عطا کرے۔ (آمین)

اور جو واقعی اپنے والد کی بچی جانشین ہے...... اب ان پہ صبر کی جو یہ کیفیت ہے...... ایک تو یہ ہے...... کہ آدمی ہاتھوں میں مرے...... تو آدمی اس کو غسل بھی دیتا ہے...... کفن بھی دیتا ہے...... کپڑے بھی پہناتا ہے...... پھر یہ دل کو تسلی ہوتی ہے...... اب میں جتنا کرسکتا تھا...... اتنا میں نے کیا...... اب اللہ کی مرضی ہے...... بیمار تھا علاج کرتے رہے......

دنیا سے رخصت ہوا...... ہاتھوں سے غسل دیا ہے...... خود کفن پہنایا ہے...... خود جنازہ پڑھا ہے...... اب اسے قبر میں اتار کے آیا ہوں...... یہ ساری تسلی کی باتیں ہوتی ہیں...... لیکن ایسی حالت میں کہ بچہ کا یہ واقعہ پیش ہو جائے...... اور اولاد یوں اچک لی جائے...... کہ آنکھوں سے بھی اوجھل ہو گئی کفن بھی نہیں...... دفن بھی نہیں...... غسل دینے کا بھی موقع نہیں ...... دفن بھی نہیں کیا پتہ نہیں کیا صورت حال ہے...... یہ واقعی ہی بہت بڑا المیہ ہے...... اللہ کہتے ہیں...... والثمرات...... یہ اولاد دے کر ہم یوں آزماتے ہیں۔

خوشخبری کے مستحق:

اور آزمانے کے بعد فرمایا...... و بشر الصابرین...... خوشخبری ان کے لئے...... جو صبر کرنے والے ہیں...... اور ان صبر کرنے والوں کی علامت اور نشانی ہے...... الذین اذا اصابتھم مصیبة قالو انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔

اللہ کہتے ہیں ان کو جب بھی کوئی مصیبت آتی ہے...... بھوک کی مصیبت آئے ...... خوف کی مصیبت آئے...... کوئی تکلیف کی مصیبت آئے...... مال جانے کی مصیبت آئے ...... اولاد جانے کی مصیبت آئے...... جب بھی کوئی مصیبت آئے ...... بے ساختہ اس کی زبان سے یہ جملہ نکلتا ہے...... انا للّٰہ و انا الیہ راجعون ...... ہم اللہ کے لئے ہیں ...... ہم سب نے لوٹ کے اللہ کی طرف جانا ہے...... مالک ہم تیری رضا پہ راضی ہیں...... تو ہم پہ راضی ہو جا...... جب یہ جملے کہتا ہے...... تو اللہ اس بندے پر سب سے زیادہ راضی ہو جاتے ہیں۔

حدیث پاک میں آتا ہے...... اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین مبارک جوتے مبارک کا تسمہ ٹوٹ جاتا...... تو اس پر بھی انا للّٰہ پڑھتے...... کانٹا چبھتا...... تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم انا للّٰہ پڑھتے تھے...... بیٹھے ہوئے ہیں...... اچانک چراغ بجھ گیا......

اندھیرا ہوگیا...... بے ساختہ فرمایا...... انا للّٰه و انا اليه راجعون ......(۱) اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا...... الصبر عند انما الصدمة الاولىٰ ......(۲)

سب سے بہترین صبر یہ ہے...... کہ جب مصیبت کی اطلاع ملے فورا...... انا للّٰه و انا اليه راجعون ...... کہو اللہ کی رضا پر راضی ہو جاؤ......! واویلا اور چیخ و پکار مت کرو......! یہ سب سے بہتر صبر ہے...... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحب زادے حضرت سیدنا ابراہیمؓ جو سب سے چھوٹے بچے تھے...... ماریہ قبطیہ کے بدن اطہر سے تھے...... جس وقت انتقال ہوا...... تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیٹے کو اپنی گود میں لے کر بیٹھے تھے...... بچے کی جدائی کی کیفیت...... ہر آدمی سوچے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو تھے...... جس وقت روح پرواز ہوگئی...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو نہیں تھم رہے تھے...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا...... بڑا عجیب جملہ تھا فرمایا...... والقلب يحزن و لانقول الاما يرضى ربنا و انا بفراقك يا ابراهيم لمحزون ......(۳) بیٹے ابراہیمؓ تیری جدائی نے میرا دل غمناک کر دیا ہے...... یہ فطری امر ہے...... صحابیؓ آئے دیکھ کے کہتے ہیں...... محبوب ہمیں صبر کی وصیتیں کرتے ہیں...... آپ خود آنسو بہا رہے ہیں...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عبدالرحمٰن......! العين ترمع و القلب يَحْزَنُ و لا نقول الا مايرضى ربنا ......! میری آنکھوں سے آنسو جاری ہیں...... دل غم ناک ضرور ہے...... لیکن میں اپنے مالک کی رضا پر راضی ہوں...... میں اللہ کی رضا پر راضی ہوں...... میری زبان سے وہ جملہ نکلے گا...... جس سے اللہ راضی ہوگا...... اور آپ کو ایک عجیب بات بتاؤں۔

---

(۱) مشکوٰۃ ص ۱۴۱ ج۱ / صحیح مسلم ص ۳۰۲ ج۱ / صحیح بخاری ص ۱۷۴ ج۱ (۲) صحیح بخاری ص ۱۷۴ ج۱ / صحیح مسلم ص ۳۰۲ ج۱ / مشکوٰۃ ص ۱۵۰ ج۱ عن انسؓ / ابن ماجہ ص ۱۴۴ ج۱
(۳) صحیح بخاری ص ۱۷۴ ج۱ / صحیح مسلم ص ج / مشکوٰۃ ص ۱۵۰ ج۱ /

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا...... جب کوئی رب کی رضا پر راضی ہو کر صبر کرتا ہے...... تو اللہ اس کو اس سے بہتر نعمت دیتا ہے...... جو نعمت لے رہا ہے...... اس سے بہتر دے گا...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جب اولاد چلی گئی...... تو اللہ نے اس سے بہتر دے کر کہا...... انا اعطیناك الکوثر فصل لربك وانحر ان شانئك هو الابتر ○

صبر کرنے پر اللہ کا نعم البدل:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بیوی ہیں...... ان کے شوہر تھے...... جناب ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بڑے جلیل القدر صحابی بڑے متقی پرہیز گار ...... ان کی جب وفات ہوئی تو ان کی وفات پر ان کو بہت بڑا صدمہ ہوا ......(۱)

ظاہر ہے...... کہ بیوی بیوہ ہو جاتی ہے...... شوہر کا سہارا ہی اتر گیا ہے...... بہت بڑا صدمہ تھا...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا...... ام سلمہ رضی اللہ عنہا جب کوئی مصیبت آئے تو یہ دعا پڑھا کرو...... اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ سب کو سکھائی...... اللّٰهم اجرنی فی مصیبتی واخلف لی خیرا منها ......(۲)

اے اللہ یہ جو دکھ تو نے مجھے دیا ہے...... اس کا بہتر اجر دے...... اجرنی فی مصیبتی ...... یہ مجھے تکلیف آئی...... اس تکلیف میں تو نے ہی مجھے اجر دینا ہے...... مخلوق سے میں نے کچھ نہیں لینا...... واخلفنی خیرا منها ...... اور یہ جو چیز تو نے مجھ سے لی ہے ...... مجھے جو اس کے جانے پر صدمہ ملا ہے...... میں تجھ سے اس سے بہتر مانگتا ہوں...... کہ میں صبر کروں اور تو اس سے بہتر چیز عطا کر یہ عجیب دعا ہے...... ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں

---

(۱) خاوند کا نام حضرت عبداللہ بن عبدالاسد تھا جو ابوسلمہ کے نام سے مشہور ہیں۔ یہ غزوہ بدر و احد میں شریک ہوئے اور غزوہ احد میں جو زخم کھایا تھا اسی تکلیف میں جمادی الثانی ۴ھ میں وفات پائی۔ (زرقانی ص ۲۷۲ ج ۳ عیون الاثر ص ۳۰۶ ج ۲، سیرت مصطفی ص ۳۰۶ ج ۳۔ (۲) مشکوۃ ص ۱۴۱ ج ۱ صحیح مسلم

چونکہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا تھا..... تو دعا تو میں نے کی لیکن میرے دل میں کبھی کبھی آتا تھا..... کہ ابوسلمہ جیسا وفادار وفا شعار میرا غم خوار مجھ سے سب سے زیادہ پیار اور محبت کرنے والا شوہر مجھے پھر کب ملے گا.....؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے..... دعا بتائی ہے..... میں پڑھ ہی لوں..... فرمایا دعا کی میرے چھوٹے چھوٹے بچے تھے..... آنکھوں میں آنسو رہتے تھے..... یہ دعا میں اکثر پڑھا کرتی تھی..... فرمایا میں یہ دعا پڑھتی رہتی تھی..... ایک دن دوپہر کا وقت تھا..... میں اپنے گھر میں بیٹھی ہوئی تھی..... دروازے پر دستک ہوئی..... اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اندر آنے کی اجازت چاہی..... فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں تشریف لائے..... میں نے اللہ کے نبی کی زیارت کی ..... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا..... ام سلمہ.....! میں نے جب بھی کوئی نکاح کیا ہے ..... وہ اللہ کے حکم سے کیا ہے..... جہاں اپنی اولاد کا نکاح کیا ہے..... وہ بھی اللہ کے حکم سے کیا ہے..... میرے رب کا یہ حکم ہے..... کہ میں تجھ سے نکاح کروں..... تیری اجازت لینے کے لئے آیا ہوں..... کہ تو مجھ سے راضی ہے کہ میں تجھ سے شادی کروں..... محبت کی وجہ سے ام سلمہ راضی اللہ عنہا کی آنکھوں میں آنسو آ گئے..... اور کہا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بہتر میرا مقدر کیا ہوگا..... لیکن میرے ساتھ تین باتیں بڑی عجیب ہیں..... جو آپ کی شایان شان نہیں..... پہلی بات تو ہے کہ میں بڑی جذباتی عورت ہوں..... وہ ابوسلمہ کا کام تھا..... جو میرے جذبات کو کنٹرول کر لیتا تھا..... اور میری غصہ کی باتیں سن کر سہہ لیتا تھا..... برداشت کر لیتا تھا..... آپ نبی الانبیاء امام الانبیاء ہیں..... کہیں ایسا نہ ہو..... میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بول پڑی..... اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف مجھ سے کوئی بات ہوگئی..... تو میرا ایمان ضائع ہو جائے گا..... مجھے یہ چیز خوف دلا رہی ہے..... دوسری چیز فرمایا..... کہ حضرت میری عمر بہت زیادہ ہے..... آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

......آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال اور نبوت کے کمالات کا تقاضہ یہ نہیں ...... کہ مجھ جیسی بوڑھی عورت کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نکاح کریں ...... تیسری چیز یہ ہے کہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ......! میں تو عیال والی ہوں ......(۱) میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بھی رکھیں ...... میرے بچوں کو سنبھالیں یہ کس طریقہ سے آپ سارا انتظام اپنے سرے لیں گے ...... کیونکہ آپ نے دعوت وتبلیغ کا کام کرنا ہوتا ہے ......امت کی ہدایت کے تو یہ ایک اور بوجھ آپ اپنے سر پر رکھیں گے ...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکرا کر فرمایا...... ام سلمہ رضی اللہ عنہا......! جب تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئے گی ......تو اللہ تیرے اندر سے جو غیر شرعی غیر اسلامی غصہ ہے......اور جذبات ہیں ......خدا ان پر کنڑول کر کے تجھے اسلام کی حدود میں غصہ اور جذبات عطا کریں گے......یعنی بلاوجہ تو ناراض نہیں ہوا کرے گی ......اور ظاہر ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیوی کو ناراض کرنا نہیں ہے ...... کیونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جب حقوق پورے کرے......تو ناراضگی کا کوئی تصور ہی نہیں ہے......اس لئے ام سلمہ رضی اللہ عنہا یہ بات اب تیرے ساتھ نہیں ہو گی......رہا یہ کہ تیری عمر زیادہ ہے تو تو نہیں جانتی ......میری عمر بھی تو زیادہ ہے......کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت ہجرت کی ......ترپین سال عمر تھی ...... یہ مدینہ کا واقعہ ہے ......یعنی پچپن ساٹھ سال کے لگ بھگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر تھی......اب میں تجھ سے کم عمر کا نہیں ...... میری عمر تو تجھ سے بھی زیادہ رہی ......اولاد کی بات فرمایا......تو نہیں جانتی ...... کہ سب کا رزق اللہ کے ذمہ ہے ......جس اللہ نے ہمارے لئے رزق کے دروازے کھولے ہیں......ان بچوں کی نسبت جب مجھ سے ہو جائے گی۔

---

(۱) سنن نسائی ص ۵۱۱ / سیر الصحابیات ص ۵۴ مطبوعہ مکتبہ خلیل لاہور / عیون الاثر ص ۳۰۶ ج۲/ سیرت مصطفی ص ۲۰۵ ج۳

توان کواللہ اس سے بھی زیادہ رزق عطا کرے گا......ام سلمہ کی خوشی کی انتہاء نہ تھی ......(۱)
فرمایا اس وقت مجھے وہ بات یاد آئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا سکھائی تھی...... یہ
دعا مانگا کر......اللھم اجرنی فی مصیبتی ......''اے اللہ میری مصیبت میں مجھے اجر عطا
کر......واخلف لی خیراً منھا......''اس سے بہتر مجھے عطا کر۔''اس سے بہتر چیز عطا کر
......ابوسلمہ رضی اللہ عنہ جتنا قابل احترام ہو...... جتنا لائق فضیلت ہو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ
وسلم کی عظمت کا مقابلہ نہیں...... پہلے امتی کی بیوی تھی......اب نبوت کی بیوی بن گئی ہوں
......میرا اعزاز بہت بڑا ہے......فرمایا......اولئك علیھم صلوٰت من ربھم ورحمة
واولئك ھم المھتدون ......فرمایا جس وقت تم انا للہ پڑھتے ہو اللہ کی طرف سے صلوٰۃ
بھی آتی ہے......تم پر رحمت بھی آتی ہے......صلوٰۃ کا معنی عنایتیں نوازشیں، یا صلوٰۃ کا معنی
دل کی تسلی اور سکون اور رحمت کا معنی ہے......ظاہری انعامات کی بارش...... واولئك
ھم المھتدون ......اور اللہ کی طرف سے یہ اعلان ہے جو لوگ صبر کرتے ہیں یہ ہدایت
پر ہیں......اور جو صبر نہیں کرتے ان کا ہدایت والوں سے کوئی تعلق نہیں...... ہدایت پر رہنا
چاہتے ہو......تو صابرین کے ساتھ اپنا وقت گزارو......اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو ان تمام
اصولوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

---

(۱) الاصابہ ص ۳۳۵ ج۲/ سیرت مصطفی ص ۳۰۵ ج۳/

عورت کا مقام

خطبة:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ شَرَّفَنَا عَلٰی سَآئِرِالْاُمَمِ ...... بِرِسَالَةِ مَنِ اخْتَصَّهٗ مِنْ بَیْنِ الْاَنَامِ بِجَوامِعِ الْکَلِمِ وَجَوَاهِرِ الْحِکَمِ ......وَصَلَّی اللّٰه تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ...... مَا نَطَقَ الِلّسَانُ بِمَدْحِهٖ وَنَسَخَ الْقَلَمُ ...... اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ......بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ...... یاایها الذین آمنوا تقوا اللّٰه حق تقاتهٖ ولا تموتن الا وانتم مسلمون ...... Oقال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم...... الا اُخبرُکم بنسآئِکم فی الجنَّةِ...... قُلْنَا بلی یارسول اللّٰه ...... قال ! وَدُوْدٌ وَلُوْدٌ اِذَا غَضِبَتْ اَوْسِیَٔی اِلَیْهَا اَوْغَضِبَ زَوْجُهَا قَالَتْ هذه یَدِیْ فِیْ یَدِكَ لا اکتَحِلُ بِغَمْضٍ حَتّٰی تَرْضٰی ......(۱) وقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ...... کُلُّکُمْ رَاعٍ و کلکم مسئولٌ عَنْ رَعِیَّتِهٖ ......وَالْاِمَامُ مُرَرَاعٍ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیّتِه ...... وَالْاِمَامُ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رعیتهٖ ......وَالرَّجُلُ راعٍ فِیْ اَهْلِهٖ وَالْمَرْءَةُ راعیَةٌ فی بیتِ زَوْجِهَا والخادم فی مال سیدهٖ ......(۲) صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ وَ صَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذَالِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۔

---

(۱) ترغیب ص ۳۷ ج۳ /

(۲) صحیح بخاری ص ۷۸۳ ج۲/ صحیح مسلم ص ج/ ادب مفرد ص ٤٤/ مشکوۃ ص ۳۲۰ ج۱

تمہید:

انتہائی لائق تکریم......علماء کرام و بزرگو دوستو......اور میری واجب الاحترام...... موقرہ محترمہ مائیں اور بیٹیو......! آج کی یہ پُر وقار تقریب وسعید ہمارے رحیم یار خاں کی اہم ترین معروف دینی درسگاہ جامعہ حمیر اللبنات کی تعلیمی افتتاح کے ساتھ ساتھ اس درسگاہ سے وفاق المدارس عربیہ پاکستان میں معیاری پوزیشن حاصل کرنے پر ایک طالبہ کی حوصلہ افزائی......اور ان کے ساتھ ان جتنی دیگر پڑھنے والی بچیاں ہیں......جنہوں نے ممتاز درجہ میں کامیابیاں حاصل کی ہے......ان کے اعزاز میں یہ تقریب انعقاد پذیر ہے۔

میں بھی سب سے پہلے اس بچی کو اور ان تمام بچیوں کو جن کو اللہ رب العزت نے یہ ہمت حوصلہ نصب کیا ہے......کہ انہوں نے اپنے تعلیمی وقت کو قیمتی سمجھا......اور محنت کی ......اپنے اساتذہ کی دعائیں حاصل کیں......اور بہت بڑا اعزاز حاصل کیا ہے...... یہ صرف ان کے لئے نہیں......بلکہ میں سمجھتا ہوں......کہ یہ پوری اُمت مسلمہ کا اعزاز ہے۔

گھر کے ماحول کے لئے نیک خاتون کی ضرورت:

ہم اپنے اساتذہ اور اکابر سے یہ بات سنا کرتے ہیں......کہ عورت اگر صاحبِ علم ہوتو......اس کے ثمرات، برکات، اثرات پورے معاشرے پر اثر انداز ہوتے ہیں...... اس کی وجہ سے ماحول میں دینداری آتی ہے......کوئی آدمی ظاہری طور پر کتنا نیک صالح، زاہد، عابد تبلیغی جماعتوں میں چلنے والا...... چلے لگانے والا......، عبادت کے حوالے سے بہت بڑا زاہد متقی پرہیز گار ہو......اگر اس کے گھر کا ماحول اچھا نہیں......وہاں دین کا ماحول نہیں......نماز کا ماحول نہیں......آپ اس آدمی کی پریشانی سے واقف ہو سکتے ہیں......کہ وہ بیچارہ گوشہ نشین تو اختیار کرے گا......گھر چھوڑ کر مسجد میں باہر نکل جائے گا......لیکن اسے گھر

آ کر سکون نہیں ملے گا...... گھر کے سکون کا سب سے بڑا ذریعہ خاتون عورت، گھر کے بچے وہ لوگ ہیں...... جن کو دینی ماحول میسر ہوتا ہے۔

عورت کی محنت سے اشاعت اسلام:

جب سے یہ بنات کے ادارے شروع ہوئے ہیں...... الحمدللہ اس وقت سے اب تک اس کی حوصلہ افزاء کامیابی سامنے آ رہی ہے...... بلکہ ہم سمجھتے ہیں...... کہ ہر گھر ایک مدرسہ بن رہا ہے...... جہاں باقاعدہ تعلیم دی جاتی ہے...... اور اس کی مثال نبی اکرمؐ کے مقدس اور پاکیزہ عہد میں ملتی ہے...... کہ نبی کریمؐ نے صحابہ کرامؓ کو ابتداءِ اسلام میں...... گھر کا، تعلیم کا نظام بھی سکھایا تھا...... اس کا نتیجہ تھا...... کہ حضرت عمرؓ بن خطاب کی ہمشیرہ نے جب اسلام قبول کیا...... تو ان کے گھر با قاعدہ سیدنا خبابؓ پڑھانے کے لئے تشریف لے جاتے تھے...... اور یہ آپ سب جانتے ہیں...... کہ اس بہن کی محنت کے نتیجہ میں جس بھائی کو اسلام کی عظمت نصیب ہوئی...... تاریخ نے اس کو فاروقِ اعظمؓ کہا ہے...... وہ سیدہ فاطمہ بنت خطابؓ حضرت عمر بن خطابؓ کی ہمشیرہ یہ اس کی محنت کا نتیجہ تھا...... کہ بہن صاحبِ علم تھی ...... قرآن کی تعلیم پہلے اس کے حصے میں آئی تھی...... اس کی محنت کے نتیجہ میں اللہ رب العزت نے حضرت عمر بن خطابؓ کو اسلام کی دولت سے نوازا...... پھر عمرؓ کے صدقے سے پورے عالم میں اسلام پھیلا...... بلکہ عمر سے اسلام کو عمر، زندگی ملی...... عمر بن خطابؓ کی وجہ سے فتوحات کے دروازے کھلے...... تو میں یہ کہہ دوں تو بے جا نہیں...... کہ اس عورت کی محنت کے نتیجہ میں پوری دنیا میں اسلام پھیلا ہے...... جس عورت نے عمر بن خطابؓ کو اسلام کا کلمہ پڑھایا...... یہ ایک حقیقت ہے...... کہ جو جس نیکی کی ابتداء کرتا ہے...... اس کا وہ صدقہ جاریہ اتنا عظیم ہوتا ہے...... کہ جب تک وہ عمل ہوتا رہے...... اس کے حصے میں لکھا جاتا ہے...... ہم اپنے اساتذہ اور بزرگوں سے سنتے ہیں...... کہ قیامت تک جتنے لوگ

اسلام قبول کریں گے...... ان میں اولیت اسلام چونکہ سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے حصہ میں ہے ......سب سے پہلے مسلمان وہ ہیں......تو اکائی سے دہائی، ہزاروں، لاکھوں اور اربوں، کھربوں بنتے ہیں......تو وہ اسلام کی اکائی ہیں......اب قیامت تک جتنی اُمت اسلام لائے گی...... بلکہ ایک روایت میں ہے......کہ......لو وزن ایمان ایمان المسلمین بابوبکر......اگر پوری امت کا ایمان ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے......اور دوسرے پلڑے میں ابوبکر صدیق کا ایمان ہوتو وہ ایمان وزنی ہوگا......اس لئے کہ اس نے پہل کی تھی۔

سیدنا فاروق اعظمؓ کی نیکیوں کا صلہ اور بنیاد:

تو جن ماؤں، بیٹیوں کی پہل کی وجہ سے اور ابتداء کی وجہ سے جو دین کا کام پھیلتا ہے...... وہ ان کے حصے میں اتنا بڑا صدقۂ جاریہ ہے...... کہ میں اور آپ اس کا تصور نہیں کرسکتے...... عورت تلوار اٹھا کر میدانِ جہاد میں جانہیں سکتی...... فتوحات کے دروازے وہ نہیں کھول سکتی...... لیکن اس کی محنت سے جو عمرؓ نے کلمہ پڑھا ہے...... اب جتنا اُمت میں اسلام پھیلا ہے...... جتنی فتوحات کے دروازے کھلے ہیں...... جتنی عمر بن خطابؓ کی زبان پر اللہ نے قرآنی آیات کو اتارا ہے...... ان سب کا بدلہ اور صلہ اور ان سب کی بنیاد سیدنا فاروق اعظمؓ کی ہمشیرہ سیدہ فاطمہؓ ہیں...... جس کی وجہ سے اللہ نے اتنی بڑی عظمت نصیب فرمائی تھی...... سارا ثواب ان کے حصہ میں لکھا جائے گا۔

سب سے پہلے ہجرت کرنے والی خاتون:

اسی طریقے سے رسول اللہ کی صاحبزادی سیدہ رُقیہؓ اسلام میں سب سے پہلے ہجرت انہوں نے کی ہے...... جو اپنے شوہر کے ساتھ اللہ کے راستہ میں، حبشہ ہجرت کی ہے

......اور نبی اکرمؐ نے خود ان کو اپنے ہاتھوں سے روانہ کیا...... بلکہ حبشہ سے ایک خاتون آئی ......تو حضورؐ اس سے خود پوچھنے کے لئے گئے...... کہ میری رُقیہ اور میرے عثمانؓ کا کیا حال ہے؟ اب قیامت تک جتنے لوگ اللہ کے راستے میں ہجرت کریں گے...... جتنے لوگ دعوت کے حوالے سے باہر نکلیں گے......اور ان کی مستورات اس راستہ میں چلیں گی......ان سب کا اجر وثواب اس خاتون کے حصہ میں لکھا جائے گا......جس نے اس نیکی کی پہل کی ہے۔

سب سے پہلی اسلام لانے والی خاتون:

ایسے ہی قیامت تک جتنی اُمت اسلام لائے گی......ابوبکر صدیقؓ سے بھی پہلے ایک عورت ہے......جس نے اسلام کا کلمہ پڑھا...... وہ سیدہ طیبہ، طاہرہ، خدیجۃ الکبریٰؓ ہیں ......ان کے اسلام لانے کی وجہ سے اب جتنی اُمت اسلام پر آئے گی...... جتنے لوگ دین پر خرچ کریں گے...... جتنے لوگ اسلام قبول کریں گے......ان سب کا اجر وثواب سیدہ خدیجہؓ کے حصے میں لکھا جائے گا۔

قرآن مجید کی سب سے پہلی حافظہ مفسرہ:

ایسے ہی سیدہ طیبہ طاہرہ عائشہ صدیقہؓ جن کو نبی اکرمؐ انتہائی محبت اور پیار کی وجہ سے حمیرہ کہتے تھے......اور اسی نسبت سے آپ کی اس درسگاہ کی نسبت ہے......سیدہ حمیرہؓ کی بہت سی خصوصیات احادیث کی کتابوں میں موجود ہیں......ان میں ایک یہ ہے......کہ قرآن مجید کی وہ خواتین جو حضورؐ کی زندگی میں حافظہ بنی...... ان میں حضورؐ کی ازواجِ مطہرات میں سے......پہلی خاتون خود سیدہ عائشہؓ ہیں...... جو مکمل قرآن مجید کی حافظہ تھیں......جن عورتوں کو حضورؐ کی زندگی میں......قرآن کریم کی تفسیر بیان کرنے کا......اللہ نے موقع فراہم فرمایا......اور پھر وہ حضورؐ کا مفہوم اور منشا بیان کرتی تھیں......ان میں سیدہ

حمیرا عائشہ صدیقہ تھیں...... جو قرآن کریم کی باقاعدہ تفسیر بیان فرمایا کرتی تھیں...... اور بتاتی تھیں...... کہ مجھے ایک ایک آیت کا پتہ ہے...... کہ اس کا شانِ نزول کیا ہے......؟ اُس کا شانِ نزول کیا ہے......؟ یہ کب اور کس مقام پر اتری تھی...... پھر اللہ کے پیغمبرؐ نے اس کے متعلق کیا فرمایا......؟ اس طریقہ سے فقہی مسائل کے لحاظ سے...... باقاعدہ آج کل تو ہمارے علماء اس پر محنت کر رہے ہیں...... بلکہ اس پر پی ایچ ڈی (P.H.D) ہو رہی ہے...... فقہ عبداللہ ابن مسعودؓ، فقہ علی ابن ابی طالب، فقہ عبداللہ ابن عباسؓ، ایسے فقہ عائشہ صدیقہؓ پر پوری ایک کتاب چھپی ہوئی ہے...... جس میں صرف سیدہ عائشہؓ کے وہ فقہی مسائل موجود ہیں...... جو انہوں نے فقہی اجتہاد کے مسائل بنائے...... اُمت کو مسائل سمجھائے...... اور یہ یاد رکھئے!...... کہ جو فقہ اور اجتہاد کا دروازہ ہے...... یہ اماں عائشہ صدیقہؓ خود حضورؐ کی زندگی میں بتایا کرتی تھیں...... بڑے بڑے...... صحابہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں بھی...... اور اللہ کے نبی کی غیر موجودگی میں بھی...... وہ گھر تشریف لاتے...... دروازے پر دستک دیتے...... اور ام المومنین سیدہ حمیرہؓ سے سوال کرتے...... کہ امی فلاں مسئلہ ہمیں رسول اللہؐ کے متعلق پوچھنا ہے...... ارشاد فرمایئے...... تو اماں اس کی وضاحت فرماتی تھیں...... بہت ساری عام باتیں جو آپ میں سے بھی اکثر کو پتہ ہوگا...... لیلۃ القدر کی وضاحت سیدہ عائشہؓ نے کی...... اس کی دُعا سیدہ عائشہؓ نے بتائی...... اسی طریقہ سے شعبان کی پندرہ شب کی اہمیت حدیث کی کتابوں میں موجود ہے...... وہ سیدہ عائشہ صدیقہؓ کے صدقے سے ہے...... تیمّم کے برکات سیدہ عائشہ صدیقہؓ کے واسطے سے اس اُمت کے حصے میں آئے ہیں...... جدیکہ کے جتنے احکام و مسائل آئے ہیں...... وہ عائشہ صدیقہؓ کی وجہ سے اور بھی بہت سارے مسائل حدیث کی کتابوں میں...... دو ہزار دو سو دس روایات ایسی ہیں...... کہ جو اماں عائشہ صدیقہؓ سے منقول ہیں...... اور بی بی کی ایک ایک روایت ایسی ہے

......کہ جو فقہی و مسائل کے لحاظ سے اور علم العقائد کے لحاظ سے باقاعدہ ان سے مسائل کے استنباط کئے گئے ہیں......ان کے ابواب باندھے گئے ہیں......اور ان کو کتابوں میں نقل کیا گیا ہے......اس وقت میں ان تمام باتوں کو نہیں نقل کر سکتا......میں نے یہ جو دو چار چھوٹے چھوٹے واقعات بطور نمونہ نقل کئے ہیں......ان قصوں اور واقعات کے عرض کرنے کا خلاصہ یہ ہے......کہ مردوں کی طرح عورتوں نے نہیں......بلکہ مردوں سے بڑھ کر عورتوں نے اسلام کی خدمت میں اپنا حصہ ملایا ہے......اثر ان ہمارے علماء اور دوستوں کو بالخصوص جو اس جامعہ حمیر اللبنات میں......حضرت مولانا عبدالغنی صاحب وغیرہ ان تمام دوستوں اور بھائیوں کا......اس حوالے سے شکریہ ادا کرتے ہیں......کہ ان حضرات کی کاوش اور مہربانی ہے......کہ بڑے حوصلے اور ہمت کے ساتھ کام کو آگے بڑھا رہے ہیں......اور یہ اس کا نتیجہ ہے......کہ آج پورے پاکستان میں......وفاق المدارس العربیہ میں......ایک بہت اچھی پوزیشن آپ کی درسگاہ کی ایک بچی نے لی......اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ لوگوں کو یہ اعزاز عطا کیا ہے......اس سلسلہ میں کچھ بہت ضروری باتیں......اور کچھ ذمہ داری کے حوالے سے میں اس نشست میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

اکابر واسلاف کی محنتوں پر اعتماد:

ایک بات تو یہ ہے کہ ان درسگاہوں سے جو کچھ ہمیں مل رہا ہے......ہم حاصل کر رہے ہیں......اس کے اندر اپنی طرف سے کوئی نئے اجتہاد کرنے کی ضرورت نہیں......کیا مطلب کہ آج کل مطالعہ کی ایک عام رو بھی ہے......اور وبا بھی ہے......کہ جس کی جو کتاب مل گئی......اس کو اٹھایا......اور پڑھنا شروع کر دیا......کبھی ہم نے یہ نہ سوچا......کہ یہ کسی معتزلی کی ہے......کسی بے دین کی ہے......کسی خارجی کی ہے......کسی عذابِ قبر کے منکر کی ہے......کسی ملحد کی ہے......کس عقیدے اور نظریئے کا آدمی ہے......اس کتاب کو ہم پڑھنا

شروع کر دیتے ہیں......جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے......کہ کبھی نبی کریم ﷺ کی قبر کی زندگی پر بحث کرنا شروع کر دیتے ہیں......کبھی عذاب قبر پر بحث شروع کر دیتے ہیں......کبھی منکرینِ صحابہؓ کے ہم ترجمان بننا شروع کر دیتے ہیں......جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے......کہ بجائے ہدایت کے گمراہی کا راستہ ملتا ہے......تو میری پہلی درخواست یہ ہے کہ جن مسائل پر ہمارے اکابر و اسلاف متحد و متفق ہو چکے اور جن باتوں کو وہ نقل کر چکے......ان پر کسی نئے مجتہد اور کسی نئی بات کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی......اپنے بزرگوں کی محنتوں پر ہمیں چلنا چاہئے......اور اس سلسلہ میں ہمارے اسلاف کے عقائد بالخصوص عقیدے کی کتاب المہند علی المفند عقائد علماء دیوبند جس کو حضرت مولانا عبدالغنی، مولانا عطاء المنعم اور ان کی اس انتظامیہ نے......بڑے حوصلہ اور ہمت کے ساتھ......ماشاء اللہ اشتہار کی شکل میں بھی شائع کیا ہے......اور اسی طریقے سے وہ عقائد کی کتاب......اب تو وفاق المدارس العربیہ نے بھی نصاب میں شامل کر دی ہے......آپ کے نصاب میں اس کو باقاعدہ پڑھنا چاہیے......تاکہ ہمیں اپنے عقیدے سمجھ آئیں۔

خواتین کے لئے پردہ کا اہتمام:

دوسری چیز عملی زندگی ہے......عقائد کے بعد اعمال میں جو ہمیں سب سے زیادہ محنت کرتی ہے......اس میں میری بیٹیوں اور بہنو! عورت کے لئے جو سب سے اہم مسئلہ ہے......وہ شرعی پردے کا ہے......یہ انتہائی نازک اور بڑا اہم ہے......اس سلسلہ میں گذارش یہ ہے......کہ ہم پردے کا نام تو لے لیتے ہیں......علماء میرے بیٹھے ہیں......میں بڑے حوصلے سے یہ بات کر رہا ہوں......ہم نے کتابوں میں یہ پڑھا ہے......کہ جس عالم کی بیوی کو شریعت کے مطابق پردہ نہ ہو......اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی اور واجب الاعادہ ہے......ہم اس بات پر غور کریں! کہ ہماری مائیں، بہنیں، بیٹیاں، عورتیں گھروں میں

پردے کا کتنا اہتمام کرتی ہیں...... اور عورت کو یہ سب سے زیادہ زیب دیتا ہے...... خود نبی کریمؐ اپنی مستورات میں تشریف فرما ہیں...... غالباً سیدہ ام سلمہ بیٹھی تھیں...... حضرت سیدنا عبداللہ ابن ام مکتوم نابینا صحابی بھی تشریف لائے...... تو نبی کریمؐ نے ان سے فرمایا کہ پردہ کرلو...... انہوں نے عرض کی...... کہ اے اللہ کے محبوب وہ تو نابینے ہیں...... وہ نہیں دیکھتے حضورؐ نے فرمایا کہ وہ نابینے ہیں...... تم تو نابینا نہیں ہو...... تم تو انہیں دیکھ رہی ہو...... (۱)

جیسے مرد کے ذمہ ہے...... کہ مرد سے پردہ سرے سے ہمارے ہاں یہ ہوتا ہے...... کہ دکانوں پر عورتیں جاتیں ہیں...... تو ایک پردہ لٹکا دیا جاتا ہے...... دوکاندار سے کوئی پردہ نہیں...... باقی لوگوں سے پردہ ہے...... بازار میں چلتے ہوئے ہمارا ماحول یہ ہوتا ہے...... کہ کوئی عزیز کوئی رشتہ دار سامنے آگیا ہے...... فوراً چہرے پہ پردہ ڈال دیا جاتا ہے...... اور جب کوئی غیر ہو...... اس وقت کوئی پردے کا اہتمام نہیں ہوتا...... یہ بہت بڑی کمزوری ہے...... اپنے گھروں کے ماحول میں رہتے ہوئے ایک دوسرے سے ہم کہتے ہیں...... کہ کوئی بات نہیں...... یہ خالوزاد ہے...... یہ چچازاد ہے...... یہ ماموں زاد ہے...... یہ تو بھائی ہیں...... ان سے کیا پردہ...... یہ دیور ہے...... اس سے کیا پردہ ہے...... حدیث میں آتا ہے...... اَلْحَمُوَا اَلْمَوتُ ...... یہ تو سب سے بڑا فتنہ ہے...... (۲) اس سے تو خاص طور پر بچنا چاہئے...... اس لئے میری آپ سے یہ درخواست ہے...... کہ آپ اپنی ان تمام عظمتوں اور اہتمام کے ساتھ علم کی پختگی کے ساتھ، عملی زندگی کی کوشش کریں...... وہ یہ ہے...... کہ پردے کا خاص طور پر اہتمام کریں۔

---

(۱) مسند احمد / ابو داؤد / مشکوۃ ص ۲٦۹، ج۲/

(۲) مکمل حدیث صحیح بخاری میں اس طرح منقول ہے :قال ایّاکُم والدُّخولَ علی النساء فقال رجل من الانصار یارسول اللہ افرایت الحمو قال ! الحموا الموت (صحیح بخاری ص ۷۸۷ ج۲)

خواتین کی اخلاقیات:

تیسری چیز اخلاقیات یہ زندگی کا ایک بہت بڑا حصہ ہیں ...... اس کے بغیر بھی آدمی بالکل نامکمل ہوتا ہے...... اور اس میں جو سب سے بڑی چیز ہے...... وہ یہ ہے...... کہ عورتوں میں عام طور پر گھروں میں گالی گلوچ دینے کی عادت ہوتی ہے...... آپس میں بددعا دینے کی عادت ہوتی ہے...... بچوں کو بددعا اور جھوٹ بولنے کی عادت ہوتی ہے...... شوہر کے سامنے جھوٹ بول دیا...... بچے کو جھوٹ سکھا دیا...... کہ یوں نہیں یوں کہہ دینا...... ایسے نہیں ایسے کہہ دینا...... تو اس جھوٹ اور فریب سے بھی ہمیں انتہائی احتیاط کرنا چاہئے...... بچنا چاہئے...... اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے...... حدیث پاک میں آتا ہے...... حضورؐ نے فرمایا...... کہ مومن سچا ہے...... اور جب وہ سچائی پہ ٹلا رہتا ہے...... سچ بولتا رہتا ہے...... تو اللہ کے ہاں صدقین میں کہا جاتا ہے...... اور جب کوئی آدمی جھوٹ بولتا ہے...... تو جھوٹ بولتے بولتے اتنا بڑا جھوٹ بن جاتا ہے...... کہ اللہ کے ہاں وہ جھوٹوں میں لکھ دیا جاتا ہے ...... اور قیامت کے دن اس کا شمار جھوٹوں میں ہوگا۔

ایک روایت میں آتا ہے...... کہ حضور اکرمؐ سے پوچھا گیا...... تو آپؐ نے فرمایا ...... کہ مومن میں ہر کمزوری ہو سکتی ہے...... لیکن وہ جھوٹ نہیں بول سکتا...... اور ہمارے ہاں معاشرے کا حصہ ہے...... کہ جی جھوٹ نہ بولیں تو کاروبار نہیں ہوتا جھوٹ نہ بولیں تو نظام نہیں چلتا جھوٹ نہ بولیں تو فلاں کام نہیں ہوتا اس لئے ان چیزوں سے پرہیز کرنا چاہئے۔

نیک عورت کی پہلی علامت:

کچھ باتیں خود سرور کونینؐ نے ارشاد فرمائیں...... فرمایا کہ نیک عورت کہ جس کے لئے ...... اللہ تبارک وتعالیٰ جنت کا راستہ کھولیں گے...... اس کے اندر چار صفتیں ہونا

بہت ضروری ہیں...... ان میں سب سے پہلی خصوصیت یہ ہے...... صلت خمسها...... وہ پانچ وقت نماز کا اہتمام کرے...... نماز کی پابندی کرے...... مرد بھی نماز کا اہتمام کریں...... مگر عورت کو نماز کے اہتمام کی اہمیت اس لئے بتائی گئی...... کہ مرد جونہی اذان ہوتی ہے...... اس کو ایک فکر لاحق ہوتی ہے...... کہ میں نے مسجد میں جانا ہے...... باجماعت نماز ادا کرنی ہے...... اتنے بجے نماز ہوگی...... اس لئے وہ کوشش کرتا ہے...... کہ میں اوّل وقت میں چلا جاؤں...... اور بروقت مسجد میں جا کر باجماعت نماز ادا کروں...... عورتوں میں سستی اس بات کی ہوتی ہے...... کہ عبادت ہے...... میں نے کون سا جماعت سے نماز پڑھنی ہے...... ابھی اتنی دیر ہے...... یہ کام کرلوں...... پھر پڑھ لوں گی...... کپڑے سی لوں میں پھر پڑھ لوں گی...... کپڑے دھولوں...... میں پھر نماز کو ادا کرلوں گی...... یہ ایسے کمزوری ہے...... اور ایک نماز کو چھوڑ دینے کی جو سزا حدیث کی کتابوں میں ہے...... اللہ معاف فرمائے...... دو لاکھ اسی ہزار سال تک جہنم میں جلتا ہے...... اور یہ ایک نماز قضا کرنا کہ جس کو بعد میں کرلیا جائے

نیک عورت کی دوسری علامت:

اسی طریقہ سے دوسری چیز جو نبیؐ نے فرمائی...... وہ یہ ہے...... کہ...... صامت شهرها...... یہ عورت رمضان المبارک کے روزے رکھے...... روزے مرد بھی رکھے...... لیکن عورت کے جو روزے رہ جاتے ہیں...... ان کی ادائیگی میں...... وہ کوتاہی کرتی ہے...... اس لئے حضورؐ نے اس کو خاص طور پر...... روزے کا اہتمام کرنے کو فرمایا...... اور اس کی اہمیت بتائی۔

نیک عورت کی تیسری علامت:

تیسری چیز جو اللہ کے نبیؐ نے فرمائی...... وہ یہ ہے کہ طاعت بالہا دا اپنے شوہر کی

اطاعت کرے.....اس کی فرمانبرداری کرے.....عورت کا مزاج یہ ہوتا ہے.....شوہر سے اپنی بات منوانے کی کوشش کرتی ہے.....اس کی بات ماننے میں بڑی سستی اور کوتاہی کرتی ہے.....اور عورت کی عظمت اس میں ہے.....کہ وہ شوہر کی بات کی اتباع کرے.....اس کی فرمانبرداری کرے.....صرف ایک موقع ہے.....کہ.....لاطاعة لمخلوق فی معصية الخالق (۱) جب وہ اللہ کے حکم کے خلاف کوئی بات کہے.....تو اس وقت اس کا انکار کردیا جائے.....ورنہ اللہ کے حکم کے مطابق کوئی عمل وہ تمہیں کہتا ہے..... کسی قسم کا حتیٰ کہ علماء نے یہاں تک لکھا ہے کہ.....کوئی نفلی عبادت آپ کرنا چاہتی ہیں.....اور دوسری طرف شوہر کا حکم ہے.....تو اس کی اطاعت میں گریز نہیں کرنا چاہیے.....نفلی عبادت کو بے شک ترک کردیا جائے۔

نیک عورت کی علامت:

چوتھی چیز یہ ہے.....کہ.....وَحَصَّنَتْ فَرْجَهَا ......(۲) عورت اپنی عزت وآبرو کی حفاظت کرے.....مرد کے ذمہ بھی ہے کہ حفاظت کرے.....مگر عورت کو اتنا اہتمام اس لئے بتایا گیا.....(انتہائی معذرت کے ساتھ) وہ یہ ہے.....کہ اگر مرد کسی کمزوری اور گناہ میں لت پت ہو جاتا ہے.....تو اس کے گناہ کا اظہار لوگوں میں بہت کم ہوتا ہے.....اور اللہ نہ کرے.....کسی کے گھر میں کسی کی ماں بیٹی بہن پر کسی قسم کی کوئی تہمت لگ جائے.....تو معاشرے میں وہ بدنامی کا باعث بنتی ہے.....والدین کی ناک کٹ جاتی ہے.....قبیلہ میں اہمیت اور عزت ختم ہو جاتی ہے.....معاشرے میں اس عورت کی وجہ سے.....ایک عجیب سی فضا پھیل جاتی ہے.....اس لئے اللہ کے نبی نے فرمایا.....کہ عورت کو اپنی عزت اور آبرو کا

---

(۱) رواہ فی شرح السنہ بحوالہ مشکوٰۃ ص ۳۲۱ ج۱ عن النواس بن سمعانؓ

(۲) ترغیب ص ۳۳ ج۳/

خاص طور پر خیال رکھنا چاہئے ...... اور اتنا اہتمام کرے ...... کہ اس کے سر کے بال تک ظاہر نہیں ہونے چائیں ...... اپنے گھر کے باہر اس کی آواز نہیں جانی چاہئے ...... اپنے گھر کے باہر اس کی آواز نہیں جانی چاہئے۔

عورتوں کے لئے گھروں میں نماز پڑھنا:

اس لئے نبی کریمؐ نے فرمایا! عورت کی سب سے بہتر مسجد گھر ہے ...... (۱) کہ جس میں وہ نماز پڑھے ...... اور ہمارے ہاں عورت طور پر یہ ہوتا ہے ...... بعض جاہل لوگ جیسے غیر مقلدین ایسا کرتے ہیں ...... کہ با قاعدہ جمعہ کے لئے اعلان ہوتے ہیں ...... عیدوں کے لئے اعلان ہوتے ہیں ...... اور وہاں ان کے جاتے ہیں ...... اور ادھر یہ ہوتا ہے کہ ...... عید کے فضائل لکھ دے جاتے ہیں ...... کہ ہار سنگھار اور بناؤ سنوار کیا جائے ...... اور دوسری طرف یہ لکھ دیا جاتا ہے کہ ...... جناب مستورات کے لئے پردہ کا انتظام ہوگا ...... شرعاً اس کا کوئی ثبوت نہیں۔

خود نبی کریمؐ نے فرمایا ...... کہ سب سے بہتر عیدہ گاہ نماز کی جگہ عورت کے لئے اس کا گھر ہے ...... گھر کے اندر نماز ادا کرے ...... اور گھر میں بھی کمال یہ ہے ...... کہ صحن کی بجائے برآمدہ میں، برآمدہ کی بجائے اپنے مکان میں ...... جتنی چھپی اتنی اس کو یہ عظمت ہے

مرد کا نماز میں کھلنا اور عورت کا چھپنا:

یہی وجہ ہے ...... کہ مرد اور عورت کی نماز میں جو فرق ہے ...... ان میں اہم فرق یہ ہے ...... کہ مرد کو پوری نماز میں کھلنا چاہئے ...... اور عورت کو پوری نماز میں چھپنا چاہئے مرد کے متعلق حکم یہ ہے ...... کہ جناب وہ اتنی کھل کر نماز پڑھے ...... تو اللہ اکبر جب وہ تکبیر تحریمہ

---

(۱) قال! خیر مساجد النساء بیوتهن (ترغیب ص ۱۴۱ ج ۱)

تحریمہ کہے...... تو وہ ہاتھ بالکل کھلے ظاہر کرے...... اور عورت کو حکم یہ ہے...... کہ وہ دیئے کے اندر دوپٹے ہاتھ رکھے...... اور سینے کے برابر سے آئے...... مرد کو حکم یہ ہے...... کہ ہاتھ کھول کر ناف کے نیچے باندھے...... عورت کو حکم یہ ہے کہ...... بالکل اپنے سینے کے اوپر ہاتھ رکھ لے...... تا کہ جتنا اس کے اندر ستر ہوگا...... چھپاؤ ہوگا...... کیونکہ عورت نام ہی چھپنے کا ہے...... اسی لئے عورت کو حکم ہے...... کہ وہ کھل کر جھک جائے اور اپنی کمر اور سر برابر کرے...... عورت کو حکم یہ ہے...... کہ ہلکا سا جھکے ایسا نہ ہو...... کہ اس کے جسم کا کوئی حصہ ایسے انداز سے ظاہر ہو...... کہ دیکھنے والا یہ کہے کہ یہ اس کے جسم کا فلاں حصہ ہے...... اور جب سجدہ کرے...... تو جتنی چھپ کر اکٹھی ہو کر سجدہ کرے...... کہ اس کے بازو بھی باہر نہیں نکلنے چاہئیں...... اور مرد کو حکم یہ ہے...... کہ اس کو کھل کر سجدہ کرنا چاہئے...... تو میں یہ ساری باتیں اس لئے عرض کر رہا ہوں...... کہ جب نماز جیسی افضل اور اہم عبادت میں اتنا چھپنا ہے...... تو عام حالت میں اس عورت کو کتنا چھپنا چاہئے......! جب نماز کے لئے عورت کو مسجد میں جانے کی اجازت نہیں ہے...... تو پھر بازار میں جانے کی اس کو کیسے اجازت ہو سکتی ہے......؟ ایک تو ان چیزوں کا اہتمام کیا جائے...... دوسرا یہ ہے...... کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ان عورتوں کے متعلق ان کی عظمت کو ارشاد فرمایا ہے...... سیدہ عائشہ صدیقہؓ، سیدہ خدیجہ الکبریٰؓ، اور بہت ساری ازواجِ مطہرات ایسی ہیں...... بلکہ حضورؐ کے زمانے میں بہت ساری مستورات ایسی ہیں...... کہ جن کی اللہ کے نبی نے فضیلتیں بیان فرمائی...... اور ان کی خصوصیات ارشاد فرمائی...... اس سے یہ پتہ چلتا ہے...... کہ بہت ساری عورتوں کو بہت سارے مردوں پر فوقیت اور فضیلت حاصل ہوتی ہے...... حضرت امام شافعیؒ کے متعلق آتا ہے...... کہ ان کی صاحبزادی کو اللہ نے اتنا کمال عطا کیا تھا...... کہ جتنی دیر میں...... وہ آٹا گوندھ کر کھانا تیار کرتی تھیں...... اتنی دیر میں وہ دس، پندرہ پارے تلاوت کرلیا کرتی تھیں

......اس طریقہ سے ہمارے فقہاء اور محدثین میں بہت سے لوگ ایسے ہیں...... کہ ان لوگوں کی بچیاں فقہی مسائل میں اتنی باکمال ہوتی تھیں...... اور ان کے استنباط میں کرنے میں باقاعدہ اپنے بزرگوں کے ساتھ پوری معاونت کرتی تھیں ...... کتابوں کی ترتیب میں ،تدوین میں، میری درخواست آپ سے پھر یہی ہے کہ آپ اپنی تعلیم میں قطعاً ناغہ نہ کریں۔

اللہ کے راستہ میں خرچ کردہ مال:

اور اللہ کی راہ میں دل کھول کر خرچ کیا کریں...... اماں عائشہ صدیقہؓ کے متعلق آتا ہے...... کہ جتنا مال آتا...... اس کو شام سے پہلے خیرات کر دیتی ...... بلکہ ایک موقع پر روزے سے تھیں...... جب شام کا وقت آیا تو آپ نے اپنی لونڈی سے کہا کہ کوئی چیز پکائی ہے...... تو لے آؤ...... اس نے کہا کہ امی میں کیا پکاتی...... صبح آپ کے پاس اتنا مال آیا تھا ...... اور آپ نے وہ سارا صدقہ کر دیا ہے...... آپ نے اپنے لئے کچھ رکھا نہیں...... میں آپ کو کیا پیش کروں ...... فرمایا کہ تو ہی مجھے یاد دلا دیتی ...... اندازہ فرمایئے ......! کہ روزے سے ہیں...... اور یہ یاد نہیں آیا کہ میں نے گھر میں کیا رکھنا ہے...... ہمارے ہاں عورتوں میں جو سب سے زیادہ کمزوری اور کوتاہی ہے...... وہ یہ ہے کہ ہم مال کی پجاریہ ہیں ...... دولت کی پجاریہ ہیں...... پیسہ کی پجاریہ ہوتی ہیں...... اپنے مال کو اکٹھا اور سمیٹتی رہتی ہیں...... اس لئے اس کو اللہ کے راستہ میں...... خرچ کرنے کا اپنے اندر مزاج بناؤ!

معاشرہ کی بے حیائی کا سب سے زیادہ سبب:

نبی کریمؐ نے فرمایا کہ میں نے معراج کی رات جنت میں سب سے زیادہ عورتیں دیکھیں...... اور جہنم میں بھی سب سے زیادہ عورتیں دیکھیں ...... یہ ایک عجیب بات ہے ...... ایک تو اس حوالے سے کہ عورتوں کی تعداد مردوں کی نسبت ویسے زیادہ ہے...... دنیا میں

اس لئے ظاہر ہے کہ جتنے مرد جنت میں جائیں گے.....عورتیں جب ہیں زیادہ تو کلمہ زیادہ پڑھیں گی.....اس لئے جنت میں بھی ان کا داخلہ زیادہ ہوگا.....اور پھر جنت میں داخلہ کی وہ چار صفات جو میں نے ابھی آپ کے سامنے بیان کی ہیں.....ان صفات کی وجہ سے وہ عورتیں جنت میں جائیں گی.....اور پھر حضورؐ نے فرمایا.....کہ جہنم میں بھی بکثرت عورتیں دیکھیں.....اس لئے کہ معاشرے میں بگاڑ کا سبب، بے حیائی اور بدکرداری کے پھیلنے کا سب سے زیادہ ذریعہ عورت بنتی ہے.....اور نبی کریمؐ نے فرمایا.....کہ جب عورتوں کو میں نے جہنم میں دیکھا.....تو اس میں ان کی در خامیاں تھیں.....جس کی وجہ سے وہ جہنم میں تھیں.....ایک تو یہ ہے.....کہ وہ گالی گلوچ بکثرت دیتی ہیں.....اور دوسرا یہ ہے.....کہ اللہ کی ناشکری اور اپنے شوہر کی ناشکری کرتی ہیں.....اور تیسری چیز حضورؐ نے فرمایا.....کہ ان کے اندر یہ بڑی کمزوری ہے.....کہ غیبت زیادہ کرتی ہیں بدگوئی، عیب جوئی، جہاں پر عورتیں اکٹھی بیٹھی ہوں گی.....تو کسی نہ کسی کا کوئی گلہ شروع کردیں گی.....اس لئے یہ عورت کثرت کے ساتھ جہنم میں جائیں گی.....اس لئے ہمیں یہ کوشش کرنی چاہئے.....کہ ہماری ہر ماں، بہن، بیٹی ان عورتوں میں ہے.....کہ جن کی حضورؐ نے جنتی صفات بتائی ہیں اور ان صفات والی عورتیں بننے کے مراکز یہی دینی درسگاہیں ہیں ان اوزاروں میں پڑھیں اور علم حاصل کریں.....اور پھر کوشش یہ کیا کریں.....کہ سنت کے مطابق ہماری تقریبات ہوں.....ہماری شادی ہوتی ہے.....تو اس میں دنیا والی رسومات بہت زیادہ ہوتی ہیں.....کوئی خوشی کی تقریب ہوتی ہے.....تو اس میں بے پردگی، جناب والا بے دینی بہت زیادہ آجاتی ہے.....ہمیں اس میں کوشش کرنی چاہئے.....کہ ہر معاملہ شریعت کے مطابق ہونا چاہئے.....تاکہ اللہ اور اللہ کے محبوب سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے راضی ہوں.....اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔ وآخر دعوانا عن الحمد للہ رب

اسلام میں عورت کا مقام (ب)

خطبہ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ شَرَّفَنَا عَلٰی سَائِرِ الْاُمَمِ...... بِرِسَالَةِ مَنِ اخْتَصَّهٗ مِنْ بَیْنِ الْاَنَامِ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَجَوَاهِرِ الْحِكَمِ ......وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ...... مَا نَطَقَ اللِّسَانُ بِمَدْحِهٖ وَنَسَخَ الْقَلَمُ ...... اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ○...... بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○......

ان المسلمین والمسلمات والمؤمنین والمؤمنات والقانتین والقانتات والصادقین والصادقات والصابرین والصائمین والصائمات والحافظین فروجهم والحافظات والذاکرین الله کثیرا والذاکرات اعزا لله لهم مغفرة واجرا عظیما ○ قال النبی صلی الله علیه وسلم حبب الی من دنیاکم الطیب والنساء وجعلت قرة عینی فی الصلوٰة...... (۱)وقال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا صلت المرأة خمسها وصامت شهرها وحفظت فرجها واطاعت زوجها دخلت الجنة......(۲) او کما قال النبی صلی الله علیه وسلم ○صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ○......وَ صَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِیْمُ○...... وَنَحْنُ عَلٰی ذَالِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَالشَّاكِرِیْنَ○...... وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ○

---

(۱) منبهات ابن حجر عسقلانی ص۲۲ـ۲۱، المعجم المختار فی الذهبی یعنی روایت اب کو مشکوٰة المصابیح ص۴۴۹ ج۱، مسند احمد نسائی اور مسند ابی یعلی ص۲۶۹ ج۳ (بیروت) بیہقی من سکتی ہے (۲) ابن حبان، ترغیب ص۳۳ ج۳، رواہ البزار عن انس،،،

تمہید:

قابل اعزاز و تکریم واجب الاحترام، بزرگو، دوستو، اور بھائیو! آج کے خطبہ میں عورت کا مقام اسلام کی نگاہ میں کیا ہے؟ اسلام سے پہلے اس کی کیا حالت تھی اور اسلام نے اسے کتنی عظمتیں عطا کی ہیں؟ اس عنوان پر کچھ باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں...... اور یہ بھی چند دوستوں کی فرمائش پر ہے کہ اس موضوع پر کچھ گفتگو ہونی چاہئے...... جو آیت کریمہ میں نے آپ حضرات کے سامنے تلاوت کی ہے...... یہ سورۃ احزاب کی آیت ہے...... حدیث پاک میں آتا ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ کے پاس کچھ عورتیں حاضر ہوئیں...... بعض حضرات نے لکھا ہے...... کہ حضرت ام عمارہ تھیں اور بعض کا خیال یہ ہے کہ حضرت اسماء بنت عمیس تھیں اور بعض روایات میں کچھ اور عورتوں کے نام بھی آتے ہیں...... حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ عرض کیا کہ اے اللہ کے حبیب ﷺ! سارے کے سارے قرآن مجید میں جب بھی اللہ نے کہیں خطاب کیا ہے...... "یا ایھا الذین آمنوا" اہل ایمان مردوں کو خطاب ہوا ہے، عورتوں کا تذکرہ ہی نہیں تو جیسے دور جاہلیت میں عورتیں گری ہوئیں تھیں کیا اسلام میں بھی ان کی یہی حالت ہے کہ ان کا کوئی مقام نہیں...... یہ اتنی گئی گزری ہیں کہ ان کا تذکرہ ہی کہیں قرآن مجید میں نہیں آتا۔

دس خوبیوں کی حاملہ عورت جنت کی وارث:

تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کی تسلی اور دلجوئی کے لئے فوراً یہ آیت کریمہ نازل فرمائی کہ ان المسلمین والمسلمات والمؤمنین والمؤمنات والقانتین والقانتات (الیٰ آخرہ)(۱) پوری آیت جس میں نیک عورتوں کی اللہ نے دس صفات بیان فرمائیں کہ

(۱) ابن کثیر ص ۴۷۸ ج ۳، اخرجھا ترمذی فی تفسیر سورۃ الاحزاب من کتابہ

جن عورتوں میں یہ دس خوبیاں ہوں یہ سمجھ لو کہ وہ عورت نہایت ہی نیک متقی پرہیز گار اور جنت کی وارث ہے...... اور جن میں یہ دس صفات نہ ہوں...... وہ جنت کی وارث اپنے آپ کو کہلوا نہیں سکتیں...... یا ان صفات میں کمی ہو اللہ بخش دے، کریم ہے ورنہ یہ کہ جو صفات اللہ نے خود ارشاد فرمائیں ان پر کاربند ہونے والی ہی خواتین صحیح معنی میں نیک اور صالح و متقی و پرہیز گار کہلوا سکتی ہیں گویا یہ آیت کریمہ ان مستورات کی تسلی کے لئے نازل ہوئیں۔

اسلام سے قبل عورت کی حالت:

جن کے ذہن میں یہ اشکال تھا کہ عورت کا مقام اسلام میں کوئی نہیں اور وہ سمجھتی تھیں کہ اسلام سے پہلے دور جاہلیت میں جیسا حال تھا...... شاید ویسا اب ہو لیکن یہ معاملہ اس کے بالکل برعکس تھا...... اسلام کے آنے سے پہلے دور جاہلیت میں عورت کو انسان کی جنس ہی تصور نہیں کیا جاتا تھا بلکہ لوگ یہ سمجھتے تھے جس طریقہ سے انسان کی خدمت کیلئے جانور ہوتے ہیں گدھے ہوتے ہیں گھوڑے ہوتے ہیں...... اونٹ ہوتے ہیں اور دیگر مویشی جانور جن پر مختلف قسم کے وزن ڈالتے اور لادتے ہیں...... بار برداری کرتے ہیں اور ان پر سواری کرتے ہیں تو دور جاہلیت میں اسلام سے پہلے تصور یہ تھا کہ شاید عورتیں بھی اسی قسم کا ایک جنس ہے...... جانوروں میں اسلام سے پہلے تصور یہ تھا کہ شاید عورتیں بھی اسی قسم کی ایک جنس ہے...... جانوروں کی طرح مرد کے کام آتی ہے اور اس کا کوئی کمال نہیں...... یہی وجہ ہے کہ عورت کو اگر ایام حیض ماہواری کے دن آتے...... مرد ان سے اتنی نفرت اور گھن کھاتے کہ ان کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا نہیں کھاتے تھے...... اس طریقہ سے اگر کسی عورت کو طلاق دیدی جاتی...... جب چاہتا مرد اسے اپنے کنٹرول و اختیار میں رکھتا...... جب چاہتا اسے پھر چھوڑ دیتا اسکی کوئی عدت نہیں کوئی مدت نہیں تھی...... ورنہ اسلام نے اس کی حدود و قیود متعین کی ہیں...... اسلام نے اتنے تک اختیار دیا ہے کہ جب تک عورت کا اپنا منشاء شامل

نہ ہو......اس میں اس وقت تک اسکا کسی جگہ پر نکاح اس کے ورثاء شدت وسختی کے ساتھ نہیں کر سکتے......اگر وہ عاقلہ بالغہ ہے اسلام نے اسکو یہ اختیار دیا ہے تو اسلام نے اسکو یہ مقام یہ اعزاز یہ وقار دیا ہے......اسلام سے پہلے عورت کو یہ مقام نہیں ملا تھا عورت کی دس صفات قرآن کریم نے بیان کیں جو اس آیت کریمہ میں ہیں جو میں نے تلاوت کی ہے......اور پھر آپ حیران ہوں گے کہ بہت ساری خوبیاں ایسی ہیں کہ جو عظمتیں صرف عورت کو ملیں دنیا میں کسی مرد کو وہ عظمت نصیب نہیں ہوتی۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کی خدمت کے لئے غار حرا میں:

اسلام جس وقت آیا حضور اکرم ﷺ پر نبوت کا اظہار ہوا سب سے پہلی وحی نازل ہوئی اقرا باسم ربك الذی خلق o خلق الانسان من علق o اقرا وربك الاكرم o الذی علم بالقلم o یہ پانچ آیتیں ابتدائی جس وقت نازل ہوئی حضور اکرم ﷺ اس وقت جبل نور پر غار حرا میں تھے......تقریبا دو ہزار فٹ کی بلند ایک پہاڑی ہے......بہت اونچا سفر ہے ایک گھنٹہ اس کی چڑھائی پر لگ جاتا ہے......اور حضور اکرم ﷺ کا ایک معمول اور عادت شریفہ تھی......کہ آپ اکثر وہاں عبادت کے لئے تشریف لے جاتے ذکر کرتے تسبیح وتہلیل کرتے اللہ کو یاد کرتے اور کچھ دنوں کا کھانا اور سامان ساتھ لے کر جاتے......پھر آپ جب وہاں سے فارغ ہوتے چیزیں ختم ہو جاتیں آقا ﷺ واپس تشریف لے آتے کبھی کبھی خدیجۃ الکبریٰ ام المؤمنین سلام اللہ علیہا حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں وہاں جایا کرتی تھیں......یعنی اس طریقہ سے حضور ﷺ وہاں عبادت کرتے اور جب یہ پہلی وحی نازل ہوئی اور فرشتہ آیا اور حدیث پاک میں آتا ہے کہ حضور ﷺ غار کے اندر بیٹھے تھے فرشتہ سامنے سے یوں گزرا ایک دو اس نے چکر لگائے......حضور ﷺ نے اس کی شکل کو دیکھا تو آپ حیران ہوئے کہ ایسی شکل میں نے کبھی نہیں دیکھی......پھر وہ حضور ﷺ کے قریب آیا......حضور ﷺ

کو اس نے کھڑا کر کے اپنے سینہ سے لگایا...... جیسے چمٹایا جاتا ہے گلے لگ جاتا ہے...... اس طریقہ سے پہلے کہا "اقرا" حضور ﷺ نے فرمایا: "ما انا بقاری" میں پڑھا ہوا نہیں ہوں...... پھر کہتا ہے "اقرأ" حضور نے فرمایا: "ما انا بقاری" بار بار وہ دباتا رہا ہے اور پھر حضور ﷺ کو ایک جملہ کہتا ہے: "اقرأ باسم ربك الذی خلق" پیارے پیغمبر ﷺ اس رب کے نام سے پڑھئے جس نے آپ کو پیدا کیا......(۱)

نبی کا بولنا مشیت خداوندی:

کیونکہ پیغمبر ﷺ کی خصوصیت یہ ہے "وما ینطق عن الهوی O ان هو الا وحی یوحی" جب تک خدا کا قانون نہ ہو حکم ربانی نہ ہو...... نبی اپنی زبان سے کوئی جملہ نہیں نکالتے تو آقا ﷺ کیسے پڑھ لیتے؟ جبرائیل علیہ السلام کے کہنے سے اس لئے، جبرائیل کا کہنا پڑا...... اس رب کے نام سے پڑھئے جس نے آپ کو پیدا کیا...... تو تب آپ نے یہ آیات طیبات پڑھنا شروع کیں...... پہلی وحی تھی نزول وحی اس کا بوجھ اس قدر...... اس کی شدت کہ اس کو برداشت کرنا...... عام معمولی بات نہ تھی بلکہ حدیث پاک میں آتا ہے...... کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام پر جب اللہ تبارک وتعالیٰ احکامات بھیجتے تھے اور حکم دیتے تھے کہ جاؤ جا کر میرے پیغمبر ﷺ کو یہ احکامات بتا کر آؤ تو حضرت جبرائیل علیہ السلام یہ احکام سنتے اور بے ہوش ہو کر گر جاتے اور جب ہوش میں آتے تو دیگر فرشتے پوچھتے تیرے رب نے کیا کہا؟ بے ہوشی میں اتنا کہتے جو کچھ میرے رب نے کہا وہ سچ کہا ہے...... مجھ سے نہ پوچھو! کہ میرے رب نے کیا کہا ہے جب سفر کر کے یہاں حضور ﷺ تک پہنچتے پھر وہی کلمات زبان پر جاری ہوتے جو اللہ کی طرف سے جبرائیل علیہ السلام کو عطا کئے گئے تھے۔

(۱) الصحیح البخاری ص ۲ ج ۱

انبیاء کی تربیت:

یہاں اشکال کے طور پر ایک بات عرض کر دوں اگرچہ اس کا مضمون سے کوئی تعلق نہیں اصل میں عورتوں کے متعلق گفتگو کرنا چاہتا تھا وہ یہ کہ بعض لوگ یوں کہہ دیا کرتے ہیں کہ جی جبرائیل علیہ السلام انبیاء کا بھی استاد ہے...... اس نے نبیوں کو پڑھایا ہے وہ تمام انبیاء کے پاس وحی لے کے آیا ہے...... تو یہاں یہ بات ذہن میں رکھئے کہ انبیاء علیہ السلام کا استاد سوائے خدا کے اور کوئی نہیں...... جبرائیل بھی استاد نہیں...... کوئی بھی فرشتہ ان کا استاد نہیں...... نبیوں کی ہستیاں ایسی ہوا کرتی ہیں کہ ان کی تربیت براہ راست اللہ تبارک وتعالیٰ کرتے ہیں...... خدا ان کی نگرانی کرتے ہیں اور اللہ ہی ان کو اپنی تربیت میں رکھتے ہیں...... اور اللہ تبارک وتعالیٰ خود ان کو تعلیم دیتے ہیں...... عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ فرمایا کرتے تھے کہ لوگو! جس طریقے سے ماں باپ اپنی اولاد کو اٹھنا بیٹھنا سکھاتے ہیں چلنا پھرنا سکھاتے ہیں، معاملات اور کاروبار سکھاتے ہیں...... باپ، اگر بچہ چھوٹا ہو تو انگلی سے پکڑ کر کہتا ہے ...... بیٹے! یہاں پر بیٹھنا اس کے ساتھ دوستی رکھنا اس کے ساتھ تعلقات رکھنا...... اس کے پاس جانا...... اس کے پاس نہ جانا...... یہ تمہارا دشمن ہے...... ماں باپ اپنی اولاد کی تربیت کرتے ہیں۔

خدا اپنے پیغمبر کی انگلی پکڑ کر چلانا پھرانا سکھاتا ہے اللہ خود تربیت کرتے ہیں انبیاء علیہ السلام کی...... رہی جبرائیل کی حیثیت علماء نے لکھا ہے کہ جیسے آپ کسی صاف تختی پر کوئی چیز لکھنا چاہیں تو آپ اپنے ہاتھ سے نہیں لکھتے...... بلکہ قلم استعمال کرتے ہیں...... تو قلم درمیان میں ایک ذریعہ ہوتا ہے لکھنے کا اصل چیز جس پہ لکھا جا رہا ہے وہ تختی ہے اور لکھنے کی جو طاقت وقوت کارفرما ہے وہ آدمی کا ہاتھ ہے...... اور درمیان میں قلم ایک واسطہ ہے جس واسطہ سے لکھا جا رہا ہے...... گویا وہ تختی پیغمبر کا قلب اطہر اور وہ ہاتھ اللہ کی قدرت کا ہاتھ

ہے..... خدا نے تو جبرائیل علیہ السلام کو قلم کے طور پر بطور واسطہ کے بنا کے جناب سیدنا محمد الرسول اللہ ﷺ کے قلب اطہر پہ وحی کو لکھ دیا ورنہ جبرائیل علیہ السلام استاد بن کر نہیں آئے..... اب کوئی شخص جب لکھ لیتا ہے تو میں اور آپ میں سے کوئی آدمی یہ نہیں کہتا کہ یہ قلم کا لکھا ہوا ہے یہ اس قلم کی قوت ہے کہ اس نے اتنی تحریر بنا دی..... نہیں ہم کہتے ہیں فلاں آدمی کو اللہ نے اتنی قوت دی ہے، فلاں صاحب قلم ہے، فلاں صاحب تحریر ہے، اس کے اندر اللہ نے استعداد رکھی ہے کہ وہ لکھتا ہے..... قلم بذات خود کچھ نہیں لکھ سکتا..... جب تک اسے ہاتھ میں پکڑ کر لکھا نہ جائے۔

سب سے پہلا اعزاز عورت کے حصہ میں:

جبرائیل علیہ السلام خود آ نہیں سکتے جب تک خدا کی طرف سے حکم نہ ہو..... تو میں عرض کر رہا تھا حضور ﷺ واپس تشریف والے، جب گھر پہنچے تو سب سے پہلے ام المؤمنین خدیجہ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کے پاس آئے اور آ کر فرمایا خدیجہ! "زملونی زملونی زملونی"''' مجھے کملی اوڑھاؤ، مجھے چادر اوڑھاؤ، مجھ پر کپڑا ڈالو' اور پھر حضور اکرم ﷺ کے جسم پہ کپکپی اور اس وحی کے بوجھ کی وجہ سے پسینہ اور پھر ادھر سے شدت یعنی وہ جو پسینہ آ رہا تھا وحی کا بوجھ اور آپ پہ وہ کپکپی کی کیفیت طاری تھی یہ بھی اسی کی شدت کی وجہ سے تو حضور ﷺ پہ چادر ڈالی گئی.....اور پھر چادر ڈالنے کے بعد تھوڑی دیر تسلی دی گئی تو بخاری شریف کے پہلے باب کی پہلی حدیث جس کی راویہ عائشہ صدیقہؓ ہیں اور وہ حضرت خدیجہ الکبریٰ کے حوالے سے یہ بات نقل کرتی ہیں کہ جب حضور ﷺ پر پہلی وحی نازل ہوئی اور حضور ﷺ پریشانی کے عالم میں تشریف لائے.....اور آ کر خدیجہ الکبریٰ کو یہ بات بتائی کہ مجھ پر اس قسم کی ایک وحی آئی ہے..... ایک فرشتہ آیا ہے وہ ایک انسانی شکل میں تھا اس نے آ کر مجھے یوں دبایا میں نے اس کو اس کی اصلی حالت میں اس انداز میں دیکھا ہے مشرق سے مغرب تک، شمال سے

جنوب تک پورے آسمان کو اس نے گھیرا ہوا ہے سارے آسمان پر اس کے پر پھیلے ہوئے تھے چھ سو سے زائد اس کے پر تھے...... میں نے اس شکل کو دیکھا اس نے مجھے کہا "اقــرأ" میں نے کہا "مــا انــا بقــاری" دوسری مرتبہ کہا میں نے پھر انکار کیا اس نے مجھے دبایا اور کہا "اقرأ باسم ربك الذی خلق" میری زبان پر یہ کلمات جاری ہوئے تو حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے جب یہ جملے سنے حضور ﷺ کی اس پریشانی کی کیفیت کو دیکھا عمر کے لحاظ سے بڑا تفاوت تھا...... حضرت خدیجۃ الکبریٰ اس وقت تقریباً ۵۵ سال عمر پا چکی تھی اور ادھر سے رحمت للعالمین ﷺ کی عمر چالیس سال تھی...... یہ پہلا واقعہ تھا حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ نے اس سے پہلے یہود و نصاریٰ کے دور کی وہ کتابیں اور آسمانی صحیفے اور ان حوالوں کو دیکھا ہوا تھا وہ واقعات سنے ہوئے تھے کہ وحی اس انداز میں آتی ہے اس لئے فوراً حضور ﷺ کو تسلی دینے کے لئے چار جملے کہے...... جو سب سے پہلے اس عورت کو یہ سعادت ملی کہ پیغمبر ﷺ پر ایمان بھی لائی اور پیغمبر ﷺ کی وحی کی تصدیق کر کے اس کو تسلی بھی دی...... یہ اس عورت کو اعزاز ملا نہ ابوبکرؓ جیسے مرد کو ملا نہ علی ابن ابی طالبؓ کو ملا نہ عمر بن خطابؓ، عثمانؓ، طلحہؓ و زبیرؓ، یہ لوگ تو اسلام ہی بعد میں قبول کرتے ہیں یہ اعزاز سب سے پہلے عورت کو ملتا ہے کہ حضرت ام المؤمنین خدیجہؓ فرماتی ہیں: "کــلا و الــلــه ما یخزیك الله ابدا" رب کعبہ کی قسم اٹھا کر کہتی ہوں اللہ آپ کو رسوا نہ کریں گے اس لئے کہ انك لتصــل الرحــم "آپ صلی رحمی کرتے ہیں"...... تحــمــل الــكل "دوسروں کو کما کر کھلاتے ہیں"...... تكسب المعدوم "دوسروں کا بوجھ کندھوں پر اٹھاتے ہیں"...... تقری الضیف "مہمانوں کی عزت کرتے ہیں" وتعین علی نوائب الحق ...... اور جس آدمی میں یہ پانچ خوبیاں ہوں کہ وہ دوسروں کا بوجھ اٹھاتا ہو مہمانوں کی عزت کرتا ہو...... صلہ رحمی کرتا ہو اور دوسروں کو کما کر کھلاتا ہو جس میں یہ خوبیاں اللہ نے رکھی ہوں بیوی نے فرمایا میں قسم اٹھا کر کہتی ہوں "کــلا و الــلــه ما

یخزیک اللہ ابدا ''رب کعبہ کی قسم اللہ آپ ﷺ کو ذلیل ورسوا نہیں کریں گے یہ اللہ کی طرف سے آپ پر وحی کے احکامات ہیں جو آپ پر نازل ہو رہے ہیں'' (۱)

سب سے پہلے کلمہ پڑھنے والی خاتون:

حضرت خدیجۃ الکبریٰ یہ پہلی خاتون ہیں اسلام کی تاریخ میں پہلی عورت ہے جس کو یہ اعزاز حاصل ہوا کہ اس عورت نے پیغمبر ﷺ کا کلمہ پڑھا اس عورت نے وحی کی تصدیق کی...... اس عورت نے حضور ﷺ کو تسلی دی...... یہ مقام صرف اس عورت کو ملا ہے...... اسلام میں اور کسی کو نہیں ملا۔

سب سے پہلے جام شہادت نوش کرنے والی خاتون:

سب سے پہلے اسلام میں جام شہادت نوش کرنے کی سعادت عورت کو ملی ہے، کسی مرد کو نہیں ملی آپ حیران ہوں گے میں یہ آپ کو بتا رہا ہوں کہ اسلام میں عورت کا کیا مقام ہے...... عورتوں نے اسلام کی خاطر کتنی جانثاری اور قربانیاں پیش کی ہیں...... آج کا عنوان صرف عورت ہے...... عورت پر بات سنئے...... حضرت سمیہ رضی اللہ عنہما بہت ہی مشہور و معروف ترین اسلام کے ابتدائی دور کی خاتون ہیں جس نے اسلام کی خاطر مصائب اور تکالیف برداشت کیں...... بہت ہی مشہور ان کا وہ واقعہ ہے کہ جب ہجرت کر کے جانے لگیں...... ابوجہل نے روک دیا نہیں جانے دوں گا کہا یہ مکان میں نے تمہیں بنوا کر دیا تھا...... تیرا شوہر میرا غلام ہے میں اسے اپنے کنٹرول میں رکھتا ہوں...... تجھے اس سے علیحدہ

---

(۱) صحیح بخاری ص ۳ ج ۱ ...سنن ابی داود کتاب الباس رقم ۱۶۱ ۲ ... مسند احمد رقم ۲۰۱۶۹۲ ... المستدرک علی الصحیحین للحاکم ص ۲۰۲ ج ۲ ... جامع الاصول فی احادیث الرسول ص ۲۷۵ ج ۱ ... [illegible] ص ۱۰۳ ج ۱ ... مسند احمد بن حنبل ص ۲۳۲ ج ۲ ... مسند اسحاق بن راھویہ ص ۳۱۶ ج ۲ ... مصنف عبد الرزاق ص ۳۲۱ ج ۵ ...

ر لیتا ہوں تجھے اپنی باندی بنا کر رکھوں گا یہ مکان میں نے بنوا کر دیا تھا...... رہائش کی جگہ بری تھی یہاں جو ساز و سامان ہے وہ میں نے تمہیں مہیا کیا تھا سب کچھ لے لیتا ہوں......

سیدہ سمیہؓ نے سب کچھ قربان کیا بالآخر اس ظالم سے پھر بھی نہ رہا گیا بد بخت نے دو اونٹ منگوائے ایک دائیں طرف کھڑا کیا دوسرا بائیں طرف کھڑا کیا...... سیدہ سمیہؓ کی ایک ٹانگ ایک اونٹ سے باندھی، دوسری ٹانگ دوسرے اونٹ سے باندھی...... ایک برچھا زہر آلود لیکر آیا کھڑا کر کے بد بخت نے بے شرمی کے عالم میں وہی برچھا سیدہ سمیہؓ کے نازک حصہ شرمگاہ پہ کھینچ کے مارا...... اونٹوں کو دوڑایا لاش دو ٹکڑے ہوئی...... زبان پر یہ کلمے تھے "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" اسلام کی سب سے پہلی شہید یہ خاتون تھی...... اس کو یہ سعادت حاصل ہوئی جس نے جام شہادت نوش کیا...... اس سے پہلے کسی کو یہ سعادت حاصل نہ ہوئی...... مردوں نے شہادت بعد میں حاصل کی...... عورت نے شہادت پہلے حاصل کی مردوں نے حضور ﷺ کی نبوت کی تصدیق تو بعد میں کی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تو اس وقت سفر پر گئے ہوئے تھے جب "اقرأ باسم ربك الذى خلق" کی آیتیں اتری تھیں پہلی تصدیق اگر کسی نے کی ہے تو وہ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا نے کی ہے۔

اسلام کا ماں کی عظمت سے آشنائی کرانا:

تو میں آپ کو بتا رہا ہوں اسلام میں عورت کا کیا عظیم مقام ہے...... کتنا اس کو مرتبہ ملا اسلام سے پہلے اس کو ذلیل رکھا جاتا تھا اسلام کے بعد اس کی عزت کی گئی...... اسلام سے پہلے لوگ ماں کے ساتھ نکاح کرتے تھے اسلام کے آنے کے بعد اسلام نے کہا الجنة تحت اقدام الامہات "جنت تمہاری ماں کے قدموں تلے ہے"(۱)

(۱) مسند الشہاب ص ۱۱۹ ج ۱

اسلام سے پہلے لوگ اپنی بہنوں کو بیٹیوں کو زندہ در گور کرتے تھے...... اسلام نے آنے کے بعد کہا یہ بیٹیاں زندہ در گور کرنے کے قابل نہیں بیٹیاں تو پیشانی چومنے کے لائق ہوتی ہیں...... اسلام نے اس عورت کو یہ مقام دیا...... قرآن مجید نے ان کی دس صفات بیان کیں پہلی صفت فرمایا "ان المسلمین والمسلمات" سب سے پہلی صفت یہ ہے کہ مسلمان مرد مسلمان عورتیں "والمؤمنین والمؤمنات" مؤمن مرد اور مؤمن عورتیں اسلام اور ایمان لانے والی عورتیں ہی کامیاب وکامران ہیں مرد ہی کامیاب وکامران ہیں۔

ایمان اور اسلام میں فرق:

مردوں کی ضمناً تذکرہ ہے حقیقت میں آیت کریمہ عورتوں کیلئے نازل ہوئی تھی...... دو چیزیں بتائیں ایک اسلام ایک ایمان...... دونوں میں خفیف سا فرق ہے ایمان کہا جاتا ہے دل کی کیفیت کو اسلام کہا جاتا ہے ظاہری اعضاء کی کیفیت کو ایمان اندر کی حالت ہے......"آمنت باللہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الآخر" اللہ پر ایمان لانا فرشتوں کا دل سے یقین کرنا ماننا، آسمانی کتابوں کو تسلیم کرنا، انبیاء کو تسلیم کرنا، اور آخرت پر یقین رکھنا" یعنی جن باتوں کا تعلق دل کے ساتھ ہے ان کو ایمان کہا جاتا ہے...... ایمان ماننا دل سے تسلیم کرنا ان پر اعتماد کرنا اور اسلام کے معنی ہیں تابعداری، فرمانبرداری، انقیاد ظاہری، کہ ظاہراً اپنے آپ کو خدا اور رسول کے حکموں کے مطابق ڈھال دینا دل میں بھی یقین ہو کہ اللہ کا جو حکم ہے سچ ہے...... پیغمبر ﷺ نے جو فرمایا ہے سچ ہے...... اسلام نے جو ہمیں حکم بتایا ہے وہ سچ ہے...... اور دل کے یقین اور اعتماد کے ساتھ دوسری بات یہ ہے کہ عملی طور پر بھی ہمیں قرآن وسنت کے مطابق زندگی ڈھالنی چاہئے...... گویا اسلام نے یہ بتایا کہ وہ عورتیں اور وہ مرد جو مؤمن بھی ہوں اور مسلمان بھی ہوں، مؤمن ہوں کہ ان کے دل کا ایمان درست ہونا چاہئے۔

خدا کی ذات پر یقین خدا کی صفات پر یقین...... اللہ کی عبادات پر یقین پیغمبر ﷺ کی ہر بات پر یقین، آسمانی فرشتوں پر یقین، آسمانی کتابوں پر یقین، آخرت پر یقین، اچھی اور بری تقدیر کے منجانب اللہ ہونے پر یقین، یوم قیامت کے قیام پر یقین، یہ دل کی کیفیت ہے اور یہ ایمان ایسے ہونا چاہئے جیسے سیدہ سمیہؓ کا تھا...... کہ جس عورت نے اپنی جان کے ٹکڑے کرائے اسلام میں سب سے پہلے یہ سعادت عورت کو ملی۔

عظمت اسلام کے لئے آنکھیں نکلوانے والی سب سے پہلی خاتون:

سیدہ زنیرہؓ کی آنکھیں نکال دی گئیں، نابینہ ہوگئیں، اس نابینگی کے عالم میں دنیا سے رخصت ہوئیں لیکن اسلام کی عظمت کا انحراف نہ کیا...... اپنے مؤقف سے نہ ہٹیں یہ سعادت بھی عورت کو ملی، ایمان یوں ہونا چاہئے اور دوسری چیز ہے اسلام، اسلام کے معنی ہیں ظاہری تابعداری، ظاہری فرمانبرداری، کہ جو حکم ہوا اللہ کی طرف سے اللہ کے رسول کی طرف سے، اس پہ فرمانبرداری اور تابعداری کرنے میں...... چوں چراں نہیں ہونی چاہئے کہ یہ نہ کروں ...... اس کے کرنے پہ کتنا اجر نہ کرنے میں گرفت ہے...... یا یہ کہ ویسے ہی چھوٹ جائے گی یا اگر نہ کیا تو کونسا کوئی فرض عمل ہے مستحب ہی تو ہے ثواب ہی تو ہے۔

ازواج مطہرات ذرا سی بات پر ڈٹ جایا کرتی تھیں:

اور پھر ازواج مطہرات اور حضور ﷺ کی خواتین میں اسلام کی فرمانبرداری کا عالم یہ ہوا کرتا تھا کہ ذرا ذرا سی بات پہ قرآن وسنت کے قانون پہ اتنی ڈٹ جایا کرتی تھیں...... حضرت سیدہ عائشہؓ کا چھوٹا سا بھانجا ایک مرتبہ کھیل رہا تھا جیسے ہمارے ہاں بچے گولیاں کھیلا کرتے ہیں...... اس انداز میں حضرت عائشہؓ نے اسے روکا کہ بیٹے یہ کھیل نہ کھیلا کرو حضور ﷺ نے لہو ولعب سے منع فرمایا ہے...... بی بی صاحبہ اپنے کام میں

مصروف ہو گئیں بچہ پھر اسی کام میں لگ گیا...... چونکہ بچپنہ تھا...... پھر دوبارہ وہی کیفیت پھر حضرت عائشہ صدیقہؓ نے دیکھا اور روکا...... تیسری مرتبہ سیدہ نے قسم اٹھائی بھانجا ضرور ہے پیار ہے تجھ سے لیکن تیرے ساتھ بات نہیں کروں گی...... آئندہ نہیں بولوں گی کہ میں تجھے پیغمبر ﷺ کی شریعت پہ عمل کرنے کا کہتی ہوں تو اپنی مرضی کا کام کرتا ہے...... صحابہ کرامؓ نے منایا بچہ نے معافی مانگی تب کہیں جا کر سیدہ عائشہ صدیقہؓ نے اس سے بات کرنا شروع کی...... تو میں عرض کر رہا تھا اسلام اور ایمان دونوں پہ فرمانبرداری اور تابعداری دل کا یقین جیسے ان عورتوں کا تھا...... آج ہمارے ہاں عورتوں میں وہ بات نہیں مردوں میں نہیں عورتوں میں کہاں سے آئے...... اس دور میں عورتیں اس بات کا اہتمام کیا کرتی تھیں...... نماز کا اہتمام ہے، روزہ کا اہتمام ہے، ذکر کا اہتمام ہے، تسبیح وتہلیل کا اہتمام ہے...... حتیٰ کہ ایک عورت نے اپنے شوہر کو کہا گھر میں سویا ہوا ہے...... تو جا اٹھ اللہ کے دربار میں عبادت کر میں بھی دو نفلیں پڑھتی ہوں تو بھی جا کر نوافل پڑھ تو وہاں دعا مانگ...... میں یہاں دعا مانگتی ہوں گھر میں کھانے پینے کو کچھ نہیں ہے...... عورت نے اپنی چکی صاف کی، ذرا گھومائی...... اس نے نوافل پڑھنا شروع کر دیئے مرد مسجد چلا جاتا ہے اور یہ ایک شریعت کا مسئلہ سنئے!...... حدیث پاک میں آتا ہے۔

اسلام عورت کے پردے کا محافظ:

لیکن عورت کے لئے حکم یہ ہے کہ سر سے لیکر پاؤں تک سارے کا سارا وجود ڈھکا ہوا ہو...... سوائے اعضائے سجدہ کے یعنی پاؤں دو ہاتھ کی ہتھیلیاں اور ایک چہرہ...... پیشانی کا ایک بال بھی نظر آنا نہیں چاہئے...... عورت کو چھپانے کا حکم ہے...... عورت کے معنیٰ ہی عربی میں چھپانے کے ہیں...... عورت چیز ایسی ہے جسے چھپایا جاتا ہے...... مرد ایسی چیز ہے جسے ظاہر کیا جاتا ہے...... تو اس کو چھپ کر عبادت کرنے کا حکم ہے...... مردوں کو ظاہرا

عبادت کرنے کا حکم ہے...... مرد احرام باندھے تو ایسے دو چادریں کھلیں بے شک ایک چادر میں احرام باندھ کر کعبہ کا طواف کرتا رہے تو کوئی مضائقہ نہیں اور اگر عورت احرام باندھتی ہے تو احرام اس کو باندھنا پڑے گا لیکن سر کے اوپر سے دوپٹہ ڈالے اس کے اوپر اس کو پردہ ڈالنا چاہئے...... آگے چھوٹا سا سائبان بنا لے تا کہ اس کا چہرہ کسی کو نظر نہ آئے اس کے اوپر کپڑا ہو پردہ کی حالت میں اس کو طواف کرنے کا حکم ہے پردہ کی حالت میں اسے صفا اور مروہ کی سعی کرنے کا حکم ہے۔

عورتوں کو پردہ میں رکھنے کی حکمت:

عورت کو اسلام کسی صورت میں اجازت نہیں دیتا کہ یہ اپنے آپ کو ظاہر کرے قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ بہت بڑے عالم اور بزرگ گزرے ہیں قاضی صاحب کے بڑے بڑے عجیب عجیب واقعات ہیں قاضی صاحب ایک مرتبہ سفر کر رہے تھے گاڑی میں بیٹھے ہوئے تھے...... فرماتے ہیں گاڑی کے ڈبے میں بیٹھا ہوا تھا سامنے ایک نوجوان بابو میرے سامنے بیٹھا تھا...... آکے بیٹھ کر کہتا ہے مولانا آپ مسلمانوں کے عالم ہیں...... میں نے کہا، جی مجھے کہتے تو مولوی ہیں...... اچھا مولانا صاحب یہ فرمائیے کہ اسلام میں عورت کے پردہ کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے...... میں نے کہا بہت ضروری چیز ہے تو فوراً مجھے کہتا ہے...... مولوی صاحب کیا ضرورت ہے آنکھ کا پردہ ہونا چاہئے، دل کا پردہ ہونا چاہئے، آنکھوں کا بند ہونا ضروری ہے؟ دل کا پردہ ہونا چاہئے کیا ضرورت ہے اس بات کی...... مولانا فرمانے لگے...... میں خاموش ہو گیا...... اتفاق سے میری جیب میں ایک لیموں تھا میں نے وہ نکالا چاقو میرے پاس تھا میں نے یوں کر کے اس نوجوان کے سامنے کاٹا تو اس کے منہ پر پانی آ گیا...... اتفاقیہ چیز ہے کہ نمکین چیز ہو یا اس قسم کی چٹ پٹی چیز ہو تو منہ میں پانی آ ہی جاتا ہے تو میں نے کہا شہزادے خیر ہے...... لیموں میرا ہے ہاتھ میں میرے ہے

کاٹا میں نے پانی تیرے منہ میں اس نے کہا فطرت کا تقاضا ہے کہ ایسی چیز سامنے آئے تو منہ میں پانی آہی جاتا ہے...... فرمایا اسلام نے بھی اسی تقاضے کے تحت قانون بنایا ہے کہ عورت عورت ہے کسی جگہ پر بھی سامنے آئے گی مرد کی اس پر نگاہ پڑے گی تو یقیناً دل اس کی طرف مائل ہوگا...... اوراس کی طرف مائل ہونے کی دیر ہے کہ وہ پھر اسے گناہوں کی طرف لے جائے گی اس لئے اسلام نے حکم دیا کہ نہ یہ اپنا چہرہ نکال کے باہر نکلے اور نہ کسی غیر کی اس پہ نگاہ پڑے نہ یہ دوسروں کو گناہ گار بنانے کا سبب بنے نہ کوئی اور اس کو دیکھ کر گناہ گار بنے اسلام نے اس لئے اس کو پردہ کا حکم دیا۔

واپس جلدی آنا تا کہ میری نماز قضا نہ ہو جائے:

تو میں عرض کر رہا تھا نماز کا حکم دیا گیا مردوں کو حکم یہ ہے مسجد میں با جماعت آکر نماز پڑھو، عورتوں کو حکم یہ ہے کہ گھر میں نماز پڑھو...... مردوں کو حکم یہ ہے کہ کھلم کھلا نماز پڑھو...... عورتوں کو حکم یہ ہے کہ گھر میں مکان کے صحن کی بجائے بہتر ہے کہ حجرے کے اندر نماز پڑھو...... مردوں کو حکم یہ ہے کہ روشنی میں نماز پڑھو...... عورتوں کے لئے کوئی قانون نہیں اگر اندھیرے میں بھی نماز پڑھی ہے تو اس کے لئے حکم ہے کہ جائز ہو جائے گی اس لئے عورت میں جتنا ستر ہو جتنا پردہ ہو جتنی پوشیدگی ہو اسلام اس کو اس بات کا حکم دیتا ہے...... کہ اس انداز میں تو نے عبادت کرنی ہے...... بہت ہی مشہور واقعہ ہے کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں جب ابتدائی دور تھا افلاس کا عالم تھا، بھوک اور پیاس کی شدت کا دور تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہما کو کپڑے بھی پورے میسر نہ ہوتے تھے ایک صحابی نماز کے بعد سلام پھیر کے جلدی سے جانے لگے حضور ﷺ نے بٹھایا بلا کر فرمایا کیا بات تھی؟ کہا آقا گھر میں کپڑے نہیں یہ ہی دو چادریں جو پہن کے آیا ہوں یہی پہن کر نماز کے لئے آیا ہوں...... میری بیوی گھر میں مکان کے کونے میں چٹائی لپیٹ کر بوریا لپیٹ کر بیٹھی ہوئی ہے...... جاؤں گا یہ

لباس اسے دوں گا میں وہی بوریا پہن کے بیٹھوں گا وہ اپنی نماز ادا کرے گی...... مجھے بیوی نے یہ جملہ کہا کہ جلدی جا نماز با جماعت ادا کرتا کہ تیری جماعت قضا نہ ہو...... واپس جلدی آنا تا کہ میری نماز قضا نہ ہو یہ ہے اسلام کی پابندی فرائض اسلام کا اہتمام، نماز ہو، روزہ ہو، حج ہو، زکوٰۃ ہو، تلاوت ہو، ایک ایک چیز!۔

بچے کی تربیت کی زیادہ ذمہ دار ماں یا باپ:

اور اس دور میں بھی آج تک وہ عورتیں زندہ ہیں...... شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ نے اپنی کتاب فضائل قرآن اور فضائل رمضان میں لکھا ہے کہ اللہ کا فضل ہے کہ میرے گھر کی عورتیں گھر کا کام بھی کر لیتی ہیں...... دن میں یومیہ دس دس بارہ بارہ پندرہ پندرہ سپارے قرآن کی تلاوت بھی کر لیتی ہیں...... اس قسم کی نیک خواتین بھی رہتی ہیں اور یہ ان لوگوں کی وجہ سے شاید اچھی اولادیں دنیا میں آ رہی ہیں اور ماں کی تربیت کا عورت کی تربیت کا بچہ میں بہت بڑا اثر ہوتا ہے...... اگر ماں نیک ہے اولاد نیک ہوگی، ماں کی تربیت اچھی ہے اولاد کی تربیت اچھی ہوگی...... باپ جتنی تربیت کرے چوبیس گھنٹے اگر بچہ کے ساتھ لگاؤ اور تعلق ہوتا ہے تو ماں کا ہوتا ہے باپ کا اتنا تعلق نہیں ہوتا...... جتنا ماں کا تعلق ہوتا ہے۔

قرآن مجید نے پہلی صفت عورتوں کی یہ بیان کی کہ مؤمن ہوں دوسری صفت کامیاب عورتوں کی یہ بیان کی مؤمن ہونے کے ساتھ ان کا مسلمان ہونا ضروری ہے اور تیسری صفت قرآن نے بیان کی "والقانتین والقانتات" فرمانبردار ہونا ضروری ہے وہ عورت جو اپنے شوہر کی فرمانبردار و تابعدار ہے...... اپنے میاں کی فرمانبردار ہے خدا کی فرمانبردار ہے...... اپنے رسول ﷺ کی فرمانبردار ہے اور میرے آقاءِ نامدار سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مرد کا عورت پر اسلام میں اتنا حق ہے کہ اگر اسلام میں اجازت ہوتی رب کے سوا کسی دوسرے کو سجدہ کرنے کی تو میں عورت کو حکم دیتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کیا

کرو......(۱) تمہارے لئے اللہ کے بعد اگر کسی کا درجہ اور مقام بنتا ہے تو اس شوہر کا بنتا ہے...... جو اپنی پوری زندگی تمہارے لئے وقف کر دیتا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت علیؓ حضرت فاطمہؓ سے ناراض ہو گئے روٹھ کر گھر چھوڑ کر چلے گئے...... آقا ﷺ کو پتہ چلا تو جا کر علیؓ کو منا کر لائے اور گھر لا کر ایک طرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بٹھایا...... دوسری طرف فاطمۃ الزہراء کو بٹھایا...... دونوں کے ہاتھ یوں پکڑے...... پکڑ کر فرمایا علیؓ! تیرے ذمہ باہر کے کام...... فاطمہؓ! تیرے ذمہ گھر کے کام ہیں...... علیؓ تو کما کر لایا کرے گا...... فاطمہؓ تو گھر میں اسے پکا کر کھلایا کرے گی...... علیؓ تو باہر کا کام کیا کرے گا...... فاطمہؓ تو اس کے بچوں کی تربیت اور خیال کیا کرے گی...... فاطمہؓ اگر تو نے علیؓ کے کسی معاملہ میں خیانت کی تو خدا کے ہاں قیامت کے دن محمد ﷺ تیرا سفارشی نہیں بنے گا...... حضور ﷺ نے اپنی بیٹی کو یہ جملے کہے سوچ لے تیری ذمہ داری یہ ہے کہ اپنے شوہر کی تابعداری میں زندگی گزار!۔

حدیث میں آتا ہے کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں دو منزلی ایک عمارت تھی اوپر میاں بیوی اور نیچے اس عورت کے والدین رہتے تھے شوہر سفر پر چلا گیا اس نے کہا کہ جب تک میں واپس نہ آؤں اپنی بیوی کو کہا اوپر کی منزل سے تجھے نیچے اترنے کی اجازت نہیں...... وہ مرد چلا گیا نیچے اس عورت کا والد رہتا تھا وہ بیمار ہو گیا تکلیف زیادہ ہوئی حتیٰ کہ زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا ہو گیا...... لوگوں نے کہا کہ مر رہا ہے...... عورت نے کہا کہ شوہر نے اجازت نہیں دی حتیٰ کہ بتایا کہ سکرات ہے...... عورت نے کہا پوچھو رحمت للعالمین ﷺ سے اجازت ہو تو جاؤں...... حتیٰ کہ والد فوت ہو گیا...... عورت نے "انا للہ و انا الیہ راجعون" پڑھی...... حضور اکرم ﷺ کو اطلاع دی گئی...... محبوب خدا ﷺ نے فرمایا یہ بتاؤ! کہ اس کے

---

(۱) لو کنت آمر احدا ان یسجد لاحد لامرت المراۃ ان تسجد لزوجہا (جامع الترمذی ص۱۳۸ ج۱)

شوہر نے کیا کہا تھا یہ جملہ آج سننا اور دل میں رکھنا اور میں خاص طور پر ان لوگوں کو کہتا ہوں جو بڑھاپے کی عمر میں ہیں تو آپ سارے میرے بزرگوں کا یہ ذہن بن جاتا ہے کہ میں اپنی بیٹی پہ کنٹرول کروں اس کا شوہر سے جدا کر کے لے آئے لا کر یہاں بٹھا دیا کئی کئی مہینے یہاں ہرگز رہنے نہ دیں میں ان لوگوں کو یہ جملہ کہنا چاہتا ہوں وہ اپنے سینوں پر اس کو لکھیں اور اس حدیث کو عام کریں اور ہر ایک کو یہ واقعہ سنائیں!۔

عورت کیلئے شوہر اور شریعت کی حیثیت:

حدیث پاک میں آتا ہے حضور ﷺ نے فرمایا تھا اس کا شوہر کیا کہہ گیا تھا صحابہ رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! وہ عورت یہ کہتی ہے...... پردہ کے اندر سے کہ شوہر نے کہا تھا جب تک میں نہ آؤں اوپر کی منزل سے نیچے نہ اترنا...... کچھ بھی ہو جائے...... آقا ﷺ نے فرمایا جس کے شوہر نے جس عورت کو اجازت نہیں دی میرے رب کی شریعت مجھ محمد ﷺ کو بھی اجازت نہیں دیتی...... کہ میں اس عورت کو اجازت دیدوں کہ وہ اپنے مکان سے شوہر کی اجازت کے بغیر باہر نکلے پیغمبر ﷺ کو اجازت نہیں مجھے اور آپ کو کہاں اجازت ہے۔

میرے محترم دوستو! یہ سوچیں!''والقانتین والقانتات''...... قرآن کہتا ہے فرمانبردار عورتیں تابعدار عورتیں اسلام پر جان قربان کرنے والی عورتیں یہ وہ عورتیں ہیں جو جنت کی وارث ہیں...... یہی عورتیں ہیں جن کے لئے جنت کے دروازے کھلے ہوئے ہیں اور چوتھی صفت قرآن نے بیان کی''والصادقین والصادقات'' فرمانبرداری کے بعد ان میں صدق کا مادہ ہو سچ کہنے والی سچی بات کرنے والی ہوں سچائی بہت بڑی چیز ہے مردوں کو بھی یہی حکم ہے عورتوں کو بھی یہی حکم ہے''ان الصدق ینجی والکذب یہلک''،(۱) حضور ﷺ نے

(۱) مجمع الزوائد ص ۳۱۶ ج ۶۔

فرمایا ''سچ انسان کو نجات دیتا ہے جھوٹ انسان کو ہلاک و برباد کر دیتا ہے'' ...... "ان الصدق طمانية و ان الكذب ريبة" (۱) ''سچائی اطمینان کی طرف لے جاتی ہے اور جھوٹ انسان کو شک اور گمان کی طرف لے جاتا ہے'' ...... حضور ﷺ نے فرمایا ''ان الصدق بدوان البر يهدى الى الجنة'' ''سچائی ایک نیکی ہے اور نیکی جنت کی راہ دکھاتی ہے'' ...... اور فرمایا "و ان الكذب فجور و ان الفجور يهدى الى النار'' (۲) ''جھوٹ بولنا یہ گناہ ہے اور گناہ انسان کو جہنم کی طرف دھکیل کر لے جاتا ہے''۔

دو وجہ سے عورتوں کا کثرت سے جہنم میں جانا:

اور حضور ﷺ نے فرمایا میں نے جہنم میں اکثر عورتیں دیکھیں صحابہ رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ وجہ کیا تھی؟ فرمایا ان میں دو خامیاں ہیں ایک تو ''یکفرون العشير'' اور دوسرا فرمایا "یکثرن اللعن" ناشکری خاوند کی زیادہ کرتی ہیں، زبان زیادہ مارتی ہیں ...... ذرا ذرا سی بات پر لعن طعن ان کی عادت بن چکی ہے ...... بچہ کو گالی تو اس پہ بھی لعنت کی پھٹکار کر دی کسی سے گفتگو کی اسے کہا ڈر پھٹے تیرا منہ ...... تو لعنتی تجھ پہ لعنت ...... لعنت بے شمار آج کل تو کچھ لوگوں کی زبان پر یہ نعرے چڑھے ہوئے ہیں کہ بات بات پہ لعنت ہی لعنت کے الفاظ استعمال کرتے ہیں ...... حدیث پاک میں آتا ہے جب تم کسی پر لعنت کرتے ہو لعنت کے معنیٰ خدا کی رحمت سے دوری کے ہیں تو خدا کی رحمت سے دور ہو ...... جہنم تجھ پہ واجب ہو ...... حدیث میں آتا ہے وہ لعنت اس آدمی کی طرف جاتی ہے ...... اگر وہ اس لعنت کا مستحق ہے لعنت اس پر پڑتی ہے اور اگر وہ لعنت کا مستحق نہیں پھر لوٹتی ہے آسمان کی طرف جاتی ہے ...... پھر زمین کی طرف آتی ہے پھر شمال میں جاتی ہے ...... جنوب میں

---

(۱) عن الحسن بن علی مشکوۃ ص ۲۴۲ ج ۱ ...الجامع الترمذی ...(۲) الصحیح المسلم ...مشکوۃ المصابیح ص ۴۱۱ ج ۱ ...

جاتی ہے...... مغرب کی طرف جاتی ہے...... مشرق کی طرف جاتی ہے...... یہ لعنت چھے سمتوں میں گھوم کر لعنت واپس لوٹتی ہے اور کہتی ہے مولا! اب کہاں جاؤں...... اللہ کہتے ہیں کہنے والے پر لوٹ جا جس نے یہ لعنت کے جملے اپنی زبان سے کہے...... کیونکہ جس کے متعلق کہے وہ اس لعنت کا مستحق نہیں تو کہنے والا اس کا مستحق ہے یہ لعنت اس پر ہونی چاہئے اس لئے اپنے گھروں میں یہ روکیں۔

عام طور پر سرائیکی میں ایک عادت ہے کسی پر جب کوئی غصہ ہو جائے تو کہتے ہیں ''لکھدی لعنت'' تو اس کا معنی یہ ہے کہ تجھ پر لاکھ لعنت ہو...... ''العیاذ باللہ'' ایک لعنت کی برداشت کی طاقت نہیں لاکھ کیسے برداشت کرو گے...... جب وہ ایک ہوتی ہے تو بھی لوٹ آتی ہے واپس کہنے والے پر اور چہ جائیکہ لاکھ اور بیک زبان انداز کریں...... اتنی قوت ہے کہ ایک ہی جملہ میں ایک لاکھ لعنت دوسرے پر ڈال دی کہ غلام احمد قادیانی بھی شاید اتنی تیز زبان استعمال نہ کرتا ہو...... گالی دینے میں جتنی آج کل ہم مسلمانوں نے استعمال کرنا شروع کر دی ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کے حال پر رحم فرمائیں...... (آمین)

حضرت عائشہؓ کی عظمت کی گواہی

توجہ فرمائیں! فرمایا والصادقین والصادقات ''سچ کہنے والے مرد اور سچ کہنے والی عورتیں'' ......اور پھر اسلام نے کچھ عورتوں کو سچا کہا...... حضرت مریم علیہ السلام کو قرآن نے صدیقہ کہا کہ یہ عورت ہے جس کی سچائی کا ڈنکا آسمانوں پہ بجا ہے عائشہ صدیقہؓ کو قرآن نے صدیقہ کہا ہے اور میں آپ کو ایک عظیم بات بتاؤں! کہ ''الحمد سے والناس'' تک پورا قرآن آپ تلاوت کیجئے! پڑھئے علماء کرام سے مسئلہ یاد کیجئے کہ پورے قرآن میں قرآن نے کسی مرد کے لئے گواہی نہیں دی کسی عام عورت کے لئے قرآن نے گواہی نہیں دی اور کسی عام عورت کا تذکرہ قرآن نے نہیں کیا کسی عورت کا قرآن میں نام آیا ہے تو وہ سیدہ مریم کا

آیا ہے اور کسی عورت کی عظمت کی قرآن نے گواہی دی ہے تو وہ عائشہ صدیقہؓ کی دی ہے۔

عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا ایک جملہ مجھے یاد آتا ہے بخاریؒ کہا کرتے تھے کہ اماں تیرے مقدر پہ قربان جاؤں جب کل قیامت کا دن ہوگا خدا کی عدالت ہوگی...... ہر آدمی جس کے متعلق کچھ کہا گیا اور جس پر کوئی بہتان باندھا گیا اس کی گواہیاں پیش کرنے والے آئیں گے تو ہر ایک کی شہادت اور گواہی کی ضرورت پڑے گی...... لیکن ام المؤمنین عائشہ صدیقہ سلام اللہ علیہا پہ دنیا میں جب اتہام والزام لگا...... لوگوں نے منافقوں نے زبان درازی کرنا شروع کی...... پیغمبر ﷺ کی عزت کو داغدار کرنے کی کوشش کی...... حضور ﷺ پہ بڑی پریشانی کا عالم اور اماں عائشہ صدیقہؓ اپنے اس واقعہ کو جب بیان کرتیں...... روتیں بے تحاشہ کہتیں میرا حال نہ پوچھو! اجڑ چکی تھی ابا کے پاس گئی باپ نے رخ موڑ لیا...... ماں نے کہا میرے گھر سے نکل جا میں تیری اماں بننے کے لئے تیار نہیں...... تجھ سے نبی ناراض ہو چکے ہیں...... بی بی گفتگو نہ فرمائی بیمار بے انتہاء ہوگئی...... بالکل نڈھال پڑ گئی...... والد نے جواب دیدیا...... باپ نے رخ موڑ لیا اماں بات کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتی تھیں...... بی بی کہتی ہیں میں نے مصلیٰ اٹھایا حجرے کی طرف اندر گئی ماں دوڑ کے پیچھے آئی...... وہیں بے ہوشی کے عالم میں آکر یا یہ کہ کم عمری ہے سترہ اٹھارہ سال کوئی زیادہ عمر نہیں شاید اس بے ہوشی میں آکے خودکشی نہ کرلے پوچھا عائشہ بیٹی کیا کر رہی ہو؟ تو سیدہؓ نے بڑا عجیب جملہ کہا...... اماں جان جب دنیا کی عدالتوں میں میرے متعلق کوئی فیصلہ نہیں ہوا تو اب میں اپنی اپیل سپریم کورٹ میں خدا کی عدالت میں پیش کرتے جا رہی ہوں یہ دعویٰ وہاں دائر کرنے جا رہی ہوں...... مصلیٰ بچھا کے اس کے دربار میں استغاثہ کرتی ہوں۔

عائشہ جیسی پاکدامن کوئی عورت نہیں:

ادھر آقا ﷺ اتنے پریشان کہ حضور ﷺ کی راتوں کی نیند غائب ہو چکی تھی بار بار

پوچھتے ہیں ازواج مطہرات سے صداقت پر بات کر رہا ہوں...... سیدہ زینب بنت جحشؓ یہ وہ عورت ہے حضور ﷺ کی اہلیہ اور بیوی جس کا نکاح خدا نے آسمانوں پر کیا اور قرآن میں اس کے نکاح کا تذکرہ موجود ہے...... قرآن کہتا ہے وزوجنا ''کہا خود اس کا نکاح ہم نے آپ کے ساتھ کر دیا ہے'' یہ وہ عورت ہے ''عام طور پر سوکنیں ایک دوسرے کی مخالف اور دشمن ہوتی ہیں'' کہہ سکتی تھی کہ عائشہؓ ایسی ہے ایسی ہے (معاذ اللہ) صداقت پر قربان زبان پر سچا جملہ لائی ''اور کہا محبوب! خدا کی قسم اٹھا کر کہتی ہوں ''میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا جیسی پاکدامن کوئی عورت نہیں دیکھی'' بی بی زینب نے یہ جملہ کہا حضور ﷺ نے اپنی لونڈی بریرہ سے پوچھا کہا میں نے عام عورتوں والی باتیں عائشہ میں کبھی نہیں دیکھیں ابوبکرؓ سے پوچھا ابوبکرؓ کہنے لگے میری بیٹی ہے، صفائی پیش کروں گا دنیا کہے گی بیٹی کی صفائی باپ دیتا ہی ہے۔

حضرت عثمانؓ سے پوچھا کہا آقا ﷺ میں کیا کہہ سکتا ہوں آپ کے جسم پہ ہم نے کبھی مکھی بیٹھی نہیں دیکھی جو خدا آپ کے پاک وجود پہ گندی مکھی کو نہیں بیٹھنے دیتا...... وہ آپ کے پاک بستر پہ ناپاک بیوی کو کیسے آنے دے گا؟ اور علیؓ سے پوچھا؟ تو کہا آقا ﷺ ہم نے یہ دیکھا کہ آپ کے جوتے مبارک کے تلوے پہ ایک مرتبہ بازار میں چلتے ہوئے تھوک یا اس قسم کی کوئی چیز تھی جس پر آپ ﷺ کا پاؤں آیا...... جبرائیل علیہ السلام نے روک دیا تھا کہ آپ مسجد میں جوتے سمیت نہ تشریف لے جایئے...... نعلین مبارک اتاریئے! کہ اس میں نیچے گندگی لگی ہے تو آپ کو اتارنے کا حکم دیدیا گیا تھا تو محبوب جو اتنا برداشت نہیں کرتا تھا! وہ تیرے پاک بستر پہ نو سال تک ناپاک بیوی کو کیسے برداشت کرتا! اور جب عمرؓ سے پوچھا گیا تو پھر عمرؓ نے عجیب جملہ کہا! محبوب آپ مجھے جواب دیں! میں بات بعد میں کروں گا بتایئے! میری ماں عائشہؓ کے ساتھ آپ نے نکاح خود کیا تھا یا خدا نے حکم دیا تھا؟ تو محبوب ﷺ نے فرمایا ابھی عائشہؓ شاید دنیا میں نہ آئی ہو...... جبرائیل علیہ السلام ایک تصویر لے کر

آئے تھے جو مخمل کے کپڑوں میں بند تھی اور وہ تصویر دکھا کے کہا اس کا نام عائشہ ہے ابوبکرؓ کی بیٹی ہے...... لقب صدیقہ عتیقہ ہے اللہ نے اس کو آپ کی بیوی بنا دیا ہے اس وقت سے مجھے یقین ہو چکا تھا اور اللہ نے اس کے ساتھ میرا نکاح کر دیا تھا حضرت عمر بن خطابؓ نے کہا آقا ﷺ پھر آپ خاموش رہیں...... آپ کو نہ کسی سے پوچھنے کی ضرورت ہے نہ فکرمند ہونے کی ضرورت ہے نہ کسی کے سامنے تذکرہ کرنے کی ضرورت ہے...... جس خدا نے عائشہؓ کو آپ ﷺ کے پاس بستر پہ بھیجا ہے یہ حق صرف اسی کو ہے کہ اس کو آپ کے بستر سے جدا کرے...... اور کسی کو کوئی حق نہیں...... اور آپ خاموش ہو کے بیٹھ جایئے! عمر بن خطابؓ کے اس جملہ نے حضور ﷺ کے دل کو بڑی تسلی دے دی۔

اماں عائشہ صدیقہؓ کہتی ہیں! جب میری صفائی میں خدا کا قرآن اترا میں حیران تھی حضور ﷺ کے ماتھے پر پسینہ کے آثار وحی کے آثار رونما ہوئے میری والدہ نے مجھے بلایا میں جب سامنے آئی تو کہا مبارک ہو...... قرآن کریم کی اٹھارہ آیتیں عائشہؓ کی صفائی میں اتریں یہ پہلی عورت ہے...... عورت کو یہ اعزاز حاصل ہے جس کی صفائی قرآن نے دی...... جس کی صفائی رب رحمان نے دی ہے...... بی بی کہتی ہے جب صفائی اتری تو میں حیران تھی میں نے کہا کسی بچہ نے گواہی دی ہوگی...... میں نے سوچا کہ حضور ﷺ کے قلب اطہر پہ یہ بات آئی ہوگی لیکن مجھے کیا پتہ تھا کہ خدا خود عدالت کے کٹہرے میں کھڑے ہو کے گواہوں کی فہرست میں آ کر عائشہؓ کی عظمت کی گواہی پیش کرے گا کہ محبوب تیری عائشہؓ اتنی پاکدامن ہے اور آپ اس بات پر حیران ہوں گے کہ تصور کی دنیا میں آپ جایئے...... مولا! حکمت کیا ہے؟ یوسف علیہ السلام پہ جب تہمت لگی صفائی بچہ نے دی تھی...... مریم علیہا السلام پہ تہمت آئی صفائی بچہ نے دی تھی...... لیکن جب عائشہؓ پر تہمت آئی فرشتہ صفائی دے سکتا تھا کوئی بچہ گواہی دے سکتا تھا کوئی اور گواہی دے سکتا تھا...... عرش والے آپ کا قرآن

کیوں اترا؟ غیب سے ندا آئی کہ اس لئے میں نے قرآن کو اتارا وہ قومیں وہ تھیں جنہوں نے بچوں کی بات مانی تھی ارے! ایسے دور میں ایسی بد بخت قومیں بھی ہوں گی جو قرآن کے آنے کے باوجود بھی عائشہؓ پہ الزام لگائیں گی عائشہؓ کی عظمت کو تسلیم نہیں کریں گیں اس لئے خدا نے خود گواہی پیش کی ہے "والصادقین والصادقات" نیک عورتوں کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ سچی ہوتی ہیں اور ایک صفت قرآن نے بیان کی۔

صبر کرنے والی عورتیں قرآن کی نظر میں:

"والصابرین والصابرات" پانچویں خوبی ان کی یہ ہے "کہ صبر کرنے والی ہوتی ہیں" یہ عورت جو صابرہ ہو جنت کی وارث ہوگی اور صبر پر عورتوں کے واقعات حدیث میں اتنے آتے ہیں کہ آپ حیران ہو جائیں گے...... ایک عورت میدان احد میں حضور ﷺ کی طرف جارہی ہے...... اطلاع ملی شوہر فوت ہوگیا...... "انا للہ وانا الیہ راجعون" میرے آقا ﷺ کا کیا حال ہے؟ اور آگے چلیں کسی نے کہا تیرا بیٹا شہید ہوگیا...... "انا للہ" پڑھی اور آگے چل پڑیں...... پوچھا کیا حال ہے میرے آقا ﷺ کا؟ بچہ بیٹے شوہر کی ضرورت نہیں کہا تیرا باپ فوت ہوگیا "انا للہ" پڑھ کے اور آگے بڑھیں کسی نے کہا تیرا بھائی فوت ہوگیا سب کی جدائی پہ "انا للہ" پڑھتی گئیں...... جب حضور ﷺ کا چہرہ اطہر نظر آیا حدیث میں آتا ہے کہ اس عورت کہا محبوب ﷺ! جب آپ کو دیکھا تو سب دکھ خدا نے دور کر دیئے...... حضور ﷺ سے اتنا پیار ہے۔

اماں عائشہ صدیقہؓ کہتی ہیں ایک بڑھیا آئی آکر کہا حجرہ عالیہ کھولیے! میں حضور ﷺ کے روضۂ اطہر پہ حاضری اور سلام پڑھنا چاہتی ہوں...... اماں کہتی ہیں میں نے حجرہ کو کھولا حضور ﷺ کی قبر پہ جا کر بیٹھیں سلام پڑھتے ہوئے زور سے چیخ ماری اور اپنی جان خدا کے حوالہ کردی...... حضور ﷺ سے اتنی محبت یہ عورتوں کو اللہ نے عطا کی تھی۔

والصابرین والصابرات ''صبر کرنے والی عورتیں واویلا نہیں کرتیں'' ہماری عورتوں نے تو منہ ماتھے پیٹتی ہیں، گریبان پھاڑتی ہیں کپڑے بال نوچتی ہیں۔

نوحہ کرنے والی اور قبرستان میں جانے والی عورت:

حضور ﷺ نے فرمایا لعن الله علی زوارات القبور (۱) ''عورت کو قبرستان میں جانے کی اجازت نہیں'' مرد قبرستان میں جائے گا عورت کو جب قبرستان میں جانے کی اجازت نہیں تو اسلام اس کو بازار میں جانے کی اجازت بھی نہیں دیتا کہ تو بازار کی زینت بننے کے لئے نہیں تو قبرستان کی زینت بننے کے لئے نہیں آئی...... اور میرے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا! کہ جو عورت قبرستان کی طرف جاتی ہے لعن الله علی زوارات القبور ''اللہ اس کے ایک ایک قدم پر لعنت برسائے''...... والصابرین والصابرات ''صبر کرنے والی نیک عورتیں''۔ حضرت خدیجہ الکبریٰ کا صاحبزادہ تھا حضرت قاسمؓ حضور ﷺ کے یہ فرزند ارجمند تھے پہلا بچہ پیدا ہوا اور فوت ہو گیا...... اس بچہ کی نسبت سے حضور ﷺ کی نسبت تھی...... ابو القاسمؓ کہ میں قاسم کا باپ ہوں...... جب جدائی ہوگئی آخر ماں تھی بڑا صدمہ تھا...... آنکھوں میں آنسو آرہے تھے...... حضور ﷺ نے فرمایا خدیجہ! کیوں روتی ہے؟ کہا آخر بیٹا تھا اس کی جدائی پر صدمہ ضرور ہے...... حضور ﷺ نے فرمایا اگر تو چاہے تو میں رب سے دعا کروں...... خدا پردے ہٹائے تجھے دکھائے کہ تیرا بیٹا جنت میں سیر کر رہا ہے...... خدیجہ الکبریٰ نے آنکھ بند کر لی کہا میرے محبوب! آپ کی زبان پر اتنا یقین آچکا ہے کہ اگر آنکھوں سے دیکھوں تو آنکھوں سے دیکھنے اور سننے میں ذرا بھر بھی فرق نہ ہوگا...... اس لئے اب پردہ ہٹانے اور دکھانے کی ضرورت نہیں ہے...... آپ ﷺ کی زبان پر یقین ہے۔

---

(۱) سنن ابی داؤد ص ۶۱ ؛...... سنن ابن ماجہ ص ۱۱۴ ...... سنن نسائی

"والصابرین والصابرات" ''صبر کرنے والی عورتیں صبر کرنے والے مرد جنت کے وارث ہیں''۔

ایسی عورتیں جو جنت کی خوشبو نہیں سونگھیں گی:

والخاشعین والخاشعات خشوع کرنے والے مرد اور خشوع کرنے والی عورتیں...... آج تو ہمارے ہاں عاجزی کا تصور ہی ختم ہے''ہر آدمی یہ کہتا ہے میں اس سے اونچا ہو جاؤں...... وہ کہتا ہے میں اس سے اونچا ہو جاؤں وہ کہتا ہے میرا مقام اس سے بلند ہونا چاہئے...... اگر کسی سے ہم ملتے ہیں تو یوں چھوٹا سا ہاتھ دے دیتے ہیں...... مصافحہ سنت کے مطابق نہیں ہوتا...... اور پھر عورتیں اس طرف زیادہ مائل ہوتی ہیں یہ ان میں زیادہ بیماری ہے اور میرے آقا ﷺ نے اس بیماری کو دور کرنے کے لئے ایک جملہ ارشاد فرمایا...... فرمایا لوگو!"صنفان من اھل النار لم ارھما" ''دو قومیں ایسی آئیں گی جن کو میں نے نہیں دیکھا دونوں کی دونوں قومیں جہنم کا ایندھن بنیں گی'' ان کو یاد کریئے اور سنیئے! سینوں پر لکھیں اور گھروں میں جا کر بتایئے! حضور ﷺ نے فرمایا پہلی قوم ایسی قوم ہوگی جن کے ہاتھ میں کوڑے ہوں گے...... جیسے بیل کی دم اس انداز میں سخت قسم کی سوٹیاں اور ڈنڈے یضربون ابھا الناس ''لوگوں کو ظلماً ناحق ماریں گے''...... وڈیرہ بن گیا...... چوہدری بن گیا...... علاقہ کا رئیس بن گیا...... کونسلر بن گیا...... اور ممبر بن گیا جس کو چاہا اٹھوا لیا...... جسے چاہا لٹوا کے پٹوا دیا...... جسے چاہا اس پر ظلم و تشدد کر دیا...... حضور ﷺ نے فرمایا! اس حاکم کو کہو تو جہنم کا ایندھن بنے...... دوسرا فرمایا"نساء کاسیات عاریات ممیلات مائلات" ''عورتیں ہوں گی''"کاسیات"، کپڑے ہوں گے"عاریات"ننگی ہوں گے"ممیلات" دوسروں کو اپنی طرف مائل کریں گی"مائلات" خود انکی طرف مائل ہوں گی''"رؤسھن کاسنمة البخت المائلة" ''سر کے بال اکٹھے کر کے ایسے باندھے گی جیسا کہ اونٹ کی کوہان ہوتی

ہے'' حضور ﷺ نے فرمایا! اس قسم کی عورتیں جن کی یہ کیفیت ہوگی قرب قیامت میں آئیں گی...... زیب و زینت بنائیں بازاروں میں ننگا پھریں...... اتنا تنگ اور چست لباس پہنیں یا تو اتنا تنگ ہے کہ جسم جھلکتا نظر آتا ہے...... یا اتنا باریک ہے کہ جسم اندر سے ظاہر نظر آتا ہے...... اس قسم کی عورتیں حضور ﷺ نے فرمایا! ان کو کہہ دو یہ جہنم میں جائیں گی...... اور اگلا جملہ سنئے! حضور ﷺ نے فرمایا لایدخلن الجنة ''نہ یہ جنت میں جائیں گی'' جانا تو دور کی بات ہے جنت کا داخلہ تو کیا ان کو ملے گا و لا یجدون ریحھا ''اور خدا ان کو جنت کی خوشبو تک نہیں سونگائے گا''...... خوشبو سے بھی محروم ہوں گی، اور حضور ﷺ نے فرمایا" وان ریحھا لتوجد من مسیرة کذا و کذا'' کہ پانچ سو میل کی مسافت سے حضور ﷺ نے فرمایا جنت کی خوشبو آئے گی اور ایسی بد بخت عورت جنت کی خوشبو سے بھی دور ہو جائے گی۔(۱)

خشوع اور عاجزی انسان کے مادہ میں

میرے محترم دوستو! خشوع عاجزی اور انکساری کا یہ مادہ انسان میں ہونا چاہئے...... اپنے اندر یہ جذب اور کیفیت پیدا کریں اور دوسرا خشوع کا معنیٰ یہ کہ اللہ سے ڈرنے کی کیفیت ہو خدا کا خوف اور ڈر ہمارے دلوں سے ختم ہو چکا ہے یہ بھی ہمارے اندر ایک بہت بڑی کمزوری ہے مردوں کی نسبت عورتوں میں زیادہ ہوتی ہے کہ عورتوں کے دلوں میں خدا کا ڈر بہت کم ہے...... مرد تو پھر بھی وعظ و نصیحت سن آتے ہیں...... تقریر و تبلیغ سن آتے ہیں کوئی رسالہ کتاب پڑھ لیتے ہیں ان کے دلوں میں اللہ کا خوف کچھ نہ کچھ آ گیا کہیں کوئی بات سن لی تو نیکی کر لی لیکن عورتوں کے ہاں یہ بات ختم ہوتی جا رہی ہے اللہ کا خوف اور ڈر ان کو دلائیے۔

---

(۱) الصحیح المسلم ص ۲۰۵ ج ۲ ...... مشکوۃ المصابیح ص ۳۰۶ ج ۱ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ

اللہ کی رضا کے لئے عبادت:

اور پھر میں نے عجیب روایات وواقعات پڑھے کہ کچھ ایسے دور میں عورتیں گزری ہیں کہ جن میں رابعہ بصریؒ کے متعلق آتا ہے کہ ایک مرتبہ جارہی تھی ...... تصور کی دنیا ہے عجیب سی بات کہتے ہیں ایک ہاتھ میں لوٹا پانی کا دوسرے ہاتھ میں آگ کی چنگاریاں کسی نے کہا رابعہؒ کہاں؟ کہ جنت کو آگ لگاؤں گی ...... کہنے لگا کیا مطلب؟ کہنے لگی لوگ جب بھی عبادت کرتے ہیں یا جہنم کے ڈر کی وجہ سے یا جنت کے شوق کی وجہ سے اللہ کی رضا کے لئے عبادت نہیں ہوتی ...... میں کہتی ہوں نہ جہنم ہوگی نہ جنت ...... ہم جب بھی عبادت کریں گے اللہ کی رضا کے لئے کریں گے ایسی عورتیں بھی دنیا میں گزری ہیں ...... حسن بصریؒ کو ایک مرتبہ رابعہؒ نے دیکھا قاری طیبؒ نے اس واقعہ کو نقل کیا ہے ...... بی بی نے جب دیکھا مصلیٰ اس نے پانی پہ بچھایا ہوا ہے دریا کے کنارے پہ پانی کے اوپر مصلیٰ ہے اور وہ وہاں پر کھڑے ہو کر عبادت کر رہے ہیں ...... رابعہؒ دیکھ کر حیران ہوگئی ...... حیران کیا ہونا تھا ...... بی بی رابعہ نے نیچے زمین پر مصلیٰ بچھایا خود اس کے اوپر کھڑی ہوگئیں مصلیٰ کو اشارہ کیا وہ اڑا ہوا میں اڑ کے حسن بصریؒ کے سامنے آگیا ...... اب حسن یہاں نماز پڑھ رہے ہیں ...... اور اس کے سامنے مصلیٰ ہوا میں معلق اوپر رابعہ کھڑی ہیں تو حسن کی جب نگاہ پڑی تو دیکھ کر حیران ہوگیا ...... کہ میں تو پانی پہ کھڑا ہوں پھر بھی کوئی چیز تو ہے اور یہ ہوا میں کس کا مصلیٰ ہے ...... بی بی اتر کے نیچے آگئیں حسن بھی باہر آئے تو حسن بصریؒ کو رابعہؒ نے کہا ...... عبادت کرنی ہے ...... تو خدا کے گھر میں بیٹھ کے کیا کر یہ لوگوں کو کیا دکھلانا چاہتے ہو کہ میں دریاؤں پہ حکومت کرتا ہوں اگر تو دریا پہ کنٹرول کر رہا ہے تو میں ہوا پہ کنٹرول کر رہی ہوں ...... اس نے کہا اللہ کی رضا کے لئے کام کرنا چاہئے ...... یہ کیا باتیں ہیں؟ اور پھر عجیب جملہ کہا کہا اگر تو پانی پہ کھڑا ہو کے عبادت کرتا ہے تو تنکے تو پانی کے اوپر بہتے ہیں اور اگر میں ہوا میں کھڑی

ہوگئی تو مکھیاں ہوا میں اڑتی ہیں یہ تو مکھیاں اور تنکوں کا کام ہے...... اللہ کی عبادت کا عالم یہ ہونا چاہئے "ان تعبد الله کانك تراه فان لم تكن تراه فانه يراك" "اللہ کی عبادت ایسے کر یہ تصور پیدا کر گویا کہ خدا کو دیکھ رہا ہوں اور اگر تجھ پہ یہ کیفیت پیدا نہیں ہوتی تو خدا تو تجھے دیکھ رہا ہے اس میں تو کوئی شک نہیں" (۱) تو ایک خوبی مسلمان مرد و عورت کی قرآن نے یہ بیان کی کہ ان میں اللہ کا خوف عبادت کا شوق اللہ کی رضا کے حصول کا شوق ہونا چاہئے۔

خیرات کرنے والی عورت:

اور فرمایا "والمتصدقين والمتصدقات" "وہ مرد اور عورتیں صدقہ کرنے والی یہ جنت کے وارث ہوں گے"...... تو قرآن نے عورت کی چھٹی صفت یہ بیان کی کہ صدقہ کرنے والے مرد صدقہ کرنے والی عورتیں یہ جنت کی وارث ہیں ان کے لئے جنت کے دروازے کھلے ہوئے ہوں گے...... عورت دنیا میں سب سے زیادہ اس سلسلہ میں حریص ہوتی ہے...... کہ مال زیادہ ہو آپ دیکھیں گے کہ مردوں میں یہ ہوتا ہے کہ کم کپڑے لیتے ہیں اور جو پہنتے ہیں انہیں نبھاتے ہیں ختم کرنے کی کوشش کرتے ہیں...... اور اگر غریب مسکین آجائے تو دے دیتے ہیں...... عورتوں میں یہ عادت ہوتی ہے کہ اکٹھے ہی کرتی رہتی ہیں وہ ہر شادی پہ ہر خوشی کے موقعہ پہ کئی کئی جوڑے اکٹھے سلوا لئے صندوقیں بھری پڑی ہیں...... پھر بھی شوہر کو یہ کہا میرے پاس تو کچھ نہیں میرے پاس تو ہے ہی کچھ نہیں...... تیرے گھر میں میں نے دیکھا ہی کیا ہے مجھے تو یہاں کبھی سہولت ہی میسر نہیں آئی...... تو قرآن نے کہا "والمتصدقين والمتصدقات"

---

(۱) الصحیح البخاری، الصحیح المسلم، مشکوۃ المصابیح ص ۱۱ ج ۱

اماں عائشہؓ کے پاس صبح کو رقم آئی اور شام کو ساری تقسیم ہوگئی

عورت جو جمع کرے گی یہ جنت کی وارث نہیں جو خیرات کرے گی جنت کی وارث وہی بنے گی ...... اور پھر اس پہ آپ حیران ہوں گے...... میری اماں عائشہ صدیقہؓ کے پاس ایک مرتبہ دولاکھ درہم آئے بی بی نے حکم دیا مدینہ کی گلیوں میں اعلان کرو جتنے فقراء ہیں مساکین ہیں...... آؤ خیرات لے جاؤ...... اعلان کر دیا گیا عورتیں آئیں...... بچے آئے برتن لے کے آئے...... بی بی نے بھر بھر کے وہ دراہم ایک ایک کی پلیٹ میں ڈالے بھر کے ان کو روانہ کر دیا سارے کے سارے جب لے کر چلے گئے عجیب بات ہے جب شام کا وقت آیا افطار کا وقت ہوا تو اپنی لونڈی اور باندی سے کہا کوئی چیز ہے؟ افطار کس چیز سے کریں گے تو باندی نے کہا اماں جان یہ بات تھی تو آپ صبح کم از کم ایک درہم ہی رکھ لیتیں...... گوشت منگوا کے پکوا لیتیں...... بی بی نے کہا پھر تو مجھے یاد دلا دیتی...... مجھے تو اتنا بھی یاد نہیں رہا...... یعنی دو لاکھ درہم آیا اور تقسیم کر دیا...... حتیٰ کہ ایک مرتبہ عبداللہ بن زبیرؓ نے کہا کہ فاطمہ! عائشہ صدیقہؓ کو روکنا چاہئے کہ اتنا صدقہ خیرات نہ کیا کریں...... حضرت عمرؓ نے حدود متعین کی کہ ازواج مطہرات کو اتنی اتنی رقم دینی چاہئے اور ایک مشت دے دو تا کہ پورے سال کا ان کے پاس خرچہ ہو...... اماں عائشہ صدیقہؓ کے پاس صبح کو رقم آئی...... شام کو ساری تقسیم ہوگئی کسی نے کہا اماں یہ تو سال بھر کے لئے دی تھی...... فرمایا مجھے سال بھر اپنی زندگی کا یقین نہیں تو میں کس طریقہ سے اعتماد کروں مجھے صبح ہوتی ہے شام کا یقین نہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا لوگو! "اذا اصبحت فلا تحدث نفسك بالمساء و اذا امسيت فلا تحدث نفسك بالصباح" (۱) "صبح ہو تو شام کا انتظار نہ کرنا شام ہو تو صبح کا

(۱) الجامع الترمذی عن ابن عمر ص ۵۹ ج ۲، مشکوۃ المصابیح ص ۱۳۹ ج ۱، الصحیح البخاری ص ۲

انکار نہ کرنا شاید دن بھی ہوتا ہے کہ رات کو تیرا جنازہ اٹھ جائے'' حضور ﷺ نے آخرت کی فکر بھی دلائی..... قرآن نے آٹھویں صفت نیک مردوں اور عورتوں کی یہ بیان کی ہے:
والصائمین والصائمات ''وہ روزہ رکھنے والی ہیں''..... روزہ کے سلسلے میں بھی یہ بات ذہن میں رکھیں! کہ مردوں کو تو اکثر توفیق ہو جاتی ہے کہ پورا مہینہ روزے رکھتے ہیں عورتوں کے لئے کچھ ایسے ایام آجاتے ہیں کہ ان ایام میں ان کو روزہ چھوڑنا ضروری ہوتا ہے..... لیکن چھوڑنے کے بعد ان پر قضاء واجب اور ضروری ہے فرض ہے اگر یہ قضاء نہیں کرتیں..... ان کے ذمہ میں یہ رہ جائے گا..... قیامت کے دن اس کا محاسبہ اور حساب ہوگا..... اس لئے آپ مردوں کی ذمہ داری میں یہ بات ہے اپنی عورتوں کو یہ بات یاد دلایا کریں کہ تیرے اتنے روزے رہے ان کی قضا تجھ پر واجب اور فرض ہے..... اور پھر ازواج مطہرات میں حضور ﷺ کے زمانہ میں اس دور کی عورتوں میں روزوں کی یہ حالت تھی..... روزہ رکھنے کی یہ کیفیت تھی۔

حضرت فاطمہؓ کو صبر اور روزے کی تلقین:

کہ اماں فاطمۃ الزہراءؓ کہتی ہیں مجھے علیؓ نے بھیجا بلکہ حضرت علیؓ نے اپنے ایک نوکر کو بتایا کہ فاطمہؓ جب چکی پیستی تھی ہاتھ میں گھٹے اور نشان پڑ گئے تھے مشکیزہ اٹھاتی تھی..... جسم پہ نشان پڑ گئے تھے..... پاؤں میں آبلہ اور چھالے پڑ گئے تھے..... ایک مرتبہ غلام آئے حضرت علیؓ نے کہا اپنے ابا محمد ﷺ کے پاس جاؤ..... مجھے جاتے ہوئے شرم آتی ہے ایک باندی اور نوکرانی مانگ کر لاؤ کہ وہ تیری خدمت کرے..... تیرا ہاتھ بٹائے بی بی گئیں..... بالکل مکان کے ساتھ مکان ہے..... حضور ﷺ کے حجرہ کے ساتھ دوسرا حجرہ حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کا ہے..... بی بی آئی دیکھا کہ ازواج مطہرات بیٹھی ہیں اور لوگ ہیں بی بی واپس چلی گئیں جب شام ہوگئی حضور ﷺ خود تشریف لائے..... فاطمہؓ! خیر تھی آج صبح

آنا ہوا...... کہتی ہیں میں نے شرم سے خاموشی اختیار کرلی...... حضرت علیؓ بولے آقا میں نے بھیجا تھا اس مقصد کیلئے بھیجا تھا...... حضور ﷺ نے فرمایا کوئی بات نہیں دنیا کی چند روزہ زندگی ہے اور کہا کہ میرے پاس ایک ہی بستر تھا ہم رات کو اسے بچھا لیتے تھے دن کو اسی بستر پہ چادر ڈال کر اونٹ اور دوسرے جانوروں کو کھلا لیا کرتے تھے...... حضور ﷺ نے فرمایا فاطمہؓ و علیؓ اسی پر گزارا کرو...... حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی بیوی نے بارہ سال تک ایک بستر پہ اسی انداز میں گزارا کیا...... آج تم ان کی سنت پر ہو...... حضور ﷺ نے ان لوگوں کو صبر کی تلقین فرمائی روزہ کا حکم دیا اور فرمایا! دیکھو تین تسبیحیں پڑھا کرو...... "سبحان اللہ، الحمدللہ، اللہ اکبر" ۳۳،۳۳ مرتبہ پڑھ کے رات کو سوتے وقت ہاتھوں میں دم کر کے پورے جسم پہ پھیر لیا کر اللہ تیری دن بھر کی تکلیف کو دور فرما دیا کرے گا...... تھکاوٹ ختم ہو جایا کرے گی تو یہ ایک صفت ہے...... نیک مرد و عورت کی کہ روزہ دار ہو...... آخری دو صفتوں کو اختصار کے ساتھ سمجھو! قرآن نے کہا۔

چار کام کرنے والی عورت کو جنت کی خوشخبری:

"والحافظین فروجھم والحافظات" ''جنت کے وارث وہ مرد اور عورتیں ہیں جو اپنی عزت کی حفاظت کرتی ہیں'' اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرتے ہیں اور یہاں حدیث کا ایک جملہ یاد کرو حضور ﷺ نے فرمایا مجھے تمہاری دنیا میں سے تین چیزیں پسند ہیں...... فرمایا! مجھے خوشبو پسند ہے...... مجھے نیک عورت پسند ہے میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے...... مصطفیٰ ﷺ نے عورت کا تذکرہ اس لئے کیا کہ دنیا ذلیل سمجھتی ہے آپ نے اس کو عزیز بنایا ہے...... اور دوسرا جملہ یاد کر حضور ﷺ نے فرمایا ایما امراۃ ''اس عورت کو جنت کی خوشخبری دیتا ہوں جو چار کام کرتی ہے'' صلت خمسھا ''پانچ وقت نماز پڑھتی ہیں'' صامت شھرھا ''رمضان کا مہینہ آئے تو روزے رکھتی ہے'' طاعت بعلھا ''اپنے گھر والے کی

خدمت کرتی ہے'' وحصنت فرجھا ''اپنی عزت وآبرو کی حفاظت کرتی ہے''۔

حدیث میں آتا ہے: حضور ﷺ نے فرمایا اگر کوئی ڈاکو، لٹیرا، بدمعاش، کسی عورت پہ حملہ کرنا چاہتا ہے گھر میں چھرا پڑا ہے اٹھا کے تو اپنے پیٹ میں مار دے..... حضور ﷺ فرماتے ہیں اگر اور کچھ نہیں تو تندور جل رہا ہے..... عورت اس میں چھلانگ لگا دے پانی کا کنواں ہے اس میں چھلانگ مار دے..... غرق ہو جائے..... حضور ﷺ نے فرمایا وہ عورت جو اپنی عزت کی حفاظت کے لئے پانی میں جا رہی ہے..... آگ میں چھلانگ لگا رہی ہے، چھرا اٹھا کے اپنے پیٹ کو چاک کر رہی ہے..... ذلت کی موت نہیں..... اسلام کہتا ہے! یہ تیری عزت کی حفاظت میں شہادت کی موت ہے یہ عورت کو مقام اسلام نے دیا ہے.....

جس نگاہ پہ غیر محرم کی نظر پڑے وہ اس قابل نہیں کہ خدا کا دیدار کرے:

''والحافظین فروجھم والحافظات'' ایک نیک عورت تھی اس کے پیچھے ایک بدمعاش لگ گیا اس نے کہا کیا چاہتا ہے اس نے کہا تیر آنکھ کو دیکھ کر دیوانہ ہو گیا ہوں گھر کے دروازے تک لے گئی چھری اٹھائی..... اور آنکھ نکال کے پلیٹ میں رکھ کے لونڈی کو دی کہ باہر کتا کھڑا ہے اس کے حوالہ کر کے آ..... آنکھ جا کر دی کہ جس آنکھ کا دیوانہ تھا آنکھ لے لے آدمی چلا گیا سہلیاں آئیں اور آ کر کہنے لگیں آج تو کانی ہوئی بیٹھی ہے..... اس نے کہا کانی نہیں آج سیانی ہوں..... تم مجھے کیا کہتے ہو جس نگاہ پر غیر محرم کی نظر پڑی ہے وہ اس قابل نہیں کہ قیامت کے دن خدا کا دیدار کرے اس لئے میں نے اس آنکھ کو نکال دیا..... آج تو ہم غیروں کو دیکھتے ہیں..... ہماری عورتیں بازاروں میں پھرتی ہیں ہم کہتے ہیں میں گھر میں رہتا ہوں تو بازار سے سودا سلف لے کے آ..... میرے اندر اتنی طاقت نہیں میں تھکا ہوا ہوں ..... تو فلاں کام کر کے آ..... حضور ﷺ نے مجھے اور آپ کو یہی حکم دیا ہے کہ عورتوں کو گھر میں رہنے کی تلقین کرو..... اور آخری صفت بیان کی ''والذاکرین اللہ کثیرا والذاکرات'' وہ

مرد اور عورتیں جو کثرت سے اللہ کا ذکر کرتے ہوں وہ جنت کے وارث ہیں' اس ذکر کے عنوان پر میں نے مختلف تقریریں بھی کی ہیں...... کہ ذکر کی کتنی اہمیت ہے اور ذکر کے کتنے فضائل ہیں...... اور ابھی رابعہ بصریؒ کا واقعہ بھی آپ کو بتایا...... یہ ساری باتیں ذکر پر دلالت کرتی ہیں تو جن عورتوں میں یہ دس صفات موجود ہیں مؤمن ہوں...... (۱) مسلم ہوں، (۲) فرمانبردار ہو، (۳) سچی ہو (۴)، صبر کرنے والی ہو، (۵) روزہ دار ہو، (۶) اللہ کا ڈر اور خشوع وخضوع کرنے والی ہو (۷) اور صدقہ وخیرات کرنے والی ہو...... (۸) اسی طریقہ سے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنے والی ہو...... (۹) اللہ کی یاد اور ذکر کرنے والی ہو...... (۱۰) اور اللہ سے ڈرنے والی ہو جن عورتوں میں یہ صفات ہیں...... قرآن نے کہا "اعد اللہ لہم مغفرۃ واجرا عظیما" اللہ نے ان کو جنت کا سرٹیفکیٹ دے کر کہا "اعد اللہ لہم مغفرۃ" "اللہ کا وعدہ ہو چکا اللہ کہتے ہیں وعدہ کرتا ہوں کہ سب کو بخش دوں گا" "واجرا عظیما" "دنیا میں مغفرت کا اعلان قیامت کے دن اجر عظیم کا اعلان کہ ان کے لئے سب سے بڑا اجر ہوگا"...... دعا کرتے ہیں! اللہ تبارک وتعالیٰ ہماری ماؤں کو بہنوں کو بیٹیوں کو عزت کی زندگی گزارنے کی توفیق عطا کرے اسلام نے چار درجے رکھے ہیں عورت کے اگر یہ ماں کے برابر ہے، تیری اماں ہے، اسلام نے اس کے قدموں میں جنت بتائی ہے جو تیرے نکاح میں ہے، تیری بیوی ہے...... حضور ﷺ نے خدیجہ وعائشہ رضی اللہ عنہما سے محبت کے تعلقات بتا کے بیوی کے ساتھ اخلاق کی زندگی گزارنے کا حکم دیا ہے اگر یہ تیری بیٹی کے برابر ہے، تیری بیٹی ہے...... حضور ﷺ بی بی فاطمہؓ کے استقبال کے لئے کھڑے ہوتے تھے...... مشکوٰۃ کی روایت میں ہے حضور ﷺ جگہ چھوڑ دیتے...... سیدہ فاطمہؓ کی پیشانی پہ بوسہ دیتے روانہ ہوتے وقت دروازے تک چھوڑنے کے لئے جاتے تھے...... بیٹی کا استقبال و احترام کر کے حضور ﷺ نے فرمایا: میں اس آدمی کا جنازہ پڑھنے کے لئے تیار نہیں جو اپنی

جائداد بیٹے کے نام کرکے بیٹی کو لاتعلق کردے...... اور اگر وہ عورت تمہاری بہن کی حیثیت رکھتی ہے تو حضور ﷺ نے بی بی شیمأ کا استقبال کیا...... جب غزوۂ طائف میں گرفتار ہوکر آئیں، ہتھکڑیاں اور جولان پہن کر آئیں تھیں...... اس نے کہا جاؤ! محمد ﷺ کو اطلاع دو! کہ آپ کی بہن شیمأ گرفتار ہوکر آرہی ہے...... آکر صحابہ رضی اللہ عنہ نے اطلاع دی حضور ﷺ جلدی سے اٹھے اور اس کا استقبال کیا اور فرمایا! یہ تو میری رضاعی بہن ہے جس کا مقام بھی سگی بہن کی طرح ہے اس سے بھی نکاح جائز نہیں...... اللہ ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

حضور ﷺ کی آمد

خطبہ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ شَرَّفَنَا عَلٰی سَآئِرِ الْاُمَمِ...... ٥ بِرِسَالَةِ مَنِ اخْتَصَّه' مِنْ بَیْنِ الْاَنَامِ بِجَوَامِعِ الْکَلِمِ وَجَوَاهِرِ الْحِکَمِ ......وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ...... مَا نَطَقَ اللِّسَانُ بِمَدْحِهٖ وَنَسَخَ الْقَلَمُ ...... اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ...... ٥ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ......لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِنْ اَنْفُسِهِمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ آیٰتِهٖ وَیُزَکِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَةَ......

وَقَالَ فِیْ مَوْضِعٍ آخَرَ......وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ......صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ...... وَ صَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ...... وَنَحْنُ عَلٰی ذَالِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ...... وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ......

اشعار

مجھ پر بھی نگاہ لطف وکرم اک بار خدایا ہوجائے
ہوجاؤں فدائے حبیب خدا جینے کا بہانہ ہوجائے
یہ شان رسالت کیا کہئے یہ جاہ وجلالت کیا کہئے
ہو جائے قمر دو ٹکڑے اگر انگلی کا اشارہ ہوجائے
فاروق سے کوئی پوچھے تو وہ چشم کرم جس پر بھی اٹھے
اللہ کا دشمن پل بھر میں اللہ کا پیارا ہوجائے
رہ رہ کے مچلتی ہے آقا مدت سے یہی حسرت دل میں

ہر صبح میری جب آنکھ کھلے روضے کا نظارہ ہوجائے
کیا غم ہے مجھے طوفانوں کا میں طوفانوں سے کھیلتا ہوں
میں جب بھی پکاروں صل علی ہر موج کنارا ہوجائے

تمہید

قابل صد اعزاز و تکریم

واجب الاحترام

......بزرگو......

......دوستو......

......بھائیو......!

قرآن مجید نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو امت کے لئے نمونہ قرار دیا ہے ......جو آیت کریمہ میں نے پڑھی......اس کی روشنی میں......میں آپ کو چار باتیں بتا دیتا ہوں......جو سیرت کے چار پہلو ہیں۔

سب سے پہلے اللہ نے اپنے احسان کا تذکرہ کیا......فرمایا

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ

اللہ فرماتے ہیں مومنو......! بے شک میں نے تم پر سب سے بڑا احسان کیا......اللہ کے احسانوں کی کوئی انتہا نہیں......قرآن کہتا ہے......

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا

اگر تم خدا کی نعمتیں شمار کرنا چاہو......تو شمار نہیں کر سکتے

زبان اس کی نعمت ہے......لباس اس کی نعمت ہے......آنکھیں اس کی نعمت ہیں......آنکھیں نہ ہوں......تو اندھے ہیں......پاؤں نہ ہوں......تو لنگڑے ہیں......دما

غ نہ ہو...... تو پاگل ہیں...... ابا اور اماں نہ ہوں...... تو یتیم ہیں...... کپڑے نہ ملیں...... تو ننگے ہیں...... کھانا نہ ملے...... تو بھوکے ہیں...... پانی نہ ملے...... تو پیاسے ہیں...... صحت نہ ہو...... تو بیمار ہیں...... زندگی نہ ہو...... تو مردہ ہیں۔

یہ ساری نعمتیں اس کی ہیں...... یہ سب کی سب نعمتیں دیکر خدا نے احسان نہیں جتلایا...... کھانے کی چیزیں دیں...... پینے کی چیزیں دیں...... صحت دی زندگی دی ...... میں نے تم پر بڑا احسان کیا...... اللہ یہ ساری نعمتیں تیری ہیں...... لیکن خدا کہتا ہے...... کہ میں نے ایک ایسی نعمت دی...... جو دیکر میں نے کہا ہے...... کہ تم پر احسان کیا فرمایا...... لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ

میرے محبوب ﷺ کے کلمہ خوان مسلمانو......! میں نے تم پر سب سے بڑا احسان یہ کیا ہے...... کہ میں نے اپنا محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے حوالے کر دیا ہے۔

احسان جتلانے کی وجہ:

آپ تو پڑھے لکھے لوگ ہو...... آپ میری بات سمجھ جائیں گے...... اللہ نے اس بات کا احسان کیوں جتلایا...... اس کے دو پہلو ہیں۔

ایک تو یہ ہے...... کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی کے محبوب ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کس کے محبوب ہیں......؟ (اللہ کے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم محبوب تو اللہ کے ہیں...... دنیا میں سب سے بڑا احسان یہ ہوتا ہے...... کہ کوئی اپنا محبوب کسی کو دے دے...... یہ بڑا احسان ہوتا ہے لوگ سب کچھ دوسرے کو دے دیا کرتے ہیں...... لیکن محبوب کوئی کسی کو نہیں دیتا آدمی کہہ دیتا ہے...... کہ جان پیش کروں گا...... لیکن محبوب اپنا نہیں دوں گا مال دے سکتا ہوں...... لیکن میرے یار کا نام نہ لے اولاد قربان کر سکتا ہوں مگر میرے محبوب کا نام نہ لے...... وطن چھوڑ سکتا ہوں...... میرے یار کا نام نہ لے۔

میرے دوستو! اللہ کہتے ہیں...... کہ میرا کتنا بڑا احسان ہے...... کہ محمد محبوب تو میرے ہیں...... لیکن سپرد میں نے تمھارے کر دیا ہے...... یہ سب سے بڑا احسان ہے۔

ہر چیز اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے:

احسان کی عظمت اور اہمیت کو سمجھنے کے لئے ایک بات ذہن نشین کر لیں...... عربی کا ایک مقولہ ہے...... اَلَا شیَاءُ تُعرَفُ بِالْاَضْدَادِ

کسی چیز کی اہمیت کو پہچاننے کے لئے اس کے مخالف کو دیکھا جائے...... اس کی ایک چھوٹی سی مثال دیتا ہوں ...... اس وقت ہم روشنی میں ہیں...... لائٹیں جل رہی ہیں اگر اندھیرا ہو جائے...... تو روشنی کی قیمت کا پتہ چل جائے۔

صحت مندو! تندرستو...... ! ہسپتال میں جا کر بیماروں سے پوچھا کرو کہ صحت کی کتنی قیمت ہے۔

زندگی کی قدر پوچھنی ہو...... تو قبرستان میں جا کر ان کو دیکھ لیا کرو...... جو قبروں میں پڑے ہیں۔

دولت کی قیمت پوچھنی ہے...... تو کبھی اس فقیر اور بھکاری سے پوچھئے جس کو ایک وقت کی روٹی بھی میسر نہیں آتی...... ان سے پوچھو دولت کتنی بڑی نعمت ہے...... ہر چیز اپنے مقابل سے پہچانی جاتی ہے۔

اللہ کہتا ہے کہ مومنو...... ! میں نے تم پر سب سے بڑا احسان یہ کیا ہے...... کہ اپنا محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں عطا کر دیا ہے۔

حضور ﷺ کی آمد سے پہلے معاشرے کی حالت:

توجہ کریں...... اس احسان کو بھی مثال سے سمجھیں...... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے پہلے معاشرے کی کیا حالت تھی...... محبوب نے آ کر کتنی بڑی تبدیلی کی ہے......

آپ اندازہ کریں تبدیل کرنے میں جو اللہ نے احسان کیا.....اس احسان کا ہم شکریہ ادا نہیں کر سکتے۔

جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف نہیں لائے تھے......آمد سے پہلے کا زمانہ دیکھو......حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے بعد کا زمانہ دیکھو......زمین و آسمان کا فرق محسوس ہوگا۔

جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہیں لائے تھے......دنیا میں اللہ کو اللہ ماننے والا کوئی نہیں تھا......کعبہ میں تین سو ساٹھ بت تھے۔

کتابوں میں لکھا ہے......کہ بتوں کی پوجا ہوتی تھی......کچھ بت بنائے جاتے تھے......کچھ بیچے جاتے تھے......بتوں کا کاروبار ہوتا تھا......باقاعدہ بولیاں لگتی تھیں......یہ دس روپے کا خدا......یہ بیس کا خدا......یہ پچاس کا خدا......یہ سو روپے کا خدا......یہ لکڑی کا ......یہ پیتل کا......یہ سونے کا......یہ چاندی کا......پھر خدا کئی قسموں میں تقسیم ہوتے تھے۔

یہ آگ جلانے کا خدا

یہ پانی پلانے کا خدا

یہ کھانا کھلانے کا خدا

یہ صحت کا...... خدا

یہ بیماری کا......خدا

یہ موت کا......خدا

یہ کاروبار کا......خدا

عجیب حال تھا......وہ کعبۃ اللہ جس کو خلیل نے بنایا......اور راتوں کے سناٹے میں خدا کے دربار میں اس نے آبادی کی دعائیں مانگی تھیں محبوب کی آمد سے پہلے اس گھر کعبۃ اللہ میں تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے ان کو پوجا جاتا تھا......لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُو

مِنِیْنَ.....

اللہ کہتے ہیں مومنو...... میں نے تم پر سب سے بڑا احسان کیا...... کہ خدا کے گھر میں تین سو ساٹھ خداؤں کی پوجا ہوتی تھی...... میں نے تمہیں وہ محبوب دیا...... کہ جس نے تمہاری جبین کو دردر کی ٹھوکروں سے بچا کر ایک خدا کے سامنے کر دیا...... یہ اللہ کا سب سے بڑا احسان ہے۔

حضور ﷺ کی آمد سے امت کو فائدہ:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو ہمیں ایک خدا ملا...... عبادت کے لائق ایک خدا یا کئی......؟ (ایک)

ہمارا اللہ ؟ (ایک)

حاجت روا؟ (ایک)

مشکل کشا؟ (ایک)

خالق؟ (ایک)

مالک؟ (ایک)

رازق؟ (ایک)

عبادت کے لائق؟ (ایک)

مخلوق بہت ہے خالق ایک ہے...... مملوک بہت ہیں مالک ایک ہے مرزوق بہت ہیں رزاق ایک ہے منگتے بہت ہیں داتا ایک ہے لینے والے بہت ہیں دینے والا ایک ہے طالب بہت ہیں مطلوب ایک ہے قاصد بہت ہیں مقصود ایک ہے محتاج بہت ہیں محتاجی سے پاک ایک ہے ضرورت مند بہت ہیں ضرورتوں کو پورا کرنے والا ایک ہے۔

میرے دوستو...... مخلوق ساری کائنات ہے...... خالق ایک ہے...... قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ...... اللہ فرماتے ہیں...... محبوب تو کہہ...... کہ اللہ ایک ہے۔

علماء نے عجیب نکتہ لکھا ہے...... کہ پیارے تو کہہ اس لئے ...... کہ کافر تجھے مان چکے ہیں...... کہ تیرے جیسا سچا کوئی نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب تک نہیں آئے تھے...... ذرا تقابل کریں پہلے حالات اور آپ کی آمد کے بعد والے حالات کا موازنہ کریں۔

آقا ﷺ کی آمد سے قبل دنیا میں جہالت:

جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف نہیں لائے تھے...... صحابہؓ کہتے ہیں ...... کہ جہالت کا حال یہ ہوتا تھا...... کہ سامنے کھڑے کھڑے جانور سے گوشت کاٹ لیتے۔ صحابہؓ کہتے ہیں...... کہ ہم چھری اٹھاتے سامنے کھڑے جانور کو ذبح بھی نہیں کرتے تھے ...... بلکہ اس طرح اس کا گوشت کاٹتے...... جانور اچھلتا تھا...... ہم خوش ہوتے تھے۔

مسلمانو......! اس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت نے ہمیں سکھایا...... کہ جب جانور کو ذبح کرنے لگو...... تو اس وقت چھری کو اچھا تیز کیا کرو...... تاکہ جانور کے گلے پر رک نہ جائے...... اتنی تیز چھری کرو...... کہ جلدی سے اسکے گلے کو کاٹے...... اگر جانور کو ذبح کرتے ہوئے...... تمھاری چھری اڑ گئی...... جانور کو تکلیف ہوئی...... خدا کا عرش ہل گیا تو خدا تمھاری عبادت ضائع کر دے گا

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ

میرے پیغمبر ﷺ نے ہر ایک پر احسان کیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم صرف مومنوں کے لئے رحمت بن کر نہیں آئے ساری کائنات کے لئے رحمت بن کر آئے ہیں۔

حضور ﷺ کی آمد سے قبل ماں کی ناقدری:

محبوب ﷺ کی آمد سے پہلے اور بعد کو بھی آپ دیکھیں...... جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف نہیں لائے تھے...... اس وقت دنیا میں ماں کی کوئی قدر و قیمت نہ تھی ...... آج اسلام نے ماں کی قدر و منزلت بتائی ہے...... خدا کی قسم دنیا کے کسی مذہب میں اتنی عزت نہیں ہے......

کتابوں میں لکھا ہے...... کہ بیٹے ماں سے کہتے امی...... ! میرا باپ تو مر گیا...... ہم نے باپ کی جائیداد کو تقسیم کیا ہے ... تو ہمارے باپ کی جائیداد کا حصہ ہے...... ماں کہتی بیٹے شرم کرو ...... میں تمہاری ماں ہوں ...... جواب دیتے ...... کہ ماں تو تو اپنی جگہ پر ہے...... لیکن ہمارے باپ کی جائیداد کا حصہ ہے...... جس طرح باقی دولت تقسیم کی ہے...... تجھے بھی تقسیم کرنا چاہتے ہیں ...... کتابوں میں لکھا ہے...... کہ پانچ پانچ بیٹے ماں کے ساتھ زنا کرتے تھے

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْ مِنِيْنَ

مومنو اللہ کے احسان کو یاد کرو...... جب محبوب ﷺ دنیا میں تشریف لائے...... خدا کی قسم میرے محبوب پیغمبر ﷺ نے اماں حلیمہ رضی اللہ عنہا کے قدموں میں چادر بچھائی...... سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا کو اس پر بٹھایا...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو دباتے رہے...... اللہ کے پیغمبر ﷺ نے حلیمہؓ کو شربت پلایا...... دودھ پلایا...... جب واپس جانے لگیں...... تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم دروازے پر چھوڑنے کے لئے گئے...... کسی نے پوچھا ...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ پراگندا بال...... یہ پریشان حال...... میلے کپڑے...... یہ بوڑھی سی عورت...... آپ نے اس کا اتنا استقبال کیا...... اتنا خیال کیا... یہ کون تھی......؟ فرمایا یارو......! تم نہیں پہچانتے ...... یہ دودھ پلانے والی میری ماں حلیمہؓ ہے

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْ مِنِيْنَ

اللہ کا احسان ہے مومنوں پر

حضور ﷺ کی آمد سے پہلے بہن کی ناقدری:

جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہیں لائے تھے...... لوگ بہن پر ظلم کیا کرتے تھے...... بہن کی کیا حیثیت تھی...... مرنے والا اپنے بیٹوں کے نام ساری جائیداد وقف کر دیتا...... اپنی بیٹیوں کو لاتعلق کر دیتا...... جب وہ اس طریقے سے نہ کر سکتا...... تو بھائی بہن سے کہتے...... باپ ہمارا تھا...... تو تو ہمارے خاندان میں عورت کی حیثیت سے کتیا کے برابر بھی نہیں ہے...... اس لئے ہم تمہیں کوئی حصہ نہیں دیتے...... ساری جائیداد بھائی لے جاتے...... بیٹیوں کو کوئی حصہ نہیں دیا جاتا تھا...... خدا کی قسم بہن کی عزت وعفت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائی ہے۔

حضور ﷺ کی بہن شیمہؓ گرفتاری کی حالت میں:

حدیث کی کتابوں میں آتا ہے...... کہ بی بی شیمہؓ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ رضاعی بہن ہے...... جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کھیلاتی تھی...... جس وقت غزوہ طائف کے موقعہ پر یہ گرفتار ہو کر آئیں...... ہاتھوں میں ہتھکڑیاں تھیں...... عجیب کیفیت تھی...... سر پہ دوپٹہ نہیں...... گرفتار کرنے والے صحابہؓ سے پوچھتی ہے...... مجھے کہاں لے کر جاؤ گے......؟ بتایا کہ ہم تمہیں اپنے آقا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں لے جا رہے ہیں بی بی شیمہؓ نے کہا...... جاؤ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو میرا اسلام کہہ دو...... اور ان سے کہنا تمھاری بہن شیمہ تمہارے پاس آرہی ہے۔

صحابیؓ کہتا ہے...... کہ میں حیران ہو گیا...... کہ یہ عورت کیا کہہ رہی ہے...... صحابیؓ دوڑتا ہوا گیا...... جا کر بتایا محبوب ﷺ ایک بڑی بہادر عورت ہے...... وہ عجیب باتیں کرتی ہے...... وہ کہتی ہے...... کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بہن ہوں...... میں تمہارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کندھے پر اٹھا کر لے جایا کرتی تھی...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ

بکریاں چراتے تھے۔

محبوب ﷺ وہ آپ سے ملنا چاہتی ہے...... وہ اپنا نام شیمہؓ بتاتی ہے...... اس کے ہاتھوں میں ہتھ کڑیاں ہیں...... اس کے سر پر دوپٹہ نہیں ہے...... تین سو قیدی اور اس کے ساتھ گرفتار کر کے لائے جا رہے ہیں۔

حدیث میں آتا ہے...... کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے...... جب صحابیؓ کے یہ جملے سنے...... تو بے تاب ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے...... اور کندھوں سے کملی نیچے گر گئی...... فرمایا شیمہؓ ......! شیمہؓ کہاں ہے......؟ میری بہن شیمہ یہ لے جاؤ میری چادر میری بہن کے سر پر جا کر ڈال دو...... اس کے ہاتھ پاؤں کھول دو...... اس کو آزاد کر دو...... اور اس کے ساتھ جو تین سو قیدی گرفتار کر کے لائے جا رہے ہیں...... ان سب کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے آج آزاد کر کے معاف کر دیا ہے۔

حدیث کی کتابوں میں ہے...... جب بی بی شیمہؓ سامنے آ کر بیٹھی...... تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سامنے بیٹھے...... فرمایا تو مجھ سے بڑی بہن ہے میرے دوستوں اور یاروں کو وہ دور تو بتا...... جب تو میرے ساتھ بکریاں چرانے جایا کرتی تھی۔

شیمہ نے بتایا...... کہ مجھے وہ پتھر بھی یاد ہیں...... جو رسول اللہ کو سلام پیش کرتے تھے......

شیمہؓ نے بتایا...... کہ میں ان درختوں کو جانتی ہوں...... کہ جب اللہ ﷺ کے نبی ﷺ وہاں سے گزرتے...... تو درختوں کی ٹہنیاں جھک جاتی تھیں...... اور رسول اللہ ﷺ کو سلام کہتی تھیں

اماں خدیجہؓ کی یاد اور اماں عائشہؓ کا سوال:

لقد منّ اللّٰہ علی المؤمنین

آمد سے پہلے کی زندگی آمد کے بعد والی زندگی کا تقابل کریں...... احسان کی عظمت تب سمجھ آتی ہے...... جب تقابل سامنے آئے...... کہ پہلے کیا دور تھا بعد میں کیا تھا۔

میرے دوستو......! آج جو بیوی کی قدر و منزلت اسلام نے بتلائی ہے...... دنیا کے کسی اور مذہب میں نہیں ہے...... دوسرے مذاہب میں اس پر بحث کی گئی ہے...... کہ عورت انسان کی جنس میں سے بھی ہے...... یا کسی اور جنس سے ہے...... اسلام نے عزت دی ہے۔
حضرت عائشہ صدیقہؓ کے سامنے حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کا تذکرہ ہوا...... تو اماں عائشہؓ نے پوچھا محبوب ﷺ......! میری جوانی میری زندگانی میرا حسن و شباب میری خوبیاں آپ کے سامنے ہیں...... میرے ہوتے ہوئے آپ کو پنیسٹھ سالہ بڑھیا یاد آتی ہے......؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو آئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عائشہ......! خدیجہؓ کو میں کیوں نہ یاد کروں...... آج جب گھر سے میں باہر نکلتا ہوں...... تو صحابہؓ میرا استقبال کرتے ہیں...... جب میں تیرے گھر کے اندر آتا ہوں...... تو دنیا مجھے ہدیے بھیجتی ہے...... میں اس خدیجہؓ کے احسانات کیسے بھلاؤں ...... جب میں خدیجہؓ کے گھر سے نکلتا تھا...... لوگ مجھے پتھر مارتے تھے...... مجھے ساحر کہتے تھے...... مجھے مجنون کہتے تھے...... میرے راستے میں کانٹے بچھاتے تھے...... جب میں گھر میں واپس آتا...... تو سر سے پاؤں تک لہو لہان ہوتا تھا...... یہی خدیجہؓ تو تھی...... جو سر سے دوپٹہ اتار کر مجھ محمد کی مرہم پٹی کیا کرتی تھی...... لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ

حضور ﷺ کی آمد سے قبل بیٹی کی ناقدری:

میری بیٹی سن...... آج بیٹی کی حیثیت سے اگر تجھے عزت سے دیکھا جاتا ہے...... تو یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا احسان ہے...... آپ کو کہیں نہیں ملے گا...... کہ رسول اللہ کسی کے استقبال کے لئے کھڑے ہوتے ہوں...... مگر جب بی بی فاطمۃ الزہراءؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی آتی...... تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو جایا کرتے...... بیٹیوں والو سنو...... آج پاکستان کے جو لوگ بیٹیوں کی جائیداد غصب کر کے بیٹوں کے نام کر دیتے ہیں...... وہ

سنیں...... جب تک محبوب نہیں آئے تھے...... لوگ بیٹیوں کو زندہ دفن کر دیا کرتے تھے ...... حدیث کی کتابوں میں ہے...... کہ ایک شخص کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا...... کہ وہ اپنی بیٹی سے پیار کر رہا ہے...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پیاری لگتی ہے......؟ عرض کیا محبوب ﷺ جب تک آپ نہیں آئے تھے...... میں نے اپنے ہاتھ سے گڑھا کھود کر سات بیٹیاں دفن کی ہیں۔

حضور ﷺ کے دور کا عجیب واقعہ:

ایک آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار اقدس میں آیا...... عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کلمہ پڑھ کر اسلام قبول کر لوں...... تو کیا میرے سارے گناہ معاف ہو جائیں گے ......؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معاف ہو جائیں گے...... عرض کی محبوب ...... ایک ایسا گناہ بھی کیا ہے...... کہ جب مجھے یاد آتا ہے تو میری چیخیں نکل جاتی ہیں...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا گناہ کیا ہے...... چوری کی ہے......؟ کہا نہیں محبوب ...... شراب پی ہے...... نہیں آقا...... زنا کیا ہے......؟ نہیں محبوب ...... اس سے بھی بڑا گناہ کیا ہے...... ڈاکہ ڈالا ہے......؟ نہیں آقا ...... اس سے بھی بڑا گناہ کیا ہے...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا...... کیا گناہ کیا ہے...... بتاؤ تو سہی...... کہا محبوب جب آپ نہیں آئے تھے...... اس وقت میں ایک سفر پر جا رہا تھا...... میری بیوی حاملہ تھی...... میں نے اس سے کہا...... کہ اگر تیرے گھر لڑکا پیدا ہو...... تو اس کو زندہ رکھنا...... لڑکی ہو...... تو اس کو گڑھا کھود کر دفن کر دینا...... میں سفر پر چلا گیا...... کافی سالوں کے بعد میں واپس آیا۔

کہا یا رسول اللہ جس وقت میں واپس آیا...... تو میں نے دیکھا...... کہ میرے گھر میں ایک چھوٹی سی بچی ہے...... بھولی بھالی ہے...... پیاری باتیں کرتی ہے...... اچھی گفتگو کرتی ہے...... بڑی پسند آئی...... جب رات آئی تو میں نے اپنی بیوی سے پوچھا...... یہ کون

ہے......؟ میری بیوی خاموش رہی ...... میں نے کہا بتاتی نہیں......؟اس نے کہا ... تجھے بات بتاؤں......تو ناراض تو نہیں ہو نگے......؟ کہا نہیں تو بتا......اس نے کہا تیری بیٹی ہے ......جب میں امید سے تھی......تو سفر پر چلا گیا تھا...... میں نے اس کو مارا نہیں تھا...... جب تم بھی گھر میں نہیں تھے...... میں بھی گھر میں اکیلی تھی......اس کو مار دیتی تو اپنا وقت کیسے گزارتی......میں نے اپنی اس بیٹی کو سینے سے لگا کر زندہ رکھا ہے۔

وہ شخص کہتا ہے......محبوب صلی اللہ علیہ وسلم مجھے پوری رات نیند نہ آئی......کہ صبح اٹھ کر جب قریشیوں کے پاس جاؤں گا......تو ابو جہل ابولہب کے پاس جاؤں گا......تو وہ کہیں گے کہ کیا بات ہے......؟ تیری بیٹی ہے......تیرا کوئی شخص داماد بنے گا......؟ تو اپنی بیٹی کو جہیز دے گا......تو یہ کہلائے گا......کہ فلاں آدمی میرا داماد ہے......عرب میں اس کو غیرت کا سبب سمجھا جاتا تھا۔

میرے دوستو......! دور جہالت میں یہ بہت بڑی توہین آمیز بات سمجھی جاتی تھی کہتا ہے کہ محبوب ﷺ مجھے پوری رات نیند نہ آئی......میں کروٹیں بدلتا رہا......صبح اٹھا میں نے رسی اٹھائی......کدال اٹھائی......اپنی بیٹی کو ساتھ لیا......بیوی کو کہا اس کو نہلا دھلا......صاف ستھرا کر کے اس کو میرے ساتھ بھیج......میں نے بیٹی سے کہا......کہ تیرے ماموں کے گھر چلیں میں بچی کو لیکر پیدل چل پڑا......جب پیدل چلا تو چلتے چلتے بچی تھک گئی......تو کہنے لگی...... ابو میرے پاؤں تھک گئے ہیں......کہا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اس پر کوئی ترس نہ آیا بیٹی چلتے ہوئے کہتی ہے......ابا جان پاؤں میں کنکریاں اور پتھر لگتے ہیں......کہا مجھے پھر بھی کوئی ترس نہ آیا......ابو کانٹے چبھتے ہیں......کہا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کوئی ترس نہ آیا...... جب جنگل میں جا کر میں کھڑا ہو گیا......تو میں نے گڑھا کھودنا شروع کیا......میں گڑھا کھود رہا ہوں......مٹی اٹھتی ہے......میرے چہرے پر پڑتی ہے......میری بیٹی کے پیار کا عالم یہ ہے......کہ مجھے کہتی ہے......کہ ابا جان منہ کو نیچے کریں......میں آپ کے چہرے

سے مٹی تو صاف کروں...... کہا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم مجھے پھر بھی ترس نہ آیا...... میرے ظلم و ستم کا عالم یہ تھا...... کہ جس وقت میں گڑھا کھودرہا تھا...... سورج کی نکلتی ہوئی دھوپ میرے چہرے پر پڑ رہی تھی...... میں پسینے سے شرابور ہو رہا ہوں...... میری بیٹی اپنے سر سے دوپٹہ اتار کر میرا پسینہ صاف کرتی ہے...... کہتی ہے...... کہ ابا جان آپ نے اتنی محنت کی ہے...... آپ کو اتنی تکلیف ہو رہی ہے...... کہ آپ کام کر رہے ہیں...... میں آپ کو پنکھا کرتی ہوں...... کہا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم مجھے پھر بھی ترس نہ آیا...... کہا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم میں نے گڑھا کھودلیا...... میں نے بیٹی کو سر کے بالوں سے پکڑ کر اٹھایا...... اور اس میں ڈال دیا...... یوں ہی گڑھے میں میں نے پھینکا...... تو بچی نے منہ اوپر کر کے کہا ابا......! ہوش کر میں تیری بیٹی ہوں...... تو نے تو کہا تھا...... کہ میں تمہیں ماموں کے گھر لے جاتا ہوں...... کیا ماموں کا گھر یہی ہے...... ابا جان جنگل میں چھوڑ دو...... مجھے درندے کھائیں برداشت ہے...... اپنے ہاتھوں سے مجھے زندہ دفن نہ کرو...... کہا اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھے پھر بھی ترس نہ آیا...... میری بیٹی نے بازو اوپر کیا...... تا کہ میں اس کو باہر نکالوں...... میں نے تھپڑ مار کر اس کا ہاتھ نیچے کیا...... بچی گڑھے میں کھڑی تھی...... میں نے قریب سے پتھر کی چٹان اٹھا کر اس کے سینے پر رکھ دی...... بچی چیختی رہی...... مجھے کچھ ترس نہ آیا...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی سن کر رو رہے ہیں...... لیکن فرمایا...... کہ میرے آنے سے وہ سیاہ بادل چھٹ گئے ہیں

اَلْاِسْلَامُ یَهْدِمُ مَا کَانَ قَبْلَهٗ

اسلام قبول کرنے کے بعد پہلے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ

اللہ بے نیاز ہیں...... اگر چاہتے تو اپنا محبوب فرشتوں میں سے چن لیتے خدا سے کون پوچھتا...... اللہ نے فرمایا...... میں نے تمہارے اوپر احسان کیا ہے...... میں نے

اپنا محبوب تم سے چنا......انسانوں سے چنا۔

حضور ﷺ کا انتخاب:

علماء نے لکھا ہے......اللہ نے جب محبوب ﷺ کو بھیجا تو ساری مخلوق میں سے حضرت انسان کا انتخاب کیا......انسانوں سے انبیاءؑ کو چنا......انبیاءؑ سے خلیلؑ کو چنا......خلیلؑ کے دو بیٹوں سے اسماعیل کو چنا......اسماعیل سے بنو کنانہ کو چنا......ان میں بنو قریش کو چنا......اس میں سے ہاشمیوں کو چنا...... ہاشمیوں میں سے عبدالمطلب کو چنا......عبدالمطلب کے دس بیٹوں میں سے عبداللہ کو چنا......عبداللہ کے گھر رسول اللہ ﷺ کو چنا۔

ابا کا نام عبداللہ ہے......عبداللہ کا معنی ہوتا ہے اللہ کا بندہ......تا کہ دنیا کو پتہ چل جائے......کہ نبی ﷺ دنیا کو اللہ کا بندہ بنانے آیا ہے......اماں کا نام آمنہ ہے......آمنہ کا معنی امن والی عورت......جس کے بچے نے پوری کائنات کو امن دے دیا......دائی کا نام حلیمہؓ ہے......جس کا معنی ہے حوصلہ والی...... پتہ چلا کہ اس دنیا میں جو پیغمبر ﷺ آ رہا ہے......خدا کی قسم ساری دنیا کو حوصلہ کا سبق دے گا۔

ربیع الاول کا مہینہ بہار کا مہینہ......دنیا کو پتہ چلے......کہ اب خزاں چھٹ گئی ہے......موسم بہار آ گیا ہے......نبیؐ جس وقت آئے صبح صادق تھی......کہ وقت بھی سچا ہے......آنے والا نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی سچا ہے۔

صبح صادق ہوتی ہے......تو سورج طلوع ہونے کا وقت شروع ہو جاتا ہے......سورج آ رہا ہے......آپ نبوت کا وہ سورج بن کر آئے ہیں ......خدا کی قسم اس سورج کی روشنی قیامت کی صبح تک باقی رہے گی......عائشہ صدیقہؓ فرمایا کرتی تھیں

لَنَاشَمْسٌ وَلِلْاٰفَاقِ شَمْسٌ وَشَمْسِیْ خَیْرٌمِنْ شَمْسِ السَّمَآءِ شَمْسُ النَّاسِ تَطْلَعُ بَعْدَ فَجْرٍوَشَمْسِیْ تَطْلَعُ بَعْدَ الْعِشَآءِ

لوگو......! دنیا والو......! ایک آسمانوں کا سورج ہے...... ایک میرا سورج ہے...... زمین کا سورج ہے...... میرا نبی دین کا سورج ہے...... وہ صبح طلوع ہوتا ہے...... شام کو غروب ہو جاتا ہے۔

نبوت کا سورج جس دن طلوع ہوا...... کروڑوں قیامتیں تو برپا ہو سکتی ہیں آفتاب نبوت غروب نہیں ہو سکتا۔

دنیا کے سورج کے قریب جاؤ...... تو گرمی لگے گی...... نبوت کے سورج کے قریب آؤ...... تو راحت ملے گی ...... اس دنیا کے سورج ﷺ کے قریب جاؤ...... تو سیاہ ہو جاؤ گے...... نبوت کے سورج کے قریب رنگ کا کالا بھی سفید ہو گیا...... دنیا کے سورج کے قریب جاؤ گے...... تو جل جاؤ گے...... نبوت کے چمکتے ہوئے سورج کے قریب جاؤ گے...... تو روشن ہو جاؤ گے نبوت کا چمکتا ہوا سورج ہمیشہ چمکتا رہے گا۔

یہ اللہ کا سب سے بڑا احسان ہے...... اللہ نے اپنا محبوب ﷺ انسانوں میں بھیجا۔

اللہ کا ایک اور احسان:

دوسری بات یہ ہے...... حضور ﷺ آئے تو انسانوں میں...... پھر اللہ بے نیاز ہے ...... چاہتا تو اپنے محبوب ﷺ کو اپنے پاس آسمانوں پر بیٹھا لیتا...... کس نے پوچھنا تھا

اِذْ بَعَثَ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِنْ اَنْفُسِهِمْ

میں نے یہ بھی تم پر احسان کیا...... کہ محبوب ﷺ چنا بھی تم میں سے ......اور چن کر پھر تمہیں دے دیا...... کہ اے میرے محبوب ﷺ ......تو رہ بھی ان کے پاس...... اسلئے کہ محبوب ﷺ تو میرا ہے...... حوالے ان کے کر رہا ہوں...... یہ بھی اللہ کا امت محمدیہ ﷺ پر بہت بڑا احسان ہے

اِذْ بَعَثَ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِنْ اَنْفُسِهِمْ

تفسیر ابن عباس میں حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کی ایک روایت معالم التنزیل نے نقل کی ہے..... کہ مِنْ اَنْفَسِهِمْ جسکا معنی ہے..... کہ نبی ﷺ ہے تم میں سے لیکن تم میں سب سے زیادہ لطافت والے..... سب سے زیادہ عظمت والے ہیں..... کیا مطلب..... کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ جس طرح میں ہوں..... حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس طرح ہیں۔

آقا ﷺ کی حیثیت:

میں اور آپ انسان کاَلْاَنعامِ ہیں..... نبی ﷺ خَیْرُالْاَنامِ ہیں

میں اور آپ اَرْذَلُ ہیں..... نبی ﷺ اَفْضَلُ ہیں

میں اور آپ تنزل کی طرف..... نبی ﷺ بلندیوں کی طرف

میں اور آپ زوال کی طرف..... نبی ﷺ عروج کی طرف

میں اور آپ ادنیٰ کی طرف..... نبی ﷺ اعلیٰ کی طرف

میں بولوں تو منہ سے تھوک نکلے..... نبی ﷺ بولے تو نور کی کرنیں نکلیں

میں بولوں تو الفاظ ہیں..... نبی ﷺ بولے تو خدا کا قران بن جاتا ہے

میں اشارہ کروں تو اشارہ ہے..... نبی ﷺ اشارہ کرے تو چاند دو ٹکڑے ہو جائے۔

آب زم زم کی شان:

میرے دوستو.....! نبی ﷺ ہیں تو انسانوں میں سے لیکن مِنْ اَنْفَسِهِمْ سب سے زیادہ نفیس سب سے زیادہ نفاست والے۔

سمجھانے کے لئے کہتا ہوں..... زم زم پانی ہے یا نہیں.....؟ پانیوں میں سے پانی تو ہے..... مگر پانیوں جیسا پانی نہیں۔

مِنْ اَنْفَسِهِمْ..... محمد صلی اللہ علیہ وسلم انسانوں میں سے انسان تو ہیں..... مگر انسانوں جیسے انسان نہیں..... جیسے میں اور آپ ہیں..... حضور ﷺ اَنْفَسِهِمْ..... سب سے زیادہ

نفاست والے۔

زمزم پانیوں میں سے پانی تو ہے..... مگر پانیوں جیسا پانی نہیں

فرق معلوم کرنا ہو..... تو دیکھیں..... دنیا کے پانی کو بوتل میں دو دن رکھیں..... تو بدبو پیدا ہو جائے گی..... ذائقہ بدل جائے گا..... پینے کے قابل نہیں ہوگا.....

زمزم کو سالوں تک ڈبے میں بند رکھیں..... ان برتنوں میں زنگ تو لگ سکتا ہے..... لیکن پانی کا ذائقہ نہیں بدلے گا۔

لذت میں

حسن میں

کمال میں

پانی کے ذائقہ میں فرق نہیں آتا..... پانیوں میں سے پانی تو ہے مگر پانیوں جیسا پانی نہیں۔

حجر اسود کی شان:

حجر اسود پتھر ہے..... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا..... یہ جنت کا پتھر ہے..... ایک اور مثال سے سمجھیں..... پتھروں میں سے پتھر تو ہے..... مگر پتھروں جیسا پتھر نہیں..... جنس تو پتھر کی ہے..... لیکن عام پتھروں جیسا نہیں..... آج ساری دنیا کے پتھر اکٹھے کر لیے جائیں..... حجر اسود کے ہزارویں حصے کا بھی مقابلہ نہیں کر سکتے..... یہ جنت کا پتھر ہے..... وہ دنیا کے پتھر ہیں۔

امت کو بتانے کے لیے مسئلہ کی تلاش:

قاری طیبؒ کی قبر پر خدا کروڑوں رحمتیں نازل کرے..... انہوں نے ایک اور انداز سے موتی بکھیرا تھا۔

اماں عائشہ صدیقہؓ کی ایک روایت نقل کی ہے...... بی بی عائشہ کہتی ہے...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے...... جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس آئے...... تو میں اس جگہ گئی...... تا کہ امت کو مسئلہ سمجھاؤں...... کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء جاتے...... تو کیسے بیٹھتے تھے...... جب تک وہ جگہ دیکھی نہ جائے گی...... امت کو کیسے بتایا جاتا۔

بی بی عائشہ کہتی ہیں...... کہ جب میں گئی...... واپس آئی تو میں نے آ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھا...... کہ محبوب ﷺ گئی تو میں کچھ اور دیکھنے تھی...... لیکن مسئلہ ایک اور پیش آ گیا...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا...... کیا...... کہا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم گئی...... تو میں یہ دیکھنے تھی...... کہ آپ کس طرف رخ کر کے بیٹھے ہوں گے...... لیکن وہاں جا کر دیکھا...... کہ قضائے حاجت والی کوئی چیز نہیں تھی۔

آدمی قضائے حاجت کے لئے جاتا ہے...... تو گندگی...... آلودگی...... غلاظت ہوتی ہے...... بدبو ہوتی ہے...... جہاں آپ نے قضائے حاجت کی تھی...... وہاں تو بدبو بھی نہیں...... وہاں تو خوشبو تھی...... آپ کے دو قدموں کے درمیان جو جگہ تھی...... وہاں خوشبو تھی یہ کیا فلسفہ ہے......؟

توجہ کرنا......! آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عائشہؓ تو نہیں جانتی...... کہ اللہ نبی ﷺ کو جنت کی مٹی سے بناتا ہے...... نبوت ﷺ کی عظمت کو سمجھو...... تم نے نبی ﷺ کے مقام کو نہیں سمجھا...... شاید بدبختی یہ ہے...... کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال دیتے ہوئے...... ہم اپنے آپ کو انسان سمجھ لیتے ہیں۔

فرمایا عائشہؓ......! عام انسان اس دنیا کی مٹی ہے...... نبی ﷺ کا وجود جنت کی مٹی سے بنتا ہے...... وہ بھی مٹی ہے...... یہ بھی مٹی ہے...... لیکن وہ مٹیوں میں سے مٹی تو ہے...... مٹیوں جیسی مٹی نہیں...... اب اس حدیث نے ایک اور عقدہ کھولا...... کہ جو خصوصیات

اللہ نے جنت میں رکھی ہیں......وہ خصوصیات اللہ نے نبی ﷺ کے جسم میں رکھی ہیں۔

مثال کے طور پر کتابوں میں لکھا ہے......کہ جنت میں نیند نہیں آئے گی......اسلئے کہ نیند ایک کمزوری ہے ......انسان نیند نہ کرے تو سکون نہیں آتا......یہ فطری کمزوری ہے...... جنت ان کمزوریوں سے پاک ہے۔

جنت میں نیند نہیں ......اسلئے حدیث میں آتا ہے......کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سوتے جب جاگتے تو نماز شروع کر دیتے تھے...... پوچھنے والوں نے پوچھا......کہ محبوب ﷺ کیا حکمت ہے......؟ فرمایا میری آنکھیں سو جاتی ہیں......دل یاد الٰہی میں جاگتا رہتا ہے......

تمہارا وجود دنیا کی اس مٹی سے ہے......تمہاری نیند ناقص الوضو بن جاتی ہے......میرا وجود اس مٹی سے ہے جس مٹی میں بقا ہے......فنائیت نہیں......جس میں تھکاوٹ نہیں۔

اسلئے میرا دل جاگ رہا ہوتا ہے...... مجھے اپنے جسم کی تمام توانائیوں پر قابو ہوتا ہے...... اس وجہ سے میرا وضو خطا نہیں ہوتا......اسلئے اٹھتے ہی نماز شروع کر دیتا ہوں...... جو خوبی خدا جنت میں رکھتا ہے......وہی خوبی خدا دنیا میں نبی ﷺ کے وجود میں بھی رکھتا ہے۔

حدیث میں آتا ہے...... کہ جنت میں جو محل بنے ہوئے ہیں......ان کے گارے میں مشک وعنبر کی خوشبو آتی ہے یہی حکمت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینے سے خوشبو آتی تھی

حدیث میں آتا ہے......کہ جنتیوں کو جب پسینہ آئے گا......تو ان کے پسینے سے خوشبو آئے گی...... نبی ﷺ کا وجود جنت سے تھا......اسلئے لباس و پسینے سے خوشبو آتی تھی...... مِنْ اَنْفَسِہِمْ سب سے زیادہ نفاست والے۔

حجر اسود کی خصوصیات:

ایک روایت میں ہے......کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا......حجر اسود جنت کا ایک پتھر ہے......اس کی دو آنکھیں ہیں ......اس کے دو کان ہیں ......اس کی ایک زبان بھی

ہے......آپ میں سے کسی نے حجر اسود کی آنکھیں دیکھی ہیں......؟ (نہیں)
زبان دیکھی ہے......؟ بتاؤ (نہیں)
پتھر کی آنکھیں کسی نے دیکھی ہیں......؟ (نہیں)
زبان دیکھی ہے......؟ (نہیں)

لیکن مانتے ہیں یا نہیں......اسلئے مانتے ہیں......کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا......جو اس کا استسلام کرتا ہے......قیامت کے دن یہ اس کی شہادت دے گا......حج کے موقع پر پچیس لاکھ آدمی وہاں ہوں......سارے طواف کرر ہے ہوں......حجر اسود سب کو دیکھتا ہے ......سب کے سلام سنتا ہے قیامت کے دن سب کی گواہی دے گا...... یہ جنت کے پتھر کی خصوصیت ہے......دنیا کے پتھر کی نہیں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات:

اللہ نے یہ خصوصیت پتھر کے وجود میں رکھی ہے......اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا...... اَسۡمَعُ مَالَا تَسۡمَعُوۡنَ اَریٰ مَالَاتَرَوۡنَ

میں وہ دیکھتا ہوں......جس کو تم نہیں دیکھ سکتے ......میں وہ سنتا ہوں ......جو تم نہیں سن سکتے......جو باتیں نبی نے دیکھی ہیں......دنیا میں کسی نے نہیں دیکھیں......حضور ﷺ اللہ کے قرب میں پہنچے ہیں ......حضور ﷺ نے جبرائیلؑ کو اسکی اصلی حالت میں دیکھا ہے...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کے براق کو دیکھا ہے......حضور نے جہنم کی آگ کو دیکھا...... حضور نے فرشتوں کو ان کی اصلی حالت میں دیکھا......اللہ کے عرش کو دیکھا ہے جو پیغمبر ﷺ نے دیکھا ہے......وہ میں اور آپ نے نہیں دیکھا......حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی کی آواز سنی......فرشتوں کی آمد کو سنتے......حتیٰ کہ حدیث میں آتا ہے......کہ میں نے معراج کی رات قلموں کے چلنے کی آواز سنی......یہ عام انسانیت اور نبوت میں فرق ہے مِنۡ

اَنْفُسِهِمْ انسانیت سے پیغمبر باہر نہیں ہیں...... یہی وہ فلسفہ ہے...... جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَآءِ(۱)

لوگو......! جنت کی کسی چیز پر فنائیت نہیں...... اللہ اس میں بقا رکھتے ہیں...... یہ وجہ ہے ...... کہ نبی کا وجود جنت کی مٹی سے ہے میرے نبی کے جسم میں دنیا سے رخصت ہونے کے بعد اتنی طاقت رہتی ہے...... اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَآءِ

کہ زمین پر خدا نے حرام کر دیا ہے...... وہ نبی کے جسم کو کچھ نہیں کہتی...... اسلئے کہ یہ جسم اس مٹی سے نہیں جنت کی اعلیٰ مٹی سے ہے...... اسلئے آپ نے فرمایا...... یہ جنت کا ٹکڑا ہے...... میں آپ کو چار چیزیں بتاتا ہوں...... اس پر بات کو ختم کر رہا ہوں...... چار کام حضور ﷺ نے کئے ہیں...... میں دعا کرتا ہوں...... کہ اللہ ہمیں چاروں کاموں پر عمل کی توفیق دے (آمین)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا کام:

پہلا کام يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ آيٰتِهٖ اللہ کے نبی ﷺ نے اس قران کی تلاوت کی ہے قران کو پڑھا...... دوستو......! صبح اٹھ کر دس روپے کا اخبار لیکر پڑھنا...... ہمارے لیے آسان ہے...... قرآن کھول کر سورۃ یٰسین کی تلاوت مشکل ہے...... اللہ کے نبی ﷺ کی تلاوت کا عالم یہ تھا...... علماء سے تحقیق کریں...... چھ چھ پارے ایک رکعت میں تلاوت کر لیتے...... يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ آيٰتِهٖ،

قرآن کا اعجاز:

تین تین دن میں بھی لوگوں نے قران حفظ کیا ہے...... امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد امام محمدؒ

---

(۱) اخرجه ابو داؤد وقال البيهقي له شواهد وقال العلامة القاري رواه ابن حبان في صحيحه والحاكم وقال النووي اسناده صحيح مرقات ص ۲۱۰ ج ۲ الخ ص ۸۷ ج ۲

نے سات دنوں میں قران حفظ کیا...... بعض لوگوں نے قران کو یوں پڑھا...... مولانا محمد قاسم نانوتویؒ حج پر جا رہے تھے...... بحری جہاز کا سفر تھا...... رمضان کا چاند نظر آ گیا...... حافظ کوئی نہیں تھا...... فرمایا میں تمہیں قرآن سناؤں گا...... حضرت آپ بھی تو حافظ نہیں...... فرمایا یاد کروں گا...... چنانچہ روزانہ پڑھتے رات کو مصلے پر سناتے ......رمضان میں پورا قران حفظ کر لیا...... حضرت مدنیؒ نے ایک مہینے میں پورا قران حفظ کیا......

تلاوت آیات ان کا مشغلہ ہر وقت قران کی تلاوت کرنا ہے...... قران کو صحیح طریقے سے پڑھنا...... تجوید و قرات کے لحاظ سے پڑھنا...... نبی ﷺ کا پہلا مشن قرآن پڑھنا ہے۔

حضور ﷺ کا دوسرا کام:

تلاوت قرآن کے بعد پیغمبر ﷺ کا دوسرا مشن...... وَيُزَكِّيهِمْ ...... ان لوگوں کو پاک کرنا...... تزکیہ کرنا

نبی ﷺ نے کفر سے پاک کیا
شرک سے پاک کیا
بدعات سے پاک کیا
رسومات سے پاک کیا
بے دینی سے پاک کیا
خرافات سے پاک کیا

اللہ کے نبی ﷺ نے ایسا تزکیہ کیا ...... کہ جو لوگ درندوں کی زندگی گزارتے تھے ...... بندوں والی زندگی گزارنا شروع ہو گئے۔

وہ لوگ جو رہزن تھے...... رہبر بن گئے۔

پیغمبر ﷺ نے تزکیہ کیا...... جو چور تھے چوکیدار بن گئے۔

پیغمبر ﷺ نے تزکیہ کیا خدا کی قسم جو لٹیرے تھے...... وہ امت کے محافظ بن گئے۔

نبوت ﷺ نے وہ تزکیہ کیا...... جو تلوار لیکر قاتل بن کر آ رہا تھا...... پیغمبر ﷺ نے نگاہ نبوت ڈالی...... تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ عادل بن گیا...... وَيُزَكِّيهِمُ اللہ کے نبی نے سب کو پاک کیا قرآن نے کہا...... وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ محبوب ﷺ اپنے کپڑوں کو پاک کیجئے...... وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ...... محبوب ﷺ اپنے ماحول کو پاک کیجئے...... اپنے خاندان کو پاک کیجئے...... اللہ کے نبی ﷺ نے یہ تزکیہ کیا......

اللہ جزائے خیر دے ہمارے ان بزرگوں کو جو مختلف سلسلوں میں بیعت کرتے ہیں......

ہمارے......

قادری...... ہوں

نقشبندی...... ہوں

سہروردی...... ہوں

چشتی...... ہوں

یہ جتنے بھی علماء آپ کو ذکر اذکار کے طریقے بتاتے ہیں...... یہ سب تزکیہ نفس ہے......

دل پاک ہو جائے...... زبان بھی پاک ہو جائے...... اعمال بھی پاک ہوں...... اخلاق بھی پاک ہوں...... وَيُزَكِّيهِمْ...... اللہ کے نبی ﷺ نے تزکیہ سکھایا...... ایسا تزکیہ کیا...... کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے پہلے پانی پر لڑائی ہوئی...... پچاس پچاس سال لڑتے رہتے...... اور جب اللہ کے نبی ﷺ آئے...... جنگ یرموک کے موقع پر ایک صحابیؓ کہتا ہے...... کہ میں پانی کا پیالہ لے کر گیا...... تاکہ اپنے بھائی کو پلاؤں گا...... جا کر دیکھوں گا...... کہ اس کا کیا حال ہے...... جب جا کر دیکھا...... کہ نزع کے عالم میں ہے...... آخری وقت ہے...... جان نکل رہی ہے...... میں نے قریب جا کر پوچھا...... پانی پلاؤں......؟ تو اس نے اشارہ کیا...... کہ پلائیں میں پانی پلانے لگا...... تو ساتھ سے دوسرے صحابیؓ کی آواز آئی...... مجھے بھی پیاس ہے...... جب میں اس کے پاس پہنچا...... تو اتنے میں آگے سے آواز آئی......

میں اس کے پاس گیا.....تو وہ اللہ کو پیارا ہو چکا تھا.....دوسرے کے پاس پہنچا.....تو وہ بھی اللہ کو پیارا ہو چکا تھا..... جب میں بھائی کے پاس پہنچا.....تو وہ بھی جام شہادت نوش کر چکا تھا.....وَيُزَكِّيهِمْ.....حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا تزکیہ کیا ہے.....حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھایا ہے..... ہر انسان کو زندگی گزارنا سکھائی ہے.....آج جو ہم درندوں کی زندگی گزارتے ہیں.....ایک دوسرے سے لڑتے پھرتے ہیں.....اللہ کے نبی ﷺ نے وہ اعمال سکھائے.....آج اگر غریب کی عزت کو دوبالا کیا ہے.....تو رسول اللہ ﷺ نے کیا ہے۔

امیر کو روزی ملنے کی وجہ:

میں نے ایک حدیث پڑھی.....حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امیرو.....! غریبوں کا شکریہ ادا کیا کرو.....اللہ غریبوں کی غربت کیوجہ سے تمہیں رزق عطا کرتا ہے..... یہ غریب نہ ہوں.....تو خدا تمہیں رزق نہ دے۔

امیر و سرمایہ دارو..... یہ غریب جو اللہ اللہ کرتے ہیں.....ان کی وجہ سے تمہیں رزق ملتا ہے۔

ایک غریب مزدور جوتا نہ بنائے.....تو امیرو تم جوتے کہاں سے پہنو گے.....؟ اگر تمہیں پہننے کیلئے جوتا ملتا ہے.....تو اس غریب کی وجہ سے ملتا ہے.....

ایک خانساماں غریب جو تم سے ہزار بارہ سو روپے لیکر روٹی پکاتا ہے.....سارا دن آگ کے سامنے کھڑا ہو کر روٹیاں پکاتا ہے.....اگر یہ غریب نہ ہو.....تو تمہیں خدا بھوکا رکھے..... آج تم روٹی کھاتے ہو.....تو اس غریب کیوجہ سے کھاتے ہو.....اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان غریبوں کی عزت کو دوبالا کیا ہے۔

میں ایک عجیب بات بتاؤں.....میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عملی زندگی میں ہر کام کیا ہے.....ایک موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا.....عائشہؓ روٹی پکا رہی ہو..... مجھے بھی آٹا دو.....ایک روٹی میں بھی تندور میں لگاؤں۔

حضرت عائشہؓ سوچتی رہی...... کہ کیا حکمت ہے...... فرمایا عائشہؓ کل دنیا میں کسی روٹی پکانے والے کو کوئی یوں نہ کہے...... کہ اوئے تو تو کمی ہے...... ہماری روٹی پکاتا ہے...... وہ کہنے سے پہلے یہ سوچ لے...... کہ یہ کام میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے...... آج یہ کر رہا ہے...... روٹی پکانے والو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت تمہارے لیے بھی نمونہ ہے۔

پیغمبر ﷺ کی آمد درزی کیلئے بشارت:

درزیو...... آج اپنی دکان پر بیٹھ کر سارا دن گانے سن کر عیاشی بدمعاشی کر کے اپنے حلال رزق کو حرام کرتے ہو...... خدا کی قسم میرے پیغمبر ﷺ نے اپنے ہاتھوں سے سلائی کی ہے...... اپنی عملی زندگی میں بتایا...... کہ لوگو میں اپنے کپڑوں کو پیوند لگا کر ان مزدوروں کی عزت کو دوبالا کر رہا ہوں...... یہ تمہارے کپڑے سینے والا تمہارا ملازم نہیں...... بلکہ رسول اللہ ﷺ کی سنت کو زندہ کر رہا ہے۔

پیغمبر ﷺ کی آمد موچی کے لئے بشارت:

وَیُزَکِّیْھِمْ...... تزکیہ کیا ہے...... ہر ایک عورت کی عزت کو رسول اللہ ﷺ نے دوبالا کیا ہے...... حدیث کی کتابوں میں ہے...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جوتے کو خود ٹانکہ لگایا ہے...... تاکہ کل کو کوئی موچی کا مذاق نہ اڑائے...... نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جوتا گانٹھ کر موچی کی عزت کو دوبالا کیا ہے۔

اس سے بھی بڑھ کر ایک بات آپ کو بتاؤں...... ایک کافر آپ ﷺ کے پاس مہمان ہوا اور آ کر ٹھہرا...... رات کو دست لگ گئے...... کپڑے خراب ہو گئے...... شرم کے مارے صبح اٹھا...... بھاگ کر چلا گیا...... دور جا کر یاد آیا...... کہ میں تلوار وہاں بھول آیا ہوں...... واپس آیا...... کیا عجیب کیفیت دیکھی...... کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس بستر کو صاف کر رہے ہیں...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دور سے دیکھ کر فرمایا...... یہ تم اپنی تلوار بھول گئے

تھے...... یہ لے جاؤ۔

حضور ﷺ کے قتل کی سازش:

خراسان سے دو بدمعاش قاتل آئے...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے ارادہ سے مہمان بنے...... پروگرام یہ تھا...... کہ صبح کو جب آپ ﷺ اٹھانے آئیں گے...... اس وقت آپ ﷺ کو قتل کر دیں گے...... رات کو اسہال لگ گئے...... ایک صبح کو دوسرے سے کہتا ہے...... کہ تمہیں شرم نہیں آتی...... اب کیا کرو گے......؟ یہ کیا کر دیا...... چادر خراب کر دی ہے...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کپڑا بھیج کر فرمایا...... اس کو تم باندھ لو گندے کپڑے مجھے دے دو...... میں محمد تمہارے کپڑے صاف کر دیتا ہوں...... آپ ﷺ نے ان کی گفتگو سن لی تھی،

دھو بیو......! رسول اللہ ﷺ نے عملی زندگی کافر دشمنوں کے کپڑے صاف کر کے تمہاری عزت کو دوبالا کیا ہے...... اللہ نے نبی ﷺ کی سیرت پوری انسانیت کے لئے نمونہ بنائی ہے

امت کی تباہی کا سب سے بڑا سبب:

تعلیم پڑھنا...... معنی مطلب مفہوم...... قرآن کیا کہتا ہے...... مفہوم کیا ہے...... اس لیے اللہ ان بزرگوں کو جزائے خیر دے...... جو آج بھی درس قران دے رہے ہیں۔

ہمارے شیخ الہند ؒ کہا کرتے تھے...... کہ چار سال مالٹا کی جیل میں میں نے یہ سبق یاد کیا ہے...... امت کی تباہی کا سب سے بڑا سبب یہ ہے...... کہ ان لوگوں نے درس قران کو چھوڑ دیا ہے...... اسلئے وہ علماء کرام قابل صد مبارک ہیں...... جو اس وقت بھی قران کا درس دیتے ہیں۔

اعجاز قرانی کا انوکھا واقعہ:

ہمارے ایک استاد فرمایا کرتے تھے...... جامعہ عباسیہ بہاولپور اس دور میں جب یہ

بڑے بڑے علماء محدث وہاں رہتے تھے...... وہاں مدرسہ میں بچے قران پڑھ رہے تھے...... ایک انگریز آیا...... اس نے دیکھا...... کہ ایک بچہ اپنے استاد کو قران سنا رہا ہے...... وہ حیران رہ گیا...... کہ ان لوگوں کی یہ زبان نہیں...... اور یہ یاد کر رہے ہیں...... جو زبان آدمی کو نہ آتی ہو...... اس کی عبارت یاد نہیں ہوتی...... کوئی آدمی انگلش کی دو کتابیں یاد کر کے نہیں سنا سکتا...... یہ صرف قران کی خصوصیت ہے۔

انگریز نے ایک بچے سے پوچھا...... بیٹے آپ جو کچھ پڑھ رہے ہو...... اس کا مطلب بھی جانتے ہو......؟ اس نے کہا نہیں اس انگریز نے نواب صادق کی طرف دیکھا...... اور ایک جملہ کہا...... نواب صادق بڑے افسوس کی بات ہے...... کہ تم مسلمان لوگ ہم انگریزوں کی زبان کا معنی مطلب تو جانتے ہو...... اپنے قران کا معنی نہیں جانتے۔

مسلمانو!...... انگریز نے تمہیں غیرت دلائی ہے...... کہ خدا کی کتاب کا معنی سیکھو ...... مجھ سے پہلے اکابر نے آپ کو یہی بتایا تھا...... کہ آج ہمارا یہ نظام تعلیم ہمیں الحاد و کفر اور بے دینی کی طرف لے جا رہا ہے۔

تعلیم کتاب یہ ہے...... کہ پورے قرآن کو مانو...... کہ یہ آخری کتاب ہے...... سمجھو کہ قران کہتا کیا ہے...... قران تم سے مطالبہ کیا کرتا ہے...... قران چاہتا کیا ہے...... قران سے بڑھ کر دنیا میں مسائل کا کوئی حل نہیں۔

حضور ﷺ کا چوتھا کام:

پیغمبر ﷺ کا چوتھا مشن یہ تھا...... کہ اللہ کے نبی ﷺ نے حکمت سکھائی ہے...... حکمت کا معنی ہے دانائی کی بات...... عقل مندی کی بات...... ایسی باتیں جو دانائی کی باتیں ہوں...... شراب کیوں حرام ہے...... اس کی حکمتیں بیان کیں...... تجارت حلال کیوں ہے...... اس کی حکمتیں بیان کیں۔

حکمت کے بارے میں امام مالکؒ کا قول:

امام مالکؒ کا یہ جملہ ہے......وَالْحِکْمَۃَ...... تعلیم کتاب کا معنی ہے......قران کا سکھانا......حکمت سے مراد سنت رسول ﷺ ہے۔

آپ کو فرق سمجھانے کے لئے بتا دوں......ایک حدیث رسول ﷺ ہے......ایک سنت رسول ﷺ ہے ......ان دونوں میں فرق ہے......ہمارا حال یہ ہے......کہ فرق معلوم نہیں کرتے......حدیث کو سنت بنا دیتے ہیں......اور سنت کو حدیث بنا دیتے ہیں......اور کبھی کہہ دیتے ہیں......کہ حدیث میں اس طرح ہے......اس لئے نبی ﷺ کی سنت ہے......ہر سنت رسول ﷺ حدیث ہے ہر حدیث سنت نہیں۔

سنت اور حدیث کی تعریف:

مثال کے طور پر سنت اس عمل کو کہتے ہیں......جس پر رسول اللہ ﷺ نے تواتر کیساتھ عمل کیا ہو۔

حدیث اسے کہتے ہیں......کہ جس پر عمل تو نہ ہو کوئی پوری زندگی کا ایک واقعہ ہو...... بیان جواز کے لئے وہ کام ہو......تو اس کو حدیث کہتے ہیں

اس کی مثال سمجھ لیں ......مسجد میں ہم جب نماز کیلئے آتے ہیں......جوتا اتار کر آتے ہیں یا پہن کر......؟ (اتار کر) یہ جوتا اتار کر آنا سنت ہے۔

امام بخاریؒ کی قبر پر خدا کروڑوں رحمتیں نازل کرے......انہوں نے یہ حدیث نقل کر دی......جوتا پہن کر آنے کی یہ سنت نہیں ہے......وقت ضرورت جائز ہے......ایک آدمی فوجی ہے......پیچھے دشمن کھڑا ہے......فوج کسی جگہ پر مقابلے میں لڑ رہی ہے......اب اگر جوتے اتارے......اتار کر نماز پڑھے......پھر پہنے دشمنوں کا خطرہ ہو......تو اس حالت میں جوتوں سمیت نماز پڑھ لیں گے......نماز ہو جائیگی......گناہ نہیں......لیکن یہ سنت نہیں

ہے۔

اس طریقے سے حدیث میں آتا ہے...... کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ تھی...... کہ اللہ کے محبوب ﷺ ہمیشہ سر پر پگڑی یا ٹوپی پہن کر نماز پڑھتے تھے ......سر پر کپڑا رکھ کر نماز پڑھنا...... حضور ﷺ کی سنت ہے...... بیان جواز کے لئے کبھی ایک موقعہ پر نماز پڑھی...... تو اس کا معنی یہ نہیں...... کہ وہ سنت ہے...... بلکہ وہ حدیث ہے ...... کہ اگر کسی کے پاس کپڑا اور رومال نہیں وہ بغیر ٹوپی رومال کے نماز پڑھتا ہے...... تو نماز ہو جائے گی...... عادت نہ بنائے...... اسلئے کہ یہ حدیث ہے۔

سنت رسول ﷺ پر عمل کا حکم ہے...... میری سنتوں پر عمل کرو...... میرے خلفاء رضی اللہ عنہم کی سنتوں پر عمل کرو...... میری سنتوں پر عمل کرو ان کو مضبوطی سے پکڑو اس وقت کہ جب دنیا اس کو چھوڑ بیٹھے...... جس نے میری سنت کو زندہ کیا...... ایسے ہے کہ جیسے اس نے مجھے زندہ کیا

اللہ کے نبی ﷺ نے سنت کی عظمت کو اجاگر کیا ہے...... حدیث کے بارے میں نہیں فرمایا...... کہ میری حدیثوں پر عمل کرو...... فرمایا میری سنت پر عمل کرو...... پیشاب کرنے جاتے ہو...... تو کھڑے ہو کر پیشاب کرتے ہو یا بیٹھ کر......؟ (بیٹھ کر) حضور ﷺ کی سنت بیٹھ کر پیشاب کرنا ہے۔

امام بخاریؒ نے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی حدیث نقل کی ہے...... اگر کوئی کھڑا ہو کر پیشاب کرے گا...... تو کوئی اس کو نبی ﷺ کی سنت نہیں کہے گا اسلئے کہ وہ بیان جواز کے لئے ہے...... کہ کسی آدمی کے گھٹنوں میں درد تھا...... وہ بیٹھ کر پیشاب نہیں کر سکتا...... تو کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی اس کو اجازت ہے...... یہ حدیث کی وجہ سے اس کو اجازت تو مل جائے گی لیکن اس کو سنت نہیں کہیں گے...... سنت میں حکمتیں پوشیدہ ہوتی ہیں...... حدیث ضرورت کیلئے ہوتی ہے۔

ایک آخری بات کہتا ہوں......اسکے بعد دعا کرتے ہیں ......چار چیزیں تلاوت آیات......تزکیہ نفس......، تعلیم کتاب......تعلیم حکمت......یہ چاروں چیزیں خلفاءراشدین رضی اللہ عنہم کے زمانے میں دیکھیں۔

یہ چاروں کام خلفاءراشدین رضی اللہ عنہم کے زمانے میں:

تلاوت آیات صدیق رضی اللہ عنہ کا زمانہ ہے......حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے قران کو جمع کیا......لکھوایا اکٹھا کیا......اورکتابی شکل میں جمع کر کے پڑھا گیا......یہ پہلا دور تھا......جوصدیقی زمانہ ہے۔

وَيُزَكِّيهِمْ ......فاروق نے تزکیہ کیا ایسا پاک کیا......کہ ایک گھاٹ پر شیر اور بکری نے پانی پیا......ایسا پاک کیا ہے......کہ يَاسَارِيَةَ الْجَبَلُ کہا ہے......سینکڑوں میلوں تک آواز پہنچ جاتی ہے......ایسا پاک کیا ہے......کہ دریا کو خط لکھا ہے......تو دریا بھی مان گیا ہے ......وَيُزَكِّيهِمْ یہ فاروقی رضی اللہ عنہ دور ہے۔

وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ ......تعلیم کتاب یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا زمانہ ہے......جنہوں نے قران کو جمع کرنے کے بعد تعلیم کتاب کا سب سے زیادہ کام کیا...... پوری امت کے اندر قرآن مجید کو پہنچایا......اس کو ایک مصحف میں جمع کر کے پھیلایا......قرآن مجید مختلف قراتوں میں موجود تھا......سب لوگوں کو ایک قرات پر جمع کیا...... پوری امت پر یہ بہت بڑا احسان کیا۔

وَالْحِكْمَةَ......حکمت اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل حیدر کرار رضی اللہ عنہ کا زمانہ ہے۔

اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو......! میرے بعد اگر کسی مسئلے میں تمہارا اختلاف ہو جائے......تو علیؓ کے پاس جانا......شریعت کی حکمتوں کو علیؓ جانتا ہے......میری سنتوں کو بھی علیؓ جانتا ہے۔

امام اعظمؒ سے فقہ کا استنباط:

یہی وجہ ہے...... کہ امام اعظم ابو حنیفہؒ نے پوری فقہ حضرت علیؓ سے مستنبط کی ہے...... اسلئے کہ حضرت علیؑ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فقیہ کہا تھا...... حضرت علی بن ابی طالب ﷜ کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا...... میں حکمت کا گھر ہوں...... علیؓ اس حکمت کا دروازہ ہے۔

حضرت علی ﷜ کی حکمت کی مثال:

حضرت علی ﷜ کی حکمت کی ایک چھوٹی سی مثال دوں...... حضرت عثمان ﷜ کے زمانہ میں ایک واقعہ پیش آیا...... کہ چھ آدمی سفر پر گئے تھے...... واپس آئے تو ایک آدمی نہیں تھا ...... چھٹے کی بیوی نے استغاثہ کیا...... ان پانچ آدمیوں سے پوچھا گیا...... کہ تمہارا چھٹا ساتھی کہاں ہے......؟ فیصلہ حضرت علیؓ کے پاس چلا گیا...... حضرت عثمان ﷜ کا زمانہ تھا...... حضرت علی ﷜ نے ان پانچوں کو مسجد کے ستون کے ساتھ علیحدہ علیحدہ باندھ دیا...... حکمت دیکھیں ...... آپؓ پہلے کے پاس تشریف لے گئے...... اس سے پوچھا...... کہ تمہارا ساتھی کہاں گیا......؟ پہلے آدمی سے جب حضرت علی ﷜ نے پوچھا...... تو اس نے کہا...... مجھے معلوم نہیں...... تو حضرت علیؓ نے زور سے کہا...... اللہ اکبر دوسروں نے سنا...... تو کہنے لگے مارے گئے...... اس کو کہا تھا...... کہ نہ بتانا...... اس نے بتا دیا ہے...... اب دوسرے کے پاس حضرت علیؓ گئے...... پوچھا کہ چھٹا آدمی کہاں ہے...... کہنے لگا علیؑ کیا بتاؤں......؟ اس پہلے نے آپ کو بتا تو دیا ہے...... فرمایا تو بتا سچ بتا...... اس نے کہا علیؓ ہم نے قتل کیا ہے...... تیسرے نے کہا...... قتل کیا ہے...... چوتھے نے کہا قتل کیا ہے...... کتنے مان گئے......؟

(چار)

حضرت علی ﷜ نے امت میں یہ پہلا فیصلہ کیا ہے...... کہ ایک آدمی کے قتل میں چند

آدمی شریک ہوں.....تو ایک قتل کے بدلے سب کو قتل کر دیا جائے..... یہ کسی حدیث یا آیت کا ترجمہ نہیں ..... یہ حضرت علیؓ کا پہلا اجتہاد ہے.....اس کو پندرہ سو سال گذر گئے ہیں.....امت اسی پر عمل کر رہی ہے.....اسلئے کتاب وسنت کے ساتھ ان حضرات کے ان فقہی اجتہادات کو قبول کرنا امت پر لازمی ہے۔

سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے پہلا آدمی کہنے لگا.....علی ﷛ میں نے تو اقرار نہیں کیا تھا.....آپ نے میرے قتل کا حکم کیوں صادر کیا.....؟ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ قتل میں دو گواہ ہوں.....تو سر قلم کر دیا جاتا ہے..... یہاں تو چار گواہ ہیں اسلئے تیرے قتل کا حکم دیا ہے یہ اسلامی فقہ ہے..... یہ حکمت ہے یہ قرآن نے سکھائی ہے قرآن کی آیت.....لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِنْ اَنْفُسِهِمْ

اللہ کا سب سے بڑا احسان اس امت پر ہے..... اللہ کہتے ہیں مومنو..... میں نے اپنا محبوب ﷺ تمہیں دیا..... میں نے اس کے ذریعے چار چیزیں سکھائیں..... تعلیم کتاب، تعلیم حکمت، تزکیہ نفس اور تلاوت آیات، اللہ چاروں پر ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق فرمائے..... آمین



وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

❁.....❁.....❁.....❁

تذکرۂ میلاد النبی ﷺ

خطبہ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ شَرَّفَنَا عَلٰی سَائِرِالْاُمَم...... ٥ بِرِسَالَۃِ مَنِ اخْتَصَّہٗ مِنْ بَیْنِ الْاَنَامِ بِجَوَامِعِ الْکَلِمِ وَجَوَاھِرِ الْحِکَمِ ......وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَ صَحْبِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمْ...... مَا نَطَقَ اللِّسَانُ بِمَدْحِہٖ وَنَسَخَ الْقَلَمْ...... اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ...... ٥ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ......رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْھِمْ رَسُوْلًا......قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا......اَوْ کَمَاقَالَ ......اِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَتًا مَھْدَاۃً اَوْ کَمَا قَالَ مَنْ یُّرِدِاللّٰہُ بِہٖ خَیْرًا یُّفَقِّھْہُ فِی الدِّیْنِ......صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ...... وَ صَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ...... وَنَحْنُ عَلٰی ذَالِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وِالشَّاکِرِیْنَ...... وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

اشعار:

شاہکار دست قدرت ہے جمال مصطفیٰ
چشم عالم نے نہیں دیکھی مثال مصطفیٰ
اللہ اللہ عظمت اصحاب آل مصطفیٰ
وہ تھے نجم مصطفیٰ یہ ہیں ہلال مصطفیٰ



سر سے لے کر پاؤں تک تنویر ہی تنویر ہے
جیسے منہ سے بولتا قرآن وہ تقریر ہے
حسن مصطفیٰ کو دیکھ کر سوچتی ہے یہ دنیا

وہ مصور کیسا ہوگا جس کی یہ تصویر ہے



حقیقت میں وہ لطف بندگی پایا نہیں کرتے
جو یاد مصطفیٰ سے دل کو گرمایا نہیں کرتے
موحد جو ہیں وہ غیر اللہ کے آگے نہیں جھکتے
وہ پیشانی پہ داغ شرک لگوایا نہیں کرتے
ادب شرط محبت ہے ادب بنیاد اطاعت ہے
جو محروم ادب ہیں وہ پھل پایا نہیں کرتے
جو عاشق ہیں وہ گستاخی کا یاراہی نہیں رکھتے
وہ ان کے در پہ خود جاتے ہیں بلوایا نہیں کرتے
ابوبکر و عمر و عثمان و حیدر پھول ہیں ان کے
کہ ان کے پھول صحراء میں بھی مرجھا یا نہیں کرتے
غم ہجر نبی عشاق کی فصلیں بہاراں ہے
یہ موسم زندگی میں بار بار آیا نہیں کرتے
اے شہید حق مثال شمس تابندہ ہے تو
کل بھی زندہ تھا تو قائد آج بھی زندہ ہے تو
ہم پہ تھا حق کی نوازش حق نواز
دین کی تابندہ تابش حق نواز
اہل سنت کے لیے آب حیات
تھا برائے رفض آتش حق نواز

تمہید:

جناب صدر مجلس!

قابل صدر تعظیم وتکریم!

علماء کرام!

واجب لااحترام!

برادران اسلام!

ارباب خاص وعام!

اس سالانہ عظیم الشان اجتماع میں مجھ سے پہلے بھی قابل قدر علماء نے خطاب کیا ہے...... اور میرے بعد بھی اکابر تشریف لائیں گے...... اور کل بھی یہ پروگرام انشاء اللہ یونہی جاری رہے گا۔

مجھ سے پہلے بھائی طاہر صاحب نے سیرت الرسول ﷺ کے عنوان پر جو نظم پڑھی ہے...... اس سے میرا ذوق بنا

یہ آیت کریمہ میں نے اسی مناسبت سے تلاوت کی ہے...... صرف اس کی روشنی میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت نبی کا مختصر سا تذکرہ کروں گا...... اور اس کے ضمن میں کچھ ضروری باتیں بھی آپ حضرات سے کہوں گا۔

ایک سائل کا سیدہ عائشہ ؓ سے سوال:

میرے محترم دوستو اور بزرگو......! سیرۃ النبی ﷺ ایک ایسا عظیم اور طویل عنوان ہے...... کہ جس کا احاطہ کرنا مشکل ہے...... ام المومنین...... صدیقہ کائنات...... محبوبہ حبیب خدا گلشن رسول ﷺ کی عندلیبہ...... سیدہ طیبہ طاہرہ اماں عائشہ صدیقہ ؓ سے جب سائل نے پوچھا۔

......کہ......

مَا کَانَ خُلُقُ رَسُوْلِ اللّٰہِ؟

اماں بتائیں محبوب ﷺ کے اخلاق کیا ہیں؟

محبوب ﷺ کی صفات کیا ہیں؟

آمنہ کے درِ یتیم ﷺ کے دن رات کیا ہیں؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے حالات و واقعات کیا ہیں؟

اماں نے فرمایا......سائل مجھ سے پوچھتے ہو قرآن نہیں پڑھا؟

سائل کہنے لگا......امی قرآن پڑھتا ہوں......میں دلبر کی سیرت پوچھنا چاہتا ہوں......

میری اماں کے جملے دل پر لکھیے......! فرمایا

کَانَ خُلُقُہُ الْقُرْآنُ

الحمد سے والناس تک جو کچھ قرآن میں ہے......سب رسول اللہ ﷺ کی سیرت ہے۔

علمی اور عملی قرآن:

......یوں سمجھ لو کہ......

قرآن علم ہے...... ......پیغمبر ﷺ عمل ہے

قرآن اجمال ہے...... ......نبی ﷺ تفصیل ہیں

قرآن متن ہے...... ......نبی ﷺ تشریح ہیں

قرآن ذکر ہے...... ......نبی ﷺ مذکر ہیں

قرآن وعظ ہے...... ......حضور ﷺ واعظ ہیں

قرآن ہدایت ہے...... ......پیغمبر ﷺ ہادی ہیں

قرآن رحمت ہے...... ......نبی ﷺ رحمۃ للعالمین ہیں

قرآن نور ہے...... ...... مصطفیٰ ﷺ سراجا منیر ہیں

اَلْحَمْدُ سے وَالنَّاس تک سارا قرآن سیرتِ مصطفیٰ ﷺ ہے...... سر سے پاؤں تک وجود محمد صلی اللہ علیہ وسلم صورتِ مصطفیٰ ﷺ ہے۔

تیری صورت تیری سیرت زمانہ میں نرالی ہے
تیری ہر ہر ادا پیاری دلیل بے مثالی ہے
محمد مصطفیٰ کے خلق کا مظہر یہ قرآن ہے
ستارہ خلق احمد کا آسماں پر بھی درخشاں ہے

زیادہ عرصہ پیغمبر ﷺ کی تعریف کرنے کی وجہ:

میرے محترم دوستو......! سیرت ایک عظیم عنوان ہے...... اور پھر میں اگر اس کو یوں کہہ دوں...... تو بے جانہ ہوگا۔

کہ اَلْحَمْدُ سے وَالنَّاس تک پورا قرآن...... جس کو میری اور آپ کی امیؓ نے پیغمبر ﷺ کی سیرت قرار دیا ہے...... گویا جس میں اللہ نے اپنے محبوب ﷺ کی سیرت بیان کی ہے

آج اس اسٹیج سے علماء پیغمبر ﷺ کی سیرت کا تذکرہ کریں
شعراء اپنے انداز میں پیغمبر ﷺ کی سیرت کو بیان کریں
قادر الکلام بڑے بڑے خطیب آئیں گے
وہ اپنے محبوب ﷺ کی سیرت اپنے انداز سے پیش کریں گے
ایک آقا ﷺ کی وہ سیرت ہے کہ جو میں بیان کروں
ایک وہ سیرت ہے جو بڑے علامہ فہامہ بیان کریں
ایک وہ سیرت ہے جو کوئی مصنف تحریر کر جائے
ایک وہ سیرت ہے جو کوئی مؤلف تحریر کر جائے

اَلْحَمْدُ سے وَالنَّاس تک قرآن وہ سیرت ہے...... جسے اللہ نے بیان کیا ہے......

اور پھر غور کریں...... میں ایک گھنٹہ گفتگو کروں...... تو تھک جاؤں گا۔

کوئی بڑے بڑے سے بڑا خطیب آئے تین گھنٹے بول کر تھک ہار جائے گا...... لیکن جب اللہ نے اپنے محبوب ﷺ کی تعریف بیان کرنا شروع کی ہے......

وہ خدا جو...... عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ...... ہے

وہ خدا جو...... اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ...... ہے

وہ اللہ جس کا خاصہ یہ ہے......

اِذَا اَرَا دَبه شَيْأً اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ

اس خالق اور مالک نے جب محبوب ﷺ کی تعریف بیان کرنا شروع کی ہے

میں تذکرہ کروں...... آپ محظوظ ہو رہے ہیں

کوئی شاعر نظم پڑھے...... آپ لطف اندوز ہو رہے ہوتے ہیں

اور کوئی خطیب آ کر بیان کرے...... آپ اس پر سبحان اللہ کہہ رہے ہوتے ہیں...... کہ یہ پیغمبر ﷺ کی تعریف ہو رہی ہے...... جب اللہ نے اپنے محبوب ﷺ کی تعریف بیان کرنا شروع کی...... میں اس سے بھی آگے جملہ کہتا ہوں...... کہ اللہ کو بھی اتنا خوشی ہوئی...... کہ ایک دن نہیں...... دو دن نہیں...... چار دن نہیں...... آٹھ دن نہیں...... ایک ماہ نہیں...... دو ماہ نہیں...... چار ماہ نہیں...... ایک سال نہیں...... دو سال نہیں...... چار سال نہیں...... چھ سال نہیں...... دس سال نہیں...... بلکہ 23 سال تک اللہ نے اَلْحَمْدُ سے وَالنَّاس تک قرآن اتار کر پیغمبر ﷺ کی تعریف بیان کی ہے۔

جس محبوب کی تعریف خدا 23 سال تک بیان کرے...... میں ایک گھنٹے میں کیا بیان کر سکتا ہوں؟ اور میں اپنے دین پوری مرحوم کا ایک جملہ دہراتا ہوں...... اللہ ان کی قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے (آمین)

دین پوریؒ اور جھنگویؒ کی زندگی کی سب سے آخری تقریر:

جھنگویو......! شاید کہ آپ لوگوں کا اور ہمارا اللہ نے فطرت میں ہی ایک جوڑ پیدا کر دیا ہے حضرت دین پوری مرحومؒ کی زندگی کی سب سے آخری تقریر...... جب مولانا حق نواز شہیدؒ جیل میں تھے...... مولانا دین پوریؒ عید پر تشریف لائے تھے......اور احرار پارک جھنگ میں آکر تقریر کی تھی......وہ ایک محبت اور تعلق تھا...... کہ حق نواز شہیدؒ کی زندگی کی آخری تقریر ہماری تحصیل خانپور کے شہر فیروزہ میں ہوئی...... دین پوریؒ کی آخری تقریر یہاں تھی...... جھنگویؒ کی آخری تقریر وہاں تھی۔

حضرت دین پوریؒ کا موتی علامہ ندیم صاحب کی زبانی:

میرے دوستو......! حضرت دین پوریؒ ایک جملہ کہا کرتے تھے...... کہ لوگو! محبوب ﷺ کی تعریف اس کا نام ہے

......کہ......

زمین و آسمان کے چودہ طبق کاغذ بن جائیں......سمندر سیاہی بن جائیں......درخت قلمیں بن جائیں......آسمان سے فرشتے اتریں ......اور پیغمبر ﷺ کی تعریف لکھنے بیٹھ جائیں زمین و آسمان کے چودہ طبق پر ہو جائیں گے......سمندر خشک ہو جائیں گے...... قلمیں لکھتے ہوئے ٹوٹ کر فناء ہو جائیں گی...... لکھنے والے تھک ہار کر بیٹھ جائیں گے...... کروڑوں قیامتیں برپا ہو سکتی ہیں...... مصطفیٰ ﷺ کی زلف کے ایک بال کی شان بھی ختم نہیں ہو سکتی۔

یہ آپ کو کسی جاہل مولوی نے کہا ہو گا...... کہ میں نبی ﷺ کی تعریف کرتا ہوں...... فلاں ......پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف نہیں کرتا۔

میرا عقیدہ یہ ہے...... کہ دنیا میں کوئی لال پیدا ہی نہیں ہوا...... جو پیغمبر حضور صلی اللہ علیہ

وسلم کی تعریف کا حق ادا کر سکے...... محبوب ﷺ کی تعریف کا حق ادا کوئی کر سکتا ہی نہیں۔

سیرت النبی ﷺ قرآن کی روشنی میں:

دار العلوم دیو بند کا وہ عظیم مہتمم جس نے پچاس سال، نصف صدی تک دیو بند کے منصب اہتمام کو سنبھالا...... میری مراد حکیم الاسلام قاری محمد طیبؒ ہے...... جنہوں نے ایک مقام پر بڑی عجیب بات لکھی ہے...... کہ الحمد سے والناس تک پورے قرآن مجید کی سات منزلیں...... چودہ سجدے...... تیس پارے...... ایک سو چودہ سورتیں...... پانچ سو چالیس رکوع...... چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ آیتیں...... سترہ سوا کہتر مدیں...... بارہ سو چوہتر شدیں...... تین لاکھ اکیس ہزار دو سو پچاس حروف نہیں...... بلکہ یہ پیغمبر ﷺ کی سیرت کے پروف نظر آتے ہیں۔

قرآن میں جہاں اللہ کی ذات وصفات کا تذکرہ ہے...... وہ پیغمبر ﷺ کے عقائد کا نام ہے۔

قرآن میں جہاں احکام کا تذکرہ ہے...... پیغمبر ﷺ کی عملی زندگی ہے

قرآن میں جہاں جہنم کا تذکرہ ہے...... پیغمبر ﷺ کے غم وغصہ کا اظہار ہے

قرآن میں جہاں تعلق مع اللہ کا تذکرہ ہے...... پیغمبر ﷺ کی خلوت کی زندگی ہے

قرآن میں جہاں تعلق مع الخلق کا تذکرہ ہے...... محبوب ﷺ کی جلوت کی زندگی ہے

اَلْحَمْدُ سے وَالنَّاس تک جو کچھ قرآن میں قال ہے...... پیغمبر ﷺ کی سیرت میں حال ہے۔

جو کچھ قرآن مجید میں دال ہے...... پیغمبر ﷺ کی سیرت میں اعمال ہیں

جس نے قرآن کو پڑھا ہے...... اس نے پیغمبر ﷺ کی سیرت کو سمجھا ہے

جس نے محبوب ﷺ کی سیرت کو دیکھنا ہے...... وہ قرآن کی تلاوت کرے

ہمارے پاس دو قرآن:

اس کو دوسرے لفظوں میں یوں سمجھئے...... اللہ نے ہمیں دو قرآن عطا کیے ہیں

...... کہ......

ایک علم قرآن...... ایک عمل قرآن

ایک اجمال قرآن...... ایک تفصیل قرآن

ایک متن قرآن...... ایک تشریح قرآن

ایک وہ قرآن...... جو آج بھی سیدہ طیبہ، طاہرہ، مخدومہء کائنات، عائشہ الصدیقہؓ کے حجرہ اقدس میں جلوہ افروز ہیں۔

دوسرا وہ قرآن...... جو تیس پاروں کی شکل میں میری اور آپ کی الماریوں میں رکھا ہوا ہے...... جب تک یہ قرآن اترتا رہا...... اس محبوب نے بتایا...... کہ یہ کلام خدا ہے...... اور جب وہ پیغمبر ﷺ حجرہء اقدس میں تشریف لے گئے ...... قیامت تک قرآن بتا رہا ہے ...... کہ وہ محبوب خدا ﷺ ہے۔

سیرت کو بیان کرنا...... میرے بس میں نہیں...... لیکن صرف تلاوت کردہ آیت کی روشنی میں مختصر سی سیرت بیان کرنا چاہتا ہوں۔

اصلی چیز کے مقابلے میں نقلی چیز:

اور یہ ایک عجیب اتفاق ہے...... کہ اصل اصل ہوتی ہے...... نقل نقل ہوتی ہے...... اصلی گھی ہو تو وہ اصلی ہوتا ہے...... اور ڈالڈا ہو اس کے اوپر آپ جتنا بڑا لیبل لگائیں...... وہ نقلی ہی رہے گا۔

ہر دور میں نقال آئے تبلیغی جماعت اصلی تھی...... اصل کی نقل بنانے والوں نے اپنی ایک نقل بنالی...... امیر شریعت عطاء اللہ شاہؒ ہمارے بزرگ تھے...... کہا ہم اپنا ایک امیر شریعت

بنالیں......امیر عزیمت" اللہ نے ہمارے حصے میں رکھا......انہوں نے کہا...... جھنگ سے ہم بھی اپنا ایک مولوی بنالیں...... یہاں سپاہ بنی تو انہوں نے کہا کہ ہم بھی ایک نقل بنالیں ہر دور میں ایک نقل بنی ہے......نقل بنانے کی ایک فطرت ہے۔

ذکر میلاد و سیرت النبی ﷺ میں فرق:

غور کریں......ایک بات بتانا چاہتا ہوں......کہ ہمارے اکابر جب اجتماعات اور جلسے کرتے ہیں......تو ان کا نام ہوتا ہے سیرت النبی ﷺ ......اس کے مقابلے میں نقل شروع کر دی......کہا ہم تو رکھیں گے میلاد النبی ﷺ۔

ادھر تذکرہ میلاد کا ہے ......ادھر عقیدہ یہ ہے ......کہ مصطفیٰ ﷺ انسان ہی نہیں (استغفر اللہ) ایک طرف سیرۃ رسول ﷺ ہے......اور دوسری طرف ولادت ﷺ کا تذکرہ ہے......میں تھوڑا سا اس میں امتیاز اور فرق آپ کے ذہن میں رکھ کر پھر تلاوت کردہ آیت پہ گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔

ولادت و پیدائش......بچے کا اپنی ماں کے پیٹ سے باہر آنے کو کہتے ہیں

اور آمنہ کے لال ﷺ کی ولادت ایک ایسی چیز ہے......جس کا آج تک خدا کی زمین پر کوئی منکر نہیں۔

یہودی پیغمبر ﷺ کی......ولادت کا قائل!

مجوسی پیغمبر ﷺ کی......ولادت کا قائل!

عیسائی رسول اللہ ﷺ کی......ولادت کا قائل!

سکھ رسول اللہ ﷺ کی......ولادت کا قائل!

ہندو رسول اللہ ﷺ کی......ولادت کا قائل!

نصرانی رسول اللہ ﷺ کی......ولادت کا قائل!

ابوجہل رسول اللہ ﷺ کی......ولادت کا قائل!

ابولہب رسول اللہ ﷺ کی......ولادت کا قائل!

اخنس بن شریک رسول اللہ ﷺ کی......ولادت کا قائل!

عتبہ رسول اللہ ﷺ کی......ولادت کا قائل!

عتیبہ رسول اللہ ﷺ کی......ولادت کا قائل!

مسلمان بھی ......ولادت کا قائل!

اور غیر مسلم بھی رسول اللہ ﷺ کی ولادت کا قائل!

کوئی انسان ایسا نہیں......جو پیغمبر ﷺ کے پیدا ہونے ......اماں کے پیٹ سے باہر آنے اور نبی ﷺ کی ولادت کا منکر ہو۔

کوئی انسان آج تک نبی ﷺ کی میلاد کا منکر نہیں آیا......سوائے اس بد بخت کے......کہ جو نبی ﷺ کو انسان ہی نہ سمجھے۔

جس کا عقیدہ یہ ہے......کہ آقا کے والد کا نام عبداللہ ہے

ان کی اماں کا نام آمنہ ہے......دادا کا نام عبدالمطلب ہے

قبیلہ بنو قریش ہے......خاندان بنو ہاشم ہے

حضرت آمنہ کے بستر اطہر پر آقا ﷺ تشریف لائے ہیں

جو اس چیز کا قائل ہے......وہ پیغمبر ﷺ کو حضرت انسان سمجھتا ہے......وہ ولادت کا قائل ہے......اور جو پیغمبر ﷺ کو انسان نہیں سمجھتا......وہ تو ہوسکتا ہے کہ میلاد کا منکر ہو......ورنہ خدا کی دھرتی پہ کوئی شخص ایسا نہیں......جس نے کبھی میلاد کا انکار کیا ہو۔

پھر غور کریں......جس کا کوئی منکر نہ ہو......اس پر بحث کی ضرورت نہیں ہوتی سمجھانے کیلئے ایک چھوٹی سی مثال دیتا ہوں......کہ سامنے مسجد ہے سب جانتے ہیں یہ مسجد ہے میں اس پر دلائل بیان کروں......کہ یہ مسجد ہے۔

میں کہوں یہاں جماعت ہوتی ہے...... یہاں جمعہ کا خطبہ ہوتا ہے...... آپ کہیں گے مولانا اس پر دلائل پیش کرنے کی کیا ضرورت ہے......؟ ہم تو سب جانتے ہیں...... کہ یہ مسجد ہے۔

اور اگر یہاں پر کوئی اور آدمی آ کر کہے...... کہ یہ مسجد نہیں مندر ہے اب بحث ہو جائے گی ......ایک منکر ہے...... ایک ماننے والا ہے...... اب میں دلائل پیش کروں گا میں ثابت کروں گا...... کہ یہاں پانچ وقت نماز جماعت کے ساتھ ہوتی ہے...... اس لیے اللہ کا گھر ہے

میں ثابت کروں گا...... کہ اس کے مینار ہیں...... اس لیے یہ مسجد ہے

میں ثابت کروں گا...... کہ اس میں محراب ہے...... اس لیے یہ مسجد ہے

میں ثابت کروں گا کہ اس کا رخ کعبۃ اللہ کی طرف ہے...... اس لیے یہ مسجد ہے

میرے دوستو جس کا منکر کوئی نہ ہو...... اس پر بحث کی ضرورت نہیں ہوتی...... اس پر دلائل کی ضرورت نہیں ہوتی...... اس پر تکرار کی ضرورت نہیں ہوتی...... اور جس کے منکر موجود ہوں...... وہاں دلائل کی ضرورت پڑتی ہے۔

میرے دوستو......! ولادت وہ چیز ہے...... کہ جس کا کوئی منکر نہیں...... اور پیغمبر ﷺ کی سیرت ایک ایسی چیز ہے...... کہ جس کو صرف مسلمان نے مانا ہے...... مسلمان پیغمبر ﷺ کی سیرت کا قائل ہے...... باقی کائنات میں کوئی شخص محبوب ﷺ کی سیرت کو نہیں مانتا......

ابولہب نے ولادت کو مانا ہے(۱)...... سیرت کا منکر ہے

ابوجہل نے ولادت کو مانا ہے...... سیرت کا منکر ہے

عتبہ نے ولادت کو مانا ہے...... سیرت کا منکر ہے

---

(۱) ابولہب نے حضور اکرم کی ولادت کے موقع پر خوشی میں آکر ثویبہ نامی اپنی لونڈی آزاد کی تھی سیرت مصطفیٰ ص۶۸ ج۱ زرقانی ص۱۳۷ ج۱

عتیبہ نے ولادت کو مانا ہے...... سیرت کا منکر ہے

یہودی نے ولادت کو مانا ہے...... سیرت کا منکر ہے

مجوسی نے ولادت کو مانا ہے...... سیرت کا منکر ہے

نصرانی نے ولادت کو مانا ہے...... سیرت کا منکر ہے

ہندو نے ولادت کو مانا ہے...... سیرت کا منکر ہے

سکھ نے ولادت کو مانا ہے...... سیرت کا منکر ہے

عیسائی نے ولادت کو مانا ہے...... سیرت کا منکر ہے

غیر مسلم نے ولادت کو مانا ہے...... سیرت کا منکر ہے

دشمن نے ولادت کو مانا ہے...... سیرت کا منکر ہے

ابولہب نے ہزاروں روپے کی لونڈیاں آزاد کر کے ولادت کو منایا ہے...... لیکن سیرت کا منکر ہے۔

یہ مسئلہ سمجھ میں آیا...... کہ ولادت وہ چیز ہے...... کہ جس کا کسی نے انکار نہیں کیا...... اور پیغمبر ﷺ کی سیرت وہ چیز ہے...... کہ جس کو سوائے مسلمان کے اور کوئی نہیں مانتا...... اس لیے ضرورت ہے...... کہ جو اپنے آپ کو مسلمان کہلواتا ہے...... وہ پیغمبر ﷺ کی سیرت پہ جلسہ کرے...... وہ پیغمبر ﷺ کی سیرت پہ اجتماعات کرے...... وہ پیغمبر ﷺ کی سیرت پہ تقریبات منعقد کرے۔

سیرت بتانے سے فائدہ:

سیرت بتائی جائے...... تاکہ مسلمان شرک کی طرف نہ جائیں

سیرت بتائی جائے...... تاکہ مسلمان بدعات کی طرف نہ جائیں

سیرت بتائی جائے...... تاکہ پیغمبر ﷺ کے اعمال امت کے سامنے آئیں

سیرت کا تذکرہ امت پر فرض ہے...... یہ امت کے لئے ضروری ہے

تو یہ مسئلہ سمجھ میں آیا...... کہ جس کا انکار کوئی نہ کرتا ہو...... اس پر بحث کی ضرورت نہیں...... جس کے منکر ہوں...... اس کے اثبات کی ضرورت ہوتی ہے...... اس لیے اس پر بحث بھی کی جاتی ہے اور یہ بھی سمجھیں...... کہ میلاد ایک ایسی چیز ہے...... جب آپ میلاد بیان کریں گے۔

تو مٹھائیاں آئیں گی

پیسے آئیں...... گے

اخبار میں فوٹو آئیں گے

گلے میں ہار آئیں...... گے

سیرت بتانے سے تکالیف:

لیکن جب سیرت بیان کی جائے گی...... تو مشکلات آئیں گی

جب سیرت بیان ہوگی...... تو تکلیفیں آئیں گی

جب سیرت بیان ہوگی...... تو پتھر لگیں گے

جب سیرت بیان ہوگی...... تو راستے میں کانٹے بچھیں گے

...... تاریخ یہ بتاتی ہے کہ......

پیغمبر ﷺ نے جب اپنی سیرت کا اعلان کیا...... تو نبوت کے راستہ میں کانٹے بچھائے گئے۔

پیغمبر ﷺ نے جب اپنی سیرت کا اعلان کیا...... تو پیغمبر ﷺ پر پتھر برسے ہیں

پیغمبر ﷺ نے جب اپنی سیرت کا اعلان کیا...... تو دندان مبارک شہید ہوئے ہیں

جب سیرت کا اعلان کیا...... تو حضرت سیدنا ابوفکیہہ کی پسلیاں ٹوٹی ہیں

جب سیرت کا اعلان کیا......تو زنیرہؓ کی آنکھیں نکلی ہیں

جب سیرت کا اعلان کیا......تو لبینہؓ کی چمڑی ادھیڑ دی گئی

جب سیرت کا تذکرہ آیا......تو بلالؓ کے سینہ پہ پتھر رکھے گئے

جب سیرت کا تذکرہ آیا......تو پیغمبر ﷺ کے جسم اطہر پر اوجھڑیاں ڈالی گئیں

جب سیرت کا وقت آیا......تو حضرت عثمانؓ ابن عفان کا پانی بند ہوا ہے

سیرت کو اپنانے کی پاداش میں......تو حیدر کرار رضی اللہ عنہ نے جام شہادت نوش کیا ہے

......میں اس سے آگے چلتا ہوں کہ......

سیرت اپنانے کی پاداش میں......امام اعظم نعمان ابن ثابت ابوحنیفہؒ کا جنازہ جیل کی کال کوٹھڑیوں سے نکلا ہے۔

سیرت اپنانے کی پاداش میں......امام مالکؒ کے بازو ٹوٹے ہیں

سیرت اپنانے کی پاداش میں......احمد بن حنبلؒ کی جان پر کوڑے برسے ہیں

سیرت اپنانے کی پاداش میں......مجدد الف ثانیؒ مصائب و مشکلات برداشت کرتے ہیں۔

سیرت اپنانے کی پاداش میں......امام بخاریؒ ملک بدر کردیئے جاتے ہیں

سیرت اپنانے کی پاداش میں......شاہ ولی اللہؒ کا خاندان قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرتا ہے۔

سیرت اپنانے کی پاداش میں......شاملی کے میدان میں حافظ ضامن شہیدؒ جام شہادت نوش کرتے ہیں۔

سیرت اپنانے کی پاداش میں......شاہ اسماعیل شہیدؒ بالاکوٹ کی وادیوں میں جان کا نذرانہ پیش کرتا ہے۔

سیرت اپنانے کی پاداش میں......عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اٹھارہ سال قید کی زندگی گزارتے

ہیں۔

سیرت اپنانے کی پاداش میں...... مولانا محمد علی جالندھریؒ چھ سال تک جیل میں رہے ہیں۔

......اور تاریخ بتاتی ہے کہ......

سیرت اپنانے کی پاداش میں...... لاہور کی سرزمین پر سینہ کھول کر ختم نبوت زندہ باد کہہ کر دس ہزار نوجوانوں نے گولیاں کھائی ہیں

سیرت اپنانے کی پاداش میں...... باب عمرؓ کی حفاظت میں سرزمین جھنگ میں سترہ نوجوانوں نے جام شہادت نوش کیا ہے۔

سیرت اپنانے کی پاداش میں...... حق نوازؒ اور ایثارؒ نے جام شہادت نوش کیا ہے۔

سیرت اپنانے کی پاداش میں...... علامہ ضیاء الرحمن فاروقیؒ کو بم حملوں سے شہید کیا گیا ہے

(نوٹ: جس وقت مولانا نے یہ تقریر کی ہے تو مولانا فاروقیؒ اسٹیج پر جلوہ افروز تھے۔ تو اس لئے اس جملے کو مرتب نے تحریر کیا ہے۔ مولانا شبیر حیدر فاروقی)

سیرت اپنانے کی پاداش میں...... اعظم طارق پر حملے ہوئے ہیں

رحمت کائنات ﷺ کی محنت کا ثمر:

تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے...... جب پوری دنیا میں کفر و شرک اور بدعات و رسومات کا اندھیرا چھایا ہوا تھا...... اس وقت مکہ کی دھرتی پر اللہ نے آمنہ کے دریتیم ﷺ کو بھیجا اور محبوب ﷺ نے پوری دھرتی پر ایک انقلاب برپا کر دیا۔

اور پیغمبر ﷺ کی ساری محنت کی اس وسعت کو دیکھیں......! تو ایک لاکھ چوالیس ہزار صحابہ ؓ پیدا ہوئے۔

اور پھر اس پیغمبر کی ساری محنت کا ثمر اور نچوڑ اگر آپ کہیں سمٹا ہوا دیکھیں......! تو وہ روضہ اطہر میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکرؓ وعمرؓ کی شکل میں تین آدمی نظر آتے ہیں۔

علماء دیوبند کی محنت کا ثمر یکجا:

پھر برصغیر کی تاریخ میں جب انگریز کا کفر زور پر تھا...... پھر ایک تحریک دیوبند کی سرزمین سے اٹھی ......اس نے بھی اپنا ایک دور دکھایا......لاکھوں علماء...... صلحاء...... اتقیاء ......اصفیاء...... خطباء...... زعماء...... اولیا...... مجاہد......غازی......شہید ......ادیب...... خطیب تیار کیے بقول ظفر علی خانؒ......

شاد باش شادزی اے سرزمین دیو بند
دہر میں تو نے کیا اسلام کا جھنڈا بلند

پھر جب اس پھیلی ہوئی تاریخ کو جو پورے برصغیر میں پھیلی تھی ......اگر آپ اسے سمیٹ کر یکجا حسین منظر کے نقشہ میں دیکھنا چاہیں ......تو دیوبند کے قبرستان میں نانوتویؒ ہے......ساتھ شیخ الہندؒ ہے......ساتھ حسین احمد مدنیؒ تین آدمی نظر آتے ہیں۔

سپاہ کی محنت کا سمٹا ہوا ثمر:

پاکستان کے غیور سنی مسلمانو......! جب جھنگ کے کفر نے پورے پاکستان میں شیعت کے غلبہ کی تدبیریں سوچ لی تھیں......پھر ایک تحریک کا آغاز جھنگ کی سرزمین سے ہوا ہے جو صرف پاکستان نہیں بلکہ عالم اسلام میں پھیلی ہے۔

اور آپ بھی اگر اس تحریک کو سمٹا ہوا کسی منظر میں دیکھو......! تو گلشن جھنگوی (جامعہ محمودیہ) کے پہلو میں حق نوازؒ نظر آتا ہے......ایثارؒ نظر آتا ہے...... یہاں پر مختار سیالؒ نظر آتا ہے۔

پیغمبر ﷺ کی سیرت ایک ایسا اہم ترین عنوان ہے......جس کو بیان کرنا بڑا ضروری ہے؟

کیونکہ سیرت اپنانے کی چیز ہے۔

میلاد منانے کا مطلب:

میلاد منانے کی چیز ہے......اور سیرت اپنانے کی چیز ہے......میلاد منا سکتے ہو اپنا نہیں سکتے......میلاد منانے کا کیا مطلب ہے......؟

آپ کسی مولوی کو بلالیں......اس کو اسٹیج پر بیٹھا دیں......آگے دس دیوانے بیٹھا دیں اور وہ ذکر میلاد کرنا شروع کر دیں......دو گھنٹے تقریر کریں...... یہ میلاد منائی تو جائے گی لیکن اپنائی نہیں جائے گی۔

میلاد اپنانے کا معنی کیا ہے......کہ حضور ﷺ کی ولادت نو یا بارہ ربیع الاول کو پیر کے دن فجر کے وقت مکۃ المکرمہ میں ہوئی۔

اگر کوئی شخص یہ کہے......میرا بچہ پیر کے دن پیدا ہو......ربیع الاول کا مہینہ ہو......میرے ہاں جو بچہ ہو......اس کی ولادت کے وقت کعبۃ اللہ کے بت آپس میں ٹکرائیں جب میرا بچہ پیدا ہو......اس وقت شام کے محلات نظر آئیں۔

جب میرا بچہ پیدا ہو ......اس وقت ایک تاریخی انقلاب برپا ہو ایسا ہو سکتا ہے ؟(نہیں) کیوں؟......اس لیے کہ میلاد منائی تو جا سکتی ہے......اپنائی نہیں جا سکتی سیرت اپنانے کی چیز ہے......منانے کی نہیں......کردار اپنانے کی چیز ہے۔

پانی پینے کے متعلق پیغمبر ﷺ کی سیرت:

آپ پوچھیں......کہ پیغمبر ﷺ کی سیرت پانی پینے کے متعلق کیا ہے......؟

آپ کو ادارے کا معلم محدث بتائے گا......کہ دائیں ہاتھ میں گلاس کو پکڑ نا......بیٹھ کر پانی پینا......تین سانس میں پانی پینا......شروع میں بسم اللہ پڑھنا......پانی کو دیکھنا......کہ اس میں جراثیم......یا کوئی ایسی چیز تو نہیں ہے جو تیرے پیٹ میں جا کر بیماری کا سبب بنے؟

آخر میں اللہ کا شکر یہ ادا کرنا...... یہ پیغمبر ﷺ کی پانی پینے کے متعلق سیرت ہے......تو سیرت اپنائی جاتی ہے...... یا منائی ؟ (اپنائی جاتی ہے)

دیکھیں...... مشکل اپنانا ہے...... منانا نہیں...... اپنانا مشکل ہے...... منانا آسان ہے یہ سیرت اپنانا ہے...... کہ ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پہنو......

یہ سیرت اپنانا ہے...... کہ اکیس سال تک عبید اللہ سندھیؒ نے جلاوطنی کا دور گزارا ہے

یہ سیرت اپنانا ہے...... کہ کالا پانی میں مالٹا کی جیلوں میں جا کر اپنی زندگیاں صرف کرو اور صرف ہی نہیں کیں...... بلکہ مالٹا کی جیل میں بیٹھ کر اللہ کے قرآن کی وہ تفسیر لکھی...... کہ جس کا حاشیہ شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانیؒ نے لکھا ہے اللہ نے جس کو یہ اعزاز عطا کیا...... کہ سعودی عرب نے اسے شائع کر کے پوری دنیا میں تقسیم کیا

رَضِيْنَا قِسْمَةَ الْجَبَّارِ فِيْنَا
لَنَا عِلْمٌ وَلِلْجُهَّالِ مَال
لِاَنَّ الْمَالَ يَفْنِيْ عَنْ قَرِيْب
وَالْعِلْمُ بَاقٍ لَايَزَالُ

(مقولہ سیدنا حیدر کرار)

اللہ ہم تیری تقسیم پہ راضی ہیں...... ایک وہ شیخ الہندؒ ہے...... جس کا ترجمہ پوری دنیا میں تقسیم ہو رہا ہے۔

لیکن ایک وہ گروہ ہے...... جس کے مولوی کا مکہ مدینہ میں بھی داخلہ بند ہے...... اور اس کے ترجمہ کا بھی داخلہ بند ہے۔

جامعہ محمودیہ کی نسبتیں اور لفظ محمود کا احتمال:

محمود الحسنؒ پر ایک بات یاد آ گئی ہے...... چونکہ یہ جامعہ محمودیہ ہے...... اس کی ایک نسبت

نہیں..... پتہ نہیں کتنی نسبتیں مولانا ناحق نوازؒ نے ذہن میں رکھ کراس کا نام محمود یہ رکھا ہوگا

ایک تو آقا کا نام محمود ﷺ ہے..... محمد صلی اللہ علیہ وسلم، احمد اور محمود..... اس جامعہ کی نسبت آقا کی طرف بھی ہے اور حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتا ہے

وشق لـــه مـــن اسمـــه كـــي يـجـلـــه

فـــذو الـــعـــرش مـــحـــمـــود هـــذا مـــحـــمـــده

کہ اللہ کا نام بھی محمود ہے..... اس جامعہ کی نسبت اللہ کی طرف بھی ہے

اس جامعہ کی نسبت..... پیغمبر ﷺ کی طرف بھی ہے..... اور پھر مجھے اگلے..... مرحلے میں بات کرنے دو

ایک وہ محمود آیا تھا..... جس نے عرب کی دھرتی پرانقلاب برپا کیا تھا

پھر ایک وہ محمودؒ آیا..... جس کو تاریخ نے محمود الحسنؒ کہا..... جس نے برصغیر میں انقلاب برپا کیا..... شاید اس شیخ کی طرف بھی اس کی نسبت ہو

پھر ایک محمود سندھ میں پیدا ہوا..... جس کو تاریخ تاج محمود امروٹیؒ کے نام سے یاد کرتی ہے..... انگریز زہر لے کر آتا ہے..... اور مٹھائی میں ڈال کر تقسیم کرتے ہوئے..... ان کے سامنے ہاتھ میں لے کر آتا ہے..... حضرت اسے کہتے ہیں..... کہ تو مجھے زہر دینا چاہتا ہے..... تیرا کیا خیال ہے کہ تیرے ہاتھ سے زہر کھا کر میں مرجاوں گا..... بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِىْ لَايَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْئٌ فِى الْاَرْضِ وَلَافِى السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

یہ دعا پڑھنے کے بعد..... اسی کے ہاتھ سے زہر آلود چیز لی..... اور کھالی کہا یہ لے! تیرا زہر مجھ پراثر کر کے تو دکھائے۔

ولی ان کو کہا جاتا ہے..... ولی وہ نہیں ہوتا..... جو ایک کرتہ میں پھرتا رہے

پھر ایک وہ محمود بھی آیا ہے..... جس نے پاکستان کی تاریخ میں وہ انقلاب برپا کیا تھا کہ جس نظام کیلئے اس ملک کو اللہ سے مانگا گیا تھا..... اس کی اگر جھلک تاریخ نے کبھی دیکھی

ہے......تو وہ نو مہینے صوبہ سرحد میں مفتی محمودؒ کے دور میں دیکھی ہے......یہ اتنی نسبتوں کی نسبت ہے......جس کی وجہ سے اللہ نے اس ادارے کو بڑی عظمتیں عطا کیں باتیں لمبی ہو جائیں گی......میں تقریر اپنے موضوع پر کروں۔

ابراہیمؑ کی دعا:

رَبَّنَا وَ ابۡعَثۡ فِیۡهِمۡ رَسُوۡلًا

یہ حضرت ابراہیمؑ کی ایک دعا ہے......اور خلیلؑ نے یہ دعا اس وقت مانگی......جب کعبہ اللہ کی تعمیر کر لی۔

علماء نے لکھا ہے......کہ تعمیر کے بعد حضرت ابراہیمؑ نے کعبہ کی چوکھٹ کو پکڑا سر سجدہ میں ڈال کر اللہ سے ایک چیز مانگی کہا

رَبَّنَا وَ ابۡعَثۡ فِیۡهِمۡ رَسُوۡلًا

عرش والے خدا مکان بنایا ہے......آبادی کے لئے مکین بھیج!

تیرا گھر بنایا ہے......پیغمبرؑ عطا کر!

بیت اللہ بنایا ہے......رسول اللہ ﷺ عطا کر!

مدرسہ بنایا ہے......مدرس عطا کر!

ادارہ بنایا ہے مہتمم عطا کر!

درسگاہ بنائی ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسا معلم عطا فرمادے!

خلیلؑ کی یہ دعا عرش پر پہنچی......توجہ کیجئے......

رَبَّنَا وَ ابۡعَثۡ فِیۡهِمۡ رَسُوۡلًا

تو حضرت ابراہیمؑ نے دعا مانگی......کعبے کی چوکھٹ کو پکڑ کر......! کہا اللہ تجھ سے تیرا محبوب ﷺ مانگتا ہوں......مانگنے والا خلیلؑ تھا......اور مانگا ہے محبوب ﷺ کو ہے۔

خلیلؑ اور حبیب ﷺ میں فرق:

خلیل......!اس کا معنی بھی دوست ہے......محبوب کا معنی بھی دوست ہے......مگر دونوں میں فرق یہ ہے......کہ خلیل اس دوست کو کہتے ہیں......جس سے سب کچھ لے لیا جائے......اور محبوب اسے کہتے ہیں......جسے سب کچھ دے دیا جائے......

ابراہیم خلیل ہے......جان پیش کر!

خلیل ہے......مال پیش کر!

خلیل ہے......وطن پیش کر!

خلیل ہے......اولاد پیش کر!

خلیلؑ اسے کہتے ہیں......جس سے سب کچھ لے لیا جائے

اور حبیب ﷺ اسے کہتے ہیں......جسے سب کچھ دیدیا جائے

حضرت ابراہیمؑ کی خلیل اللہ بننے کی وجہ:

حضرت ابراہیمؑ سے کسی نے پوچھا تھا......کہ......

كَيْفَ كُنْتَ خَلِيْلاً

......آپ اللہ کے دوست کیسے بنے ہیں......

......فرمایا......

بَذَلْتُ نَفْسِیْ لِلنِّيْرَانِ وَوَلَدِیْ لِلْقُرْبَانِ وَ مَالِیْ لِلضِّيْفَانِ وَقَلْبِیْ لِلرَّحْمٰنِ فَاَنَا خَلِيْلُ الرَّحْمٰنِ......میرے رب نے......میرا امتحان لیا......فرمایا......

خلیل جان پیش کر!......خلیل مال پیش کر!......خلیل وطن پیش کر......خلیل اولاد پیش کر!

جب سب کچھ قربان کر دیا......تو اللہ نے مجھے اپنا خلیل بنا دیا

ابراہیمؑ اللہ کے خلیل ہیں......محبوب ﷺ اللہ کے حبیب ہیں

خلیلؑ نے محبوب ﷺ کو مانگا...... اللہ نے اس دعا کو قبول کیا

اور اپنے لاڈلے پیارے پیغمبر ﷺ کو بھیجا

سیدنا ابراہیمؑ کی دعا پر غور کریں......

رَبَّنَا وَ ابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا

......آے اللہ اپنا محبوب ﷺ دے......

اس دعا کے ضمن میں ایک دو مسئلے ہماری سمجھ میں آئے...... کہ عرش والے خدا...... تیرے آنے والے محبوب ﷺ کس جگہ تشریف لائیں گے؟

فرمایا جہاں خلیل مانگ رہا ہے...... میں وہاں بھیجوں گا

اللہ نے اس محبوب ﷺ کو جب بھیجا...... آمد کے لئے ہر اعلیٰ چیز کا انتخاب کیا

عجم نہیں ......عرب کا انتخاب کیا......سارے عرب سے ......حجاز کا انتخاب کیا ......سارے حجاز سے مکہ کی دھرتی کا انتخاب کیا......مکۃ المکرمہ میں کعبۃ اللہ کے قریب ......عبدالمطلب کی حویلی کا انتخاب کیا......اس جگہ پر سیدہ آمنہ کے مکان اور بستر کا انتخاب کیا...... کہ میرے محبوب ﷺ ! آپ جہاں آئیں گے...... آپ کو کسی کے گھر...... اور کسی کے دروازے پر جانے کی ضرورت نہیں ہوگی پوری کائنات سمٹ کر ...... پیارے! تیرے قدموں میں آجائے گی

پوری کائنات تیرے در پر اور تو سب کو لے کر خدا کے در پر:

ابوبکرؓ بنو تیم کو چھوڑ کر...... محبوب ﷺ تیرے قدموں میں

عمرؓ بنو عدی کو چھوڑ کر...... مصطفیٰ ﷺ تیرے قدموں میں

عثمانؓ بنو قریش کو چھوڑ کر...... محبوب ﷺ تیرے قدموں میں

علیؓ بنو قریش کو چھوڑ کر...... محبوب ﷺ تیرے قدموں میں

سلیمانؓ فارس کو چھوڑ کر...... تیرے قدموں میں

اویسؒ قرنی قرن کو چھوڑ کر...... تیرے قدموں میں(۱)

بلالؓ حبش کو چھوڑ کر...... تیرے قدموں میں

جبرائیل سدرہ سے اتر کر ...... تیرے قدموں میں

براق جنت سے اتر کر ...... تیرے قدموں میں

حتی کہ قرآن لوح محفوظ سے اتر کر ...... تیرے بستر اطہر پر

یہ جو پوری کائنات ہے...... یہ تیرے در پر اور تو سب کو لے کر خدا کے در پر

عشاق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے در پر:

ایک بات سمجھ میں آئی...... کہ جو عاشق ہے...... وہ نبی ﷺ کے در پر

امداد اللہ مہاجر مکیؒ اکتالیس سال کعبۃ اللہ میں بیٹھ کر درس پڑھا کے عاشق نبی ﷺ کے در پر......!

عبیداللہ سندھیؒ اکیس سال تک جلاوطنی میں قرآن کی تفسیر اللہ کے گھر کعبہ میں بیٹھ کر پڑھا کے عاشق نبی ﷺ کے در پر!

حسین احمد مدنیؒ چھوڑ ہندوستان کی سرزمین کو...... !سترہ سال نبوت کے روضہ کے سائے میں بیٹھ کر حدیث رسول ﷺ پڑھا...... تاکہ دنیا کو پتہ چلے کہ عاشق نبی کے در پر!

عبیداللہ سندھیؒ...... تو جا!

حسین احمد مدنیؒ...... تو جا!

خلیل احمد سہارنپوریؒ تو جا!

شیخ الحدیث محمد زکریا کاندھلویؒ تو جا کر جنت البقیع میں سو جا!

---

(۱) حضرت اویس قرنی قرن کو چھوڑنے کے باوجود حضور کا دیدار نہیں کرسکے تھے

علماء نے لکھا ہے...... کہ اللہ کا فیصلہ یہ ہے...... کہ جو پیغمبر ﷺ کا عاشق وہ نبی ﷺ کے در پر...... اور جو گستاخ ہیں...... اللہ نہ ان کو مکہ جانے دیتے ہیں...... نہ مدینے جانے دیتے ہیں

دعاؤں کے لیے جمعۃ المبارک کی رات کا انتخاب:

ایک اور نکتہ یاد رکھیں...... علماء نے لکھا ہے...... کہ جب ابراھیمؑ نے دعا مانگی تھی...... تو وہ جمعہ المبارک کی رات تھی۔

تاریخ ہمیں بتاتی ہے...... کہ پھر ایک وہ وقت آیا...... کہ یہ دعا جب آمنہ کے در یتیم ﷺ نے کعبہ کی چوکھٹ کو پکڑ کر کہا

اَللّٰھُمَّ اَعِزَّالْاِسْلَامَ بِعُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ اَوْ بِعَمْرِو ابْنِ الْھِشَامِ

اے اللہ دو کو چنتا ہوں...... ان میں سے انتخاب کر کے تو میرے پاس بھیج دے جب پیغمبر نے فاروق کو مانگا تھا...... تو وہ بھی جمعۃ المبارک کی رات تھی...... ایک اور بات بھی یاد رکھئے کتابوں میں آتا ہے...... کہ عمر فاروقؓ نے جب اپنی شہادت کی دعا مانگی تھی...... اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ شَھَادَتاً فِیْ سَبِیْلِکَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ فِیْ بَلَدِ حَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

جب فاروقؓ نے یہ دعا مانگی...... تو وہ بھی جمعہ المبارک کی رات تھی

اور یہ ایک عجیب اتفاق ہے...... کہ جب پہلی دعا خانہ کعبہ کو تعمیر کرنے کے بعد خلیل نے دعا مانگی تھی...... تو ذوالحجہ کا مہینہ تھا۔

جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرؓ کی آمد کی دعا مانگی...... تو ذوالحجہ کا مہینہ تھا

اور عمرؓ نے جب اپنی شہادت کی دعا مانگی...... تو ذوالحجہ کا مہینہ تھا۔

دین پوریؒ کی عیادت اور جھنگویؒ کی شہادت کی دعا:

اور گلشن جھنگوی کے جیالو...... ! مہکتے ہوئے پھولو...... ! یہ جملہ دل پر لکھو...... مولانا حق

نواز شہیدؒ اللہ اس مرد درویش کی قبر پر آسمان کے ستاروں سے بھی زیادہ رحمت کی بارش بر

سائے......آمین

مولانا دین پوریؒ کو ملنے کے لئے بہاول پور ہسپتال تشریف لے گئے......مولانا دین

پوریؒ زخمی تھے......اور اسی وقت ڈاکٹر پٹی کر کے گیا تھا......پاؤں زخمی تھا......چل نہیں سکتے

تھے......اٹھ کر بیٹھ نہیں سکتے تھے۔

جونہی مولانا جھنگوی شہیدؒ کمرے کے اندر داخل ہوئے......ایک دم بے تابی کے عالم

میں دین پوریؒ اٹھے......اللہ، اللہ، اللہ......کہہ کر اپنے ایک خادم کو کہا......کہ مجھے سہارا دے

......ایک عظیم مجاہد آیا ہے......میں کھڑے ہو کر اس کا استقبال کرتا ہوں......چنانچہ مولانا

دین پوریؒ اٹھے......مولانا جھنگوی شہیدؒ کی پیشانی کو چوم کر سینے سے لگایا۔

......کہ حق نواز......

تیرے انداز......سے

تیری پرواز......سے

تیرے سوز و گداز......سے

تیرے اس ولولہ انگیز جذبے......سے

محسوس ہوتا ہے......کہ یہ قوم تجھے معاف نہیں کریگی......تجھے شہید کر دیا جائے گا......

اس وقت حضرت شہیدؒ نے کہا......دین پوری! ولیوں کے خاندان سے تیرا تعلق ہے

میری شہادت کے لئے ہاتھ اٹھا......ان دو درویشوں نے جب یہ دعا مانگی تھی......تو

جمعۃ المبارک کی رات تھی۔

یہ ایک تاریخ ہے کہ نسبت بھی بڑی عجیب ہوتی ہے......اور مولانا حق نوازؒ کی جب

شہادت ہوئی......تو وہ بھی جمعۃ المبارک کی رات تھی۔

جھنگوی شہیدؒ کی شہادت اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ :

دیکھیں......کوئی آدمی اپنے ذہن میں یہ بات نہ لائے......کہ میں کسی آدمی کو اتنا بڑھا کر اس منصب پر لے جارہا ہوں......کہ معاذ اللہ صحابہ رضی اللہ عنہم یا اہل بیتؓ سے بھی اوپر......؟ نہیں!

میں صرف ایک بات سمجھانا چاہتا ہوں......کہ آدمی جس کے عشق اور محبت میں جان پیش کرتا ہے......اللہ اس پر اتنا رنگ چڑھاتے ہیں......کہ ان جیسی مطابقات عطا فرما دیتے ہیں۔

صدیق رضی اللہ عنہ پر اتباع نبوت میں ایسا رنگ چڑھا تھا......کہ ہر وہ کام ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کیا تھا ......جو رسول اللہ ﷺ کیا کرتے تھے......اتباع نصیب ہوئی تھی۔

اس لیے علماء اس بات کو نوٹ کریں......بلکہ تاریخ ہمیں بتاتی ہے......اللہ کی تقسیم کو دیکھئے......حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک عجیب مطابقت آئی......کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت جمعہ کے دن......جھنگویؒ کا جنازہ اٹھا......تو وہ بھی جمعہ کا دن تھا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتل جو مکان کے اندر گھسے تھے......ان کی تعداد بھی پانچ تھی......اور مولانا حق نواز شہیدؒ نے اپنی زبان سے جن قاتلوں کی تعداد بتائی تھی......انکی تعداد بھی پانچ تھی۔

یہ بھی ایک تاریخی اتفاق ہے......کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پر قاتل نے پہلا وار سر پر کیا تھا یہاں بھی پہلا وار سر پر ہوا۔

وہاں بھی اہلیہ سب سے پہلے پہنچی تھی......یہاں بھی اہلیہ سب سے پہلے پہنچی تھی......

جھنگوی شہیدؒ و سیدنا حیدر کرار رضی اللہ عنہ :

اگلی بات سنیے......اس جھنگویؒ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی بڑا پیار تھا......سیرت علی رضی اللہ عنہ

پر جوان کی تقریریں ہیں ......وہ جھوم کر وجد میں آ کر بیان کیا کرتے تھے ......اور بتاتے تھے......کہ ان بدمعاشوں نے حیدر کرارؓ پر کیسے الزام لگائے ہیں......یقیناً بعض دفعہ سپیکر بند کر کے واقعات بیان کرتے تھے۔

یہ اللہ کی تقسیم ہے......کہ خدا نے حیدر کرار رضی اللہ عنہ کے وہ صفات اس انداز سے منتقل کیے......کہ آدمی حیران ہو جاتا ہے۔

چھوٹے قد والوں کے بڑے بڑے کام:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قد چھوٹا تھا......اور میں ایک عجیب بات بتاؤں......کہ چھوٹے قد والوں سے اللہ بڑے بڑے کام لیتا ہے۔

عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے متعلق آتا ہے......کہ ان کا قد چھوٹا تھا......اور ملت اسلامیہ کا سب سے پہلا فقیہ امت ہے۔

اور حیدر کرار رضی اللہ عنہ کا بھی قد چھوٹا تھا......اور کام خدا نے بڑا لیا

کیا کام خدا نے لیا......؟ مجدد الف ثانیؒ نے ایک روایت نقل کی ہے......کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو فرمایا تھا

عَلِیُ......مِنْ بَعْدِیْ قَوْمٌ

میرے بعد ایک ایسی قوم پیدا ہوگی ......جس کو رافضی کہا جائے گا اور ان کا کام یہ ہوگا ......کہ وہ اللہ کے ساتھ شرک بھی کریں گے......اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کو گالیاں بھی دیں گے

اِنْ اَدْرَکْتُمْ فَاقْتُلُوْھُمْ

اگر تیرے زمانہ میں آئیں......تو ان کو پائے تو ان کو قتل کر دینا

......دیکھیں......

صدیق اکبرؓ......کے کارناموں کا انکار نہیں

فاروق اعظمؓ...... کے کارناموں کا انکار نہیں

عثمان ابن عفانؓ...... کے کارناموں کا انکار نہیں

جو ان کارناموں کا منکر ہے...... وہ کافر ہے

لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اللہ نے ایک عجیب عظمت سے نوازا تھا...... کہ ان لوگوں نے علاقائی فتوحات حاصل کی تھیں...... اور حیدر کرار رضی اللہ عنہ نے مذہب کی اس سرحد کو قائم کیا تھا کہ وہ لوگ جو حضرت علی کی الوہیت کے قائل تھے...... جب وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے آئے...... تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پیغمبر ﷺ کے اس فرمان کے مطابق ان بدمعاشوں کو ایک قطار میں کھڑا کر کے ان کی گردنیں قلم کر دیں۔

اور دوسری سزا یہ دی...... کہ ان کو اٹھا کر آگ میں ڈال دیا۔

یہ علی رضی اللہ عنہ کا فیصلہ ہے...... کہ جو صحابہ رضی اللہ عنہم کا دشمن ہے...... وہ آگ میں جائے...... اللہ کا فیصلہ تو ہے ہی...... لیکن حضرت علیؓ نے یہ فیصلہ کیا...... اس لیے یہ اس دن سے آگ پر ماتم ہی ماتم کر رہے ہیں۔

یہ میں اور آپ نے ان کو سزا نہیں دی...... یہ حضرت علیؓ کی طرف سے ان کو سزا ملی ہے

تو میں عرض کر رہا تھا کہ سیدنا علیؓ کی شہادت کی بھی ایک عجیب مطابقت ہے

حضرت علی علیہ السلام کا بھی قد چھوٹا تھا...... کام خدا نے بڑا لیا۔

اور وہ کام بھی اللہ نے لیا...... کہ صدیقؓ عمرؓ عثمانؓ کی عظمت کی حفاظت بھی علیؓ سے کروائی۔

اور ان دشمنوں پر کفر کا فتویٰ بھی علیؓ سے لگوایا

ان کو تہہ تیغ بھی...... علیؓ سے کروایا

اور ان کو آگ میں بھی...... علیؓ سے ڈلوایا

اور پھر آپ اس سے آگے چلیں...... تو آپ کو یہ بات بھی سمجھ میں آئے گی...... کہ تاریخ

کی کتابوں میں آتا ہے مفتی کفایت اللہ دہلوی کا قد چھوٹا تھا...... فقیہ بہت بڑے تھے۔

مولانا الیاسؒ کا قد چھوٹا تھا...... کام وہ بڑا کیا ہے...... کہ پوری تاریخ گواہ ہے...... کہ تبلیغی جماعت جیسی عالمی تنظیم دنیا میں کسی نے نہیں دیکھی۔

حق نوازؒ کا قد چھوٹا تھا...... کام خدا نے بڑا لے لیا۔

کسی نے کیا خوب کہا تھا کہ......

تیرا عاشق تو آئے شمع پراونہ ہے
تیرے شعلوں سے جو کھیلے گا تو مر جائے گا
جاں چھوٹی سہی تیرے پروانے کی
پر بڑے سے بڑا کام کر جائے گا

چھوٹی جان والا وہ بڑا کام کر گیا ہے...... کہ بڑے دیکھتے رہے۔

جھنگوی شہیدؒ کے جنازے میں حضرت درخواستیؒ کے سنہری جملے:

شیخ الاسلام، والمسلمین، حجتہ اللہ علی الارض، حافظ القرآن، والحدیث حضرت مولانا عبداللہ درخواستیؒ جب یہاں حضرت شہیدؒ کے جنازے پر آئے تھے...... پیرانہ سالی کا عالم اور بڑھاپے کی کیفیت تھی...... اور اس وقت بیماری کا یہ دور تھا...... کہ پیشاب کی تکلیف تھی...... ہر آدھے پونے گھنٹے بعد پیشاب کی تکلیف ہو جاتی تھی...... لیکن فرمایا...... مجھے اس حال میں بھی وہاں پر لے چلو...... کہ شاید اس کے جنازے کی اس نسبت سے اللہ تبارک وتعالیٰ ہمارے حال پر رحم کر دے...... اور جب آئے...... وہ جملے جھنگ والو...... تمہیں یاد ہوں گے۔

کہا تھا...... کہ یا میں نے زندگی میں احمد علی لاہوریؒ کا جنازہ دیکھا تھا...... یا آج حق نوازؒ کا جنازہ دیکھا ہے......

وہاں بھی جمعہ کا دن تھا...... یہاں بھی جمعہ کا دن تھا

وہ بھی جمعہ کا وقت تھا...... یہ بھی جمعہ کا وقت ہے

جب لاہوریؒ کا جنازہ اٹھا...... وہاں بھی آسمان رو رہا تھا

جب حق نوازؒ کا جنازہ اٹھا...... تو یہاں بھی آسمان رو رہا ہے

جھنگویؒ میں عجیب خوبی:

گلشن جھنگوی کے اس عظیم الشان اجتماع کو سننے والو...... یہ بات دل کی گہرائیوں میں لے کر جاؤ...... کہ حق نواز شہیدؒ اکابر علماء دیوبند کے مشن کا صحیح امین تھا......

آج کے دور میں جو نیا آدمی اٹھتا ہے...... نئی تاریخ اور نیا مورخ بنتا ہے...... نئی سوچ سوچتا ہے۔

وہ اپنی تجدید کرنا شروع کر دیتا ہے...... لیکن حق نوازؒ میں یہ خوبی تھی...... کہ وہ اکابر کے مشن کا پاسبان تھا۔

ہر وہ بات اس نے کہی تھی...... جو...... عبدالشکور لکھنویؒ نے کہی

ہر وہ بات اس نے کہی تھی...... جو...... اکابرین نے کہی

ہر وہ بات اس نے کہی تھی...... جو...... رشید احمد گنگوہیؒ نے کہی

ہر وہ بات اس نے کہی تھی...... جو...... قاسم نانوتویؒ نے کہی

ہر وہ بات اس نے کہی تھی...... جو...... مجدد الف ثانیؒ نے کہی

اور تاریخ کا مطالعہ کرو...... تو یہ بات تمہیں سمجھ میں آجائے گی ...... کہ ہر دور میں اللہ نے علماء دیوبند کو وہ سپوت عطا کیے ہیں...... جن کی اکابر سے ایک نسبت رہی ہے۔

دو تاریخی سعادت مند:

تاریخ میں دو آدمی ایسے گزرے ہیں کہ جنہوں نے سترہ سال تک پیغمبر ﷺ کے روضے

کے سائے میں بیٹھ کر حدیث رسول ﷺ پڑھائی ہے

یا پہلے دور میں امام مالک ؒ کو یہ سعادت نصیب ہوئی تھی ...... یا اس دور میں علماء دیو بند کے وہ سپوت سید حسین احمد مدنی ؒ، کو یہ سعادت نصیب ہوئی ہے۔

تاریخ میں دو شیخ الاسلام:

تاریخ نے دو آدمی ایسے پیدا کیے ہیں ......جن کو شیخ الاسلام کہا گیا ہے ...... یا ابن تیمیہؒ کو شیخ الاسلام کہا گیا تھا ...... یا شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی ؒ کو کہا گیا تھا

تاریخ نے دو آدمی پیدا کیے ہیں ......جن کو دنیا نے حافظ الحدیث کے نام سے یاد کیا ہے ...... یا پہلے دور میں ابن حجر عسقلانی ؒ کو کہا گیا تھا ...... یا اس دور میں شیخ الاسلام حضرت عبداللہ درخواستی ؒ کو کہا گیا ہے۔

دو آدمیوں کی قبر سے مشک وعنبر کی خوشبو:

تاریخ نے دو آدمی ایسے پیدا کیے ہیں ......جن کے مرنے کے بعد ان کی قبر سے چھ ماہ تک مشک وعنبر کی خوشبو مہکی ہے ...... یا پہلے دور میں حضرت امام بخاری ؒ جس نے صحیح بخاری لکھی تھی ......اس کی قبر سے مشک وعنبر کی خوشبو مہکی تھی ......اور دوسرا وہ شخص جس کو تاریخ نے احمد علی لاہوری ؒ کے نام سے یاد کیا ہے ......جس کی قبر سے مشک وعنبر کی خوشبو مہکی ہے۔

تاریخ میں دو امیر عزیمت:

تاریخ میں دو آدمی ایسے ہیں ......جن کو امیر عزیمت کہا گیا ہے ...... یا پہلے دور میں ......قرآن کی حفاظت میں کوڑے کھانے والے احمد بن حنبل ؒ کو امیر عزیمت کہا گیا تھا یا اس دور میں امی عائشہ ؓ کے دوپٹہ پر جان دینے والے حق نواز ؒ کو امیر عزیمت کہا گیا تھا۔

عرب شیخ کا عربی مقولہ:

توجہ کیجئے ......امام مالک ؒ نے موطاء امام مالک لکھی ......اور جب اس کی شرح شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ کاندھلوی نے لکھی ......تو ایک عرب کے شیخ نے کہا ......

قَدْ حَنَفَ الْمُوْطَّا

مولوی محمد زکریاؒ ہے تو عجم کا رہنے والا حنفی ......لیکن اس نے موطا کی وہ شرح لکھی ہے ......کہ پڑھنے کے بعد ہمیں سمجھ میں ایسے آتا ہے ......جیسے امام مالک ؒ بھی امام ابوحنیفہ ؒ کا مقلد تھا ......یہ کتنا بڑا عظیم آدمی ہے ......یہ کیسی کتابیں لکھ گیا ہے۔

انور شاہ کشمیری ؒ کا قوت حافظہ اور حسن:

سید انور شاہ ؒ تاریخ میں بہت بڑے عظیم شخص گزرے ہیں وہ ایسی ذہانت والے تھے ......کہ جس کے متعلق علامہ اشرف علی تھانوی ؒ کہا کرتے تھے......کہ اس دور میں اگر کوئی شخص مجھ سے اسلام کی حقانیت کی دلیل مانگے ......تو میں کہوں گا......کہ اسلام کی حقانیت کی دلیل انور شاہؒ کا وجود ہے ......وہ بہاول پور مقدمہ ختم نبوت پر تشریف لائے۔

ایک سکھ ٹکٹیں لے رہا تھا ......اور بڑھاپے کا عالم تھا ......ان کو ایک کھٹولی پہ باہر لائے رات کا وقت تھا ......سکھ لیمپ لیے ہوئے تھا......اس نے یوں لیمپ اوپر کیا انور شاہ ؒ کے چہرے پر نظر پڑی تو پیچھے چل پڑا ......لوگوں نے کہا کہاں جا رہا ہے......؟ ٹکٹیں دے......

اس سکھ نے کہا...... یہ کون ہے؟

لوگوں نے کہا ...... ان کا نام سید محمد انور شاہ ؒ ہے

سکھ نے کہا ...... کس خاندان کا ہے؟

لوگوں نے کہا ......خاندان نبوت ﷺ سے تعلق رکھتا ہے

اس سکھ نے کہا...... پہلے میں اس کے ہاتھ پر بیعت کر کے کلمہ پڑھنا چاہتا ہوں...... کہ تیرہ سو سال بعد جس نبی ﷺ کے خاندان کا سید اتنا حسین ہے تو اس کا نانا کتنا حسین ہوگا؟

امام محمدؒ کا عجیب کارنامہ:

امام محمدؒ نے (999) نو سو ننانوے کتابیں لکھی تھیں......ایک انگریز نے صرف ان کی ایک کتاب ''مبسوط'' اتنی ضخیم ہے ......جس میں لاکھوں مسائل کا استنباط کیا گیا ہے......اس کتاب کو پڑھ کر کہا......کہ لوگو......اگر چھوٹے امتی محمد کا اتنا علم ہے......تو نبی ﷺ کا علم کتنا ہوگا ......؟ انگریز یہ کہہ کر کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

علامہ ندیم کی جھنگوی شہیدؒ سے ہمکلامی اور فکر نماز:

میں اس مناسبت سے آپ حضرات سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں......صحابہ ؓ کے جیالو......میری اور آپ کی نسبت ایک تو صحابہ ؓ کی طرف ہے ......کہ ہم صحابہ ؓ کے سپاہی ہیں......اور دوسرا اس امیر عزیمتؒ سے تعلق ہے ......کہ جس کے ساتھ میرا اپنا ایک بیتا ہوا واقعہ ہے کہ احمد پور شرقیہ کے ایک جلسہ سے ہم بہاول پور کی طرف واپس آرہے تھے راستہ میں ایک جگہ پر مغرب کی نماز کا وقت ہو گیا......تو مولانا شہیدؒ نے اس وقت کہا یہاں لب سڑک نہر کے کنارے پر نماز پڑھ لیں۔

میں نے کہا ......حضرت بہاول پور شہر قریب ہے ......وہاں پہنچ کر نماز پڑھ لیں گے پانچ دس منٹ دیر ہو جائے گی ......اس میں کیا فرق پڑتا ہے......؟

آپ کی جان بڑی قیمتی ہے......آپ کی شخصیت بڑی اہم ہے......یہ جنگل ہے......اور دائیں بائیں دونوں طرف ذخیرہ ہے ......یہاں پہ رکنا مناسب نہیں ہے مولانا گاڑی میں اگلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے تھے ......مولانا نے یوں پیچھے ہمارے چہرے کی طرف دیکھ کر کہا ......کہ مولوی پانچ منٹ تمہیں اپنی زندگی کا یقین ہے......؟

اگر موت واقع ہو جائے......تو کیا اللہ کا فرض تمہارے سر پر نہیں رہے گا؟

آخری درخواست:

میرے ساتھیو...... میں یہ صرف آپ سے کہنا چاہتا ہوں...... کہ جس سے ہماری نسبت ہے ...... کم از کم ہم عملی کردار ایسا تو اپنا ئیں ...... کہ مجھ کو اور آپ کو دیکھ کر کہیں...... کہ جب یہ سپاہی ایسے ہیں...... تو ان کا جرنیل کیسا ہو گا ......؟ یہ ایسے ہیں...... تو ان کا قائد کیسا ہو گا......؟ اللہ عمل کی توفیق عطا فرمائے آمین

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ



پیغمبر اسلام بحیثیت یتیم اعظم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ شَرَّفَنَا عَلٰی سَآئِرِالْاُمَمِ...... ٥ بِرِسَالَۃِ مَنِ اخْتَصَّہ' مِنْ بَیْنِ الْاَنَامِ بِجَوامِعِ الْکَلِمِ وَجَوَاھِرِ الْحِکَمِ ......وَصَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَ صَحْبِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمْ...... مَا نَطَقَ الِلّسَانُ بِمَدْحِہٖ وَنَسَخَ الْقَلَمُ ...... اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ...... ٥ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ......وَالضُّحیٰ ٥ وَالَّیْلِ اِذَاسَجیٰ ٥ مَاوَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَا قَلیٰ ٥......وَلَلْاٰخِرَۃُخَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلیٰ ٥ ......وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضیٰ ٥......اَلَمْ یَجِدْکَ یَتِیْماً فَاٰوٰی ٥......وَوَجَدَکَ ضَآلًا فَھَدیٰ ٥ ......وَوَجَدَکَ عَآئِلًا فَاَغْنیٰ ٥......فَاَمَّاالْیَتِیْمَ فَلَا تَقْھَرْ ٥ ......وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْھَرْ ٥ ......وَاَمَّا بِنِعْمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ ٥......(١)صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ...... وَ صَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ...... وَنَحْنُ عَلٰی ذَالِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ...... وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ......

اشعار

سرکار دو عالم کے دیکھو ہر سمت اشارے ہوتے ہیں
انوار کی بارش ہوتی ہے رحمت کے نظارے ہوتے ہیں
یہ کعبہ نہیں یہ طور نہیں یہ گھر ہے رسول اکرم کا
اس خاک کے ذروں پر صدقے مہتاب ستارے ہوتے ہیں

(١) سورۃ الضحیٰ بارہ ٣٠ ص ٥٤٢ مطبوعہ تاج کمپنی

معراج کی شب رک جاتے ہیں جبریل امیں بھی سدرہ پر
محبوب خدا کو چلمن سے قدرت کے نظارے ہوتے ہیں
دربار مدینہ میں مسلم مجھ کو بھی خدا پہنچائے کبھی
سنتے ہیں وہاں سے بندوں کو مولا کے نظارے ہوتے ہیں

تمہید:

برادران اسلام
ذی العز والاحترام
قابل صد احترام
ارباب خاص وعام

مجھ سے پہلے ،علماء فضلاء، خطباء بالخصوص خطیب ابن خطیب نے آپ حضرات کے سامنے بڑی فصاحت لسانی، آواز مستانی، قرا خوانی سے کتاب وسنت کے موتی دیکر آپ حضرات کو محظوظ کیا ہے...... اور آپ نے بھی بجھ محفوظ کیا...... میرے برادرم فاروق اعظم نے بڑے حسین پیرائے میں آمنہ کے در یتیم ﷺ کی سیرت اور صورت کے تذکرے کو اشعار کی شکل میں پیش کیا ہے......

میں نے تقریر کیا کرنی ہے...... جو اس نے نظم میں کہا ہے...... میں اسے نثر میں کہتا ہوں...... قران مجید کی ایک سورۃ مبارکہ سورۃ والضحیٰ میں نے آپ کے سامنے پڑھی ہے......اس نشست میں میری تقریر کا وہ عنوان ہے۔

سیرت مصطفیٰ ﷺ اور سورت والضحیٰ:

اس سورت میں محبوب ﷺ کی جس سیرت کا تذکرہ ہے...... اس کا ہی تذکرہ کرنا چاہوں گا...... ویسے تو حضور ﷺ کی پوری زندگی قران ہے...... جیسے ام المومنین ؓ کے بقول...... كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآن ...... اَلْحَمْدِ سے وَالنَّاس تک جو کچھ قرآن میں ہے...... وہ پیغمبر ﷺ

کی سیرت ہے...... سارا قرآن بیان کرنا نہ میرے بس کی بات ہے...... نہ کسی خطیب اور ادیب کے اختیار میں ہے

...... بلکہ......

بڑے بڑے لوگ

بڑے بڑے شاعر

بڑے بڑے ادیب

بڑے بڑے خطیب

بڑے بڑے ساحرالبیان

اپنی ساری زندگی خطاب کرنے کے بعد یہی کچھ کہتے ہیں...... کہ محبوب ﷺ کی تعریف کا حق ادا نہیں کر سکا...... میں کون ہوں...... کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری تعریف بیان کرسکوں...... صرف اس سورۃ کی روشنی میں حضور ﷺ کی سیرت کا تذکرہ کروں گا۔

میرے دوستو...... علماء نے لکھا ہے...... کہ سورۃ والضحیٰ ترتیب نزولی کے اعتبار سے یعنی جس ترتیب سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن مجید اترا...... دسویں نمبر پر یہ سورت نازل ہوئی ہے...... اور اس سورت کی گیارہ آیتیں ہیں...... اکتالیس اس کے کلمے ہیں...... ایک سو چالیس اس سورۃ کے حروف ہیں...... اس پوری سورۃ میں ایک سوال ہے...... اور اس کا جواب ہے...... میں زیادہ لمبی چوڑی تقریر نہیں کرتا...... صرف وہ سوال سنیں...... اور اس کا جواب اگر اس کو عمل کی نیت سے یاد کرلیں...... تو انشاءاللہ ہدایت کے لئے کافی ہے۔

کفار کا طعنہ:

سوال کیا ہے......؟ نبوت کے ابتدائی دور میں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہورہی تھی...... ایک وقت وقفہ ایسا آیا...... کہ کچھ دنوں تک وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا...... وحی

رک گئی......اللہ کے پیغمبر ﷺ بھی اس انتظار میں تھے...... کہ اللہ...... ! پہلے وحی آتی تھی...... اب خاموشی کس بات کی ہے......؟ مشرکین مکہ اور کفار نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور طعنہ کے ایک جملہ کہا

قَدْ وَ دَّعَكَ رَبُّكَ (مَعَاذَاللّٰهِ)(۱)

محمد تیرا رب تجھے چھوڑ گیا ہے......؟

آپ تو کہتے تھے...... کہ مجھ پر وحی آتی ہے...... فرشتہ آتا ہے...... جبرائیلؑ آتا ہے احکامات لاتا ہے...... اللہ کی طرف سے قرآن آتا ہے پیغامات آتے ہیں......

کہاں ہے جبرائیلؑ ......؟ کہاں ہے فرشتہ......؟ کہاں ہیں وہ احکامات......؟ اب کیوں نہیں آتا جبرائیل......؟

مشرکین مکہ اور کفار نے کہا......ہم نہیں کہتے تھے...... کہ آپ اپنی طرف سے صبح بیٹھ کر سناتے ہو...... اور کہتے ہو...... کہ یہ خدا کا قرآن ہے...... آپ پر کوئی کتاب نازل نہیں ہوتی...... کافروں نے اس قسم کے طعنے دیئے...... ادھر آقا صلی اللہ علیہ وسلم خود فرماتے ہیں...... کہ کبھی میں بھی بیٹھ کر سوچتا تھا...... کہ اللہ! میں تو تنہا غار میں بیٹھ کر تیری یاد میں مصروف تھا...... یہ محبت کی تار تو نے خود ہی...... اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ کہہ کر جوڑی ہے۔ عرش والے خدا......! اب اتنا لمبا وقفہ کس بات کا ہے...... وحی نہیں آتی جبرائیل کیوں

---

(۱) فتح الباری میں ہے کہ یہ عورت ابو لہب کی بیوی ام جمیل تھی (انوار البیان ص ۴۱۲)، صحیح البخاری میں الفاظ یہ ہیں فجاء ت امرأة فقالت یا محمد انی لارجوان یکون شیطانك قد اراه قربك منذ لیلتین وثلث فانزل اللہ والضحیٰ (صحیح البخاری ص ۷۳۹ ج ۲)، انقطاع وحی کی مدة میں مختلف اقوال ہیں صاحب مظہری نے امام بغوی کے حوالے سے لکھا ہے کہ انقطاع وحی کی مدة کے متعلق مختلف روایات آئی ہیں ابن جریج نے بارہ دن اور مقاتل نے چالیس دن کی تعین کی ہے حضرت شاہ عبد العزیز نے دس پندرہ اور اس سے زائد چالیس دن تک کے اقوال لکھے ہیں۔

نہیں آتا......؟محبوب ﷺ انتہائی پریشان تھے۔

ایک روایت میں آتا ہے...... کہ ام جمیل ابولہب کی بیوی ایک دن جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم دارارقم میں بیٹھے تھے......تو وہ آئی دروازے کے سامنے کھڑی ہو کر حضور ﷺ کو مخاطب ہو کر کہنے لگی......محمد صلی اللہ علیہ وسلم! کیا خیال ہے......؟ جو شیطان تجھ پر وحی بھیجتا تھا......وہ تجھ سے روٹھ گیا ہے......؟ وہ تجھ سے ناراض ہو گیا ہے......؟ (معاذ اللہ) اتنے جملے اس کے کہنے کی دیر تھی...... کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دل بھر آیا......نبوت ﷺ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے......حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی......

نظر کی جولانیاں نہ پوچھ نظر حقیقت میں وہ نظر ہے
اٹھے تو بجلی پناہ مانگے گرے تو خانہ خراب کر دے

پیغمبر ﷺ کی نظر تھی......آسمان کی طرف اٹھی......عرش والے خدا......!

یہ لوگ مجھے ساحر کہیں...... مجھے برداشت ہے
یہ لوگ مجھے مجنوں کہیں...... مجھے برداشت ہے
یہ لوگ مجھے دیوانہ کہیں...... مجھے برداشت ہے
یہ لوگ میرے راستے میں کانٹے بچھائیں...... مجھے برداشت ہے
یہ لوگ مجھے تکلیفیں دیں...... مجھے برداشت ہے

اللہ......! میں تیری توحید کی خاطر سب کچھ برداشت کر رہا ہوں......کافر عورت تیری ذات کی متعلق یہ جملے کہے۔ محمد ﷺ اس کو برداشت نہیں کر سکتا......حدیث میں آتا ہے ......حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر آسمان کی طرف اٹھی......حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ نیچے نہیں آئی تھی...... کہ جبرائیلؑ پہلے اتر آئے۔

توجہ فرمائیں...... میں بہت مختصر بات کر کے تقریر ختم کر دوں گا...... جوں ہی جبرائیلؑ آئے......وہ یہی سورہ مبارکہ لے کر آئے......اور آپ کو تسلی دی۔

......کہا......

وَالضُّحیٰ○ وَالَّیْلِ اِذَا سَجیٰ○ مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَا قَلیٰ○

پہلے دو قسمیں اٹھائیں......کہا محبوبؐ...... وَالضُّحیٰ......وَالضُّحیٰ عربی میں اس وقت کو کہتے ہیں......(۱) جب سورج نکلے اور نکھر کر کھل کر اتنا منور اور روشن ہو......کہ اس کی روشنی درختوں پر مکانوں پر پوری دنیا کو منور اور روشن کر دے......

وَالضُّحیٰ ......محبوب......چاشت کے وقت کی قسم......جب سورج نکل کر پوری دنیا کو منور اور روشن کر دے۔

وَالَّیْلِ اِذَا سَجیٰ ......محبوب رات کے ان سناٹوں کی قسم جس وقت رات پوری دنیا پر چھا جاتی ہے......دو قسمیں اللہ نے اٹھائیں وَالضُّحیٰ......ایک دن کے سویرے کی قسم......اور وَالَّیْلِ اِذَا سَجیٰ......اور رات کے اندھیرے کی قسم...... وَالضُّحیٰ......دن کی روشنی کی قسم...... وَالَّیْلِ اِذَا سَجیٰ ......رات کی تاریکی کی قسم......وَالضُّحیٰ ......دن کی چمک کی قسم...... وَالَّیْلِ اِذَا سَجیٰ ......رات کی قسم......محبوب یہ دن رات گواہ ہیں

یہ صبح کا سویرا گواہ ہے

رات کا اندھیرا گواہ ہے

دن کی روشنی گواہ ہے

رات کی سیاہی گواہ ہے

یہ دن اور رات اللہ بطور شہادت کے پیش کر کے کہتے ہیں...... وَالضُّحیٰ...... وَالَّیْلِ اِذَا سَجیٰ......محبوب ﷺ مجھے سورج کی قسم......رات کی قسم...... دن کی روشنی کی قسم

(۱) حضرت قتادہ اور مقاتل کہتے ہیں کہ اس وقت سے مراد چاشت کا وقت ہے اور خصوصیت اس وقت کی یہ ہے کہ ہر موسم میں اس وقت میں اعتدالی کیفیت رہتی ہے اس وقت کو ہر چیز روشن ہو جاتی ہے اور کمال بہار کا ظہور ہونے لگتا ہے (تفسیر حقانی)

رات کے اندھیرے کی قسم......کافر غلط کہتے ہیں...... مَاوَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى
میں نے آپ کو چھوڑا بھی نہیں ہے......اور آپ سے تعلق توڑا بھی نہیں ہے۔

توجہ کرنا......کافروں نے ایک جملہ کہا......رب چھوڑ گیا ہے......اللہ نے جواب میں قسمیں اٹھائیں...... جب محبوب ﷺ کو زیادہ ستایا جائے......تو تسلی دینے کے لئے انداز بھی وہی اختیار کرنا پڑتا ہے۔

اللہ نے کہا......محبوب ﷺ اگر دشمنوں نے اس قدر آپ کو ستایا ہے......کہ بار بار کہا ہے...... قَدْوَدَّعَكَ رَبُّكَ ......پھر میں بھی قسم دے کر کہتا ہوں......وَالضُّحٰى ...... وَالَّيْلِ اِذَاسَجٰى......محبوب ﷺ دن کی روشنی گواہ ہے......رات کا اندھیرا گواہ ہے۔

اگر آپ غور کریں گے......تو ایک نئی بات آپ کو سمجھ آئے گی......کہ پورا نظام کائنات دو چیزوں میں بند ہے......دن ہے یا رات...... تیسری کوئی چیز نہیں ہے......اسی دن رات کے نظام کو زمانہ کہتے ہیں۔

اللہ کہتے ہیں......وَالضُّحٰى ...... وَالَّيْلِ اِذَاسَجٰى ...... یہ سارا زمانہ گواہ ہے زمانے کے واقعات گواہ ہیں......زمانہ کے حالات گواہ ہیں

زمانہ کے مشاہدات گواہ ہیں

پیغمبر ﷺ کی پہلی پوری زندگی گواہ ہے

تیرا دن کا سویرا گواہ ہے

تیرا رات کا اندھیرا گواہ ہے

مَاوَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى

میں نے آپ کو چھوڑا بھی نہیں......آپ سے تعلق توڑا بھی نہیں۔

والضحیٰ کے مختلف ترجمے:

اگر آپ اس پر غور کریں......تو ایک اور بات سمجھ آئے گی......علماء نے اس کے مختلف ترجمے لکھے ہیں۔

وَالضُّحیٰ ...... محبوب ﷺ وحی کے آنے کی قسم......وحی کے اترنے کی قسم......وحی آئے تو دن کی روشنی ہے......وحی رک جائے تو رات کا اندھیرا ہے......

وَالَّیۡلِ اِذَا سَجیٰ ......محبوب ﷺ وحی کے روکنے کی قسم......اس کی تطبیق کیا ہے......وحی آئے تو دن کی مانند......وحی رک جائے تو رات کی مانند......وحی کے اترنے کی قسم......وحی کو روکنے کی قسم......جیسے رات کے بعد دن کا ہونا ضروری ہے......دن آئے تو لوگ کام کاج کرتے ہیں......رات آئے تو لوگ آرام کرتے ہیں......ہمیشہ دن رہے تو کام کاج کرکے تھک جاؤ گے......ہمیشہ رات ہو......تو کروٹیں بدل بدل کر تھک جاؤ گے

محبوب والضحیٰ......کبھی ہم وحی کو بھیجتے ہیں......تاکہ آپ امت کو دعوت دیں

وَالَّیۡلِ اِذَا سَجیٰ ......کبھی وحی کو روکتے ہیں......تاکہ آپ کچھ دیر آرام کرلیں......رات کا معنی یہ نہیں ہے......کہ سویرا نہیں ہوگا......جیسے ہر رات کے بعد دن آتا ہے......وحی روکنے کے بعد اب جو ہم شروع کررہے ہیں...... پہلا جملہ رب نے کہا

مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰی

محبوب نہ گھبرائیے......کافر غلط کہتے ہیں......میں نے چھوڑا ابھی نہیں تعلق......توڑا بھی نہیں۔

وَالضُّحیٰ ......کا ایک اور ترجمہ میرے اکابر علماء دیوبند میں سے مرشد تھانوی کا ہے......اللہ ان کی قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل کرے...... بڑا عجیب ذوق کا معنی ہے

وَالضُّحیٰ ......محبوب تیرے اس چمکتے چہرے کی قسم......جس سے ساری دنیا کو روشنی ملی

ہے۔

وَالَّیۡلِ اِذَا سَجٰی ......محبوب تیری ان کالی اور سیاہ زلفوں کی قسم......جن کے سامنے رات کا اندھیرا بھی نہیں ٹھہر سکتا۔

مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰی

محبوب تیرا چہرہ گواہ محبوب تیری زلفیں گواہ

مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰی

میں نے آپ کو نہیں چھوڑا......میں نے آپ سے تعلق بھی نہیں توڑا......اور میں آپ سے بیزار بھی نہیں ہوا......میں نے آپ کو اپنے آپ سے جدا بھی نہیں کیا......

وَالضُّحٰی...... تیرا چہرہ اس بات کا گواہ ہے......تیری زلفیں اس بات کی گواہ ہیں......

مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰی

کافر غلط کہتے ہیں......میرا آپ سے تعلق ہے......میں نے نہ ہی آپ کو چھوڑا ہے ......اور نہ ہی تعلق توڑا ہے۔

قسم کھانے کی وجہ:

ذرا توجہ کریں......ایک بات اور سمجھانا چاہتا ہوں...... چہرے کی قسم زلفوں کی قسم...... اے اللہ اس چہرے کی قسم کھانے کی کیا ضرورت تھی؟......زلفوں کی قسمیں کھانے کی کیا ضرورت تھی......؟

آج اس سورت کی روشنی میں مولانا نے بڑا عجیب عنوان دیا ہے......کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی و سیرت کا عملی پہلو......میں پہلے حصے میں مقام نبوت ﷺ کی وہ حیثیت بیان کرتا ہوں......کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام اللہ کے نزدیک کیا ہے......؟ آخری حصے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی سیرت بیان کروں گا۔

وَالضُّحیٰ...... وَالَّیلِ اِذَا سَجیٰ

یہ قسمیں کیوں کھائیں......؟ جب کسی سے بہت ہی زیادہ گہرا تعلق ہو...... اور دنیا درمیان میں خلیج ڈالنے کی کوشش کرے...... اور لوگ کہیں...... کہ یاری ختم ہوگئی ہے...... تعلق توڑ دیا ہے......؟ محبت ختم ہوگئی ہے......؟ اتنے دعوے تھے...... اب یار نے تجھ سے ملنا بھی چھوڑ دیا ہے......؟ کیا بات ہے......؟ کوئی اطلاع نہیں آئی...... ؟ کوئی دوستی نہیں......؟ سارے رشتے منقطع ہوگئے ہیں......؟ جب ان طعنوں سے آدمی پریشان ہو...... تو محبوب کو تسلی دینے کے لئے سب سے حسین جملہ یہ ہوتا ہے...... کہ آدمی سامنے بٹھا کر کہتا ہے...... کہ یار کچھ سوچ بھلا یہ چہرہ چھوڑنے کے قابل ہے............؟ تو سوچ بھلا میں تجھ سے تعلق توڑ سکتا ہوں...... اللہ بھی کہتے ہیں...... وَالضُّحیٰ...... وَالَّیلِ اِذَا سَجیٰ...... محبوب کافروں کے طعنے اپنی جگہ پر ذرا آپ اس پر تو غور کریں...... والضحیٰ یہ چہرہ میں نے اس لئے نہیں بنایا ہے...... کہ بنا کے چھوڑ دوں؟

جس پیشانی کو بنا کر میں نے وَالْقَمَرِ کہا ہے
جن آنکھوں کو بنا کر میں نے مَازَاغَ الْبَصَرُ کہا
جن ہونٹوں کو بنا کر میں نے شَفَتَیْنِ کہا ہے
جس زبان کو بنا کر میں نے لَاتُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ کہا ہے
جن زلفوں کو سجا کر میں نے وَالَّیلِ کہا ہے
جس چہرے کو بنا کر میں نے وَالضُّحیٰ کہا ہے

مَاوَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلیٰ ...... مصطفیٰ تیرے چہرے کی قسم تیری زلفوں کی قسم نہ یہ چہرہ چھوڑنے کے قابل ہے...... نہ یہ زلفیں چھوڑنے کے قابل ہیں

مَاوَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلیٰ

کافر غلط کہتے ہیں...... میں نے چھوڑا بھی نہیں...... تعلق توڑا بھی نہیں

مقام محبوبیت:

وَالضُّحیٰ...... وَالَّیۡلِ اِذَاسَجیٰ

محبوب تیرے چمکتے چہرے کی قسم......، تیری سیاہ زلفوں کی قسم......

آپ بتائیں......اب دن ہے یارات......؟ (رات)

جب رات ہو......تو اس وقت دن ہوتا ہے......؟ (نہیں) جب دن ہو......اس وقت رات ہوتی ہے......؟ (نہیں)

دو میں سے ایک چیز تو ہو گی...... مگر دونوں اکٹھی نہیں ہونگی...... رب کہتا ہے محبوب......وَالضُّحیٰ...... وَالَّیۡلِ اِذَاسَجیٰ

کائنات کے نظام میں یہ بات نہیں...... کہ دو چیزیں اکٹھی ہوں ...... پیارے دیکھو......وجود ایک ہے چہرے کو دیکھو تو دن کا منظر ہے......زلفوں کو دیکھو......تو رات کی سیاہی ہے...... پیارے......! میں نے تیرے لئے دن و رات کو جمع کیا۔

خصوصیات نبوت:

اگر آپ وَالضُّحیٰ...... وَالَّیۡلِ اِذَاسَجیٰ......ان دو جملوں پر غور کریں......تو بڑی باتیں ایسی سمجھ آئیں گی...... کہ جو پیغمبر ﷺ کی خصوصیات ہیں......محبوب! دنیا میں کبھی نہیں ہوتا......کہ عالم دنیا اور عالم برزخ جمع ہوں

وَالضُّحیٰ...... وَالَّیۡلِ اِذَاسَجیٰ

پیارے میں نے تیرے لئے دنیا اور برزخ کے حالات اکھٹے کئے

وَالضُّحیٰ...... وَالَّیۡلِ اِذَاسَجیٰ

بیت اللہ اور بیت المقدس کو جمع کیا

وَالضُّحیٰ...... وَالَّیۡلِ اِذَاسَجیٰ

انبیاءؑ اور فرشتوں کو جمع کیا

وَالضُّحٰی...... وَالَّیْلِ اِذَاسَجٰی

شب معراج عالم دنیا اور عالم برزخ کے حالات کو آپ کے لئے جمع کیا...... محبوب ﷺ میں نے تیرے لئے یہ سب کچھ کیا ہے...... دن رات کو جمع کیا ہے...... تیرے چہرے میں...... میں نے صبح کے سویرے کی روشنی کی چمک رکھی ہے......زلفوں میں رات کی سیاہی کی کیفیت رکھی ہے۔

وَالضُّحٰی...... وَالَّیْلِ اِذَاسَجٰی

یہ سویرا......گواہ

یہ زلفیں......گواہ

یہ دن کی روشنی گواہ

نبوت والا چہرہ گواہ

مَاوَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰی

نہ میں نے چہرے کو چھوڑا ہے......نہ زلفوں کو چھوڑا ہے...... یہ چہرہ بھی چھوڑنے کے لائق نہیں...... یہ اس قابل نہیں...... کہ یہ چھوڑ دیا جائے...... جو چیز آدمی بڑی محبت سے بنائے......خوبصورت کر کے سجائے......اس لئے تھوڑی ہوتی ہے......کہ بنا کر چھوڑ دی جائے......؟ پھر اسے سجا کر اپنے پاس رکھتا ہے۔

اللہ کے حقوق:

وَالضُّحٰی...... وَالَّیْلِ اِذَاسَجٰی

یہاں پر ایک اور بات کہہ دوں...... کیونکہ یہاں اکثر صاحب علم بیٹھے ہیں......کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

مَنْ حَلَفَ لِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ اَشْرَكَ

اللہ کے بغیر جو غیر کی قسم اٹھائے وہ مشرک ہے

مَنْ نَذَرَ لِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ اَشْرَكَ

اللہ کے بغیر کسی کی منت مانے تو مشرک ہے

مَنْ سَجَدَ لِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ اَشْرَكَ

اللہ کے بغیر کسی اور دروازے پر جھکے تو وہ مشرک ہے

ہم موحد ہیں...... مسلمان ہیں ...... ہمارا عقیدہ ہے...... کہ اللہ کے بغیر معبود کوئی نہیں...... نذر و نیاز اور منت کس کا حق ہے......؟ (اللہ کا) قسم کس کا حق ہے......؟ (اللہ کا) سجدہ کس کا حق ہے......؟ (اللہ کا) اللہ کے بغیر غیر کے دروازے پر جھکنا شرک ہے۔

قسمیں کھانے میں حکمت:

ذرا توجہ کرنا...... میرے مالک تیرا محبوب ﷺ تو کہتا ہے...... کہ خدا کے بغیر کسی کی قسم اٹھاؤ گے...... تو مشرک ہو جاؤ گے...... خود تو تو نے یار کی زلفوں کی قسمیں اٹھائیں...... مصطفیٰ ﷺ کے چہرے کی قسمیں اٹھائی ہیں...... حکمت کیا ہے

ہمارے اساتذہ جو ہمیں عربی کی کتابیں پڑھاتے ہیں...... یا تفسیر وغیرہ انہوں نے جو علمی جوابات دیئے ہیں...... وہ تو بہت ہیں...... لیکن کچھ ذوق کے جواب ہیں...... میں اپنے ذوق کا ایک جواب بتاتا ہوں...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا...... کہ اللہ کے بغیر کسی اور کی قسم جائز نہیں ہے...... یہ جو آپ لوگ کہہ دیتے ہیں...... جب چارپائی پر آدمی بیٹھا ہو...... یا روزی کے اڈے پر بیٹھا ہو...... تو کہتا ہے...... کہ کوئی جھوٹ بول رہا ہوں...... میں روزی کے اڈے پر بیٹھا ہوں...... بیٹے کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہہ دیتا ہے کہ

مجھے اس کے سر کی قسم...... میرے بیٹے کے سر پر میرا ہاتھ ہے...... میرا بھائی کے سر پر ہاتھ ہے...... میں سچ کہہ رہا ہوں...... اس ہاتھ کا معنی ہوتا ہے...... کہ میں اس کی قسم اٹھا رہا ہوں...... اس طرح کی قسم اٹھانا شرک ہے...... محبت کے ساتھ ساتھ عقیدہ بھی درست کریں...... صرف یہ نہیں...... کہ عشق رسول ﷺ کی باتیں سن لیں...... بس اسی میں محو ہو جائیں...... عقائد اور نظریات بھی درست کریں

حکم کیا ہے...... کہ اللہ کے بغیر غیر کی قسم شرک ہے...... میرے مولیٰ! تیرا محبوب ﷺ تو کہے...... کہ خدا کے بغیر کسی کی قسم اٹھاؤ گے...... تو شرک ہے...... تو خود یار کی زلفوں کی قسمیں اٹھائے...... نبوت کے چہرے کی قسمیں اٹھائے بس یہاں تک ہی نہیں...... کبھی والعصر کہہ کر زمانے کی قسم اٹھائے

کبھی هٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنِ کہہ کر اس کے شہر کی قسمیں اٹھائے

کبھی لَعَمْرُكَ کہہ کر اس کی زندگی کے لمحات کی قسمیں اٹھائے

کبھی فَلَا وَرَبِّكَ کہہ کر محبوب ﷺ سے نسبتیں جتا کر اپنی قسمیں اٹھائے...... اس میں کیا حکمت ہے......؟

توجہ کریں...... قسم سب سے اعلیٰ ہستی کی کھائی جاتی ہے...... کائنات میں سب سے اعلیٰ کون......؟ (اللہ)

سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی ...... اللہ اعلیٰ ہے...... اس وجہ سے اس کی قسم...... دنیا میں کوئی اعلیٰ حضرت بنے ...... اس سے ہمیں سروکار نہیں...... لیکن ہستی سب سے اعلیٰ کون ہے......؟ (اللہ)

اللہ کی ذات کے بغیر کسی کی قسم نہیں...... تو مخلوق کو کہا...... جو سب سے اعلیٰ ہے...... اس کی قسم اٹھاؤ...... لیکن جب رب نے قسم اٹھائی...... اللہ! تو کس کی قسم اٹھائے گا......؟ خدا سے کوئی اعلیٰ ہو تو اس کی قسم اٹھائی جائے

اللہ نے جو اپنی مخلوق بنائی ہے...... رب نے اس مخلوق میں جس کو سب سے اعلیٰ بنایا ہے...... رب اسکی قسمیں اٹھا رہا ہے...... رب سے اعلیٰ تو کوئی نہیں...... لیکن اس رب کی مخلوق میں تو کوئی ایسا ہے...... جو اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہے...... اسلئے اللہ نے اس کی قسمیں اٹھائیں۔

پھر ایک اور ذوق کی بات کہہ دوں...... اللہ کہتے ہیں...... کہ محبوب ﷺ بھی میرا ہے...... قسمیں بھی میں اٹھاؤں...... تم نے اگر قسم اٹھائی تو شرک ہو جائے گا...... کہ میں خدا مصطفیٰ ﷺ کی اس محبت میں کسی کو برداشت نہیں کرتا۔

وَالضُّحیٰ وَالَّیْلِ اِذَاسَجیٰ ...... محبوب تیرے چہرے کی قسم زلفوں کی قسم...... فجر کے سویرے کی قسم...... رات کے اندھیرے کی قسم...... وحی کے اترنے کی قسم...... وحی کے رکنے کی قسم...... مَاوَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَا قَلیٰ...... کافروں کا کہنا غلط ہے...... ہم نے آپ کو چھوڑا بھی نہیں

مَاوَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَا قَلیٰ

تیرے رب نے تجھے چھوڑا نہیں...... وما قلی اور اللہ آپ سے ناراض بھی نہیں ہوا۔

جدائی کے دو اسباب:

مَاوَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَا قَلیٰ...... ہم نے آپ کو چھوڑا بھی نہیں اور آپ سے ناراض بھی نہیں۔

میں ایک بات بتاؤں...... دنیا میں ایک دوسرے سے جدا ہو جانے کے دو سبب ہوتے ہیں...... ایک ہوتا ہے...... کہ حالات جدا کر دیتے ہیں...... دوستی بڑی گہری ہے...... میں چاہتا ہوں کہ میں اور میرا دوست ہم یہاں اکٹھے رہیں...... اسی جگہ ہمارا بسیرا ہو...... مجبوری یہ ہے...... کہ میرا دوست یہاں لاہور میں ہے...... اور میں خانپور میں رہتا ہوں......

ملاقات ممکن نہیں ہوتی...... لیکن تعلق بڑا گہرا ہے...... حالات نے مجبور کر کے جدا کر دیا ہے
دوسری جدائی کی وجہ یہ ہوتی ہے...... کہ آدمی کسی سے ناراض ہو جائے...... متنفر ہو
جائے...... پریشان ہو جائے...... کہے کہ آج کے بعد میں تم سے نہیں ملوں گا جدائی کے یہ دو
سبب ہوتے ہیں...... اللہ نے دونوں سببوں کا جواب دیا

مَاوَدَّعَكَ رَبُّكَ

محبوب میں نے آپ کو چھوڑا بھی نہیں...... کہ میں خدا پریشان ہو جاؤں...... یا حالات
مجھے آپ سے جدا کر دیں...... میں تمہیں چھوڑ ڈالوں...... یہ بات بھی نہیں
وَمَا قَلٰی ...... مصطفیٰ میں تجھ سے ناراض بھی نہیں...... دنیا کا کوئی آدمی یہ کہے...... کہ
خدا روٹھ گیا ہے...... چھوڑ گیا ہے...... میں نے آپ کو چھوڑا بھی نہیں...... آپ سے ناراض
بھی نہیں

ایک بات کا آپ جواب دیں...... کافروں کا سوال تھا...... کہ اللہ روٹھ گیا ہے...... اللہ
نے کہا میں روٹھا نہیں ہوں...... انہوں نے کہا...... کہ چھوڑ گیا...... اللہ نے کہا میں نے
چھوڑا بھی نہیں...... سوال کا جواب پورا ہو گیا ہے...... یا باقی رہ گیا ہے......؟ (پورا ہو گیا
ہے)

لیکن رب چپ نہیں ہوئے...... اللہ نے چونکہ محبوب ﷺ کو تسلی دینی تھی

آخرت پہلے سے بہتر:

اللہ نے اگلی بات کہی پیارے

وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى

صرف یہاں تک بس نہیں...... کہ میں آپ پہ راضی ہوں...... صرف یہاں تک بس نہیں
کہ میں نے آپ کو چھوڑا نہیں۔

بلکہ میں رب ایک قانون بنا کر یہ کہتا ہوں

وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی

میرے محبوب ﷺ ! آخرت آپ کے لئے دنیا سے بہتر ہے

وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی

آنے والی زندگی...... گزری ہوئی زندگی سے بہتر ہے

وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی

آنے والے لمحات گزرے ہوئے لمحات سے بہتر ہیں

وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی

آپ کی آخرت دنیا سے بہتر سے ہے

مفسرین نے لکھا ہے...... کہ اس ایک جملے میں اللہ نے محبوب ﷺ کی تریسٹھ سالہ زندگی بند کردی ہے

وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی

میرے محبوب ﷺ تیری زندگی کا ایک ایک لمحہ پہلے دور سے بہتر

وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی

آپ ﷺ کا ماں کے پیٹ میں آنا عالم ارواح میں رہنے سے بہتر

وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی

آپ ﷺ کی ولادت والدہ کے پیٹ میں رہنے سے بہتر

وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی

آپ ﷺ کا بچپن آپ کی ولادت سے بہتر

وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی

آپ ﷺ کا لڑکپن آپ کے بچپن سے بہتر

وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى

آپ ﷺ کی جوانی آپ کے لڑکپن سے بہتر

وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى

آپ ﷺ کا تجارت کرنا آپ کے خاموش رہنے سے بہتر

وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى

آپ ﷺ کی ازدواجی زندگی پہلی زندگی سے بہتر

وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى

آپ ﷺ پر وحی کا آنا وحی کے رکنے سے بہتر

وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى

کھلم کھلا اعلانیہ تبلیغ کرنا خاموش تبلیغ سے بہتر

وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى

محبوب ! طائف کے بازار میں جانا مکے کی تبلیغ سے بہتر

وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى

آسمانوں کے معراج پر جانا زمین پر رہنے سے بہتر

وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى

صدیق رضی اللہ عنہ کے کندھوں پر بیٹھنا جبرائیلؑ اور آسمانوں کی سواری سے بہتر

وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى

آپ ﷺ کا مدینے میں آنا مکے رہنے سے بہتر

وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى

آپ ﷺ کا بدر کے میدان میں اعلان جہاد کر کے آنا خاموش تبلیغ سے بہتر

وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى

آپ ﷺ کا احد میں آنا آپ کے بدر سے بہتر

وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی

آپ ﷺ کا حدیبیہ کے مقام پر کھڑا ہونا بدر و احد سے بہتر

وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی

حجۃ الوداع پر آنا فتح مکہ سے بہتر

وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی

آپ کا انتقال وصال پر ملال پر دنیا سے رخصتی دنیا کی زندگی سے بہتر

وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی

تیری قبر کی زندگی عالم دنیا سے بہتر

وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی

میرے پیغمبر ﷺ کل قیامت کے دن میدان محشر میں اٹھنا قبر کی زندگی سے بہتر

وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی

آپ ﷺ کا مقام محمود میں سر سجدے میں رکھ کر اللہ کے دربار میں گڑگڑا کر مانگنا آپ کے محشر کے اٹھنے سے بہتر

وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی

شفاعت کبریٰ کا تاج پہننا مقام محمود کے سجدوں سے بہتر

وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی

حوض کوثر پر پانی کے پیالے امت میں تقسیم کرنا...... مقام محمود سے بہتر

وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی

پل صراط پر کھڑے ہو کر گنہگار امت کو جنت کی طرف لے جانا حوض کوثر سے بہتر......

وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی

آپ کا جنت کا داخلہ پل صراط پر کھڑے ہونے سے بہتر

وَلَلۡاٰخِرَةُ خَيۡرٌ لَّكَ مِنَ الۡاُوۡلٰى

جنت کے اعلیٰ درجات پر جانا جنت کے داخلے سے بہتر

وَلَلۡاٰخِرَةُ خَيۡرٌ لَّكَ مِنَ الۡاُوۡلٰى

مصطفیٰ ﷺ آپ کا اللہ کے قرب میں پہنچنا زندگی کے ہر لمحے سے بہتر ہی بہتر ہے

پیغمبر ﷺ کی پوری زندگی کو قرآن نے اسی ایک جملے میں بند کر دیا ہے

نبی اور امتی میں فرق:

توجہ کرنا...... میں ایک بات بتاؤں...... آج بزرگ بوڑھے لوگ عام طور پر نوجوانوں کو ایک طعنہ دیتے ہیں...... کہ ہمارا دور بڑا اچھا تھا...... تم بہت برے ہو...... ہم لوگ بڑی عبادت ریاضت کرتے رہے...... ہمارا بچپن تھا...... ہمارے ذہن میں غلط خیالات نہیں آتے تھے...... تم ٹی وی دیکھتے ہو...... وی سی آر دیکھتے ہو...... آوارہ گردی کرتے ہو...... دھوکہ کرتے ہو...... فراڈ کرتے ہو...... یہ طعنے ملتے ہیں یا نہیں......؟ (ملتے ہیں)

سب کو ملتے ہیں...... ہم کو بھی ملتے ہیں...... کیوں......؟ یہ بات بتانا چاہتا ہوں...... تیری میری اور پیغمبر ﷺ کی زندگی میں یہ فرق ہے کس بے وقوف نے تمہیں بتایا ہے...... کہ پیغمبر ﷺ کا مقام بڑے بھائی جتنا ہے...... یہ فرق ہے...... کہ تیری اور میری زندگی کے متعلق اصول اور قانون یہ ہے...... کہ كُلُّ يَوۡمٍ اَبۡتَرَ...... ہر آنے والا دن پہلے دن کی نسبت برا ہو گا...... ابتر ہو گا...... پریشانی کا باعث ہو گا...... کل کا دن اچھا تھا...... تو آج پریشانی ہے...... آج کا دن اچھا ہے...... تو آنے والا کل کا دن پتہ نہیں کیسا ہو گا......؟ کل بہتر ہے...... تو پرسوں کا پتہ نہیں...... ہمارا ہر آنے والا پہلے دن کی نسبت ابتر ہے...... لیکن پیغمبر ﷺ کی خصوصیت ہے

وَلَلۡاٰخِرَةُ خَيۡرٌ لَّكَ مِنَ الۡاُوۡلٰى

مصطفیٰ ﷺ ہم نے آپ کا ہر دن پہلے دن کی نسبت بہتر بنایا ہے میری اور آپ کی زندگی

میں اور نبوت میں یہ فرق ہے......؟ کہ میں اور آپ ارذل کی طرف...... نبی ﷺ افضل کی طرف ہم تنزل کی طرف...... نبی ترقی کی طرف......ہم زوال کی طرف......پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم عروج کی طرف......!

ہم لکل یوم ابتر کی مثال ہیں......پیغمبر ﷺ

وَلَلۡاٰخِرَةُ خَيۡرٌ لَّكَ مِنَ الۡاُوۡلٰى

کی مثال ہیں......پیغمبر ﷺ کا ہر دن پہلے دن کی نسبت بہتر ہی بہتر ہے

وَلَلۡاٰخِرَةُ خَيۡرٌ لَّكَ مِنَ الۡاُوۡلٰى

ہر دن محبوب ﷺ آپ کے لئے وہ دن بنایا ہے......کہ اس سے اگلا دن اس سے بہتر ہوگا

دنیا سے......قبر بہتر

قبر سے......حشر بہتر

حشر سے......جنت بہتر

جنت سے اللہ کا قرب بہتر

کافر کہتے تھے......کل جس کا ساتھ تھا......وہ چھوڑ گیا

وَلَلۡاٰخِرَةُ خَيۡرٌ لَّكَ مِنَ الۡاُوۡلٰى

اب جو لمحات آگے آئیں گے......اور ہم وحی بھیج رہے ہیں......سلسلہ وحی منقطع ہونے کے بعد محبوب ﷺ اب جو ہم وحی بھیج رہے ہیں

وَلَلۡاٰخِرَةُ خَيۡرٌ لَّكَ مِنَ الۡاُوۡلٰى

......یہ حق ہی تیرا ہے......

توجہ کریں......اس خَيۡرٌ لَّكَ میں لفظ جو کاف ہے......اس کا معنی اردو زبان میں ہوتا ہے تو ایک......!

قیامت کا دن...... آخرت کا دن تمام نبیوں کیلئے بہتر ہے...... کہ نہیں......؟ (بہتر ہے)
ولیوں کے لئے بہتر...... قطب...... غوث...... اور ابدالوں کے لئے بہتر ہے......
صدیقین کے لئے بہتر ہے...... شہداء کیلئے بہتر ہے...... صالحین کے لئے بہتر ہے......
میرے مولیٰ یہ کیا فلسفہ ہے...... محمد صلی اللہ علیہ وسلم صرف یہ تیرا حق ہے خَیْرٌ لَّکَ
یہ تیرے لئے بہتر ہے...... اور کسی کے لئے نہیں...... بہتری تو سب کے لئے ہے...... پھر
'کاف' کا کیا معنی ہے...... کہ صرف تیرے لئے......؟

قیامت کے دن پوری انسانیت در بدر

ذرا اس پر توجہ کرنا...... حدیث میں آتا ہے...... کہ قیامت کے دن پوری انسانیت جمع ہو کر سیدنا ابوالبشر حضرت آدمؑ کے دروازے پر جائے گی...... ابا آپ پوری انسانیت کے والد بزرگوار ہیں...... آپ اللہ کے دربار میں سفارش کیجئے...... حساب و کتاب ہو...... نیکوں کو نیکی کی جزاء ملے...... بروں کو برائی کی سزا ملے...... چلیں...... آپ سفارش کریں......
سیدنا آدم علیہ السلام فرمائیں گے آج اللہ کی قہاریت اور جلالت سے ڈرتا ہوں...... میرے بس میں نہیں کہ میں اس کے سامنے جاسکوں پھر ساری امتیں نوح کے پاس آئیں گی...... نوح علیہ السلام جواب دے دیں گے...... کلیمؑ کے پاس آئیں گی...... جواب مل جائے گا...... خلیلؑ کے پاس آئیں گی...... جواب مل جائے گا......
سب سے ہوتی ہوئی یہ امتیں حضرت عیسیٰؑ کے پاس آئیں گی...... لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ فرمائیں گے...... کہ میرے بعد ایک پیغمبرؐ نے آنا تھا...... یہ اسی کا حق ہے وہاں چلتے ہیں
دوسری روایت ہے کہ انبیاءؑ سارے ساتھ آئیں گے...... تمام نبیؑ تمام امتوں سمیت محبوب ﷺ کے پاس حاضر ہو کر کہیں گے...... کہ محبوب ﷺ ذرا چلئے...... اللہ کے دربار میں

سفارش کیجئے...... تا کہ حساب و کتاب ہو...... نیکوں کو نیکی کی جزاء ملے...... بروں کو برائی کی سزا ملے...... چلیں سفارش کریں...... محبوب ﷺ تھوڑا سا تامل فرمائیں گے...... کہ جب اتنے بڑے سارے نبیؑ نفس و نفسی کے عالم میں ہیں...... ہر ایک نے جواب دیا ہے...... میں کیا جواب دوں...... یقیناً غیب سے آواز آئے گی۔

پیغمبر ﷺ کا سر سجدہ میں:

وَلَلۡاٰخِرَۃُ خَیۡرٌ لَّکَ مِنَ الۡاُوۡلٰی ...... محبوب ...... یہ صرف تیرا حق ہے...... آ پیارے پیغمبر! آقا ﷺ سر سجدے میں رکھیں گے...... اور اللہ تعالیٰ جل مجدہ کی وہ وہ تعریف و توصیف کریں گے...... جو اس سے پہلے کبھی نہ کی گئی ہو...... یہ سجدہ ایک ہفتہ کی مقدار تک کا ہو گا...... اللہ کی شان کریمی کو جوش آئے گا...... پھر آواز آئے گی...... آ پیارے! سر اٹھا مانگ...... عطا کرتا ہوں...... سوال کر...... پورا کرتا ہوں...... دعا کر...... قبول کرتا ہوں...... تمنا کر...... آرزو پوری کرتا ہوں...... دامن پھیلا بھرنا چاہتا ہوں...... مانگنا شروع کر...... دینا چاہتا ہوں...... سفارش کر قبول کرتا ہوں...... اشارہ کر جنت کے دروازے کھولتا ہوں...... خَیۡرٌ لَّکَ محمد یہ صرف تیرا حق ہے

آدمؑ سے عیسیٰؑ تک یہ کسی کو نہیں ملا...... یہ صرف آپ کا حق ہے

وَلَلۡاٰخِرَۃُ خَیۡرٌ لَّکَ مِنَ الۡاُوۡلٰی

آیئے...... محبوب...... یہ آپ کا حق ہے...... یہ ہے 'کَ' کا معنی...... یہ صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے اور کسی کی خصوصیت نہیں۔

رب کی عطا اور آپ ﷺ کی رضا:

صرف یہاں تک بس نہیں...... اللہ نے اس سے اگلی بات ایک اور انداز میں کہہ دی ...... فرمایا کہ محبوب ﷺ صرف اتنی بات نہیں...... کہ آخرت آپ کے لئے بہتر ہے......

آخرت کی باتیں تو آخرت میں ہونگی..... ہم نے تو دنیا میں آپ کے لئے یہ قانون بنایا ہے

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى

پیارے! تیرا رب آپ کو عنقریب اتنا دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے

يُعْطِيْكَ رَبُّكَ یہ علماء سے پوچھئے..... کہ حال اور استقبال کے دو معنی ہوتے ہیں..... یہ فعل مضارع ہے..... اللہ فرماتے ہیں..... محبوب ﷺ دے رہا ہوں..... دیتا رہوں گا..... تو لے رہا ہے..... لیتا رہے گا..... میں نے دنیا میں دیا ہے..... يُعْطِيْكَ ..... تو لے رہا ہے..... جس وقت سے یہ آیت اتری..... میں اس وقت سے دے رہا ہوں ..... پیارے تو لے رہا ہے..... میں دیتا رہوں گا..... تو لیتا رہے گا..... میں عطا کرتا رہوں گا..... تو قبول کرتا رہے گا..... صرف دنیا کی بات نہیں..... يُعْطِيْكَ ..... روضہ اطہر میں دوں گا..... محبوب ﷺ تو وصول کرے گا..... میں عطا کروں گا..... تو قبول کرے گا..... کل قیامت کے دن میدان محشر میں دوں گا..... محبوب ﷺ تو قبول کرے گا..... میں تجھے جنت میں عطا کروں گا تو قبول کرتا جائے گا۔

یہ جاہلوں کا عقیدہ غلط ہے..... کہ جو کچھ رب کے پاس تھا..... وہ محبوب ﷺ کو دے دیا..... اور رب چھٹی کر کے فارغ ہو گیا ہے..... بلکہ رب دیتے گئے..... محبوب ﷺ لیتے گئے..... یہ بات کھلی ہے..... کہ نہ اللہ کے خزانے میں کمی ہے..... نہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے میں کمی ہے..... کہ نبی ﷺ کہہ دے اللہ..... اب تو میرے پاس کوئی جگہ نہیں ہے..... میں کہاں تیرے خزانوں کو سمیٹوں..... اب مجھے نہ دے..... اللہ کے خزانے میں بھی کمی نہیں..... کہ رب کہہ دے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اب میرے پاس کچھ ہو..... تو میں تجھے دوں۔

يُعْطِيْكَ رَبُّكَ پیارے تیرا رب تجھے عطا کرے گا..... عطا کا معنی ہوتا ہے..... کہ ہدیہ ..... تحفے اور محبت میں کوئی چیز پیش کرنا..... عَطِيَّةً تُحْفَتًا ..... کوئی چیز دینا

دوسرا اعطا کا معنی ہوتا ہے...... یُعۡطِیۡكَ ...... یہ لے لیں...... پھر مانگو گے...... پھر دیں گے...... پھر مانگو گے...... پھر عطا کریں گے...... پھر سوال کرو گے...... پھر جواب دیں گے...... پھر سفارش کرو گے...... پھر قبول کریں گے...... محبوب ﷺ تو مانگتا جا...... میں عطا کرتا جاؤں گا...... تو دامن پھیلاتا جا...... میں بھرتا جاؤں گا...... تو طلب کرتا جا...... میں دیتا جاؤں تیرے لینے میں کمی آسکتی ہے...... میرے دینے میں کمی نہیں آسکتی۔

یُعۡطِیۡكَ دیتا رہا...... دے رہا ہوں...... دیتا رہوں گا...... دینے میں کوئی کمی نہیں...... اتنا دوں گا کہ فَتَرۡضٰی محبوب تو راضی ہو جائے گا......

اس کا تھوڑا سا ذوق کا معنی سمجھیں...... ایک معنی تو یہ ہے...... کہ محبوب یُعۡطِیۡكَ رَبُّكَ ...... اللہ آپ کو وہ چیزیں دیں گے جس پر آپ ﷺ راضی ہونگے...... کیا معنی محبوب جو تیری رضا ہے...... وہ میری رضا ہے...... جو تجھے پسند ہے...... وہ مجھے پسند ہے...... جو تیری پسند ہے...... وہ میری پسند ہے۔

یُعۡطِیۡكَ رَبُّكَ ...... تیرا رب تجھے عطا کرے گا یُعۡطِیۡكَ...... کا معنی یہ ہے کہ جو مانگو...... وہ دے گا...... ہاتھوں کو اکٹھا کر...... میں آسمانوں پر بادل جمع کروں گا...... محبوب ﷺ آپ چہرے پر ہاتھ پھیرنے نہیں پائیں گے ...... کہ میں آسمان سے بارش برسا دونگا...... محبوب آپ انگلی سے اشارہ کریں...... یُعۡطِیۡكَ ...... میں چاند کو ٹکڑے کر دوں گا...... یُعۡطِیۡكَ ...... آپ دعا مانگیں گے میں قبول کرلوں گا...... جلیبیب رضی اللہ عنہ کے چہرے پر آپ ﷺ ہاتھ پھیریں گے...... میں اس کو منور اور روشن کر دوں گا...... کعبہ کی چوکھٹ کو پکڑ کر مانگیں گے...... تو عمر رضی اللہ عنہ کو کلمہ پڑھا کر تیرے قدموں میں بھیج دوں گا۔

یُعۡطِیۡكَ ...... ہر وہ چیز دوں گا...... فَتَرۡضٰی ...... محبوب آپ راضی ہو جائیں گے غور کرنا آدم! یہ راتوں کو رو کیوں رہے ہو

رَبَّنَا ظَلَمۡنَآ اَنۡفُسَنَا

کہا......اسلئے کے اللہ راضی ہو جائے

نوحؑ ! یہ طوفان کے چکر میں کیوں ہو......کہا اسلئے کہ اللہ راضی ہو جائے

یونسؑ......مچھلی کے پیٹ میں کیوں......کہا اس لئے کہ اللہ راضی ہو جائے

یعقوبؑ......اتنی گریاوزاری کیوں......کہا اس لئے کہ اللہ راضی ہو جائے

خلیلؑ......آگ کی تنہائی میں کیوں......کہا اس لئے کہ اللہ راضی ہو جائے

کلیمؑ......راتوں کی تنہائی میں کیوں......کہا اسلئے کہ اللہ راضی ہو جائے

نبی کہے کہ رب راضی ہو

ولی کہے کہ رب راضی ہو

غوث کہے کہ رب راضی ہو جائے

قطب کہے کہ رب راضی ہو

ابدال کہے کہ اللہ تو راضی ہو

میں کہتا ہوں کہ اللہ راضی ہو جائے

آپ کہتے ہیں کہ اللہ راضی ہو

کہا میرے محبوب نے بھی یہی کہ اللہ تجھ کو راضی کرنا چاہتا ہوں

سب کہیں کہ رب راضی ہو

پوری کائنات میں تنہا محمد رسول اللہ ﷺ ہیں جسے رب کہتے ہیں

يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ

محمد سب مجھے راضی کرتے ہیں......اور میں تجھے راضی کرتا ہوں

يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ

ہر وہ چیز دینا چاہتا ہوں......جس پر آپ راضی ہوں

اللہ! یہ صدیق ؓ حجرہ اقدس میں کیوں سو گیا محبوب ﷺ جو راضی ہے

يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضىٰ

میں کیوں نہ سلا دوں

اللہ! یہ فاروق رضی اللہ عنہ کی تمنا کیسے بن گیا محبوب ﷺ جو راضی تھے

يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضىٰ

میں کیوں نہ تمنا پوری کروں

اللہ! یہ عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کیوں بن گئے محبوب ﷺ جو راضی تھے

يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضىٰ

میں کیوں نہ ذوالنورین بنادوں

اللہ! یہ علی المرتضیٰؓ چھ سال کا کھیلتا ہوا بچہ یہ نبوت کے دامن میں آکر حیدر کرار رضی اللہ عنہ کیسے بن گیا محبوب ﷺ جو راضی ہے

يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضىٰ

میں کیوں نہ عطا کر دوں

اللہ! یہ معاویہ رضی اللہ عنہ ابن ابی سفیانؓ اتنا بڑا سیاستدان کیسے بن گیا محبوب ﷺ جو راضی ہے

يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضىٰ

میں کیوں نہ سیاستدان بنادوں

محبوب ﷺ تو جس پے راضی میں اس پے راضی تو جس قبیلے پے راضی میں اس قبیلے پر راضی......تو جس یار پے راضی......میں اس یار پے راضی تھوڑا سا آگے چلیں

اللہ! یہ امداد اللہ مہاجر مکی کعبۃ اللہ میں بیٹھ کر اکتالیس سال تک یہ تصوف کے سبق کیوں پڑھا رہا ہے محبوب ﷺ جو راضی ہے۔

يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضىٰ

میں کیوں نہ وہاں بٹھا دوں

اللہ! یہ حسین احمد مدنی ؒ اٹھارہ سال تک روضہ رسول ﷺ کے سائے میں بیٹھ کر حدیث رسول ﷺ کیوں پڑھاتے رہے محبوب ﷺ جو راضی ہیں

يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى

میں کیوں نہ وہاں بٹھادوں

اللہ! یہ تبلیغی جماعت کا بوڑھا محدث شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ جنت البقیع میں کیوں سو گئے محبوب ﷺ جو راضی ہے

يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى

میں کیوں نہ جنت البقیع میں سلادوں

محبوب ﷺ جس پہ تو راضی ہے...... اس پہ میں راضی ہوں...... جو تیرا ہے...... وہ میرا ہے...... آج کے بعد میں فیصلہ کرتا ہوں

يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى

جو تیرے ہوں گے...... ان کو تیرے قدموں میں بھیجوں گا...... جو تیرے ہوں گے ...... ان کی تیری مراد بناؤں گا...... جو تیرے ہوں گے...... ان کو تیری دعا بناؤں گا...... جو تیرے ہونگے...... ان کو کلمہ پڑھاؤں گا...... جو تیرے ہونگے...... ان کو مکے میں بھجواؤں گا...... جو تیرے ہوں گے...... ان کو مدینے میں پہنچواؤں گا...... جو تیرے ہوں گے ان سے حرمین میں درس دلواؤں گا...... جو تیرے ہوں گے...... ان کو جنت المعلی اور جنت البقیع میں سلواؤں گا

يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى

محمد میں جو تیرا نہیں آج کے بعد اس کے بارے میں یہ فیصلہ ہے کہ اس کو دور ہٹاؤں گا ...... جو تیرا نہیں مکہ اور مدینے سے نکلوا کر...... جدہ میں ان کی تصویریں لگواؤں گا جو تیرا نہیں...... اس کمینے کو کتے کی موت مرواؤں گا...... اس کی لاش کو زمین پر پھینکواؤں

گا......اس کے کفن کو تار تار کرواؤں گا...... جہنم کا ایندھن بنواؤں گا...... اسکی قبر پر دھماکے کرواؤں گا

یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضیٰ

محمد میں فیصلہ کرتا ہوں جو تیرے پیارے ہیں وہ تیرے قدموں میں آئیں گے جو تیرے دشمن ہیں......ان کو دھکے دیکر نکال دیا جائے گا۔

قبلہ کی تبدیلی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا:

یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضیٰ تیرا ہر پیارا تیرے پاس پہنچواؤں گا...... جس پے تو راضی اس پے میں راضی یہ میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا ہوں...... علماء بیٹھے ہیں ان اکابرین سے پوچھئے۔

جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے ...... مدینہ طیبہ میں حکم یہ تھا کہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھیں...... مدینہ میں آج بھی وہ مسجد موجود ہے جس کا نام ہے...... مسجد قبلتین ...... اس مسجد میں دو محراب ہیں ایک محراب تو اب موجود ہے دوسرا محراب جو پہلے تھا اس کو بند کر کے اس کا صرف نشان دیا ہوا ہے۔

آقا ﷺ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہے تھے...... صحابہ رضی اللہ عنہم سارے کے سارے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے کھڑے ہیں...... آقا نماز پڑھا رہے ہیں...... نماز کے دوران یہ خیال آیا...... دل میں بات آئی کہ اللہ! مکہ سے نکال دیا...... بیت اللہ دور کر دیا...... عرش والا میرے دادا ابراہیم کا مرکز بیت اللہ ہی تو تھا...... اس کی طرف منہ کر کے دل کو تسلی دیا کرتا تھا...... آج اس سے بھی منہ ہٹا کر بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا رہا ہوں...... صرف اتنا دل میں خیال آیا...... مفسرین نے لکھا ہے کہ خیال پیغمبر ﷺ کے ذہن میں جو آیا...... تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان کی طرف چہرہ اٹھا دیا...... قرآن

کہتا ہے

قَدۡ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجۡهِكَ فِی السَّمَآءِ

محبوب ﷺ ہم دیکھتے ہیں...... کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ نماز میں آسمان کی طرف اٹھا ہے...... میں اور آپ آسمان کی طرف دیکھیں گے...... تو مولوی کہے گا کہ تیری نماز مکروہ ہوگئی ہے...... مفتی کہے گا...... کہ تیری نماز ضائع ہوگئی ہے...... مجتہد کہے گا کہ دوبارہ نماز پڑھو...... رب کہتا ہے

قَدۡ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجۡهِكَ فِی السَّمَآء

محبوب ﷺ ہم یہ دیکھتے ہیں...... کہ آپ کا چہرہ نماز کی حالت میں آسمان کی طرف اٹھا ہے...... پھر ہم نے بھی فیصلہ کیا ہے

فَلَنُوَلِّیَنَّكَ قِبۡلَةً تَرۡضٰهَا

محمد اگر تجھے کعبہ پسند ہے...... بیت اللہ پسند ہے...... وہ ہماری پسند ہی ہے

دوستو! رب بھی دو رکعت کا انتظار نہیں کرتے...... کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سلام پھیر حکم دوں گا...... محبوب ﷺ اگر نماز میں تیری توجہ آسمان کی طرف اٹھتی ہے...... میری طرف دیہان کیا ہے تو میں بھی نماز میں حکم دیتا ہوں

فَلَنُوَلِّیَنَّكَ قِبۡلَةً تَرۡضٰهَا

نماز کی حالت میں رخ پھیر لیجئے...... محبوب ﷺ نے نماز میں رخ پھیر لیا۔

قبلہ کی تبدیلی میں صحابہ ﷺ کا امتحان:

یہاں پر ایک بات کہتا ہوں آقا صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ سے چل کر آتے ہیں...... پوری مسجد کے اندر چکر لگایا ہے...... صحابہ ﷺ کا پورا مجمع پیچھے کھڑا ہے...... آج میں ایک قدم آگے چلوں...... تو مجھے لوگ جھڑک دیں گے...... مولوی تیری نماز ضائع ہوگئی...... امام

صاحب نماز میں کیا شرارت کر دی...... علامہ صاحب آپکی نماز کی ضرورت نہیں ہے
آپ کیسی نمازیں پڑھاتے ہیں۔
پیغمبر ﷺ نماز میں چل کر دوسری جگہ تشریف لائے...... صدیق رضی اللہ عنہ نہیں بولا
......فاروق رضی اللہ عنہ نہیں بولا...... حیدر رضی اللہ عنہ نہیں بولا...... طلحہ رضی اللہ عنہ نہیں بولا...... زبیر رضی اللہ عنہ نہیں بولا
......بلکہ رب نے اس تحویل قبلہ میں پیغمبر ﷺ کی تمنا سے بڑھ کر صحابہ رضی اللہ عنہم کی محبت کا امتحان
لیا...... کہ نبی ﷺ کے پیچھے ٹھہرتے ہیں...... یا ساتھ چلتے ہیں...... یا نماز چھوڑ دیتے
ہیں...... اللہ نے امتحان لیکر بتایا ...... کہ......

قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِی السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّیَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا

سارے کے سارے یار پیچھے رخ پھیر لیتے ہیں...... کسی نے نہیں کہا...... کہ محبوب ﷺ
نماز کی حالت ہے...... کسی نے نہیں کہا...... کہ آپ کس طرف جا رہے ہیں...... کسی نے نہیں
کہا...... کہ ہماری نمازوں کا کیا ہوگا...... کسی نہیں کہا...... کہ پہلے تیرہ مہینوں کا کیا ہوگا...... کسی
نے نہیں کہا...... کہ آج تک کی عبادت کا کیا ہوگا...... اس لئے کہ پیغمبر ﷺ کے یاروں کا
عقیدہ یہ تھا...... کہ ہم کیا جانیں...... کہ بیت اللہ کیا ہے...... ہم کیا جانیں کہ بیت المقدس کیا
ہے...... ہمارا قبلہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں...... جدھر ان کا رخ ادھر ہمارا رخ
......پیغمبر ﷺ کا اب تک چہرہ بیت المقدس کی طرف تھا...... ہمارا رخ بھی اس طرف تھا......
محبوب ﷺ آپ نماز میں چہرہ پھیر لیں...... ہم بھی نماز میں رخ پھیر لیں گے...... اسلئے کہ
صحابہ رضی اللہ عنہم کو جتنا نبوت ﷺ پر اعتماد ہے...... اتنا کسی پر نہیں...... یہاں ہر صحابی کے عشق کا
بھی امتحان تھا...... دیکھنا چاہتے تھے...... کہ کوئی یار پھسلتا تو نہیں...... اس لئے قرآن نے کہا

اِمْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰی

دلوں کا امتحان ہے...... دلوں کا امتحان کیوں ہے...... اسلئے کے منافق جب آئیں
گے...... تو کہیں گے صحابہ رضی اللہ عنہم اوپر اوپر سے کلمہ پڑھتے تھے...... اندر سے نہیں مانتے تھے

آج کل بھی لوگ کہتے ہیں ...... کہ تقریر مولوی صاحب نے بڑی اچھی کی ہے ...... سیرت کی باتیں کی ہیں ...... لیکن یہ اوپر اوپر سے کہتے ہیں۔

ٹھیک ہے کہ مولانا اجمل خان" کے بیٹے نے بڑے خوبصورت انداز میں وعظ کیا ہے ...... اسوہ رسول ﷺ پر کتنی بہترین باتیں کہیں ...... فلاں خُطیب صاحب نے کتنی اچھی باتیں کہیں ...... لیکن ہیں یہ وہابی ...... اوپر اوپر سے کہتے ہیں ...... یہ ہمیں معلوم نہیں ...... کہ ان کے پاس کونسی کسوٹی ہے ...... جس سے یہ جائزہ لیتے ہیں کہ اندر کی بات نہیں ...... بلکہ اوپر اوپر سے کہتے ہیں

ہر وہ چیز مجھے پسند جو محبوب ﷺ تجھے پسند:

ایک بات سمجھیں ...... ساری کائنات کہتی ہے ...... کہ اللہ راضی ہو ...... پوری کائنات میں صرف ایک محبوب ﷺ ہیں ...... جن سے رب کہتا ہے کہ آپ کی رضا کیا ہے ...... وہ صرف محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ...... کہتے محبوب ﷺ بھی یہی ہیں ...... کہ اللہ راضی ہو

اگر آپ توجہ کریں ...... تو میں ایک بات کہنا چاہتا ہوں ...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق ؓ کے درمیان فرق کتنا ہوگا ...... ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاءؑ کے برابر کا صدیق یہاں محبوب ﷺ وہاں (اوپر درمیان میں انبیاءؑ کے درجات ہونگے۔

اللہ قیامت کے دن محبوب ﷺ سے کہیں گے جنت میں سب جنتیوں سے کہا جائے گا ...... مانگو جو چاہو گے ...... وہ عطا کریں گے ...... ہم سے بھی پوچھا جائے گا ...... کہ کوئی چیز مانگتے ہو ...... تو مانگو ...... جنتی کہیں گے ...... کہ اے اللہ ساری چیزیں تو تو نے دے دی ہیں ...... اب کیا مانگیں ...... اس وقت اللہ کہیں گے ...... کہ میں بہت کچھ دینا چاہتا ہوں ...... کچھ مانگو ...... جنتی کہیں گے ...... مولیٰ! ہمیں سمجھ نہیں آتی کہ کیا چیز مانگیں ...... اللہ فرمائیں گے کہ دنیا میں جن خطیبوں کے پیچھے تم جمعہ پڑھتے تھے ...... اپنے ان اماموں سے جا کر پوچھو کہ رب سے کیا مانگیں۔

گورنر صاحب! یہ جولوٹے اور تسبیاں ہمیں بتاتے ہو یہ شلوار اوپر کرنے کا مذاق اڑاتے ہو (نوٹ منظور الاسلامیہ کے جلسہ میں اس وقت کے گورنر اظہر نے کچھ ایسی باتیں کی تھیں) اظہر سوچو! اتنا خیال کرو کہ یہ اہل علم وہ لوگ ہیں...... کہ نہ دنیا میں ان کے بغیر گزارہ ہے ......نہ جنت میں ان کے بغیر گزارہ ہے...... جنت میں بھی انہی علماء کی ضرورت ہو گی...... پھر ان کے پاس جائیں گے...... گورنر بھی آئے گا...... ملک کا وزیر اعظم بھی آئے گا...... صدر بھی آئے گا۔

مولانا عبداللہ صاحب اسلام آباد میں ہم آپ کے پیچھے جمعہ پڑھتے تھے (مولانا عبداللہ ۷ اکتوبر ۹۸ء کو اسلام آباد میں شہید کر دیے گئے) بتایئے ہم رب سے کیا مانگیں اگر جنت میں گئے تو کیوں...... یہ تو اللہ کے اختیار میں ہے کہ کس کو بھیجے وہاں پر بھی ان علماء کے بغیر گزارہ نہیں...... پیدا ہوں تو مولوی کے بغیر گزارہ نہیں...... جوان ہوں تو مولوی کے بغیر گزارہ نہیں...... نکاح تمہارا کیسے ہو گا...... مرو تو مولوی کے بغیر گزارہ نہیں...... قبر میں جاؤ...... تو مولوی کے بغیر گزارہ نہیں...... جنت میں بھی ان علماء کے بغیر گزارہ نہیں...... جن کا آج تم مذاق اڑاتے ہو۔

یہ علماء وہ لوگ ہیں وہ ہستیاں ہیں اللہ کی قسم ان کے بغیر انسان کی زندگی ادھوری ہے......

جنت میں اللہ فرمائیں گے کہ جاؤ اپنے اپنے علماء سے پوچھو سو لوگ وہاں سے اپنے علماء کے پاس آئیں گے...... مولانا اجمل خان صاحب ہم آپ کے پیچھے جمعہ پڑھتے تھے ......بتائیں اب ہم اللہ سے کیا مانگیں...... مولانا اجمل قادری صاحب ہم آپ کے پیچھے جمعہ پڑھتے تھے...... پیر جی آپ بتائیں اب ہم رب سے کیا مانگیں...... یہ تو آپ کو وہاں بتائیں گے۔

آپ میرے پیچھے جمعہ نہیں پڑھتے...... اس لئے میں آپ کو یہاں بتا دیتا ہوں...... بتا دوں یا ان کے حوالے کر دوں؟ (بتا دیں) علماء بتائیں گے...... اللہ سے اللہ کا دیدار مانگو

<u>اللہ! بن دیکھے سر سجدے میں رکھ کر کہا تھا...... تجھے دیکھے بغیر تیری عظمتوں کا اعتراف کیا</u>

تھا...... تیری ذات پر یقین کیا تھا...... دیکھے بغیر تیری وحدانیت پر یقین رکھا تھا...... اللہ تجھے بغیر دیکھے سر سجدے میں ڈال کر تیری عظمتوں کا اعتراف کیا تھا...... مولیٰ تیرے عشق و محبت میں اتنے لمبے لمبے سجدے کیئے...... کہ راتیں بیت جایا کرتی تھیں...... تو اللہ نے بھی محبوب ﷺ کو کہا...... محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیرے یاروں کے سجدے میں تو روزانہ دیکھتا ہوں...... تو بھی ذرا غور سے دیکھ کہ یہ رکوع کیسے کرتے ہیں...... سجدے کیسے کرتے ہیں...... اللہ یہ سب سجدے رکوع تیرے نبی ﷺ کی زبان پر یقین کرتے ہوئے تجھے بن دیکھے ہم نے کیئے تھے

دل میں تو آتا ہے مگر نظر میں نہیں آتا

بس جان گئے ہم تیری پہچان یہی ہے

اللہ اب تو دیدار کروا دے...... اللہ وہاں دیدار کا ایک وقت متعین کریں گے...... علماء نے لکھا ہے...... کہ وہ وقت ایسا ہوگا...... جیسے دنیا میں جمعہ کا وقت ہوتا ہے

وہ شخص جو جمعہ کے دن...... خطیب کے جتنا قریب بیٹھ کر اسکا وعظ سنتا ہے...... قیامت کے دن اللہ کے اتنا قریب ہو کر دیدار کر سکے گا...... جو لوگ آتے اس وقت ہیں...... جب امام صاحب پہلی رکعت شروع کرتے ہیں...... وہ اپنے متعلق خود فیصلہ کریں میں ان کے بارے میں کچھ نہیں کہتا...... ہنسنے کی بات نہیں۔

توجہ کریں...... یہ جو آپ خطبہ سنتے ہیں...... بعض لوگ سر نیچے کر کے گردن جھکا کر بیٹھ جاتے ہیں...... اصول یہ ہے...... کہ واعظ یا خطیب جب وعظ کرے...... خطبہ دے بیان کرے...... تو سامعین اسکی نظروں میں نظریں ملائیں...... اور واعظ ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرے...... آنکھیں بند کر کے وعظ نہیں کرنا چاہیے...... (قاری حنیف صاحب ملتانی تو مجبور ہیں) دوسرے لوگ آنکھیں بند کر کے تقریر نہ کیا کریں...... بلکہ آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کیا کریں...... جب یہاں ایک دوسرے کو دیکھ لیں گے...... تو قیامت کے دن اللہ کی ذات اور اسکی تجلی کا دیدار کرنے میں کوئی پریشانی نہیں

ہوگی...... جمعہ کا وقت متعین ہوگا...... وہاں ساری انسانیت جمع ہوگی...... اور اللہ کا دیدار کرے گی تو سب لوگ اللہ کا دیدار مانگیں گے...... لیکن سب اللہ کی ذات کے جلوے دیکھ رہے ہونگے...... محبوب ﷺ اللہ کا دیدار نہیں مانگیں گے...... لیکن حضور اللہ کی ذات کے جلوے دیکھ رہے ہونگے...... محبوب ﷺ اللہ کا دیدار نہیں مانگیں گے حضور کیا مانگیں گے اللہ کہیں گے محبوب یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی وعدہ پورا کرتا ہوں...... مانگئے جو کچھ مانگنا ہے میں دینا چاہتا...... یہ دنیا میں کہا تھا...... میں تو سب کو دے رہا ہوں...... آپ کو بھی دیتا ہوں

حضور ﷺ صدیق رضی اللہ عنہ کو مانگیں گے:

غور کریں وہ بات کیا ہے جو حضور ﷺ نے مانگی، محبوب ﷺ کہیں گے اللہ! میرا ایک یار ایسا بھی تھا...... جس نے سب سے پہلے کلمہ پڑھا تھا...... میرے سفر کا ساتھی...... میرے حضر کا ساتھی...... میرا احد و بدر کا ساتھی...... میرا حنین و خیبر کا ساتھی...... میری زندگی کے ایک اک موڑ کا ساتھی...... میری پریشانیوں کا ساتھی...... میرے گھر کا ساتھی...... میری مشکلات کا ساتھی...... جس نے مجھ پر سب سے زیادہ قربانیاں پیش کی تھیں...... مال قربان کیا تھا...... اللہ! اس نے مجھے تنہا نہ چھوڑا...... حتی کہ میری قبر کا ساتھی...... میں وہاں بھی اکیلا نہیں تھا...... وہ میرا محشر کا ساتھی...... میں وہاں بھی اکیلا نہیں تھا...... حوض کوثر کا ساتھی...... میں وہاں بھی اکیلا نہیں تھا...... وہ میرا جنت کا ساتھی...... اب وہ میرا جنت کا ساتھی...... میں وہاں بھی اکیلا نہیں تھا...... درجات وطبقات جو تو نے عطا کئے ہیں...... اب وہ ساتھی انبیاءؑ سے نیچے...... میں ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کے اوپر ہوں اللہ! اس نے دکھے وقت میرا ساتھ نہیں چھوڑا...... آج میں محمد جنت میں اسکی جدائی برداشت نہیں کرتا...... تیرا وعدہ

یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی

آج تجھ سے کوئی چیز مانگتا ہوں ......وہ یہ ہے ......کہ ابوبکر ﷜ مجھے عطا کردے......صدیق ﷜ کی جدائی مجھ سے برداشت نہیں ......یا ان کو میرے پاس بھیج دے یا مجھے اس کے پاس بھیج دے...... اب ذرا توجہ کریں......اللہ کہیں گے محبوب ﷺ آپ کو نیچے بھیجوں تو یہ انصاف کے خلاف ہے......صدیق ﷜ کو اوپر بھیج دوں......تو فضل کے مطابق ہے......اب ایک سوال آپ کے ذہن میں کھٹک رہا ہوگا......صبح لوگ بھی کہیں گے......کہ مولوی نے حضرت ابوبکر ﷜ کی اتنی تعریف بیان کی......کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاءؑ نیچے رہ گئے......لوگ کہیں گے......جب ذہن میں بات آئے گی ......تو کہیں گے......اس کا جواب دیتا ہوں...... میں ایک غریب بندہ ہوں ......میں ایک غریب آدمی ہوں......میری جھونپڑی یہاں ہے......میرا ایک دوست ہے...... اللہ نے اس کو بڑی دولت وعظمت دی ہے......یہ اسی مکان میں پانچویں چھٹی منزل کچھ اور لوگوں کی ہیں ......اور وہاں بیٹھا ہے...... میں یہاں بیٹھا ہوں درمیان کی منزل پہ بیٹھا ہے......اس نے مجھے کہا آپ نیچے اکیلے کیا کر رہے ہو......آؤ میرے پاس وہاں اوپر چلو......وہاں چل کے بیٹھیں ......اگر میں یہاں سے اٹھ کر اپنے دوست کے پاس اوپر چلا جاؤں......اس کے پاس بیٹھ کر وقت گزاروں......تو کیا خیال ہے......کہ جو درمیان والے لوگ ہیں......ان کو یہ حق حاصل ہے......کہ یہ اعتراض کریں کہ یہ اوپر کیوں گیا (نہیں)......کیوں......اسلئے کہ اس کا اصل مقام یہی ہے......کہ یہ نچلی منزل پر رہے......اس کی اوپر والی منزل نہیں ہے ......یہ وہاں اوپر گیا ہے......تو محبوب ﷺ کے صدقے گیا ہے......پیغمبر ﷺ کے قرب کی وجہ سے گیا ہے......اسلئے وہ اس کا مقام نہیں ......یہ وہاں اس نسبت اور یاری میں گیا ہے......، یہ اس تعلق داری میں گیا ہے......کہ دنیا میں اس نے مصطفیٰ ﷺ کو نہیں چھوڑا...... جنت میں محبوب اسے نہیں چھوڑ رہے

محبوب ﷺ آپ جو مانگیں گے ہم وہ عطا کریں گے، پورے قرآن میں ایک تنہا صدیق رضی اللہ عنہ ہے جس کو قرآن نے یہ کہا

وَلَسَوْفَ يَرْضٰى

یہ سورۃ الضحیٰ میں نے آپ کے سامنے پڑھی ہے اس سے پہلی سورت کونسی ہے (واللیل)

فضائل صدیق رضی اللہ عنہ:

مفسرین نے لکھا ہے..... کہ سورۃ الضحیٰ کا ایک نام سورۃ فضائل الرسول ﷺ ہے.....، اور سورۃ واللیل کا ایک نام سورت فضائل صدیق رضی اللہ عنہ ہے..... سورۃ الضحیٰ میں فضائل نبی ﷺ ہیں..... سورۃ واللیل میں فضائل ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں..... توجہ کرنا..... صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل کو پڑھ لینے دو..... اسوقت تک نبوت کی فضیلت کو نہیں پڑھ سکتے..... اسلئے پہلے فضائل ابوبکر رضی اللہ عنہ پھر فضائل نبوت ﷺ ..... پھر توجہ کرنا..... ان دونوں میں بہت سی باتیں ہیں..... جو ایک دوسرے پر منطبق ہیں..... ایک بات جو آخری میں کہہ رہا ہوں..... وہ یہ کہو

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى

وہاں (واللیل میں) اللہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا..... وَلَسَوْفَ يَرْضٰى اللہ کہتے ہیں..... ہم اپنے بندے کو راضی کریں گے..... یہاں لوگ کہتے ہیں..... اللہ راضی ہو..... وہاں وہ کہے گا..... ابوبکر رضی اللہ عنہ تو راضی ہو..... یا محبوب ﷺ سے کہا جائے گا..... پیارے تو راضی ہو..... یا صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا جاتا ہے..... کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ تو راضی ہو..... علماء نے لکھا ہے کہ غزوہ تبوک کے موقع پر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چندہ مانگا..... تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سب کچھ پیش کر دیا..... میں اس قصہ کو نہیں دہرانا چاہتا..... حتیٰ کہ گھر کی سوئی اور دھاگہ بھی

اٹھا کر پیش کر دیا.....لکھا ہے کہ دیواروں پر ہاتھ مار رہے تھے.....کسی نے پوچھا.....ابوبکر ﷺ! کیا کر رہے ہو.....فرمایا اپنے مکان کا سامان تلاش کر رہا ہوں.....سوئی اور دھاگہ تلاش کر رہا ہوں.....کہ وہ بھی اٹھا کر نبوت کے قدموں میں جا کر رکھ دوں.....جب سارا سامان لا کر رکھا.....سامان تھوڑا تھا.....حضور ﷺ نے پوچھا.....صدیق کیا لائے ہو.....؟ کہا محبوب.....اسوقت جو تھا سب کچھ میں نے لا کر دے دیا ہے.....عمر کتنا لائے اور کتنا چھوڑ آئے.....! آدھا لایا ہوں آدھا چھوڑ آیا ہوں.....عثمان کتنا لائے کتنا چھوڑ آئے!.....محبوب اتنا لایا ہوں.....ہر ایک اپنے اپنے حصے کے بقدر لایا.....ابوبکر سارے گھر کا گھر لے آیا.....ابوبکر نے اپنے کپڑے اتارے.....، جلال الدین سیوطی ؒ نے تاریخ الخلفاء میں لکھا ہے، کپڑے اتار کر رکھے اور ٹاٹ اور بوریا کا لباس پہنا.....جب وہ پہن کر حضور ﷺ کے دربار میں آئے.....ابھی آ کر بیٹھے ہی تھے کہ جبرائیلؑ آئے.....حضور ﷺ نے حضرت جبرائیل کی طرف دیکھ کر فرمایا.....جبرائیلؑ!.....یہ کیا لباس ہے.....جو تم نے پہنا ہے.....کہا محبوب ﷺ..... مجھے نہ دیکھیں.....آسمان کی طرف نظر اٹھائیں.....حضور ﷺ فرماتے ہیں.....کہ میں نے آسمان کی طرف دیکھا.....تو جتنے فرشتے تھے.....سارے کے سارے صدیق کے لباس میں تھے.....جبرائیلؑ یہ کیا منظر ہے! عرض کی.....یا رسول اللہ ﷺ.....ابوبکر ؓ کی ادا قدرت کو اتنی پسند آئی ہے.....کہ اللہ نے قانون بنا دیا ہے.....کہ تمام فرشتے اسوقت تک یہی لباس پہنیں.....جب تک ابوبکر ؓ کے جسم پر یہ لباس ہے.....صرف یہاں تک نہیں آگے جبرائیلؑ نے جو بات کہی.....میں وہ کہنا چاہتا ہوں.....کہا کہ آقا.....اللہ کہتے ہیں.....کہ میرے محبوب سے کہو.....کہ اپنے یار ابوبکر ؓ.....کو مجھ رب کا سلام کہہ دے.....(سبحان اللہ) یہ بڑا مقام ہے.....صدیق ؓ تیرے تقدس و عظمت کا کیا عالم ہوگا.....جب خدا.....جبرائیلؑ کو کہے.....کہ تو میرے محبوب ﷺ کو کہہ.....جبرائیلؑ تو نہ سلام پیش کر.....مصطفی ﷺ کو کہو.....کہ محبوب سلام پیش

کرے.....اس لئے کہ جس یار کے لئے صدیق ﷛ سب کچھ پیش کر رہا ہے.....سلام بھی وہی پیش کرے.....اس کی وساطت سے اللہ سلام پیش کرتے ہیں..... جب سلام دیا گیا..... کہ ابوبکر ﷛ آپ کو اللہ سلام دیتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں..... کہ صدیق کیا حال ہے.....جس حال پر ہو.....اس حال پر مجھ سے راضی ہو.....اس حال میں ہو..... کہ اب آپ کے وجود پر کپڑے بھی پورے نہیں.....ٹاٹ اور بوریا کا لباس پہنا ہوا ہے.....جس پر کپڑے بھی مکمل نہیں.....صدیق ﷛ اس حال میں تو اللہ سے راضی ہے..... سمجھانے کیلئے اس کی چھوٹی سی میں مثال دیتا ہوں..... کسی کی محبت میں جان دی..... مال دیا.....اولاد دی..... مال لٹا دیا.....حتی کہ اپنے جسم کے کپڑے بھی اتار دیئے.....ٹاٹ اور بوریا کا لباس پہن کر عاشق باہر دروازے پر بیٹھا ہو.....پھر وہاں سے اس کا محبوب گذرے.....اس نے اپنے عاشق کی حالت زار کو دیکھ کر کہا.....کیا حال ہے.....! خوش ہو.....یوں کہہ دے.....کیا حال ہے.....ٹھیک ہو.....یقیناً اس عاشق کا سینہ کھل جاتا ہے..... کہ جس کی محبت میں اتنے صدمے سہے.....آج اس نے مجھ سے پوچھ تو لیا ہے.....

صدیق ﷛ ! تیری اس وقت کیا کیفیت ہوگی.....اللہ اکبر! کلمہ پڑھ کر چالیس ہزار پیش کیا.....ہجرت کے وقت پانچ ہزار لیکر چلا..... جب غزوہ تبوک آیا..... گھر کا گھر لے آیا.....اور دنیا سے رخصت ہوئے.....تو کفن بھی پرانا پہنا ہے..... جب سب کچھ پیش کیا..... ٹاٹ اور بوریا کا لباس پہن کر نبوت کے دربار میں آکر بیٹھا..... اللہ نے کہا محبوب ﷺ اب تم خود پوچھو..... کہ ابوبکر ﷛ کیا حال ہے.....رب سے راضی ہو.....اس حال میں کہ اللہ تجھ سے خوش ہے.....صدیق ﷛ تڑپ اٹھے.....کہا آقا ﷺ جبرائیل ؑ کو کہیے میرے رب کو میرا سلام کہہ دیں.....اور کہیں اللہ تو نے کم امتحان لیا ہے..... ابوبکر ﷛ کہتا ہے.....اور آزما میں تب بھی راضی ہوں

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى

اپنی والدہ کے جنازے کیساتھ روتے ہوئے جا رہا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں...... کہ مجھے وہ منظر بھی یاد ہے...... کہ جب میری والدہ دنیا سے رخصت ہو رہی تھیں...... میں سرہانے بیٹھ کر نزع کے عالم کو دیکھ رہا تھا......

اماں رخصت ہو گئی...... اللہ کو کوئی سہارا پسند نہ آیا...... محبوب ﷺ کو بے سہارا کر دیا...... تا کہ صرف ایک اللہ کی ذات کا سہارا رہے۔

جب حضور اکرم ﷺ مدینے سے واپس آئے ......انہیں ام ایمن اٹھا کر مکہ المکرمہ لائیں...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبدالمطلب پہاڑ پر کھڑے ہو کر انتظار کر رہے تھے...... آنے والے لوگوں سے پوچھتے قافلے والو......! قبیلے والو......! میرا یتیم پوتا محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی گیا ہے......؟ اس کی آمد کی اطلاع دو...... میری بیوہ بہو آمنہ مدینے گئی ہے...... اس کی آمد کی اطلاع دو...... لوگ کہتے ہمیں کوئی پتہ نہیں...... اچانک نظر پڑی...... کہ ایک عورت ایک بچے کو اٹھا کر آ رہی ہے...... سورج کی چمکتی ہوئی کرنیں اس کے چہرے پر پڑتی ہیں...... حسن اتنا ہے...... کہ والضحیٰ خدا کی قسم سورج شرمندہ ہے...... چہرے پر غم کے آثار اتنے ہیں...... کہ دیکھ کر برداشت نہیں ہوتے۔

بچہ قریب آیا...... تو حضرت عبدالمطلب نے پوچھا ام ایمن......! اکیلی آئی بچے کو لائی......؟ آمنہ کہاں ہے...... محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اس کی امی آمنہ کہاں ہے......؟ اتنا جملہ کہا...... تو ام ایمن کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے...... کہا عبدالمطلب اللہ کی رضا پر راضی ہو...... جہاں عبداللہ، اللہ کو پیارا ہو چکا ہے...... وہاں آمنہ بھی اللہ کو پیاری ہو چکی ہے...... محمد صلی اللہ علیہ وسلم یتیم ہو چکا ہے۔

حضرت عبدالمطلب نے آپ کو اٹھا کر سینے سے لگایا...... پیشانی کو چوما...... اور کہا محمد بیٹے...... پتہ نہیں میری زندگی کے کتنے دن باقی ہیں...... خدا تیری عظمتوں کو چار چاند لگائے...... یقیناً غیب سے آواز آئی ہوگی۔

اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَاٰوٰى

نہ گھبرا محمد تو نے مخلوق کے سہارے پر نہیں رہنا...... اللہ کے سہارے پر رہنا ہے...... توجہ کرنا...... وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى

اس آیت کا ترجمہ میں اسلئے کرنا چاہتا ہوں...... کہ لوگ ہمارے خلاف بڑا پروپیگنڈا کرتے ہیں...... بدزبانی کرتے ہیں...... کہتے ہیں...... کہ علماء دیوبند...... توہین نبوت ﷺ کرتے ہیں...... ہم کوئی اپنی صفائی پیش نہیں کر رہے...... بلکہ میں کہنا...... یہ چاہتا ہوں...... کہ جو مقام نبوت جو ہمارے اکابر نے بیان کیا ہے...... وہ دنیا میں کسی اور نے بیان نہیں کیا یہ فرق ضرور ہے...... کہ لوگ جو اکابرین تھے...... خیر القرون میں نبی ﷺ کے قریب کے زمانہ میں آئے...... ہمارے اکابر آخر زمانے میں آئے...... لیکن علمی ترقیوں کے لحاظ سے علمی تحقیق کے لحاظ سے...... یہ ان سے کم نہیں ہیں...... اللہ نے ان کو بڑا مقام دیا ہے

وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى

...... اس آیت کا پہلے شان نزول سمجھیں...... پھر اس کا ترجمہ سمجھیں......

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر سات سال تھی...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابھی بچے تھے...... سات سال کی عمر میں کھیلتے ہوئے مکۃ المکرمہ سے باہر پہاڑوں پر چلے گئے...... آدمی ریت کے ٹیلوں میں یا پہاڑوں میں جائے...... تو بعض ایسی جگہیں ہوتی ہیں...... کہ جہاں قدموں کے آثار اور نشان باقی نہیں رہتے...... پتہ نہیں چلتا...... کہ میں واپس کیسے آؤں......؟

پیغمبر ﷺ اور ابو جہل اونٹنی پر سوار:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک جگہ پہاڑی پر جا کر بیٹھ گئے...... گھر آنے کا راستہ بھول گئے میری بات پر غور کریں گے...... تو اس آیت کا ترجمہ سمجھ آئے گا۔

اللہ کے نبی ﷺ پہاڑی پر تشریف فرما تھے...... کہ اچانک ابو جہل آیا...... اور ایک اونٹنی پر

ابو لہب نے

سوار تھا......اس نے دیکھ کر کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم خیر ہے......؟ تم یہاں اکیلے کیسے بیٹھے ہو......آؤ میں تمہیں گھر لے چلوں......اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اٹھایا......اونٹنی کو بٹھایا......محبوب ﷺ سے کہا......کہ میرے ساتھ اونٹنی پر بیٹھ جاؤ......آپ اونٹنی پر پیچھے بیٹھے ......اس نے اونٹنی کو اٹھایا......تو وہ نہ اٹھی......چلایا تو نہ چلی......حتیٰ کہ اس نے زور سے اونٹنی کو چابک مار کر کہا......کیا مصیبت ہے تو چلتی نہیں......جب اتنا کہا تو ہاتف غیبی نے ایک آواز دی:......اوئے ظالم......اس کو اپنے پیچھے بیٹھاتے ہو......جس کو خدا نے ایک لاکھ چوبیس ہزار کے آگے کھڑا کرنا ہے۔

حیا کر......کیا کر رہا ہے......ابو جہل نے حضور ﷺ کو اٹھایا......اور اپنے سامنے بٹھایا ......اونٹنی ایک دم اٹھی اور چل پڑی......اللہ نے اس موقع کی طرف اشارہ کر کے کہا

وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى

محبوب ﷺ یاد ہے! راستہ گم کر کے مکہ کے پہاڑوں میں کھو گئے تھے......واپس آنے کا پتہ نہیں چلتا تھا

وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى

اس وقت مجھ رب کی غیرت نے اتنا برداشت نہ کیا......کہ دشمن ابو جہل کی پشت کی طرف بیٹھ کر آپ آئیں ......میں نے اسوقت بھی پیارے تجھے آگے بٹھایا......ہادی بنایا......رہبر بنایا......آگے بٹھا کر لے آیا......جس رب نے تجھے سات سال کی عمر میں تنہا نہیں چھوڑا۔

مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى

کافر غلط کہتے ہیں......میں نے آپ کو چھوڑا ابھی نہیں......تعلق توڑا ابھی نہیں

وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى

اس آیت کا دوسرا ترجمہ ہے......اے پیغمبر ﷺ ہم نے آپ کو بھیجا......تو گمراہی کے دور

ہیں ہے......جس زمانہ میں حضور ﷺ تشریف لائے۔

شرابیں پی جاتی تھیں

زنا......ہوتے تھے

عیاشیاں ہوتی تھیں

بیٹا ماں سے کہتا تھا......امی ہم نے باپ کی ساری جائیداد تقسیم کی ہے......تو ہماری ماں ہے......ہم نے تجھے نہیں تقسیم کیا......؟ ماں کہتی غیرت کر میں تیری ماں ہوں...... بیٹا کہتا ہے ماں ہے......تو کیا ہوا......؟ باپ کی جائیداد تو ہے...... پانچ پانچ بیٹے ماں کے ساتھ زنا کرتے تھے......ماں کو میراث کے طور پر تقسیم کیا جاتا تھا......

بیٹیوں کو زندہ درگور کیا جاتا تھا...... بہنوں کی عزتیں لٹتیں تھیں ......ظلم وستم کی انتہا تھی......اللہ فرماتے ہیں

وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى

محبوب زمانہ تو گمراہی کا تھا...... جب ہم نے آپ کو بھیجا...... فَهَدٰى......ان گمراہیوں کے لئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے تمہیں ہادی بنا کر بھیجا

وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى

آئے تو آپ اس دور میں جو گمراہی کا دور تھا......لیکن اپنی امت کے لئے ہادی بن کر آئے ہیں

وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى

ہم نے آپ کو امت کی فکر میں پریشان پایا......ضال کا معنی ہے...... کہ اے اللہ یہ لوگ بے دینی کی طرف جارہے ہیں ...... یہ جو بتوں کی پوجا کررہے ہیں ...... یہ جو شجر وحجر کے سامنے سجدے کررہے ہیں......ان کا کیا ہوگا......؟

محبوب تو نے اتنا سوچا...... فَهَدٰى......ہم نے تجھے نبوت دیکر امت کا ہادی بنادیا......

جس نے اس وقت نہیں چھوڑا...... اب نبوت دیکر چھوڑ دوں...... یہ ناممکن ہے...... اگلی آیت ہے

وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى

اس کا معنی بھی سمجھیں...... تاکہ میں بات کو سمیٹوں...... اللہ فرماتے ہیں...... اے پیغمبر ﷺ! ہم نے آپ کو عائل پاکر غنی کیا...... بے سروسامان تھے...... پر سب سے بے نیاز کردیا...... عَآئِلًا...... کچھ نہیں تھا...... فَاَغْنٰى...... غنی کردیا...... دولت دے دی...... فَاَغْنٰى...... غنی کردیا...... دنیا سے بے نیاز کردیا...... اغنی اتنا دیا...... کہ مخلوق کے محتاج نہیں رہے...... صرف خالق کے محتاج تھے۔

عَآئِلًا فَاَغْنٰى...... چچا ابولہب نے کہا تھا...... محمد صلی اللہ علیہ وسلم تجھے اپنی بیٹی دوں......؟ تیرے پاس تو ہے ہی کچھ نہیں...... کسی سرمایہ دار کو بیٹی دونگا......

اللہ نے فرمایا...... عَآئِلًا فَاَغْنٰى...... پیغمبر ﷺ ایک خدیجہؓ تیرے قدموں میں بھیجی...... ساری جائیداد اٹھا کر تیرے قدموں میں لے آئی

وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى

ابوبکرؓ نے کلمہ پڑھا ساری جائیداد اٹھا کر تیرے قدموں میں لاکر رکھ دی...... علماء نے لکھا ہے...... کہ آیت میں فاغنی کا مصداق حضرت خدیجہؓ اور سیدنا ابوبکر صدیقؓ ہیں یہ وہ دو عظیم شخصیتیں ہیں...... جنہوں نے اسلام پر سب سے زیادہ مال خرچ کیا۔

قرآن نے آگے عملی زندگی کے تین اصول بیان کئے ہیں...... بتادوں یا چھپادوں......؟ (بتادیں) چھپاؤں گا تو قیامت کے دن میرے منہ میں جہنم کی لگام آئے گی...... اسلئے وہ تینوں باتیں بتانا چاہتا ہوں...... پہلا اصول

فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ

محبوب ﷺ جب آپ یتیم تھے...... ہم نے آپکو سہارے دیئے...... محبوب ﷺ اب

تیرے پاس کوئی یتیم آئے......تو آپ سہارا دیں

فَاَمَّا الْیَتِیْمَ فَلَا تَقْھَرْ

یتیموں کیساتھ سختی نہ کیجئے......یتیم پر قہر نہ کیجئے......حضور ﷺ نے فرمایا......میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا......دونوں قیامت کے دن جنت میں ایسے جائیں گے......جیسے دو انگلیوں کے درمیان کوئی فاصلہ نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا......جو شخص یتیم کے سر پر شفقت کا ہاتھ رکھے......جتنے ہاتھ کے نیچے بال آئیں گے......اتنی پروردگار نیکیاں عطا فرماتے ہیں......حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار......! کسی یتیم کے سامنے اپنے بچے کے ساتھ پیار نہ کرنا......کہیں یتیم کی آہ نہ نکل جائے......کہ کاش آج میرا ابا ہوتا مجھ سے پیار کرتا......اس یتیم کی اگر چیخ نکل گئی تو خدا بڑا بے نیاز ہے......تمہارا جنازہ اٹھا کر تمہاری اولاد کو در در کے دھکے نہ دلوادے

فَاَمَّا الْیَتِیْمَ فَلَا تَقْھَرْ

پیارے تیرے پاس یتیم آئے......تو سختی نہ کریں......قہر نہ کریں......اس سے محبت اور شفقت کیساتھ پیش آئیں۔

اللہ آپ سب کو مدینہ دکھائے......مدینہ طیبہ میں آپ جائیں......تو مسجد نبوی میں امام کے دائیں جانب دروازے سے باہر نکلو......تو آگے ایک مسجد ہے......اس کا نام ہے مسجد غمامہ......حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہاں بارش اور بادلوں کی دعا کرتے تھے......آپ عید کے لئے بھی وہاں تشریف لے جاتے تھے۔

حدیث میں آتا ہے......کہ آپ عید کے دن تشریف لے گئے......صحابہؓ کا بہت بڑا مجمع ساتھ تھا......حضرت حسینؓ یا حسنؓ آپ کے کندھے پر سوار تھے......جب عید گاہ کے قریب گئے......حضور ﷺ نے دیکھا......کہ سارے بچے کھیل رہے ہیں......بھاگ دوڑ رہے ہیں......اچھل کود رہے ہیں......اور خوشی کا منظر ہے......آپ نے ایک بچے کو دیکھا......کہ

پراگندہ بال ہے...... پریشان حال ہے...... اجڑا ہوا لباس ہے...... گندے سے گندے کپڑے ہیں...... منہ پر غبار ہے...... جسم صاف ستھرا نہیں...... ایک کونے میں بیٹھ کر رو رہا ہے...... محبوب ﷺ اس کے قریب تشریف لائے...... اس بچے کے قریب جا کر فرمایا...... بیٹے کیا بات ہے......؟ کہ سارے خوش ہیں...... اور تو رو رہا ہے...... سب نے نئے کپڑے پہنے ہیں...... تیرے پاس کپڑے نہیں ہیں......؟ آج عید کا دن ہے...... تو نے خوشی نہیں کی......؟ پیغمبر ﷺ کے جملے اس بچے نے سنے...... تو اس نے سر جھکا دیا...... محبوب ﷺ نے پھر سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا...... بیٹے بتا تا نہیں کیا بات ہے...... اس بچے کی چیخ نکل گئی...... فرمایا بیٹے کیا بات ہے......؟ آقا ﷺ کیا بتاؤں......؟ ابا نہیں...... کہ کپڑے لے کر دے...... امی نہیں...... کہ منہ دھو دے...... کیا مطلب......؟ محبوب ﷺ میں یتیم ہوں...... ابا بھی نہیں...... امی بھی نہیں......(۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا۔

حدیث میں آتا ہے...... کہ حضور ﷺ نے حسن کو کندھے سے اتار دیا...... فرمایا حسن ...... اب تک کندھے پر تیرا حق تھا...... اب اس یتیم کا حق ہے......(۲) آ بیٹے...... محمد تمہیں سہارا دے...... کل میں یتیم تھا...... اللہ نے کہا تھا

اَلَمۡ یَجِدۡكَ یَتِیۡمًا فَاٰوٰی...... فَاَمَّا الۡیَتِیۡمَ فَلَا تَقۡهَرۡ

میں تجھے ساتھ لیکر چلتا ہوں...... حضور ﷺ اس یتیم کو اٹھا کر گھر لائے...... فرمایا عائشہ ...... جی محبوب ﷺ ......؟ روزانہ کہتی تھی...... کہ خدا سے دعا مانگو...... کہ اللہ کوئی بچہ دے...... آج دیکھ تیرے لئے ایک بچہ لیکر آیا ہوں...... عائشہ ؓ پانی کی بالٹی بھر کر لاؤ۔

---

(۱) جامع ترمذی ص۱۳ ج۲، صحیح البخاری ص۲٦٥ ج۱ بیروت، صحیح المسلم حدیث نمبر۲۹۸۳ ریاض الصالحین ص۱۲۰ ج۱ (۲) رواہ احمد، مشکوۃ ص۷۲۳ عن ابی امامہ، عن ابن مسعود مرفوعا من سطح علی راس یتیم کان لہٗ بکل شعر تمر علیھا یدہٗ نور یوم القیمۃ (روح المعانی ص۱٦۲ ج۳)

میں اسکو خود نہلاؤں گا...... اس پر پانی ڈال...... میں اس کے جسم کو خود ملوں گا...... اس بچے کو نہلاؤں گا...... دھلاؤں گا...... سامنے بیٹی فاطمہ ؓ کے گھر کی کنڈی کھٹکھٹا...... اسے بلا کر کہہ کہ حسن ﷺ کے کپڑوں کا جوڑا اٹھا کر لے آئے...... میں اس بچے کو کپڑے پہناتا ہوں...... میں اس کی آنکھوں میں سرمہ ڈالتا ہوں...... میں اس کو کنگھا خود کروں گا...... بچے کو نہلا کر دھلا کر خوبصورت بنا کر سامنے بٹھا کر فرمایا! عائشہ ؓ...... جاؤ جا کر کھجوریں اور دودھ پڑا ہے لاؤ...... میں یتیم کو خود کھلاتا ہوں...... محبوب ﷺ نے اپنے ہاتھوں سے اس بچے کو دودھ اور کھجوریں کھلائیں...... اس کے بعد اس کو سامنے بٹھایا...... اس بچے کا نام بشر تھا......

حضور ﷺ نے اس بچے کو سامنے بٹھا کر فرمایا...... اے بشر بیٹے کیا تو اس پر خوش نہ ہو گا......؟ کہ میں محمد تیرا ابا بن جاؤں...... اور عائشہ ؓ تیری اماں بن جائے۔

بچے کی خوشی کی انتہا نہ رہی...... کہنے لگا محبوب ﷺ ......! میرے جیسا بھی کوئی خوش نصیب ہوگا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیٹے......! جب تو پچھلی دفعہ عید پر گیا تھا...... تیرے ابو زندہ تھے......؟ جی محبوب ﷺ زندہ تھے...... مجھے بتاؤ تیرے ابو اٹھا کر لے گئے تھے...... یا انگلی سے پکڑ کر لے گئے تھے......؟ جس حالت میں تو گزشتہ سال گیا تھا...... آج محمد صلی اللہ علیہ وسلم تجھے اسی طرح لے جانا چاہتا ہے...... اس بچے نے کہا...... کہ میرے ابو تو مجھے اٹھا کر لے گئے تھے...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس یتیم بچے کو اٹھایا...... کندھے پر بٹھایا...... عیدگاہ کے قریب جا کر حضور نے چھوڑا فرمایا بیٹے......! اب سے کچھ دیر پہلے تجھے روتے دیکھا تھا...... اب تجھے ہنستے دیکھنا چاہتا ہوں۔

یار انتظار میں بے قرار ہیں...... کہ محبوب ﷺ آئیں...... اور عید پڑھائیں آج میں کہتا ہوں...... کہ میرا یار نہیں...... میری عید نہیں...... آپ کہتے ہیں...... کہ میرا دوست یہاں نہیں ...... میری عید نہیں...... ایک دوسرے کو خوشی سے مبارک بادی کے پیغام بھیجتے ہیں

میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا...... کہ اگر یتیم کی عید نہیں تو مجھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عید نہیں

فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ

یتیموں کا مال کھانے والو......! یتیموں پر ظلم وستم کرنے والو...... میرے نبی ﷺ نے فرمایا...... جو یتیم کا مال کھاتا ہے...... اپنے پیٹ میں جہنم کے انگارے بھرتا ہے

فرمایا...... جا بیٹے......! جا کر ان بچوں کیساتھ کھیل...... توجہ کرنا حیران ہو جاؤ گے...... بچہ دوسرے بچوں میں چلا گیا...... چھوٹے چھوٹے بچے بھاگتے دوڑتے ارد گرد جمع ہو گئے...... اس بچے سے کہنے لگے تو وہی تو نہیں...... جو ابھی کچھ دیر پہلے پراگندا بال تھا...... پریشان حال تھا...... اجڑا ہوا لباس تھا...... گندے سے کپڑے تھے...... میلا کچیلا تھا...... یہ خوبصورت مشک کس نے لگائی ہے......؟ عنبر کہاں سے لگا کر آیا ہے...... یہ تیرے پاس سے خوشبو کہاں سے آ رہی ہے......؟ یہ اتنے حسین کپڑے کس نے پہنائے ہیں...... یہ آنکھوں میں خوبصورت سرمہ کس نے ڈالا ہے...... تیرے ابو کا نام کیا ہے اپنے ابے کا نام تو بتا......؟

کتابوں میں لکھا ہے...... کہ بچے نے سر کو ایسے بلند کر کے کہا بھائیو......! مجھے مبارک پیش کرو...... اب تک میں یتیم تھا...... اب میں یتیم نہیں رہا...... بلکہ میرے ابو محمد کریم ﷺ بن چکے ہیں۔

دوسرے بچوں نے جب جملے سنے...... تو ان کی چیخیں نکل گئیں...... گریبان پھاڑنے لگے...... رو رو کر کہتے تھے کاش...... آج ہم بھی یتیم ہوتے...... ہمارے ابا بھی محمد رسول اللہ بن جاتے

فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ

اولوگو...... یتیموں پر سختی نہ کرو...... یہ مصطفیٰ ﷺ کو خدا کا حکم ہے...... محمد مصطفیٰ ﷺ کے واسطے سے ساری امت کو پیغام دیا گیا ہے محبوب ﷺ آپ ان کو اپنی عملی زندگی میں

بتائیں..... کہ یتیموں کیساتھ برتاؤ کیسے کیا جاتا ہے.....؟

سائل کو جھڑک کر جواب:

وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ

سائل آئے تو جھڑک کر جواب نہ دینا

محبوب ﷺ سائل کو جھڑک کر جواب نہ دیں..... تم نہیں جانتے ہو..... کہ سائل نے کس مجبوری کیوجہ سے آپ کے سامنے ہاتھ پھیلایا ہے..... خدا سے ڈرو..... وہ بڑا بے نیاز ہے..... کہیں تجھ سے دولت چھین کر در در کے دھکے نہ دلا دے۔

قرآن نے بڑا عجیب جملہ کہا ہے

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ

محبوب ﷺ یہ جو تیرے دیوانے فرزانے مستانے..... ابوبکر رضی اللہ عنہ بنو تیم سے..... عثمان رضی اللہ عنہ بنو امیہ سے..... علی رضی اللہ عنہ بنو قریش سے..... صہیب رضی اللہ عنہ روم سے..... بلال رضی اللہ عنہ حبشہ سے..... سارے سمٹ کر تیرے قدموں میں آئے ہیں..... اس لئے آئے ہیں..... کہ تو نرم مزاج ہے..... اگر آپ تھوڑے سے ترش رو ہوتے..... سخت گفتگو والے ہوتے..... سخت انداز والے ہوتے..... محبوب ﷺ آپ ان کو جھڑکتے..... آپ ان کو دھکے دیتے..... تو کوئی آپ کے قریب نہ آتا..... یہ سارے دیوانے تیرے پاس اسلئے آئے ہیں..... کہ تو نرم مزاج ہے

وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ

سائل کو جھڑکو مت..... امام صاحب قاری صاحب خطیب صاحب اگر ایک بوڑھا بابا آ کر کہتا ہے..... مولانا مجھے ایمان کی صفات یاد کرا دیں..... مولانا مجھے نماز یاد کرا دیں..... مولانا مجھے فلاں دعا یاد کرا دیں..... اس کو جواب مت دو..... اوئے بڈھے چل نکل جا

سفید داڑھی ہوگئی ہے...... شرم نہیں آتی اب تک مسئلے نہیں یاد کیے...... اب کہاں سے پوچھنے آگئے ہو...... اللہ فرماتے ہیں

وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ

یہ دین کا سائل بن کر آپ کے پاس آیا ہے...... جھڑک کر جواب مت دو...... دھکے دے کر نکال نہ دینا...... کہ یہ بھی کوئی سوال پوچھنے کا ہے......؟ نہیں بتاتا نکل جا

وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ

تم نہیں جانتے یہ کس مجبوری کی وجہ سے آیا ہے...... صرف سائل کو جھڑکنے کا معنی یہ نہیں...... کہ کوئی پیسے مانگے...... تو اس کو نہ دیں...... یہ شریعت کے مسئلے ہیں...... سائل کو مت جھڑکو...... طالب علم استاذ سے کہتا ہے...... استاذ جی مجھے مسئلہ سمجھ نہیں آیا...... دوبارہ یاد کرا دیجیے...... سبق کا تکرار کرا دیجیے...... مجھے سبق دوبارہ کہلوا دیجیے...... شاگرد نے کہا...... استاد جی یہ سوال سمجھ نہیں آیا...... اس سوال کو دوبارہ سمجھا دیں...... تو یہ جواب مت دو...... نکل جاؤ شرم نہیں آتی...... جب میں نے پڑھایا...... اس وقت یاد نہیں کیا...... کیا اب پھر پوچھنے کے لیے آئے ہو...... فرمایا اس سائل کو جھڑک کر جواب نہ دو...... اس کا دل دکھ گیا...... تو خدا کا عرش ہل جائے گا

وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ

سائل کو جھڑک کو جواب نہ دینا...... علماء نے بڑے عجیب عجیب واقعات نقل کئے ہیں...... ٹائم نہیں ورنہ میں آپ کو بتاتا

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ

فرمایا محبوب ﷺ اپنے رب کی نعمت کو کھول کر بیان کیجئے...... اللہ کی سب سے بڑی نعمت جو حضور ﷺ کو اللہ نے دی وہ قرآن ہے۔

جو طالب علم حدیث پڑھتے ہیں ...... وہ بڑے غور سے میری اس بات کو

سمجھیں گے......اللہ کہتے ہیں

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ

محبوب ﷺ یہ قرآن کی نعمت جو ہم نے آپ کو دی ہے......فحدث......یہ لوگ نہیں سمجھ سکتے......آپ اپنی حدیثوں سے ان کو قرآن سمجھائیں......حجت حدیث کے لئے جو علماء بحث لکھتے ہیں......اس میں یہ آیت

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ

باقاعدہ خدیث کے لئے ہے......کہ اللہ کی نعمت قرآن کو آپ اپنی زبان فیض ترجمان سے بیان کیجئے

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ

وَالضُّحٰى ...... وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ......صبح کے سویرے کی قسم......چاشت کے وقت اور رات کے چھا جانے کی قسم......!

وَالضُّحٰى ......محبوب ﷺ تیرے علم کی قسم......وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ......محبوب دنیا میں جہالت کے پردے کی قسم

مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى

......تیرے رب نے تجھے چھوڑا بھی نہیں......تجھ سے تعلق توڑا بھی نہیں......

وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى

ہم نے آخرت کو آپ کیلئے دنیا سے بہتر بنایا ہے

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى

صرف آخرت کی بات نہیں دنیا میں ہم نے یہ قانون بنایا ہر وہ چیز آپ کو دیں گے...... جس سے آپ راضی ہونگے......ہم آپ کو سب وہ دینا چاہتے ہیں......جو آپ کی رضا کا باعث بنے۔

محبوب ﷺ صرف آپ کی بات نہیں......ہم نے تو اس وقت آپ کو دیا......جس وقت سگے رشتہ دار بھی دور ہو جاتے ہیں

اَلَمْ یَجِدْكَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی

یتیمی میں ہم نے سہارے دیئے

وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰی

آپ پریشان حال تھے ہم نے آپ کو تاج نبوۃ ﷺ سے سرفراز فرمایا

وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰی

آپ بے سروسامان تھے دولت دے کر آپ کو بے نیاز کر دیا

فَاَمَّا الْیَتِیْمَ فَلَا تَقْهَرْ

آج آپ کے پاس یتیم آئے تو قہر نہ کرنا

وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ

محبوب ﷺ آپ کے پاس سائل آئے تو جھڑک کر جواب نہ دینا

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ

اللہ کی نعمتوں کو کھول کر بیان کریں اللہ ہم سب کو عمل کی توفیق دے (آمین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

فضیلت حج

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ شَرَّفَنَا عَلٰی سَآئِرِالْاُمَمِ...... بِرِسَالَةِ مَنِ اخْتَصَّهٗ مِنْ بَیْنِ الْاَنَامِ بِجَوَامِعِ الْکَلِمِ وَجَوَاهِرِ الْحِکَمِ ......وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ...... مَا نَطَقَ اللِّسَانُ بِمَدْحِهٖ وَنَسَخَ الْقَلَمُ ......

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ۝......بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝......

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّةَ مُبَارَکًا وَّهُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝ فِیْهِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِیْمَ وَمَنْ دَخَلَهٗ کَانَ اٰمِنًا وَّلِلّٰهِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا وَّمَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ ۝ وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یٰاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ فرض علیکم الحج فحجوا...... (۱) وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ العمرة الی العمرة کفارة لما بینهما و الحج المبرور لیس له جزاء الا الجنة...... (۲) صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ ۝......وَ صَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ ۝...... وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ ۝......

وَالْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝

تمہید:

قابل صد اعزاز و تکریم! واجب الاحترام! بزرگو دوستو اور بھائیو! آج کے خطبہ میں انتہائی اختصار سے حج کی اہمیت اور اس کی حیثیت آپ حضرات کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔

---

(۱)...... صحیح مسلم ۴۳۲ ج ۱/ مشکوۃ ص ۲۲۱ ج ۱/ مشکوۃ ص ۲۱۱ ج ۱/ بخاری رقم ۶۷۴۴، ترمذی رقم ۲۶۰۲، نسائی رقم ۲۵۷۲/ ابن ماجہ رقم المقدمہ ص ۱/ مسند احمد رقم ۷۰۶۳

(۲)...... صحیح بخاری ص ۲۳۸ ج ۱/ صحیح مسلم ص ۴۳۶ ج ۱/ مشکوۃ ص ۲۲۱ ج ۱/ ترمذی رقم ۸۵۵/ نسائی رقم ۲۵۷۵/ ابن ماجہ رقم ۲۸۷۹/ مسند رقم ۷۰۵/ موطا امام مالک ص ۶۷۵

حج یہ عربی زبان کا لفظ ہے اس کا معنی ہے ارادہ کرنا ایک شخص جب ایک طویل سفر کا ارادہ کرتا ہے اور یہاں سے اپنے والدین کو، خاندان کو، برادری کو، حتیٰ کہ اپنے وطن کو خیر باد کہہ کر ایک طویل سفر کرکے آدمی وہاں پر چلا جاتا ہے...... اس مناسبت سے اس سفر کو سفر حج کہا جاتا ہے...... کہ یہ سفر ایک خاص ارادے سے ہوتا ہے...... جس ارادہ میں نہ دولت کمانا مقصود ہے...... نہ دنیا کو جمع کرنا مقصود ہے...... نہ سیر و سیاحت مقصود ہے...... بلکہ وہ ایک خالصتاً ایسا سفر ہے جس میں مالک کو یاد کرنا اور اس کے حکم کی تعمیل کرنا مقصود ہوتا ہے۔

حج تکمیل دین کا ذریعہ:

حج ایک ایسا عظیم ترین فریضہ ہے جس سے بہت سارے سبق ہمیں ملتے ہیں ایک تو حج وہ فریضہ ہے جو تکمیل دین کا ذریعہ ہے...... اس لئے جب ہمارے علماء ارکان اسلام گنتے ہیں...... تو کلمہ نماز، زکوٰۃ، روزہ اور آخر میں حج کو سب سے آخر میں ذکر کیا گیا...... نبی ﷺ سے جب یہ سوال کیا گیا کہ اے اللہ کے نبی اخبرنی عن الاسلام...... بتایئے اسلام کیا ہے؟ تو محبوب خدا نے بتایا کہ اسلام یہ ہے کہ ان تشھدان لا الہ الا اللہ و ان محمد رسول اللہ و تقیم الصلوٰۃ و توتی الزکوۃ و تصوم رمضان و تحج البیت ان استطاع الیہ سبیلا o اسلام اس چیز کا نام ہے کہ: اللہ کو وحدہ لاشریک مانو!...... اس کے رسول کو سچا تسلیم کرو!...... نماز کا اہتمام کرو!...... زکوٰۃ ادا کرو! رمضان المبارک کے روزے رکھو! اور اگر اللہ نے طاقت عطا کی ہے تو حج بیت اللہ کرو...... جیسے ارکان میں حج آخری رکن ہے ایسے ہی احکام دین کی تکمیل میں بھی سب سے آخری حکم حج ہے...... حج ہی وہ حکم ہے جس کے موقع پر پیغمبر ﷺ پر قرآن کی یہ آیت کریمہ اتری...... الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا o کہ پیارے محبوب آج ہم نے

اکملت لکم دینکم ......اپنے یاروں کو بتایئے! مسلمانو! آج ہم نے تمہارا دین تم پر کامل کردیا......اتممت علیکم نعمتی......ہم نے اپنی نعمتیں تم پر مکمل دی ہیں......"ورضیت لکم الاسلام دینا" اور ہم نے تمہارے لئے دین اسلام کو پسندیدہ دین چن لیا ہے۔

عبادت حج کی ادائیگی:۔

حج ایک ایسی عبادت ہے جو ارکان مخصوصہ وایام مخصوصہ میں یعنی یوں سمجھ لیجئے کہ خاص دنوں میں خاص مقامات پر خاص طریقہ سے احکامات کی ادائیگی کو حج کہا جاتا ہے...... نماز وہ عبادت ہے جو آپ یہاں بھی پڑھ سکتے ہیں، سفر میں بھی پڑھ سکتے ہیں، گھر میں بھی پڑھ سکتے ہیں......مشرق میں ہوں......مغرب میں ہوں......شمال میں ہوں......جنوب میں ہوں...... جہاز پر ہوں...... بحری جہاز پر ہوں......ٹرین میں ہوں...... کسی جگہ پر ہوں......زمین کے اوپر ہوں......یا نیچے ہوں......فضا میں ہوں......یا خلا میں ہوں...... ہر جگہ پر آپ نماز کو ادا کر سکتے ہیں......اس کے لئے ضروری نہیں کہ کوئی خاص جگہ ہو وہاں تو آپ نماز ادا کریں گے...... باقی جگہ پر نماز نہیں ہوگی......اتنی احتیاط ضروری ہے کہ جگہ پاک ہو...... جہاں بھی ہو......آپ زکوٰۃ دیتے ہیں اس کے لئے بھی ضروری نہیں...... کہ آج ہی ادا کرو گے تو ہوگی اگر آج ادا نہ کی ادا ہوگی...... یہ شرط ہے کہ جو رقم آپ کے پاس ہے......اس پر سال گزر جائے۔

زکوٰۃ آپ پر فرض ہے......اب وہ ایک دن کٹھی دیدیں......تب بھی ادا ہو جائے گی......تھوڑی تھوڑی کر کے دیں......تب بھی ادا ہو جائے گی......ایک مستحق کو دیں تب بھی ادا ہو جائے گی......مختلف مستحقوں کو دیں تب بھی ادا ہو جائے گی......ایک جگہ پر رہنے والے کو دیں تب بھی ادا ہو جائے گی......مختلف جگہوں پر رہنے والوں کو دیں......تب بھی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی......وہ ایک ایسا فریضہ ہے جو ہر وقت ادا ہو سکتا ہے...... ہر جگہ ادا

ہوسکتا ہےاوراس قسم کے لوگ جومصرف ہیں......جن کواسلام نے دینے کاحکم دیاہے......وہ جہاں تمہیں مل جائیں اس کوادا کردو......روزہ ہے آپ گھر میں تب بھی رکھنے کی اجازت ہے......سفر میں ہیں تب بھی رکھنے کی اجازت ہے......آپ گاڑی میں ہیں تب بھی اجازت ہے......آپ زمین میں بیٹھے ہیں تب بھی اس کے رکھنے اور کھولنے کی اجازت ہے......جو اس کی ترتیب ہےاس ترتیب سے لیکن ان تمام عبادات میں حج ایک ایسی عبادت ہے جس عبادت کے کرنے کے لئے......جگہ کا بھی تعین ہے......اوقات کا بھی تعین ہے......ارکان کا بھی تعین ہے......وہ عبادت ہر مقام پر بھی نہیں ہوسکتی......ہرایک جگہ پر بھی نہیں ہوسکتی......ہرایک کے سامنے بھی ادانہیں کی جاسکتی......سال کے تین سوساٹھ دنوں میں ہر دن کو بھی وہ عبادت ادانہیں کی جاسکتی......پھر ساری دنیا میں روئے زمین پر ایک مرکز اللہ تبارک وتعالیٰ نے قائم کیا جس کا نام کعبۃ اللہ ہے......صرف وہاں پر وہ عبادت ادا ہوسکتی ہے......اور کسی مسجد میں ادانہیں ہوسکتی......کسی بڑی سے بڑی درسگاہ میں ادانہیں ہوسکتی......کسی خانقاہ میں چلے جاؤ حج کی عبادت ادانہیں ہوگی......بیت المقدس میں چلے جاؤ حج کی عبادت ادانہیں ہوگی......روضہ رسول اللہ پر ٹھہر جاؤ حج کی عبادت ادانہیں ہوگی......اس کے لئے اللہ نے جگہ بھی مخصوص ومتعین کی ہے......ایام بھی خاص کئے ہیں کہ پورے سال میں وہ چار یا پانچ ایام مخصوص ہیں......جن کوایام حج کہا جاتا ہےان دنوں میں ان مقامات مخصوصہ پر وہاں پر جاکر خاص قسم کی اداؤں کواپنانا ضروری ہے......اگر وہ ادائیں ترک ہوجائیں تب بھی حج نہیں ہوگا......یہ دن چھوٹ جائیں تب بھی حج ترک ہوجائے گا......وہ مقام اور جگہ چھوٹ جائے تو تب بھی حج ترک ہوجائے گا......حج ایک ایسی عبادت ہے......جس کے لئے اللہ نے یہ شرطیں لگائیں ہیں۔

ادائیں پہلے حکم بعد میں:

اب اگلی بات سمجھیں...... نماز کے لئے یہ پابندیاں نہیں...... روزہ کے لئے یہ پابندیاں نہیں ہیں زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے یہ پابندیاں نہیں ہیں...... حج کیلئے کیوں ہیں؟

توجہ کریں......! نماز آپ جہاں ہیں پڑھ لیں...... جس کے پاس ہیں پڑھ لیں...... جس جگہ ہیں وہاں پر پڑھ لیں...... سال بھر پڑھتے رہیں...... ہر وقت پڑھتے رہیں...... اسکی قضا بھی ممکن ہے کہ آپ نے فجر کی نماز نہیں پڑھی...... سورج طلوع ہونے کے بعد پڑھ لیں...... سورج ڈھلنے کے بعد پڑھ لیں...... ظہر کے بعد پڑھ لیں...... آپ کی ایک نماز قضا ہوگئی دوسرے وقت میں پڑھ لیں...... رمضان المبارک کا روزہ آپ رمضان میں نہیں رکھ سکے شوال میں آپ اس کو رکھ لیں...... آپ پر آج زکوٰۃ فرض تھی آپ نے ادا نہیں کی کل آپ ادا کر دیں...... لیکن حج ایک ایسا فرض ہے کہ جن ایام میں اسکا حکم ہے ان دنوں میں ادا کرو گے تو حج ہوگا...... اس کے بعد کروڑوں چکر کعبہ کے لگاتے رہو حج جیسی نعمت سے مالا مال نہیں ہو سکتے...... اس میں حکمت کیا ہے؟ توجہ کریں حالانکہ وہ پہلی تین عبادتیں نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج کی نسبت زیادہ اہم عبادتیں ہیں...... حج کی نسبت ان کی فرضیت بھی پہلے ہے...... اہمیت بھی ان کو زیادہ ہے حج کی اہمیت ان کی نسبت کم ہے...... پھر دیکھیں حج پوری زندگی میں ایک مرتبہ فرض ہے...... زکوٰۃ جب سرمایہ ہو اس وقت فرض ہے...... آپ ہر سال روزے رکھیں گے...... روزانہ نماز ادا کریں گے...... جو عبادت پوری زندگی میں ایک دفعہ ہے اس کے لئے اتنی کڑی شرطیں خدا نے لگائی ہیں کہ اس کے لئے جگہ کا بھی تعین کیا ہے دنوں کا بھی تعین کیا ہے...... عبادت کے انداز کا بھی تعین کیا ہے...... وہاں کے مقامات کا بھی تعین کیا ہے...... کہ اگر اس میں تھوڑی سی گڑبڑ ہوگئی اللہ حج کو قبول نہیں کریں گے۔

میں اس کی حکمت بتا کر آگے تھوڑا سا فلسفہ بیان کرنا چاہتا ہوں...... اس میں کیا

حکمت ہے کہ نماز کے لئے یہ پابندی نہیں زکوٰۃ کے لئے یہ پابندی نہیں......روزہ کے لئے یہ پابندیاں نہیں ہیں...... حج کے لئے کیوں ہیں؟ اس میں حکمت یہ ہے نماز، روزہ، زکوٰۃ، یہ تینوں عبادتیں اللہ کے حکم ہیں اور حکم خداوندی ہے...... کہ نماز پڑھو، روزہ رکھو......زکوٰۃ ادا کرو...... یہ پہلے حکم بنے ہیں بعد میں اللہ کے نیک بندوں نے ان احکامات کو اپنانا شروع کیا ہے...... پہلے حکم آیا ہے کہ نماز پڑھو تو اللہ کے نبی نے نماز پڑھنا شروع کی ہے......حکم دیا ہے کہ روزہ رکھو...... پیغمبر نے روزہ رکھنا شروع کیا ہے حکم آیا ہے کہ زکوٰۃ دو اللہ کے نبی نے حکم دیدیا کہ زکوٰۃ ادا کرنا شروع کرو...... حج ایک ایسی عبادت ہے کہ ان تمام عبادات میں حکم پہلے آیا ہے...... اللہ نے قانون بعد میں بنایا ہے...... حج وہ عبادت ہے کہ جس میں ادائیں اللہ کے نیک بندوں نے کی پہلے حکم بعد میں بنا ہے۔

حج اللہ کے محبوب بندوں کی یادگار:

خدا کے برگزیدہ بندوں نے نیک بندوں نے چنے ہوئے بندوں نے اللہ کے منتخب بندوں نے اس ادا کو اپنایا پہلے ہے جب اپنایا ہے جس جگہ یہ اپنایا ہے جس طریقہ سے اپنایا ہے اللہ کو اپنے محبوب بندوں کی ادائیں محبوب ہوئی ہیں...... اس لئے خدا نے اس کو حج بنا کر یہ قانون بنا دیا...... کہ میرے جس پیارے بندے نے جن کی اداؤں کو میں نے حج قرار دیا ہے ان بندوں نے جو ادا جس جگہ ادا کی ہے وہاں پر تم ادا کرو گے ان کی داؤں کے مطابق تب تمہارا حج قبول ہوگا جو ادا حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کعبہ میں پوری کی ہے اسی طریقہ سے کعبہ میں جانا پڑے گا...... اس ادا کو اپنانا پڑے گا...... اگر کوئی صفا اور مروہ کی ادا ہے وہ وہاں پر پوری کرنی پڑے گی...... کوئی ملتزم کو چمٹ کر دعا مانگی گئی ہے جب تک ملتزم پر نہیں آؤ گے اس کو چمٹو گے نہیں اس طریقہ سے دعا نہیں مانگو گے حج قبول نہیں کیا جائے گا...... اگر کوئی منیٰ کی ادا ہے اسے وہاں پر جا کر، کرنا پڑیگا...... مزدلفہ کو کوئی ادا

ہے مزدلفہ میں پوری کرنی پڑے گی...... عرفات کی کوئی ادا ہے عرفات میں پوری کرنی پڑے گی...... اللہ کے نیک بندوں نے جتنی ادائیں پیش کی تھیں اللہ کو اپنے محبوب بندوں کی محبوب ادائیں پسند آئیں...... اللہ نے قانون بنا دیا کہ نماز میرا حکم ہے روزہ میرا حکم ہے...... زکوٰۃ میرا حکم ہے...... حج حکم تو میرا ہے لیکن نماز، روزہ، زکوٰۃ، یہ احکامات میں نے پہلے دیے ہیں...... بندوں نے عمل بعد میں کیا ہے...... یہ حج وہ عبادت ہے جو میرے بندوں کی یادگار ہے...... میرے بندوں کی ادائیں ہیں...... میرے بندوں کی وفائیں ہیں...... ان کے نرالے طریقے ہیں جو مجھے پسند آئے ہیں جو انہوں نے کام کیا ہے میں تمہارے ذمہ لگاتا ہوں کہ میرے محبوبوں کی جو ادا اپناتے چلے جاؤ گے میرے محبوب بنتے چلے جاؤ گے...... حج کو اس انداز سے فرض کیا ہے کہ حج میں ہیں ہی اللہ کے محبوب بندوں کی ادائیں...... حج کس کو کہا جاتا ہے...... حج کا نام ہے اللہ کے نیک بندوں کی اداؤں کا...... حج کا نام ہے اللہ کے نیک بندوں کی وفاؤں کا...... حج نام ہے اللہ کے نیک بندوں کی دعاؤں کا...... حج نام ہے خدا کی خاص عطاؤں کا...... کسی پیارے نے جو ادا اپنائی حج بن گئی...... وفا اپنائی تو حج بن گئی...... کسی پیارے نے اللہ کے برگزیدہ بندے نے جو طریقہ اختیار کیا تو اللہ نے حج بنا دیا تو حج نام ہے وفاؤں کا اداؤں کا، دعاؤں کا، اور خدا کی عطاؤں کا۔

حضرت ہاجرہ کی ادا قیامت تک کے لئے قانون:

یہ تمام چیزیں صرف حج کے اندر آتی ہیں...... اللہ کے نیک بندوں کی ادائیں دیکھ لیجئے! ایک مکان ہے اس کے اردگرد ایک شخص چکر لگاتا ہے...... یہ ادا رب کو پسند آئی اللہ نے قیامت تک کے لئے قانون بنا دیا...... کہ حاجی اس مکان کا چکر لگائے اس کی ادا کو شریعت بنا دیا ہے...... ایک ادا ایک شخص پیش کرتا ہے...... عورت ہے جنگل بیابان ہے...... ویران جگہ ہے...... قریب کوئی جگہ نہیں ہے...... ایک ننھا سا بچہ ہے...... بلبلا رہا ہے...... چیخ

رہا ہے...... اس کے لئے پانی کی تلاش میں دو پہاڑوں کے درمیان عورت دوڑتی ہے عورت وہاں چکر لگاتی ہے...... یہ دوڑنے کی ادا مالک کو پسند آگئی...... اکیلی عورت ہے تنہا جان ہے...... جنگل بیابان ہے، ننھا سا بچہ ہے...... شیر خوار ہے...... بلک رہا ہے...... بلبلا رہا ہے...... دودھ کے لئے...... پانی کے لئے ترس رہا ہے...... اس کی اس ادا کو کہ یہ ننھے بچے کو لیکر جنگل بیاباں میں آکر مجھے راضی کرنے کے لئے دو پہاڑوں کے درمیان دوڑتی ہے عورت کی ادا اتنی محبوب ہوئی...... قیامت تک کیلئے قانون بنا لیا...... ولی آئے تب دوڑے...... غوث آئے تب بھی دوڑے...... قطب آئے تب بھی دوڑے...... ابدال آئے تب بھی دوڑے...... نبی آئے تب بھی دوڑے...... امام الانبیاء آپ پوری کائنات کے سردار ہیں...... جب تک آپ ہاجرہ کے قدموں پر دوڑیں گے نہیں...... حج آپ کا بھی قبول نہیں کیا جائے گا...... حج نام ہے اداؤں کا جو ادا دکھادی ہے اللہ نے اسے حج بنادیا ہے

میرے پیغمبر ﷺ کی دعاؤں کے مجموعہ کا نام:

اللہ کے نیک بندوں نے جو دعائیں مانگی وہ حج ہیں آپ میں سے جو لوگ حج کر چکے ہیں وہ اس بات کو جانتے ہیں اور جنہوں نے نہیں کیا اللہ ان سب کو اس سعادت سے مالا مال کرے (آمین) آپ بھی اس بات کو دیکھ لیں گے کہ وہاں پر ایک ایک مقام پر پڑھنے کی دعائیں ہیں...... ملتزم کو چمٹو تو کیا دعا مانگو...... حجر اسود کے قریب جاؤ تو کیا دعا مانگو...... بوسہ دینے لگو تو کیا دعا مانگو...... آپ جب کعبہ کا طواف کر رہے ہیں تو پہلے چکر میں کونسی دعائیں ہیں...... دوسرے چکر میں کونسی دعائیں پڑھنی ہیں...... تیسرے چوتھے پانچویں چھٹے ساتویں چکر میں کونسی دعائیں ہیں...... ختم کرتے وقت کیا دعائیں ہیں...... نوافل میں کونسی دعائیں ہیں...... صفا و مروہ کی پہاڑیوں میں دوڑتے ہوئے...... کونسی دعائیں پڑھنی ہیں آپ جب منی میں پہنچے ہیں...... کونسی دعا ہے عرفات کے میدان میں

آپ نے کونسی دعائیں پڑھنی ہیں مزدلفہ میں پہنچ کر آپ نے کونسی دعا مانگنی ہے...... میرے پیغمبر ﷺ نے ایک ایک موڑ پر جتنی دعائیں بتائی ہیں ان دعاؤں کے مجموعے کا نام حج ہے...... جس طریقہ سے اللہ کے نیک بندوں کی اداؤں کو حج کہا گیا ہے...... ایسے پیغمبر کی دعاؤں کا خلاصہ بھی حج ہے...... حج کے اندر یہ تمام چیزیں ملتی ہیں۔

اللہ کے برگزیدہ بندوں کی وفاؤں کا نام:

تیسری چیز کہ اللہ کے برگزیدہ بندوں کی وفاؤں کو حج قرار دیا گیا...... وفا ایک بڑی عظیم چیز ہوتی ہے...... جس کو آدمی کبھی نہیں بھولتا تو خدا بھی اپنے بندوں کی وفاؤں کو نہیں بھولتا...... حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام بڑی آزمائشوں سے گزرنے کے بعد جب جنگل بیابان میں اللہ کے گھر کو تعمیر کر لیتے ہیں...... تو یہ ادا ہی اللہ کو اتنی پسند آئی اللہ نے کہا خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام! اذن فی الناس بالحج ...... ''آپ لوگوں میں اعلان کیجئے حج کا'' ...... حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا اللہ! میری آواز ان تک پہنچے گی؟ فرمایا اللہ نے! خلیل آواز لگانا تیرا کام ہے...... عالم ارواح تک اس کی صداؤں کو پہنچانا میرا کام ہے جو تیری آواز پر لبیک کہے گا جتنی دفعہ کہے گا اتنی دفعہ کعبۃ اللہ میں حاضری دے گا...... تو وہ وفائیں اللہ کو پیاری لگیں ادائیں اللہ کو پیاری لگیں...... نیک بندوں کی دعائیں اللہ کو پیاری لگیں...... اللہ نے اس کو حج قرار دیدیا...... میں نے ایک بات آپ کو یہ بتائی کہ تمام عبادتیں، پہلے عبادت ہے...... ادائیں بعد میں ہیں حج ادا پہلے ہے عبادت بعد میں ہے تمام عبادتیں ہر جگہ ادا ہو سکتی ہیں حج وہاں ادا ہوگا جہاں ان بندوں نے ادا کیا تھا ان دنوں میں ادا ہوگا...... جن دنوں میں ان لوگوں نے ادا کیا تھا...... اسی طریقہ سے ادا ہوگا جس طریقہ کو ان لوگوں نے اپنایا تھا...... اگر اس میں تھوڑی سی تبدیلی ہو جائے تو عبادت مردود ہو جاتی ہے۔

اللہ کے حضور آہ وزاری کرنے اور مصائب برداشت کرنے کا نام:

پھر حج کی ایک اور تعریف حدیث میں ہے..... صحابیؓ نے پوچھا ای الحج افضل؟ ''محبوب حج کا سب سے افضل طریقہ کیا ہے؟'' کون سا افضل حج ہے کہ ہم حج پر جائیں اور ہمیں فضیلت مل جائے؟ حضور ﷺ نے فرمایا ''العج والثج'' (۱) حج میں دو چیزیں ہوں تو پھر تم سب سے بڑی فضیلت کے مالک ہو ایک تو حج نام ہے چیخ وپکار کا آہ وزاری کا، رونے کا، گڑگڑانے کا، دوسرا مصائب و مشکلات برداشت کرنا، تکلیفیں برداشت کرنے کا..... ایک تو گڑگڑانے اور چیخ وپکار کا نام حج ہے..... دوسرا مصائب و مشکلات برداشت کرنے کا نام حج ہے..... اگر یہ دونوں باتیں حج کے اندر ہیں..... پھر تو تمہارا حج اللہ کے بارے میں مقبول بھی ہے..... منظور بھی ہے، اگر تمہارے اندر یہ نہیں..... حج کر کے واپس آ گئے..... چیخ وپکار نہیں، آہ وزاری نہیں، رونا نہیں، گڑگڑانا نہیں، اللہ کے حضور عاجزی نہیں، انکساری نہیں، تواضع نہیں، پھر آپ کا یہ حج اللہ کے ہاں مقبول نہیں ہوگا..... حج کیلئے ضروری ہے کہ آدمی گڑگڑائے اور روئے اور یہ بھی ضروری ہے کہ رونے کے ساتھ وہ شخص اتنی چیخ وپکار کرے جیسے کسی کا کچھ گم ہو جاتا ہے بیٹا گم ہو جائے کوئی پیاری محبوب چیز گم ہو جائے اس کی تلاش میں بیتاب ہوتا ہے ایسے اللہ کی رحمت کیلئے اس کو بے تاب ہونا چاہئے۔ العج والثج ..... ان دو چیزوں کا نام ہے اور یہ دونوں چیزیں حج کے اندر موجود ہیں..... آپ دیکھیں آدمی جب حج پر جاتا ہے ابتدا ہی سے وہ کیفیت اپناتا ہے..... بلکہ ایک روایت میں ہے کہ وہ حاجی اللہ کے ہاں سب سے زیادہ پسندیدہ ہے جو حاجی پراگندہ

---

(۱)..... مشکوۃ المصابیح ص ۲۲۲ ج ۱ عن ابن عمر، اخبار مکۃ للفاکہی ص ۴۷۵ ج ۲، البحر الزخار مسند البزار ص ۸۲ ج ۱، السنن الکبری للبیہقی ص ۳۰۲ ج ۱، المعجم الاوسط ص ۱۹۰ ج ۵، سنن الدارقطنی ص ۲۱۷ ج ۱، صحیح کنوز السنۃ النبویہ ص ۳۳ ج ۱، مسند الشافعی ص ۷۹۹

ہال ہو، پریشان حال ہو، اجڑا ہوا لباس پہنا ہوا ہے، بکھرے ہوئے بال ہیں، کنگھا نہیں، تیل نہیں، سرمہ نہیں، یہ ساری چیزیں ترک کر کے...... دو کفن کے ٹکڑے پہن کر...... لبیک اللھم لبیک...... صدائیں لگاتے ہوئے اللہ کے حضور حاضری دیتے ہوئے پاگلوں اور دیوانوں کی طرح آئے کہ جب اللہ کے دربار میں جانا پڑے، دیوانے بن کر جاؤ، پاگل بن کر جاؤ، دیوانے بن کر جاؤ، اپنے آپ کو مٹا کر جاؤ...... جیسے ایک عاشق اپنے محبوب کے دروازے پر جاتا ہے، گڑگڑاتا ہے، روتا ہے، چیخیں مارتا ہے، سسکیاں بھرتا ہے، اس ساری چیخ و پکار کا مقصد یہ ہے کہ میرا محبوب راضی ہو جائے...... اس کی مجھ پر توجہ ہو جائے...... اس کی نظر کرم میری طرف ہو جائے...... یہ سب کچھ اس لیے کیا جاتا ہے بندے! تو اپنے معبود حقیقی مسجود حقیقی خالق حقیقی رب العزت کے دربار میں جائے تیرے اندر وہ کیفیت ہو کہ العج والثج...... چیخ و پکار ہو، آہ و زاری ہو، رونا ہو، کہ مالک کو تیری حالت پر ترس آئے کہ یہ بندہ تھا کہ عمدہ بستروں پر آرام کرتا تھا کبھی یہ حالت تھی کہ اعلیٰ قسم کا لباس پہنتا تھا...... کبھی یہ شان و شوکت تھی کہ دوستوں کی محفل میں رہتا تھا، وطن کو چھوڑ کے، بیوی بچوں کو چھوڑ کے، قبیلے اور خاندان کو چھوڑ کے، کفن کے دو ٹکڑے پہن کر، بکھرے ہوئے بال کر کے، چہرہ مرجھایا ہوا کہ اپنے آپ کو خطا کار گناہگار بنا کر، میرے دربار میں پیش کر کے...... لبیک اللھم لبیک لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمة لک والملک لاشریک لک......(۱) "اللہ میں حاضر ہوں...... اللہ میں حاضر ہوں...... تعریف تیری ہے...... حمد تیری ہے...... نعمتیں تیری ہیں...... تیرے بغیر میرا اور کوئی نہیں میرے لئے تیرے سوا کوئی معبود نہیں...... اللہ میں تیرا بندہ تیرے دروازے پر حاضر کھڑا ہوں"۔

---

(۱)...... صحیح البخاری ص ۲۱۰ ج ۱ صحیح مسلم ص ۳۷۵ ج ۱ مشکوۃ المصابیح ص ۲۲۳ ج ۱ جامع الترمذی ص ۱۶۹ ج ۱

حج قیامت کا منظر:

حاجی تو! اس انداز سے جا کہ خدا کو تیری حالت دیکھ کر تجھ پر رحم آجائے..... حج کہتے اس کے ادا کے اپنانے کو ہیں حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ نے دو باتیں بڑی عجیب لکھی ہیں ایک تو انہوں نے بتایا کہ حج درحقیقت قیامت و محشر کا ایک منظر پیش کرتا ہے۔

حج محبّ اور محبوب کے درمیان محبت کا ایک منظر:

اور دوسری چیز یہ کہ حج محب اور محبوب کے درمیان محبت کا ایک منظر پیش کرتا ہے قیامت کا منظر آدمی جب دنیا میں فوت ہوتا ہے آپ جانتے ہیں کہ اس کو غسل دیا جاتا ہے کفن کے دو کپڑے پہنائے جاتے ہیں عزیز رشتہ دار سب جمع ہوتے ہیں ہر کوئی اس کی جدائی میں اداس ہو رہا ہوتا ہے..... اس پر عطر چھڑکتے ہیں ہر ایک دوسرے کو بلا بلا کر کہتا ہے اس کا چہرہ دیکھ لو پھر یہاں سے روانہ ہوتے ہیں اس کی میت اٹھائی جاتی ہے..... عزیز عورتیں بچے گھر میں ہی چھوڑ دیتے ہیں..... کچھ قبر تک ساتھ جاتے ہیں وہاں پر چھوڑ کر آجاتے ہیں..... پھر آگے سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے..... پھر وہاں پر جزا و سزا کا ترتب قبر سے شروع ہو جاتا ہے..... پھر میدان محشر میں پہنچتا ہے..... وہاں پر بھی اللہ کے دربار میں ایک بہت بڑی پیشی ہوتی ہے..... وہ نقشہ میدان محشر کا دنیا میں دیکھنا ہو تو میدان عرفات اسی کا نقشہ پیش کرتا ہے..... وہاں پر آدمی کھڑا ہو گا ہر شخص سب کے سب ایک ہی انداز میں کھڑے ہوں گے کسی کے وجود پر لباس اور کپڑا نہیں ہو گا..... سب کے سب سورج کے نیچے کھڑے ہوں گے کسی کے لئے سائبان کا کوئی انتظام نہیں ہو گا..... سوائے اس کے کہ اللہ کسی پر اپنی شان کریمی کے ساتھ شان رحمت کے ساتھ، اس کو اپنی رحمت کے سائبان میں ڈھانپ لے..... سب کے سب ایک ہی جگہ پر کھڑے ہوں گے..... سب ایک ہی

انتظار میں ہوں گے...... کہ اللہ کے دربار سے ہمارے متعلق کیا فیصلہ ہوتا ہے...... اور وہ ایک بہت بڑا دن ہوگا...... جس دن پوری دنیا کو انتظار کرنا پڑے گا۔

حج درحقیقت میدان محشر کی یادگار:

علماء نے لکھا ہے: حج درحقیقت میدان محشر کی ایک یاد ہے کہ ہر شخص جب دنیا سے جاتا ہے رشتہ دار اس کو قبر تک چھوڑنے کے لئے جاتے ہیں یہ حاجی جب حج کا ارادہ کرتا ہے یہاں سے روانہ ہوتا ہے، رشتہ دار جمع ہو جاتے ہیں...... اس کو نہلایا دھلایا جاتا ہے...... خوبصورت کپڑے پہنائے جاتے ہیں اب یہ یہاں سے روانہ ہوتا ہے...... کچھ لوگ تو گھر میں چھوڑ دیتے ہیں کچھ گاڑی پر چھوڑ دیتے ہیں اور سب سے آخری منزل جو اس کی قبر کی پہلی منزل ہوتی ہے جس کو میں اور آپ جہاز کہتے ہیں جب اس کے کنارے پر پہنچتا ہے جس کا ویزہ لگ چکا ہو جس کو اجازت مل چکی ہو جس کے لئے آڈر ہو جس نے وہ خاص قسم کا لباس پہن لیا ہو...... جس نے احرام باندھ لیا ہو...... اس کو اندر جانے کی اجازت ہوتی ہے عام آدمی کو اندر جانے کی اجازت نہیں...... وہاں پر باقاعدہ آدمی کھڑے ہوتے ہیں...... وہاں پر فوج کھڑی ہوتی ہے، پولیس کھڑی ہوتی ہے...... وہ اپنا نظام علیحدہ سنبھالتی ہے جب آپ جہاز کے اندر چلے جاتے ہیں وہاں حساب و کتاب شروع ہوتا ہے، ہر شخص کا پاسپورٹ دیکھا جاتا ہے، ویزہ دیکھا جاتا ہے، اجازت نامہ دیکھا جاتا ہے...... پھر وہاں سے جزاوسزا کا سلسلہ وہی قبر جیسے نظام سے انسان گزرتا ہے اور جب وہاں اللہ کے حضور پہنچتا ہے...... حج کے لئے جاتا ہے...... جس مقام پر پہنچتا ہے کل قیامت کے دن جو میدان محشر کا نقشہ ہوگا وہ میدان عرفات میں منظر نظر آتا ہے...... امیر ہو، غریب ہو، قریب کا ہو، دور کا ہو، اپنا ہو، بیگانہ ہو، خواہ شاہی محل میں رہنے والا ہو...... یا چھونپڑی میں رہنے والا ہو...... سب کا ایک ہی لباس ہوگا سب کی ایک ہی زبان ہوگی، سب کی زبان پر ایک ہی صدا

ہوگی، ایک ہی نعرہ ہوگا، سب نے دو ہی کپڑے، کفن کا لباس پہنا ہوا ہوتا ہے..... احرام کی دو چادریں باندھی ہوئی ہیں..... سب کی زبان پر "لبیك اللهم لبیك" کا ایک ہی ترانہ ہوتا ہے..... سب کے سر ننگے نظر آتے ہیں سب کے پاؤں میں ایسی جوتیاں جو بند نہ ہوں اس انداز کی ہوتی ہیں کسی کو اس پورے منظر میں، اس پوری کیفیت میں، ان تمام دنوں میں عطر لگانے کی اجازت نہیں، سر میں کنگھا دینے کی اجازت نہیں، اپنے بالوں کو سنوارنے کی اجازت نہیں، خوشبو لگانے کی اجازت نہیں، یہ میدان محشر میں اللہ کے دربار میں کھڑا ہے..... اب پورا دن عرفات کا گزر جاتا ہے جب شام کو واپسی ہوتی ہے۔

حج مقبول کی نشانی:

یقیناً حج کا رکن اعظم پورا ہو جانے کے بعد فیصلہ ہوتا ہے اس کا حج مقبول ہے یا اس کا حج مردود ہے..... جس کا مقبول ہو جاتا ہے میرے پیغمبر ﷺ نے فرمایا اس کے مقبول حج کی نشانی یہ ہے کہ واپس آنے کے بعد اس کی زندگی میں انقلاب آ جاتا ہے اگر پہلے بے نمازی تھا اب نماز شروع کر دیگا..... اگر پہلے تلاوت نہیں کرتا تھا اب تلاوت شروع کر دے گا..... پہلے بے عمل تھا اب اس کے اعمال میں تبدیلی آ جائے گی اور اگر حج کرنے کے بعد بھی وہی رشوت خوری ہے، وہی بدمعاشی ہے، وہی عیاشی ہے، وہی بداعمالی ہے، وہی بے برکتی کے کام کرنا شروع کر دیے ہیں تو اللہ کے ہاں وہ حج مقبول نہیں..... بلکہ یہ مردود ہے یہ جنت کی طرف نہیں جا رہا جہنم کی طرف جا رہا ہے..... یہ دنیا کا حج قیامت کے میدان محشر کا نقشہ پیش کرتا ہے..... اس لئے محشر کی تیاری سے پہلے اس دنیا میں حج کر کے اسکی تیاری کا انداز اختیار کر دیہ ایک نقشہ پیش کیا جاتا ہے۔

ہر محبّ کی اپنے محبوب کو راضی کرنے کے لئے کچھ ادائیں:

اور دوسرا طریقہ اس کا یہ ہے ہر محبّ اپنے محبوب کو راضی کرنے کے لئے یہ ساری ادائیں اپناتا ہے غالباً رمضان ہی کے کسی جمعہ میں میں نے ایک بات بتائی تھی حضرت قریشیؒ نے لکھا کہ عشق کی پانچ منزلیں ہیں ہر آدمی ان منزلوں کو پورا کرتا ہے...... پہلی منزل ہے کہ محبوب کے دروازے پر آئے جائے دن میں کئی کئی چکر لگائے آئے اور جائے چکر لگاتا رہے اس ادا کو نماز کہا جاتا ہے...... دن میں پانچ مرتبہ آدمی آتا اور جاتا ہے۔

حج کی دوسری کیفیت اس کا دوسرا رخ اور دوسرا پہلو یہ ہے کہ یک محبّ اپنے محبوب کے دروازے پر جارہا ہے اور یہ حج پر جانے کا اس کا انداز ہی بالکل منفرد ہے...... آدمی اپنے محبوب کی محبت میں جان کی قربانی، مال کی قربانی، وطن کی قربانی، گھر کی قربانی، یہ تمام قربانیاں پیش کر کے ایک ہی کو راضی کرنا چاہتا ہے کہ میرا یار راضی ہو جائے حج میں وہ منظر ہے کہ آپ حج کے لئے جب روانہ ہوتے ہیں یہ ننھے ننھے بچے ساتھ ہیں ان کو چھوڑ کے اس کو راضی کرنے کے لئے جا رہے ہیں...... بڑی محبوب بیوی ہے جس سے کبھی جدائی نہیں اپنائی...... آج ایک طویل عرصہ کے لئے آپ اس کو بھی چھوڑ رہے ہیں دوکان سے بڑا پیار ہے نہیں چھوڑ سکتے لیکن جب حج پر جانے کا وقت آیا ہے اس محبوب کو راضی کرنے کے لئے یہ محبوب بھی قربان ہو رہا ہے۔ دوکان بڑی محبوب ہے لیکن بڑے محبوب کے لئے اس کو قربان کیا جارہا ہے...... بیوی سب سے زیادہ محبوبہ ہے مگر اس محبوب کو راضی کرنے کے لئے اس کو قربان کیا جارہا ہے...... بچے بہت محبوب ہیں اس محبوب کو راضی کرنے کے لئے ان کو قربان کیا جارہا ہے...... پیسہ بڑا محبوب ہے اگر تین لاکھ چار لاکھ جو آپ حج پر خرچ کر رہے ہیں یہاں کام پر لگائیں، تجارت بھی ہو سکتی ہے...... یہاں پر لگائیں، آپ ایک کمرہ بھی تیار کر سکتے ہیں یہاں پہ لگائیں کوئی چیز آپ خرید سکتے ہیں مگر یہ سارا اس لئے خرچ کر رہے ہیں کہ بڑا محبوب راضی ہو جائے...... جس کے بغیر گزارا نہیں صرف اس ذات کو راضی کرنا

ہے..... اب راضی کرنے کے لئے آپ چلے اب چلنے میں اداؤں کی ضرورت ہے..... جیسے وہ راضی ہو اس طریقہ سے راضی کرو..... بڑا امیر کبیر ترین انسان ہے..... وہ چاہتا ہے کہ سلا ہوا لباس پہن کے جاؤں محبوب چاہتا ہے..... میرے دروازے پر کفن کے ٹکڑے پہن کے آ..... اس لباس کو پہن کے جائے گا اپنا لباس چھوڑ دے گا کہ یار اسی میں راضی ہوتا ہے..... بڑی خوبصورت اور ہزاروں روپے کی ٹوپی پہننے کا عادی تھا..... حسین پگڑی پہننے کا عادی تھا خوبصورت رومال باندھنے کا عادی تھا..... مگر یار یوں راضی ہے کہ میرے دربار میں ننگے سر آ..... اب اس محبوب کو راضی کرنے کے لئے یہ پگڑی بھی اتار کے پھینک دیتا ہے..... دستار بھی اتار دیتا ہے کپڑے بھی اتار دیتا ہے..... اب یہ ساری کیفیت ہے..... اب یہاں سے جب روانہ ہوا ہے بڑی اچھی جوتیاں پہنا کرتا تھا..... یار اس پہ راضی ہے کہ ایسی چپل پہن کے آ..... جس سے تیرا سارا پاؤں ظاہر ہو وہ جوتا پہنا ہے..... جو محبوب کو پسند ہے وہ کپڑے پہنے ہیں، جو محبوب کو پسند ہیں وہ اجڑا ہوا لباس زیب تن کیا ہے..... جو محبوب کو پسند ہے میری زینت ہے، میں سرمہ ڈالوں یار اس پر راضی ہے کہ کنگھا نہیں دینا میں اس کو حسن سمجھتا ہوں کہ خوبصورت خوشبو لگاؤں..... یار اس پر راضی ہے کہ خوشبو نہیں لگانی..... ادائے سب سے بڑی ادا یہ ہے کہ محبوب کو راضی کرنا ہے وہ جس طریقہ سے راضی ہو اسی طریقہ سے راضی کرو..... وہ عید کے دن راضی ہوتا ہے، خوشبو لگانے سے عید کے دن راضی ہوتا ہے..... اچھے کپڑے پہننے سے عید کے دن راضی ہوتا ہے..... سرمہ لگانے سے عید کے دن راضی ہوتا ہے..... ان اداؤں کو اپنانے سے مگر جب آپ حج پر جا رہے ہیں اس کے راضی ہونے کا انداز اور ہے..... رب یہ کہتا ہے اب جب میرے دربار میں آ رہا ہے..... بڑا چوہدری ہے، بڑا سیٹھ ہے، بڑا امیر ہے، بڑا کبیر ہے..... مگر جب تو میرے دربار میں آ رہا ہے یہ ساری ادائیں ختم کر دے دنیا مت کہے کہ کسی ملک کا سربراہ آ رہا ہے کوئی

مت کہے کہ بڑا چوہدری آرہا ہے...... کوئی مت کہے کہ سردار وخان ورئیس آرہا ہے جب تو میرے دربار میں آئے تو اس انداز سے آ کہ دنیا کو پتہ چلے کہ ایک حاکم ہے یہ محکوم ہے...... وہ داتا ہے یہ منگتا ہے...... وہ سب کچھ ہے یہ کچھ بھی نہیں...... وہ بااختیار ہے یہ بے اختیار ہے...... وہ محبوب ہے یہ محب ہے...... وہ معشوق ہے یہ عاشق ہے...... یہ اپنے محبوب کو راضی کرنے کے لئے ہر وہ ادا اپنا رہا ہے جس پر وہ راضی ہوتا ہے...... آپ چلے گئے...... جونہی اللہ کے گھر کے قریب پہنچے آدمی جب دور ہوتا ہے عام طور پر تو لوگوں میں عادت یہ ہوتی ہے کسی کی فوتگی پر بھی آدمی جارہا ہو...... بڑے سہمے ہوئے صبر وتحمل کا مظاہرہ کرکے آدمی جاتا ہے...... لیکن جب اس کی میت پر جاکے کھڑا ہو تو اس کی چیخیں نکل جاتی ہیں وہاں نہیں سہم سکتا بے تاب ہو جاتا ہے۔

تلبیہ کے کلمات:

لیکن یہاں انداز کچھ اور ہے: جب باہر نے آئے لبیك اللهم لبیك لبیك لا شریك لك لبیك ان الحمد والنعمة لك والملك لا شریك لك...... کہتے جاؤ کہلاتے جاؤ بلند آواز سے پڑھتے جاؤ میرے پیغمبر ﷺ کی حدیث ہے اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا(۱) جب تم تلبیہ کے یہ کلمات کہتے ہو تمہارے ساتھ فرشتے بھی "لبیك اللهم لبیك" کہتے ہیں...... شجر بھی کہتے ہیں...... حجر بھی کہتے ہیں...... درخت بھی کہتے ہیں پتے بھی کہتے ہیں...... زمین کے وہ ذرات بھی کہتے ہیں...... جہاں سے تم گزر رہے ہو(۲) اور یہ سارے ذرات قیامت کے دن اس بات کی گواہی دیں گے اے اللہ جب یہ تیری دربار میں

---

(۱)...... قال رسول الله صلى الله علیه وسلم اتانی جبرایل فامرنی ان امر اصحابی ان یرفعوا اصواتهم بالاهلال اوبالتلبیة (مشکوۃ المصابیح ص۲۲۳ ج۱، ابوداود ص۲۵۱ ج۱، جامع الترمذی ص۱۷۱ ج۱، نسائی وابن ماجه

(۲) مشکوۃ المصابیح ص۲۲۳ ج۱

آیا تھا"لبیک" کہتا ہوا آیا تھا...... کہ اللہ میں تیری دربار میں حاضر ہورہا ہوں زور سے چیخیں مارتے ہیں...... کہتے ہوئے جارہے ہیں...... غور کرنا! اور جونہی محبوب سامنے نظر آیا ہے اللہ کا گھر کعبہ نظر آیا ہے...... پہلی نظر پڑی ہے علماء سے پوچھو تلبیہ بند کرنے کا حکم ہے کہ خاموش ہو جاؤ...... اب تمہیں لبیک کہنے کی اجازت نہیں۔

خاموش اے دل بھری محفل میں چلانا نہیں اچھا
ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں

باہر بے شک چیختا رہے جب اللہ کے دربار میں حاضر ہوا ہے کعبہ سامنے آیا اب یہاں ذرا سہم جا، ٹھہر جا، رک جا، زبان پر بلند آواز سے جملہ نہ آئے...... تڑپ بے شک تیری آنکھوں میں آنسو آئیں...... محبت کی علامت ہے تیرے جسم پر کپکپی طاری ہو محبت کی علامت ہے لرزہ براندام ہو جائے...... محبت علامت ہے...... لیکن زور سے چیخنے کی اجازت نہیں...... کہیں بے ادبوں میں نام نہ لکھا جائے یہاں انداز ہی بدل دیا گیا ہے...... اب اور آگے ہوئے جب اس کے گھر میں آئے یار کا آستانہ سامنے نظر آیا...... اسکا مکان نظر آیا...... محبوب کی گلیاں نظر آئیں۔

چہ نسبت خاک را با عالم پاک:

ہائے! ہائے! گلستان میں شیخ سعدیؒ نے شاید واقعہ لکھا ہے کہ مجنوں کو کسی نے دیکھا کہ لیلیٰ کی گلیوں میں پھرتا تھا...... اور زمین پر اس کا نام لکھتا تھا اس سے کسی نے کہا یہ کیا! کیوں ان گلیوں میں پھر رہے ہو؟ کہا اور تو کچھ نہیں یہاں سے کبھی میری محبوبہ گزرا کرتی تھی کہا اس کا نام لکھنے سے کیا ہوگا؟

کہنے لگا اور تو کچھ نہیں اس کا نام لکھنے سے میرے دل کو تسکین ملتی ہے جب دنیا کے مجازی عشق میں یہ کیفیت ہے تو خالق حقیقی سے محبت کا یہ عالم کیوں نہیں ہونا چاہئے......

اب جب آپ کعبہ میں اندر تشریف لے گئے پہلی نظر پڑی...... آپ پچاس سال کے بعد گئے، ساٹھ سال کے بعد گئے جب یہاں تھے ہر نماز میں کہتے تھے...... دو رکعت نماز فجر منہ طرف کعبہ کے چار رکعت نماز ظہر منہ طرف کعبہ کے تین رکعت نماز مغرب منہ طرف کعبہ کے ہر نماز کی یہ کیفیت کہ منہ طرف کعبہ کے آپ کہہ رہے ہیں مگر جب آپ وہاں کھڑے ہیں کعبہ سامنے نظر آ رہا ہے...... ایک سیکنڈ کے لئے ذرا سوچو! کہ اللہ یہ حقیقت ہے یا خواب دیکھ رہا ہوں کیا میں اس قابل ہوں کہ یہاں پر آ جاؤں۔

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

اللہ مجھے مستجاب الدعوات بنا:

کیا میری کیفیت اور کیا اس مقام کا تقدس...... کتنی عظیم جگہ پہ آ کے کھڑا ہو گیا ہوں...... کعبہ پر نظر پڑتی ہے علماء نے لکھا ہے پہلی نظر میں جو دعا مانگو اللہ قبول کر لیتے ہیں اور اس کے لئے بھی رحمۃ للعالمین ﷺ نے ایسی دعا بتائی جس دعا کا مقابلہ دنیا کی کوئی دعا نہیں کر سکتی...... حضور اکرم ﷺ نے فرمایا پہلی نظر میں پہلی دعا مانگا کرو اللہ مجھے مستجاب الدعوات بنا...... یہ بڑی مختصر سی دعا ہے اس کا آسان زبان میں ترجمہ یہ ہے کہ اے اللہ میں تیرے گھر میں آ کر کھڑا ہوں پہلی نظر میں آنکھ نہ جھپکنے پائے اور یہ کہہ دے کہ اے اللہ جو دعا میں مانگو اسے قبول کر...... یہی ایک دعا مانگے اب یہ دعا اتنی جامع ہے کہ اس کے بعد جو دعا مانگے گا وہ قبول ہو جائے گی...... اب اس کے بعد اس نے اولاد کے لئے دعا مانگی ہے...... بیوی کے لئے دعا مانگی ہے...... خاندان کے لئے دعا مانگی ہے...... وطن کے لئے مانگی ہے دوستوں کے لئے مانگی ہے...... جس کے لئے جو کچھ مانگا ہے سب قبول ہوتا چلا جائے گا اگر یہ پہلی دعا خدا نے قبول کر لی ہے۔

اب جو مانگا جائے گا خدا دے گا اس دعا کی وجہ سے پھر یہاں تک بس نہیں اس

میں کمال محبت یہ ہے کہ آدمی ظاہراً بھی مال کی قربانی پیش کر رہا ہے کہ آپ منیٰ میں جا کر جانور ذبح کر رہے ہیں عرفات کے میدان میں تو انسانیت کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہوتا ہے...... پوری انسانیت کے برگزیدہ اور نیک لوگ جن کے حصہ میں وہ سعادت لکھی ہوئی ہوتی ہے وہاں پر جمع ہوتے ہیں اور سب کی ایک ہی کیفیت ہوتی ہے۔

حج قبول ہونے کی شرط:

کھلے آسمان کے نیچے بیٹھے ہیں دو ہی کپڑوں میں ہیں سر پر کوئی پگڑی اور دستار نہیں پاؤں میں کوئی ایسا جوتا نہیں جس سے نمائش ظاہر ہو بلکہ ایسا لباس ہے جس سے فقیری اور مسکنت ظاہر ہو اور پورا دن اسی میں گزر گیا ہے...... پھر دیکھیں یار کے راضی کرنے کا انداز ہی نرالا ہے یوں کہہ دیا کہ روزانہ ہر نماز اپنے وقت پر پڑھتے ہو آج دیوانے بن کر آئے ہو...... نمازیں بھی دیوانوں جیسی پڑھ کر دکھاؤ عصر کو پہلے پڑھو...... ظہر کے ساتھ ''جمع بین الصلوٰتین'' کرو...... یا آذان ہو رہی ہے مغرب کا وقت ہو گیا ہے...... سورج غروب ہو چکا ہے...... عرفات میں کھڑے ہیں کہا اب یہاں نماز پڑھنے کی اجازت نہیں وہاں مزدلفہ چلو میرے اللہ! رات کا ایک بج جائے گا دو بج جائیں گے دیر ہو جائے گی گاڑی کوئی نہیں ہے سفر لمبا ہے...... اللہ کہتا ہے ان اداؤں پر تو راضی ہوتا ہوں...... جس وقت پہنچو اس وقت نماز ادا کر لینا دنیا میں نماز میں تاخیر ہو عذاب اور عتاب ہے گرفت ہے...... فویل للمصلین ○ الذین ھم عن صلوتھم ساھون ○ اور وہاں حکم ہے کہ اتنے وقفہ سے پڑھو! کہ عصر کو وقت سے پہلے کر دو اور نماز مغرب کو اتنی تاخیر سے پڑھو جتنی دیر ہوتی ہے ہونے دو لیکن وہاں جا کے پڑھنی ہے اور یہ سب کچھ ادا ہے کہ میرے محبوب نے یوں کیا ہے...... اس لئے مجھے پسند ہے قیامت تک کہ لوگوں کو حکم دیتا ہوں کہ میرے مصطفیٰ ﷺ کی ادا کو اپناؤ گے تو تمہارا حج قبول ہو گا...... حج کیا ہے؟ حج چیخ و پکار کا نام ہے...... حج کیا ہے؟ اللہ کے دربار

میں رونے گڑگڑانے اور دعائیں مانگنے کا نام ہے...... حج کیا ہے؟ ہر قسم کی قربانی پیش کرنے کا نام ہے...... حج کیا ہے؟ موت کا ایک منظر پیش کرتا ہے...... حج کیا ہے؟ محبوب کو منانے کا ایک انداز ہے...... حج کیا ہے؟ ملت اسلامیہ کا سب سے بڑا اجتماع ہے۔

ملت اسلامیہ کا سب سے بڑا اجتماع:

آج آپ رائے ونڈ میں لوگوں کو اکٹھا کر کے دیکھاتے ہیں کہ کتنے تبلیغ والے اکٹھے ہو گئے سال میں ایک دفعہ آپ چناب نگر میں ختم نبوت کی کانفرنس کر کے کہتے ہیں یہ رسول اللہ ﷺ کی ختم نبوت کے شیدائی ہیں...... دیکھ لو کتنے اکٹھے ہو گئے...... مدارس والے بڑے بڑے اجتماعات منعقد کر کے کہتے ہیں یہ دیکھو جامعہ عبد اللہ بن مسعود کا جلسہ ہو رہا ہے...... دیکھو کتنے لوگ ان کے دیوانے ہیں...... یہ مخزن العلوم کا اجتماع ہے کتنے ان کے پرستار اور چاہنے والے یہاں پر اکٹھے ہیں...... اللہ کہتا ہے یہ تمہارے جلسے ہیں...... عرفات میں میرا جلسہ ہوتا ہے آؤ ذرا میرے سارے چاہنے والے وہاں جمع ہوں...... پوری دنیائے کفر کو پتہ چلے کہ ملت اسلامیہ کے مسلمان ایک جگہ کیسے اکٹھے ہو گئے کس نے کہا ہے مسلمانوں میں اختلاف ہوتا ہے...... دیکھو تو سہی! سب ایک ہی مقام میں کھڑے ہیں...... ایک ہی لباس میں کھڑے ہیں...... ایک ہی جیسے کپڑوں میں کھڑے ہیں...... سب کی زبان پر ایک ہی صدا ہے...... کسی قسم کی کوئی فریق نہیں امام ایک مقتدی سارے بنے ہوئے ہیں...... نماز پڑھانے والے کے پیچھے بھی سارے اکٹھے کھڑے ہیں...... عرفات میں کھڑے ہیں تب بھی سارے جمع ہیں...... مزدلفہ میں آئے ہیں...... تب بھی سارے جمع ہیں...... قربانی کرنے کا وقت آیا ہے تب بھی سارے جمع ہیں...... طواف کرنے کا وقت آیا ہے تب بھی سارے جمع ہیں...... ملت اسلامیہ کا سب سے برا اجتماع اگر کوئی ہو سکتا ہے تو وہ حج کعبۃ اللہ کے موقع پر ہے...... دنیا کے کسی مذہب میں کوئی ایسی عبادت نہیں جس میں اتنا

بڑا جوڑ ہو سکے...... یہ صرف اسلام ایک مذہب ہے جس میں حج کی عبادت ہے جس میں اتنا بڑا جوڑ ہوتا ہے...... ایک اور بات سمجھئے! مولانا محمد احمد بھاولپوری نے ایک دفعہ کہا تھا...... کہ آدم کی توبہ کا نام ہے حج، خلیل کی قربانی کا نام ہے حج...... حج رسول اللہ ﷺ کی دعوت کا نام ہے...... یہ تین چیزیں خلاصہ حج ہیں...... آدم کی توبہ عرفات کے میدان میں ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا وترحمنا لنکونن من الخسرین ٥...... آج بھی جب تم حج پر جاتے ہو اللہ کی طرف سے اس توبہ کا اعلان ہوتا ہے جب آدمی وہاں مانگتا ہے۔

حج کرنے کے فوائد:

حضور ﷺ نے فرمایا من حج للہ ''جس شخص نے اللہ کی رضا کیلئے حج کیا'' فلم یرفث ولم یفسق رجع کیوم ولدتہ امہ ......(۱) ''اس نے فسق بھی نہیں کیا اور کوئی ایسا کام بھی نہیں کیا...... جو اللہ کے ہاں یا مخلوق کے ہاں ناپسندیدہ ہو اور گناہ کبیرہ کے قریب بھی نہیں گیا'

حضور ﷺ نے فرمایا یہ جب حج کر کے واپس لوٹتا ہے یہ ایسے آتا ہے جیسے ماں کے پیٹ سے اس دن پیدا ہوا ہو...... بچہ ماں کے پیٹ سے باہر آئے...... گناہوں سے پاک ہوتا ہے...... اور جب حج کر کے واپس آتا ہے تو گناہوں سے پاک ہوتا ہے...... کبھی آپ حاجیوں کے چہروں کو دیکھ لیا کریں...... جب حج کر کے آئے ہیں تو چہرے پر کچھ اور قسم کے انوارات نظر آتے ہیں...... بشرطیکہ صحیح معنیٰ میں حج کرنے کے لئے گیا...... تجارت مقصود نہ ہو...... کمانا مقصود نہ ہو...... وہاں پر جا کر لوگوں کی جیبیں صاف کرنا مقصود نہ ہو...... اللہ کی رضا کے لئے حج کرنے کے لئے گیا ہے اگر دنیا کی غرض سے گیا ہے تو اس حج کا کوئی

(۱)...... صحیح البخاری ص۲۰۶ ج۱، صحیح مسلم ص۴۳۶ ج۱، مشکوۃ المصابیح ص۲۲۱ ج۱، مسند ابی یعلی الموصلی ص۳۸۱ ج۵ بیروت

فائدہ نہیں...... یہ بھی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

ایک حدیث میں آتا ہے حضور ﷺ نے فرمایا میری امت میں کئی قسم کے حاجی ہو جائیں گے کچھ لوگ سیر وسیاحت کی نیت سے حج کریں گے...... جیسے جاتے ہیں...... افریقہ بھی گئے ہیں...... امریکہ بھی گئے...... جاپان بھی چلو...... اس سال مکہ مدینہ بھی ہو آتے ہیں...... سیاحت کا حج ہے...... اللہ کی رضا کے لئے نہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا کچھ لوگوں کا حج تجارت کی غرض سے ہوگا...... کہ جا تو رہے ہیں کاروبار کی عادت بنی ہوئی ہے...... ادھر جاتے ہوئے کیوں خالی جائیں گے کوئی ایسی چیز لیکر جائیں جو وہاں اچھے بھاؤ بک جائے...... وہاں سے کوئی چیز لیکر آئیں جو یہاں اچھے بھاؤ بک جائے...... آتے ہوئے تجارت بھی ہو جائے گی پیسہ بھی مل جائے گا حج بھی ہو جائے گا...... اللہ کے رسول نے فرمایا کچھ لوگ اس غرض سے حج کرنے کے لئے جائیں گے کہ معاذ اللہ وہاں پر کچھ کمائی کریں۔

ریاکاری کے لئے حج کرنا:

اور کچھ لوگ ریاکاری کے لئے حج کریں گے...... فلاں حضرت صاحب نے دس حج کئے ہیں...... فلاں قبلہ صاحب نے چھ عمرے کئے ہیں...... فلاں علامہ صاحب پانچ مرتبہ گئے ہیں اور یوں کہنا بار بار کہ میں نے اتنے حج کئے ہیں میں جب پانچویں حج پر گیا تھا ایک اللہ والے سے کسی گفتگو میں سنا کہ اس کے ہاں کوئی مہمان گیا تو اس نے اپنے بیٹے کو کہا بیٹے! وہ جو پانچویں حج پر میں برتنوں کا سیٹ لایا تھا اس کے اندر پانی لانا...... کھانا لانا، تو اس بزرگ نے کہا کہ آپ نے اپنے پانچوں حج ایک ہی جملہ میں برباد کر دیے...... وہ جو پانچویں حج پر گیا تھا اظہار کر دیا کہ میں نے پانچ حج کئے ہیں تو یہ کہنے کی وجہ سے تیرے سارے حج برباد ہو گئے...... تحدیث بالنعمت کوئی آدمی تذکرہ کر دے کوئی پوچھ لے کوئی بات

کرے کہ وہ فلاں واقعہ کیسے ہے یا آپ کتنی دفعہ تشریف لے گئے ہیں......اللہ نے آپ کو کتنی دفعہ موقع عطا کیا ہے...... علیحدہ بات ہے...... لیکن اس انداز سے گفتگو کرنے سے حج برباد ہو جاتا ہے......تو حج نام ہے توبہ آدم کا کہ جس حج میں توبہ قبول نہ ہوئی......اس حج کا کوئی فائدہ نہیں حج ابراہیم کی قربانی کا نام ہے...... خلیل نے ساری قربانیاں پیش کی تھیں......جو حج میں پیش کی جاتی ہیں حج میں آدمی بیوی چھوڑتا ہے...... خلیل علیہ السلام نے بیوی کو علیحدہ چھوڑ دیا تھا...... حج میں آدمی بچے کو قربان کرتا ہے...... خلیل علیہ السلام نے تو بیٹے کی گردن پر چھری رکھ دی تھی۔

حج کیا ہے:

حج میں آدمی دولت اللہ کے راستہ میں لٹاتا ہے......ابراہیم علیہ السلام نے دولت لٹائی تھی...... حج میں مصائب و مشکلات آتے ہیں...... برداشت کرنی پڑتی ہیں...... ہمارے بزرگ تھے مولانا غلام مصطفیٰ انہوں نے مجھے بتایا کہ جس سال میں حج پر گیا تو مولانا مفتی محمود مرحومؒ بھی تھے...... مفتی صاحب بیمار تھے پاؤں زخمی تھا...... پاؤں پر پٹیاں باندھی ہوئی تھیں......ریڑھی پر بیٹھا کر ان کو کعبہ کا طواف کرایا جا رہا تھا تو میں ملا اور مل کر کہا مفتی صاحب تکلیف تو بہت ہوئی ہوگی تو عجیب جملہ فرمایا کہا حج نام ہی تکلیفوں کو برداشت کرنے کا ہے......اللہ کے راستے میں تکلیف آئی چیخ ماری ساری عبادت ضائع ہوگئی ان مصائب کو برداشت کرنا خوشی کے ساتھ ان کو قبول کر لینا اسی کا نام حج ہے......

حج دین کی دعوت دینے کا نام ہے:

حج ابراہیم کی قربانی کا نام ہے...... حج محمد رسول اللہ ﷺ کی دعوت کا نام ہے...... پیغمبر ﷺ نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں کھڑے ہو کر اعلان کیا تھا لوگو! "الا بلغتکم" میں

نے دین تم تک پہنچادیا؟ صحابہ کہتے ہیں قد بلغت و ادیت و نصحت ...... "محبوب آپ نے پہنچایا نصیحت فرمائی اپنا حق ادا کر دیا ہم اس پر مطمئن ہیں کہ جو اللہ نے آپ کے ذمہ لگایا آپ ہمیں بتا چکے ہیں" (۱) فرمایا یارو پھر سن لو! فلیبلغ الشاهد الغائب ...... "ہر حاضر غیب تک اس آواز کو پہنچائے میں نے دین تم تک پہنچایا ہے تم دوسروں تک پہنچاؤ" (۲)...... اگر حج پر جانے کے بعد واپس آکر اس پر عمل نہیں کرتا...... دعوت کا کام نہیں کرتا...... لوگوں کو ہدایت کی طرف نہیں بلاتا تو حج کا مقصد پورا نہیں ہوسکتا حج نام ہے دین کی دعوت دینے کا یہ سارا حج کا خلاصہ ہے اہل اللہ کے حج تو ہوتے ہی اپنے مزاج کے ہیں یہ تو میرا اور آپ کا حج ہے کہ ہم لوگ یہاں سے جاتے ہیں...... باقاعدہ بلایا جاتا ہے لوگ اکٹھے کئے جاتے ہیں محفلیں ہوتی ہیں کہ حضرت نے حج پر جانا ہے...... ان کو الوداع کرنا ہے اور جب آئیں تو پیشگی خط لکھ دیئے جاتے ہیں کہ میں فلاں تاریخ کو آرہا ہوں...... میرا استقبال ہونا چاہئے آگے اجتماع ہونا چاہئے۔

حضرت شبلیؒ کا واقعہ:

ایک لمبا واقعہ شیخ الحدیثؒ نے فضائل حج میں لکھا ہے وقت نہیں کہ پورا سناؤں...... نمونہ کے طور پر چند جھلکیاں بتاتا ہوں...... حضرت شبلیؒ بہت بڑے بزرگ تھے ان کا ایک مرید حج پر گیا اور جب حج کر کے واپس آیا...... تو حضرت شیخ نے اس سے کہا حج کر آئے اس نے کہا جی کر آیا ہوں...... فرمایا کیسا رہا؟ خوب رہا سفر کی داستان سنائی جیسے لوگوں کی عادت ہوتی ہے...... فرمایا جس وقت تم نے حج کا ارادہ کیا تھا کیونکہ حج کا معنی ہی

---

(۱) ...... صحیح مسلم ص ۳۹۷ ج ۱، مشکوۃ المصابیح ص ۲۲۵ ج ۱، عن جابر ابن عبداللہ (۲) [illegible] ص ۳ ج ۱، سیرت مصطفی ص ۱۵۰ ج ۳، رحمۃ للعالمین ص ۲۲۰ ج ۱، صحیح بخاری باب حجۃ الوداع [illegible] ص ۹۰ ج ۲، مستدرک حاکم ص ۸۷ ج ۱، ابن ماجہ ص ۲۱، سنن نسائی رقم ۲۸۲۷

ارادہ کرنا ہے..... جب تم نے حج کا ارادہ کیا تھا یہ بتاؤ سفر پر جاتے ہوئے آخرت کے سفر کی نیت بھی کہ تھی؟ اس نے کہا جی وہ نیت تو ذہن میں نہیں تھی فرمایا پھر تو نے اس سفر کا ارادہ کیا کیا فرمایا جب تو نے غسل کیا تھا تو نے موت کے غسل کو بھی سامنے رکھا تھا؟ اس نے کہا جی ایسا تو نہیں ہوا فرمایا پھر تو نے کیا غسل کیا ہوگا؟ فرمایا جب تو نے وضو کیا تھا اس وقت تجھے محسوس ہوا تھا کہ میرے گناہ جھڑ رہے ہیں میں اللہ کے دربار میں جارہا ہوں؟ کہا میرے ذہن میں یہ بات بھی نہیں آئی..... فرمایا پھر تو نے کیا وضو کیا..... فرمایا! جب تو نے احرام کے دو کپڑے پہنے تھے اس وقت کفن کا تصور تیرے ذہن میں تھا کہ مجھے کفن بھی پہنایا جائے گا؟ کہ حضرت یہ بات تو میرے ذہن میں نہیں آئی..... فرمایا! پھر تو نے احرام کیا باندھا..... اپنے کپڑے اتارے تھے؟ جی بالکل اتارے تھے فرمایا! یہ بتاؤ ان کپڑوں کو اتارتے ہوئے دنیا کے زیب و زینت کے لباس کو ختم کرنے کا ارادہ بھی کیا تھا؟ اس نے کہا جی یہ بات بھی ذہن میں نہیں آئی..... فرمایا پھر تو نے کیا کپڑے اتارے..... اچھا تم سفر پر چلے گھر سے نکلے روانہ ہوئے اللہ کے راستہ میں تم چل رہے تھے..... جب تم گھر سے باہر جارہے تھے سب کچھ اللہ کے سپرد کیا تھا..... یا مخلوق کے حوالے کر کے گئے تھے..... یہ تمہارے دل میں آیا تھا کہ سب کچھ اللہ کے سپرد کر کے جارہا ہوں؟ فرمایا! اس قسم کی تو ذہن میں کوئی بات بھی نہیں تھی..... فرمایا! پھر تو نے کیا سفر کیا..... اچھا جب تم اللہ کے گھر کے قریب پہنچے..... تم نے تلبیہ کہا..... جب تو نے لبیک کہا..... اس وقت تو نے اللہ کی طرف سے اس لبیک کا جواب بھی سنا تھا؟ اس نے کہا جی! مجھے تو کوئی آواز نہیں سنائی دی..... فرمایا! پھر تو نے تلبیہ کیا پڑھا اچھا یہ بتاؤ جس وقت تو نے کعبہ کے اندر قدم رکھا تھا اس وقت تو دنیا سے بے نیاز ہو گیا تھا..... بیوی بچے خاندان سب کچھ تیرے ذہن سے نکل گیا تھا؟ کہا ایسی بات تو میں نے کوئی نہیں سوچی تھی فرمایا! پھر تو کعبہ کے اندر کیا گیا ہے.....اور پھر اگلا جملہ جو کہا سنو! حیران

ہو جاؤ گے...... فرمایا! جب تو طواف کرنے لگا تو نے حجر اسود کو بوسہ دیا ہاتھ لگایا...... اس وقت یہ کہا...... علامہ شبلیؒ نے چیخ ماری...... اور بے ہوش ہو گئے...... وہ آدمی حیران ہو گیا...... کہ میرے شیخ کو کیا ہو گیا ہے تھوڑی دیر کے بعد ہوش آیا تو شبلی نے کہا دیکھ جب آدمی حجر اسود کو بوسہ دیتا ہے اور اس کو ہاتھ لگاتا ہے تو وہ ایسے ہے...... جیسے اللہ کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کے مصافحہ کر رہا ہے...... مجھ پر اس لئے یہ کیفیت طاری ہو گئی کہ جب تو نے اس کو ہاتھ لگایا اس وقت تجھے یہ احساس ہوا تھا کہ میں آج اللہ سے مصافحہ کر رہا ہوں؟ اس نے کہا جی ایسا تو کوئی احساس نہیں ہوا تھا...... فرمایا پھر تو نے کیا حج کیا ہے...... اچھا جب تو کعبہ کا طواف کر رہا تھا اس وقت تیرے ذہن میں یہ تھا کہ میں ایک عاشق ہوں...... اور اپنے محبوب کو راضی کرنے کے لئے...... اس کے دربار میں دیوانوں کی طرح بے تاب پھر رہا ہوں؟ کہا ایسی بات تو کوئی ذہن میں نہیں آئی تھی...... فرمایا! مقام ابراہیم علیہ السلام پر جب تو نے نوافل پڑھے تھے اس وقت تیرے ذہن میں یہ بات تھی کہ ابراہیم علیہ السلام اللہ کا برگزیدہ پیغمبر ہے...... اس کی جگہ پر جو شخص نوافل پڑھتا ہے اللہ کے قرب کو پہنچ جاتا ہے...... اور تیرے اندر اتنی روحانیت اور نورانیت پیدا ہو گئی ہو...... کہ تو خدا کے قرب کا اندازہ کر رہا ہو...... یہ تیرے ذہن میں آیا تھا؟ اس نے کہا جی ایسی تو کوئی بات نہیں آئی تھی...... فرمایا! پھر مقام ابراہیم پر کھڑے ہونے کا کیا فائدہ؟ فرمایا! جب ملتزم کو چمٹ کر تو دعا مانگی تھی تو نے یہ خیال کیا تھا کہ میں اللہ کے دامن رحمت کو چمٹ کر دعا مانگ رہا ہوں؟ کہا ایسا تو کوئی خیال نہیں آیا تھا میں نے تو سمجھا کعبہ کی چوکھٹ ہے...... جس کو پکڑے ہوئے ہوں فرمایا! پھر تیرے ملتزم کو چمٹنے کا کیا فائدہ...... اچھا تو پہاڑی صفا پر چڑھا تھا اس وقت تو نے اپنے دل کو صاف کر دیا تھا گناہوں کی آلودگیوں کو ختم کرنے کا ارادہ کیا تھا کہا ایسا تو کوئی ارادہ نہیں کیا تھا فرمایا پھر تیرا صفا پر چڑھنے کا کیا فائدہ...... فرمایا! جب تو مروہ پہاڑی کی طرف گیا تھا اس دوڑ کے

دوران تو نے اللہ کے دین کے لئے اپنی زندگی میں دوڑ لگانے کی سوچ پیدا کی تھی اس نے کہا ایسا تو کوئی ارادہ نہیں کیا تھا...... فرمایا! پھر صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنے کا کیا فائدہ؟ پھر جب منیٰ میں گیا تھا اس وقت جب تو نے قربانی پیش کی تھی ...... پورے جان مال وقت ہر چیز کو قربان کرنے کی نیت کی تھی؟ اس نے کہا ایسی تو کوئی نیت نہیں کی...... فرمایا! پھر منیٰ میں جانے کا کیا فائدہ...... فرمایا مزدلفہ میں جب تو گیا تھا مشعر حرام کے اندر گیا...... وہاں پر جا کر خوب رات بھر اللہ کو یاد کیا...... یا کچھ حصہ سو بھی گیا تھا کہا حضرت میں تو سو گیا تھا فرمایا! اللہ تو کہتے ہیں وہاں پر مجھے یاد کیا کرو واذکروا اللہ عند المشعر الحرام ...... وہاں پر اگر تو نے خدا کو یاد نہیں کیا تیرے جانے کا کیا فائدہ جب تو میدان عرفات میں پہنچا تھا اس وقت تجھے اپنی معرفت کا احساس ہوا کہ میں کیا ہوں ایک گندے پانی کے قطرے سے بنا ہوا...... حضرت انسان مسجود ملائک اس وقت اشرف المخلوقات اور اللہ کا برگزیدہ بنا ہوں...... اپنی حقیقت کو سامنے رکھ کر اللہ کی حقیقت کو تو نے سوچا تھا کہ تو گندے پانی کا قطرے سے بنا ہے وہ ساری کائنات کا خالق اور مالک ہے...... اس نے تجھے اپنا قرب نصیب کیا ہے کہا حضرت ایسی بات تو ذہن میں نہیں آئی تھی فرمایا! پھر عرفات میں جانے کا کیا فائدہ...... جب تو کعبہ کا الوداعی طواف کر رہا تھا تجھے یہ احساس ہوا تھا کہ جیسے آج میں یہاں سے جدا ہو رہا ہوں ایک وقت آئے گا...... دنیا سے جدا ہو جاؤں گا؟ کہا ایسا خیال تو نہیں آیا تھا...... فرمایا! پھر تیرا کعبہ پہ جانے کا کیا فائدہ...... تیرے حج کرنے کا کیا فائدہ اب دوبارہ تیاری کر پھر جا جس انداز سے میں نے کہا ہے ایسے حج کرے گا تو قبول ہو گا ورنہ تیرا حج کوئی حج نہیں۔

حج کے مسائل سیکھ کر حج کرنے کے فوائد:

ہم سوچیں میرے سمیت کہ جب ہم حج پر جاتے ہیں کیا ہمارے اندر یہ کیفیات ہوتی ہیں...... مولانا مکی نے ایک مرتبہ مکہ میں ایک بات کہی تھی فرمایا! لوگوں نے دس روپے

کی چیز خریدنی ہو اس پر ریسرچ اور تحقیق کرتے ہیں اس کا فائدہ کیا ہوگا...... نقصان کیا ہوگا...... ہزاروں روپے خرچ کر کے آدمی وہاں جاتا ہے اور وہاں کے احکامات نہیں سیکھ کے جاتا طریقے نہیں سیکھ کے جاتا...... حج کی کیفیتیں نہیں سیکھ کے جاتا...... جیسے جاتا ہے ہزاروں روپے خرچ کر کے واپس آجاتا ہے...... اور یوں کہہ دیتا ہے اللہ مالک ہے...... خود منظور کر لے گا...... یوں خدا نہیں منظور کیا کرتے...... جب تم اتنا پیسہ خرچ کر رہے ہو اگر مسائل کی تحقیق نہیں کی...... تو اس عبادت کا کیا فائدہ...... اس لئے مسائل حج کو سیکھنا ضروری ہے...... حکومت پاکستان کتابیں مہیا کرتی ہے معلم بناتی ہے قافلے بناتی ہے لیکن پھر بھی ہمارے اندر وہ حس نہیں بیدار ہوتی کہ ہم جانیں اللہ جزائے خیر عطا کرے...... تبلیغی جماعت والوں کو کہ پھر بھی یہ لوگ ہمت کرتے ہیں...... سفر کے دوران جہازوں میں ائیر پورٹ پر ہر ہر جگہ ان کے قافلے موجود ہوتے ہیں...... مسائل بتا رہے ہوتے ہیں فضائل حج بتا رہے ہوتے ہیں...... طریقے سمجھا رہے ہوتے ہیں کہ کم از کم اگر پورے مجمع میں سے کسی ایک کا بھی حج قبول ہو گیا تو سب کی نجات ہو جائے گی اور اللہ کے ہاں ہوتا ایسے ہی ہے کہ کسی ایک کی وجہ سے سب کی قبولیت ہو جاتی ہے ورنہ ہم میں سے ہر آدمی اس قابل نہیں...... کہ اس کی قبولیت ہو جائے...... اللہ ہم سب کو اعمال صالحہ کی توفیق عطا فرمائے...... (آمین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ○

عظمت مدینہ

خطبہ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ شَرَّفَنَا عَلٰی سَآئِرِالْاُمَمِ...... بِرِسَالَةِ مَنِ اخْتَصَّهُ مِنْ بَیْنِ الْاَنَامِ بِجَوَامِعِ الْکَلِمِ وَجَوَاهِرِ الْحِکَمِ ......وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ...... مَا نَطَقَ اللِّسَانُ بِمَدْحِهٖ وَنَسَخَ الْقَلَمُ ...... اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِo......بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِo...... لَا اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ o وَاَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَاالْبَلَدَ o وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ o وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِکُلِّ نَبِیٍّ حرم وحرمی المدینةo(١)صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ o......وَ صَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ o...... وَنَحْنُ عَلٰی ذَالِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَo...... وَالْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ o

تمہید:

لائق صد تعظیم و تکریم......!واجب الاحترام......!برادران اسلام......بزرگودوستو اور بھائیو......!گذشتہ جمعۃ المبارک کے خطبہ میں حج کعبۃ اللہ کی اہمیت اس کا فلسفہ اوراس کی حیثیت پر گفتگو کی تھی آج کے خطبہ میں مدینۃ الرسول مدینہ طیبہ مدینۃ المنورہ کے حوالہ سے کچھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں......اس بابرکت اور مقدس شہر پر گفتگو بالکل چہ نسبت خاک راباعالم پاک را کے مترادف ہے کہ میری کیا حیثیت کیا اوقات ہے کہ میں اس دیار نبی پر لب کشائی کروں......جس کو اللہ نے قیامت کی صبح تک نبی کا مسکن اور

(١)......کنزالعمال ص١٠٦ ج١٢،،المعجم الاوسط ص٣٥٦ ج٦،،جامع الاحادیث ص٤٧٢ ،ج١٧،،جمع الجوامع ص١٦٥٦٧ ج١،،مسند احمد ص٩٠ ،ج٥،،غایة المقصد فی زوائد المسند ص٢٢٥٣ ج١٢

مرکز بنادیا ہے...... مدینہ طیبہ کی ایک تاریخی حیثیت ہے کہ اسلام سے پہلے اس کی حیثیت کیا تھی...... اس پر گفتگو کی جائے تو ساری تاریخ ہی بیان ہو سکتی ہے...... میں مدینہ طیبہ کی کچھ خصوصیات کچھ فضیلتیں...... اور پھر کچھ کوشش کر کے آداب مدینۃ الرسول کہ وہاں حاضری کے آداب کیا ہیں؟ اس حوالہ سے چند باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

مدینہ حضور ﷺ کی برکات وفیوضات کا مرکز:

اللہ کی ذات سب سے اعلیٰ بلند و بالا برتر و بالا ہے...... جیسے وہ عظیم ہے اور مقدس ہے اس نے بھی اپنا گھر جس کا نام کعبۃ اللہ ہے اس کو تقدس اور عظمت عطاء فرمائی ہے جس کی وجہ سے ہر سال مسلمان اس کی گھر میں جمع ہوتے ہیں وہاں اس کی عظمت کے تذکرے کرتے ہیں اس کی کبریائی کے گیت گاتے ہیں جیسے مکۃ المکرمۃ اللہ کی جلالت کا مرکز ہے ایسے اللہ کے بعد پوری کائنات میں سب سے بڑی ہستی اور شخصیت جناب امام الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی ہے...... جیسے اللہ کے انوارات کا مرکز ہے...... تجلیات کا مرکز بیت اللہ ہے ایسے رحمت کائنات کے انوارات و برکات فیوضات و نبوت کا مرکز اگر کائنات میں کوئی ہے تو وہ نبی کا روضہ اور مدینۃ الرسول ہے...... اب جب اللہ کی عظمت اور کبریائی سے حاجی حج سے فارغ ہو تو میرے اور آپ کے نبی نے فرمایا۔

حج کر کے مدینہ نہ جانے والا:

من حج البیت ولم یزرنی فقد جفانی......(۱) حج کے لئے آیا حج کیا اور پھر میری زیارت کے لئے میرے مدینہ میں نہیں آیا فرمایا اس نے میرے ساتھ بڑی زیادتی کی

(۱)...... کنز العمال ص ۱۳۵ ج ۵، شرح الزرقانی ص ۱۸۱ ج ۱۲، جامع الاحادیث ص ۲۴۰ ج ۲۰، جمع الجوامع او الجامع الکبیر ص ۲۲۶۲۹ ج ۱

ہے اور ایک روایت بڑی عجیب ہے...... "ولم یزرنی" کا معنی قیامت تک کے لئے ہے کہ جس نے حج کیا اور میری زیارت نہیں کی حضور کی زیارت زندگی میں یہ ہے کہ آقا کا دیدار کرے اور زندگی کے بعد یہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا من حج فزار قبری بعد موتی کان کمن زارنی فی حیاتی......(۱) جس نے میری قبر کو دیکھا وہ ایسے ہے جیسے اس نے زندگی میں مجھ محمد ﷺ کو دیکھ لیا ہو تو گویا محبوب کی قبر اقدس روضہ اطہر کے دیدار سے بھی دیدار نبی کی فضیلت آدمی کو ملتی ہے یہ علیحدہ بات ہے کہ اب شرف صحابیت ختم ہے اب قیامت تک نہ کوئی نیا نبی آئے گا نہ کوئی صحابی ہو سکے گا حتیٰ کہ عیسیٰ علیہ السلام جو قرب قیامت میں تشریف لائیں گے جو لوگ عیسیٰ علیہ السلام کو اس وقت دیکھیں گے وہ بھی صحابی نہیں ہوں گے...... حالانکہ نبی کا دیدار ہے اس لئے کہ عیسیٰ اس وقت امت میں نبی کی حیثیت سے نہیں آئیں گے...... محمد رسول اللہ ﷺ کی امت کے مجاہد بن کر تشریف لائیں گے اس لئے نبی کے دیدار کو صحابیت کہا گیا ہے اور جیسے حضور ﷺ پہ نبوت ختم ہے ایسے پیغمبر کی جماعت صحابہ پر مقام صحابیت ختم ہو چکا ہے اب یہ سلسلہ تو نہیں چلے گا...... لیکن حضور ﷺ کے شہر کی زیارت کرنا...... محبوب کی گلیوں کی زیارت کرنا...... محبوب کے روضہ اطہر کی زیارت کرنا...... اس پہ اجر و ثواب ملتا ہے وہاں دیدار کے بعد فیوضات ہیں وہ ان کا حصہ تھا لیکن ثواب میں ہمارا حصہ ضرور ہے جیسے کوئی شخص سارا قرآن مجید تلاوت کرے...... اس کو قرآن دیکھنے کا ثواب، ایک ایک حرف پڑھنے کا ثواب، اس کو چھونے کا ثواب، ہاتھ لگانے کا ثواب، اس پہ وقت خرچ کرنے کا ثواب...... یہ سارے ثواب وہ سمیٹ جاتا ہے اگر کوئی تین مرتبہ "قل ھو اللہ"

(۱) مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۴۱ ج ۱...کنز العمال ص ۱۳۵ ج ۵...کتاب الشفاء قاضی عیاض ص ۶۸ ج ۲...شرح الزرقانی ص ۱۸۱ ج ۱۲...اخبار مکۃ للفاکہی ص ۵ ج ۳...اتحاف السادۃ المتقین ص ۲۵۹ ج ۱...السنن الکبریٰ للبیہقی ص ۲۴۶ ج ۵...المعجم الاوسط ص ۲۵۱ ج ۳...شعب الایمان للبیہقی ص ۴۸۹ ج ۳...

پڑھ لے ایک ختم قرآن کا اجر تو ملتا ہے لیکن یہ تفصیلی ثواب جو اس پڑھنے والے کے حصہ میں آیا ہے وہ اس کے حصہ میں نہیں ...... لیکن محروم یہ بھی نہیں ہوتا ...... لیکن نبی کی قبر کی زیارت کرنے والا وہ بھی محروم کبھی نہیں رہتا ...... اس لئے حضور ﷺ نے اس کا ادب یہ بتایا کہ جو اللہ کے گھر آئے "ولم یزرنی فقد" پھر میری زیارت کے لئے نہ آئے اس نے بڑی زیادتی کی اس لئے اللہ کے دربار کے بعد دیار حبیب کی طرف جانا اور اس کی زیارت کا ارادہ کرنا اس کے لئے سفر کرنا یہ مسلمانوں کے ایمان کا حصہ ہے۔

ایک حدیث آتی ہے اس پر میں تھوڑی سی گفتگو کرنا چاہتا ہوں ...... حضور ﷺ نے فرمایا تین مسجدوں کے علاوہ کسی مسجد کی طرف نیت کر کے سفر کرنے کی اجازت نہیں ہے ...... کعبۃ اللہ مسجد حرام اور مسجد نبوی و مسجد اقصیٰ ...... (۱) یہ تین مقدس مسجدیں ہیں ان کی نیت سے تو سفر کر سکتے ہو ...... ان مسجدوں کی نیت کرو نیت کا کیا معنیٰ ہے؟ سمجھیں! آپ یہاں جمعہ پڑھنے کے لئے آئے ہیں تو اپنے گھروں سے اسی مسجد کی نیت کر کے آئے تھے تو پھر اس کا کیا مطلب تین مسجدوں کے سوا کسی اور کی نیت نہ کرنا؟ یہ نیت کہ جیسے وہاں اجر و ثواب کے اللہ کے وعدے ہیں کہ بیت اللہ میں ایک نماز پڑھو! ایک لاکھ نماز کا ثواب ملتا ہے ...... مسجد نبوی میں نماز ادا کرو تو پچاس ہزار کا ثواب ملتا ہے اسی طریقہ سے مسجد اقصیٰ میں پڑھو! تو ایک ہزار کی روایت بھی ملتی ہے پانچ سو کی بھی ملتی ہے پانچ ہزار کی روایت بھی ملتی ہے دس ہزار کی روایت بھی ملتی ہے خیر یہ تینوں مسجدوں کے ثواب حدیثوں میں موجود ہیں ...... (۲)

---

(۱) صحیح البخاری ص ۱۵۸ ج ۱، صحیح مسلم ص ۴۴۷ ج ۱، قال لاتشد الرحال الا الی ثلاثة مساجد مسجدی هذا و مسجد الحرام و مسجد الاقصی (۲) اخبار مکة الفاکهی ص ۳۶۹ ج ۳، السنن الکبری للبیهقی ص ۲۴۶ ج ۵، بلوغ المرام من ادلة الاحکام ص ۲۹۰ ج ۱، تقریب الاسانید و ترتیب المسانید ص ۱۰۸ ج ۱، سنن ابن ماجه ص ۳۳۳ ج ۴، المکتبة الشاملة، طحاوی ص ۱۲۷ ج ۳، صحیح کنوز السنة النبویة ص ۹۵ ج ۱، کنز العمال ص ۲۳۵ ج ۱۲، المکتبة الشاملة، مسند احمد ص ۲۱۶ ج ۲۹، علاوہ ازیں بخاری، مسلم ابن ماجہ، میں یہ موجود ہیں

اب اگر کوئی اس نیت سے چلتا ہے کہ میں مخزن العلوم کی مسجد میں نماز پڑھوں گا مجھے ایک ہزار نماز کا اجر ملے گا میں رائیونڈ میں ایک نماز پڑھوں گا مجھے ایک لاکھ کا اجر ملے گا...... میں فلاں معسکر میں جا کر نماز پڑھوں گا مجھے اتنے کروڑ کا اجر ملے گا اگر اس نیت سے سفر کرتا ہے اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا...... یہ ثواب کی جو مسجدیں ہیں جن کا ثواب رب نے خود بتایا ہے نبی کی زبان سے تقسیم کیا ہے...... وہ زمین پہ تین ہی مسجدیں ہیں...... بیت اللہ ہے...... مسجد نبوی...... مسجد اقصیٰ ہے...... ان تینوں مسجدوں کے علاوہ کسی مسجد میں ثواب کی نیت سے سفر نہ کرو وہاں اس نیت سے جا سکتے ہو...... میں اس مسجد میں تعلیم سننے کے لئے جا رہا ہوں...... وہاں دین پڑھنے جا رہا ہوں...... جہاد کرنے جا رہا ہوں...... وہاں تبلیغ کرنے جا رہا ہوں...... وہاں وعظ سننے جا رہا ہوں...... وہاں درس سننے جا رہا ہوں...... یعنی اعمال کی نیت تو کر سکتے ہو مسجد کے ثواب کی نیت ان کے علاوہ اور کسی جگہ کی نہیں کر سکتے صرف روضہ رسول کی زیارت کی نیت کرو!

حضور ﷺ کے روضہ کا دیدار:

کیونکہ حضور ﷺ کے روضہ کا دیدار مستقل ثواب ہے یہ ایسے۔ہے جیسے تو یہ نیت کرے کہ میں قرآن مجید کی تلاوت کرنا چاہتا ہوں اس کو بھی اجر ملے گا اور اس کو بھی اجر ملے گا جو شخص یہاں سے کندھے پر اس لئے بستر اٹھاتا ہے کہ میں تین دن فلاں مسجد میں جا کر بیٹھوں گا ہماری جماعت وہاں پر ہے اب جا تو اس مسجد مخصوص کے لئے رہا ہے لیکن اس کی قطعاً یہ نیت نہیں کہ یہاں ایک نماز کا اجر ملے گا تو وہاں ایک لاکھ کا ملے گا یہ وہاں دعوت کے لئے جا رہا ہے تعلیم کے لئے جا رہا ہے...... سیکھنے سکھانے کے لئے جا رہا ہے سمجھنے سمجھانے کے لئے جا رہا ہے...... نمازوں کے ثواب کے اضافے کے لئے نہیں جا رہا اب حب بیت اللہ سے مسجد نبوی کی طرف آئیں مسجد نبوی کی نیت ہو تو وہاں نمازوں کے ثواب کے

اضافے کی نیت نہیں کرنی چاہئے...... بلکہ یہ نیت ہو کہ محبوب کے روضہ کے دیدار کے لئے جارہاہوں...... روضہ اطہر پہ حاضری دینے جارہاہوں...... سلام پیش کرنے جارہاہوں اس نیت سے سفر کرے گا جیسے طلب دین کی نیت سے سفر کرتا ہے...... تبلیغ کی نیت سے سفر کرتا ہے جہاد کے لئے سفر کرتا ہے...... ایسے نبی کے روضہ کے دیدار کی نیت بھی کرے یہ بھی اجرو ثواب سے خالی نہیں اللہ اس پر بھی اجروثواب عطا فرماتے ہیں مکۃ المکرمہ سے مدینہ طیبہ کی طرف جب آدمی روانہ ہوتا ہے۔

مدینہ طیبہ میں نبی ﷺ کی صفات کا عکس کامل:

مدینہ کا پرانا نام جو کتابوں میں لکھا ہوا ہے وہ ہے ''یثرب'' مکہ کے دو نام ہیں مکہ اور بکہ یہ دو بڑے مشہور نام ہیں اور مدینہ کا قدیم نام یثرب......(۱) اور رسول اللہ کے آنے کے بعد اس کا نام ہے مدینہ منورہ...... بلکہ حضور ﷺ کی زندگی میں اس کا نام تھا مدینۃ الرسول یعنی رسول کا شہر مدینہ کا معنی ہوتا ہے شہر توجہ کریں! اب جب یہ رسول کا شہر بنا نسبت میں رسول کا نام ہے...... مدینۃ الرسول رسول کا شہر! مدینہ کا معنی ہوتا ہے شہر، توجہ کریں! اب جب یہ رسول کا شہر بنا نسبت میں رسول کا نام ہے مدینۃ الرسول رسول کا شہر! کسی شخصیت کا شہر بھی ہو سکتا تھا...... لوگ روشنیوں کا شہر بھی کہتے ہیں اقبال کا شہر بھی کہتے ہیں...... بابائے قوم کا شہر بھی کہتے ہیں...... فلاں شیخ کا شہر بھی کہتے ہیں...... اب دنیا میں کہیں چلے جائیں اور کہیں ہم خانپور سے آئیں ہیں لوگ کہتے ہیں درخواستی کے شہر سے شخصیات کے حوالہ سے لوگ شہر کو پہچانتے ہیں...... اسی طریقہ سے مکۃ المکرمہ حضرت ابراہیم علیہ السلام یا اللہ کی نسبت کا شہر ہے...... مدینہ محمد رسول اللہ کی نسبت کا شہر ہے...... اس کو مدینۃ الرسول کہا جاتا

---

(۱) حضرت ابن سمرہ فرماتے ہیں کانوا یسمون المدینۃ یثرب فسماھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طیبۃ کنز العمال ص ۱۰۵ ج ۱۲ ...... صحیح مسلم ص ۴۴۵ ج ۱

ہے..... جب تک حضور ﷺ نہیں آئے تھے یہ بیماریوں کا اڈا تھا..... یثرب کے معنی ہے ہماری آماجگاہ..... جیسے بعض دفعہ وبا پھیلی ہے..... موسمی بیماریاں آتی ہیں مدینہ طیبہ میں ایسے بیماریاں آتی تھیں بعض دفعہ آنکھیں خراب ہوگئیں یہ بیماری پھیل گئی پیٹ کی تکلیف کی بیماری پھیل گئی..... ہیضہ کی بیماری پھیل گئی اسی طریقہ سے طاعون کی بیماری پھیلی ہے..... کوئی اور وبا پھیلی ہے..... مدینہ ایسا شہر تھا جہاں اکثر وبائیں پھیلتی تھیں..... دور دراز سے آنے والے لوگ اس مدینہ سے دور ہو کر گزرا کرتے تھے..... کہ کہیں ہم کسی وبا میں نہ مبتلا ہو جائیں..... کسی وبا میں نہ پکڑے جائیں کسی وجہ سے بیمار نہ پڑ جائیں..... وہ اپنی جان چھڑا کے گزرا کرتے تھے لیکن جب میرے محبوب کے قدم آئے اس کی نسبت نبی کی طرف ہوئی..... اب اس کا نام یثرب نہیں..... حضور ﷺ نے فرمایا اس کا نام مدینۃ النبی ﷺ ہے اب یہ رسول اور نبی کا شہر ہے..... توجہ کرنا! یہ واحد شہر ہے اللہ کی زمین پر کہ اس میں اللہ نے نبی کی صفات کا عکس رکھ دیا جو ہر صفتیں اللہ نے میرے محبوب میں رکھی ہیں..... مدینہ کی مٹی میں اللہ نے وہ صفات رکھ دی ہیں۔

پیغمبر ﷺ اور ان کے مدینہ کی پاکیزگی:

مثلاً حضور ﷺ کی صفت ہے فرمایا..... انا طیب انا طاهر ..... یہ حضور ﷺ کے اسمائے صفاتی ہیں میں پاک صاف ہوں حضور ﷺ نے فرمایا ان المدينة طيبة ..... (۱) میرا مدینہ بھی پاک صاف ہے جیسے نزاکت نفاست صفائی پیغمبر ﷺ کے جسم کا حصہ ہے ویسے دیار رسول کا حصہ ہے..... جب تک نبی نہیں آئے تھے یہ عظمت مدینہ کو نہیں ملی تھی حضور ﷺ کے قدموں کی برکت سے یہ مدینہ یوں پاک اور صاف ہو گیا کہ اب اللہ کے نبی ﷺ کے جسم کی

---

(۱) ان الله امرنی ان اسمی المدينة طيبة (مسند ابو داود طیالسی ص ۲۰۴ ج ۲، ..... مسند ابی یعلی ص ۲۷۶ ج ۲

نسبت اس کو مل گئی ہے...... جیسے پیغمبر پاک ہے ایسے محمد ﷺ کا مدینہ بھی پاک ہے۔

مجسمہ خوشبو:

دوسری نسبت سمجھیں! نسبت مدینہ، مدینہ کو نبی سے نسبت کیا ہے؟ مدینہ طیبہ میں حضور ﷺ کے جسم اطہر کو اللہ نے اتنا نفیس بنایا ہے اور اتنا لطافت کا مرکز بنایا ہے کہ یہ طاہر بھی ہے طیب بھی ہے...... طاہر کا معنی پاک ہے اور طیب کا معنی ہے خوشبو والا...... اس لیے حضور ﷺ نے فرمایا: "ان المدینة طیبة" طاہر طیبہ مطابہ میرا مدینہ پاک ہے صاف ہے، خوشبو والا ہے، خوشبو مہکتی ہے، خوشبو کا مرکز ہے...... جیسے پیغمبر کے جسم اطہر میں خوشبو ہے نبی بولتے تھے ماحول میں خوشبو تھی...... نبی بچے کے سر پر ہاتھ رکھتے تھے بچے کے بالوں سے خوشبو آتی تھی...... محبوب کو پسینہ آتا تھا...... محبوب کے پسینہ کی خوشبو آتی تھی...... محبوب کسی گلی کوچے سے گزرتے تھے نبی ﷺ کی وہ گلیاں گزر جانے کے بعد گواہی دیتی تھیں کہ پیغمبر یہاں سے گزر کے جا رہے ہیں...... جیسے نبی کا وجود خوشبو سے معطر اور ماحول معطر ہو جاتا تھا...... ایسے اللہ نے نبی کی اس صفت کا عکس مدینہ میں ایسا رکھا ہے کہ مدینہ طیبہ کی خوشبو آدمی دور دور سے سونگھتا ہے آپ مدینہ سے باہر ہوں اس کی ہوا کے جھونکے اس کی فضا سے معطر کرنا شروع کر دیتے ہیں...... مدینۃ الرسول جب مسجد نبوی میں داخل ہوں ہر طرف سے خوشبو محسوس ہوتی ہے...... اور وہاں کی زمین پر اگر ایمان کی عظمت کے ساتھ سجدہ کر کے دیکھے تو رب کعبہ کی قسم وہ دھرتی خوشبو سے مہک رہی ہوتی ہے...... نبی بھی مجسمہ خوشبو ہے...... نبی کا مدینہ بھی مجسمہ خوشبو ہے...... صفات نبی کا عکس دیار نبی ﷺ پر......

جلال اور جمال کی جگہ:

اللہ کے نبی کے کمالات وصفات یہ ہیں قرآن کہتا ہے "انك لعلی خلق

عظیم'' محبوب تو اپنے اخلاق میں اپنی مثال آپ ہے...... تیرے جیسا پیار والا کوئی نہیں...... مکہ جلال کی جگہ ہے...... مدینہ جمال کی جگہ ہے...... مکہ میں جذباتی لوگ مل جائیں گے لیکن مدینہ میں اتنے مٹے ہوئے لوگ ملتے ہیں...... کہ نبی کے اخلاق کا عکس بھی مدینہ والوں پر پڑا ہوا ہے بالکل عجیب کیفیت ہے کہ مدینہ والوں کا اخلاق بڑا عجیب ہوتا ہے...... اور اس اخلاق کا مظاہرہ اور منظر کبھی رمضان المبارک میں آپ وہاں جائیں اور اس منظر کو جا کر دیکھیں کہ شام کو افطاری کے وقت جب دستر خوان لگ رہے ہوتے ہیں...... مکہ میں کوئی منت نہیں کرتا وہاں پر صرف کھجور اور زمزم رکھا جاتا ہے اور مدینہ میں بیسیوں قسم کے کھانے ہوتے ہیں۔

حضور ﷺ کے اخلاق کا اثر:

اور ایک ایک شخص کو پکڑ پکڑ کے منتیں کر کے داڑھی پر ہاتھ رکھ کے اس کے بازو پکڑ پکڑ کے دستر خوان پر بٹھاتے ہیں اور اپنی نسبت کا خیال رکھتے ہیں کہ ہم نبی کے شہر کے باسی ہیں...... رسول اللہ ﷺ کے شہری ہیں تم اللہ کے نبی کے مہمان بن کے آئے ہو...... ہمارا فرض ہے ہم تمہارا اکرام کریں...... اس لئے ہمیں اپنے پاس بٹھاتے ہیں جبراً کھلاتے ہیں ...... دیتے ہیں...... منتیں کرتے ہیں...... بعض دفعہ آدمی حیران رہ جاتا ہے کہ یہ میری اتنی منتیں کر رہا ہے...... میرے دوست نے مجھے خود بتایا کہ ایک مرتبہ میں نے اپنے دوست سے وعدہ کیا کہ افطاری تیرے دستر خوان پر کل ہوگی لیکن جونہی مسجد میں داخل ہوا ایک چھوٹا سا چار پانچ سال کا بچہ لپٹ گیا...... منتیں کرنے لگا...... حتی کہ اس نے میرا جوتا میرے ہاتھ سے چھین لیا...... اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے کہ میں اتنی منتیں کرتا ہوں تم میری بات نہیں مانتے...... میں نے اپنے ساتھی سے کہا اسکو کل منا لیں گے...... محمد ﷺ کے شہر کا یہ بچہ ناراض ہو گیا تو محبوب خفا ہو جائیں گے...... اس لئے آج اس کے دستر خوان پر بیٹھیں گے جو اخلاق

محمد ﷺ کے ہیں...... اس کا اثر مدینہ شہر کے باسیوں میں بھی موجود ہے...... صفات نبی کا عکس مدینۃ الرسول پر ہے ایک بات اور سمجھئے! اللہ نے اپنے محبوب کو بے انتہاء کمالات سے نوازا...... رحمت کائنات کی یہ صفت تھی کہ آپ سراج منیر ہیں، روشن چراغ چمکتا سورج کیا سورج کو روشنی...... نبی ﷺ کے قدموں سے ملتی ہے؟ مکہ کے ساتھ المکرمہ کا لفظ کہا جاتا ہے لیکن منورہ روشن شہر صرف مدینہ کو کہا جاتا ہے...... مدینۃ المنورہ کہ جس کی گلیاں بھی نور سے روشن نظر آتی ہیں اور کبھی توجہ سے بیٹھے روضہ رسول کے سامنے اور گنبد خضریٰ پر نگاہ ڈالے اور اگر وہ یہ منظر کعبہ میں دیکھ کے آیا ہو کہ بیت اللہ پر بھی نظر شام کو ڈال کے بیٹھے تو آسمان سے جو روشنی اور انوارات کعبہ پر اترتے نظر آتے ہیں...... رب کعبہ کی قسم اس سے زیادہ نبی کے روضہ پر اترتے نظر آتے ہیں...... نور کی روشنی انوارات کا شہر یہ تمام صفات اللہ نے نبی کے اس شہر مدینہ طیبہ میں رکھی ہیں۔

حضور ﷺ کے باپ اور حضور ﷺ کے ننھیال کا خاندان:

اور پھر یہ ایک عجیب بات ہے کہ مکہ میں حضور ﷺ کے باپ کا خاندان ہے اور مدینہ میں حضور ﷺ کے ننھیال کا خاندان ہے بچوں کی فطرت ہوتی ہے طبیعتیں ہوتی ہیں...... احترام دونوں کا برابر ہے لیکن ماں کی نسبت باپ کی قدر آدمی زیادہ کرتا ہے محبت فطرتاً ماں سے زیادہ ہوتی ہے حکم باپ کا مانتا ہے...... لاڈ ماں سے منواتا ہے...... یہ ایک فطرت ہے بچہ کی پھر یہی بات خاندان میں منتقل ہوتی ہے کہ باپ کے خاندان کی قدر زیادہ کرے گا دادا آئے ہیں احترام کرے گا...... چچا آئے گا احترام کرے گا تایا آئے ہیں احترام کرے گا...... چچا زاد بھائی آ گئے ہیں اکرام کرے گا...... والد کے خاندان کا کوئی فرد آ گیا ہے احترام کرے گا...... کہ یہ لوگ میرے باپ کی نسبت کے ہیں...... لیکن جب ننھیال آتے ہیں تو یہ محبت میں بچھنا شروع ہو جاتا ہے...... اس کی طبیعت مچلنا شروع ہو جاتی ہے......

وہاں احترام ہی احترام ہے یہاں پیار ہی پیار ہوتا ہے اور یہ بات فطرتاً اللہ نے نبی ﷺ کے سینہ میں رکھی تھی...... کہ مکہ والوں کا احترام اپنی جگہ پر تھا لیکن جب مکہ والوں نے تنگ کیا...... حضور ﷺ نے ہجرت کا ارادہ کیا تو اللہ نے نبی کو ہجرت کے لئے وہی جگہ دی جہاں نبی کے ننھیال کا خاندان تھا...... اب جب حضور ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے ہر آدمی کو ماں کا خاندان بڑا پیارا ہوتا ہے...... تو حضور ﷺ نے ننھیال قبیلہ کی فضیلتیں بیان کیں مدینہ والوں کے فضائل بتائے ان کی عظمتیں بتائیں...... اور فرمایا خبردار! یہ میرے شہر والے ہیں ان کے خلاف زبان نہ کھولنا...... ایک حدیث بڑی عجیب ہے حضور نے فرمایا من اذی اهل المدينه آذاه الله وعليه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين o......(۱) جس نے مدینہ والوں کو ایذا دی مدینہ والوں کو ستایا یا مدینہ والوں کا مذاق کیا...... مدینہ والوں پر تنقید کی مدینہ کی کسی ہستی...... کسی انسان پر اس نے اس کی تعظیم نہیں توہین کی "فعليه لعنة الله" میں نبی فیصلہ کرتا ہوں اللہ کی اس پر لعنت ہے...... فرشتوں کی اس پر لعنت ہے اور قیامت تک کے تمام انسانوں کی اس پر لعنت ہے اور فرمایا! کہ یاد رکھو! یہ مدینہ کی توہین کرنے والا مدینہ والوں کا مذاق کرنے والا یہ ساری ساری رات نوافل پڑھے پوری زندگی عبادت کرے اللہ اس کمینے کا نہ فرض قبول کرتے ہیں نہ نفل قبول کرتے ہیں توہین مدینہ کی کرے عبادت اس کی قبول ہو! ایسا نہیں ہوسکتا...... مدینہ تو مدینہ ہے...... مدینہ کے باسی کا بھی اکرام کا حکم ہے...... کہ ان کی بھی توہین نہ کرو۔

قیامت کے دن حضور ﷺ کا پڑوسی:

ایک اور حدیث ہے حضور ﷺ نے فرمایا لوگو! جو مدینہ میں فوت ہوا وہ مجھ محمد ﷺ کا

---

(۱) کنز العمال ص ۱۰۷ ج ۱۲ عن ابن عمر...... مشکوۃ المصابیح ص ۲۳۷ ج ۱...... صحیح مسلم ص ۴۴۲ ج ۱

ہمسایہ ہے......(۱) قیامت کے دن وہ میرے پڑوس سے اٹھے گا ہر آدمی کو اپنے پڑوسی بڑے پیارے ہیں مجھ محمد ﷺ کو میرے پڑوسی بڑے پیارے ہیں اور پھر پوری امت کو فرمایا من استطاع منکم ان یموت فی المدینة فلیمت فیه ......تم میں سے کسی کو طاقت ہے...... مدینہ میں مرنے میں کیا مطلب کہ پیسہ خرچ کر کے زمین فروخت کر کے اللہ کے نبی کے شہر میں پہنچ کر اگر وہاں زندگی گزار سکتے ہو گزار و مدینہ کی موت قبول کرو۔

مدینہ میں فوت ہونے والوں کا ہاتھ پکڑ کر حضور ﷺ کا جنت میں لے جانا:

"من مات بالمدینة کنت له یوم القیامة شفیعا او شهیدا......(۱) میں محمد ﷺ قیامت کے دن مدینہ میں فوت ہونے والے کے ایمان کی شہادت بھی دوں گا اور اپنے ہاتھ سے پکڑ کر جنت میں بھی ساتھ لے جاؤں گا...... وہ کتنے بڑے خوش نصیب لوگ ہیں جن کی زندگیاں وہاں گزر گئیں مولانا خلیل احمد سہارنپوری مہاجر مدنیؒ جنت البقیع قبرستان میں دفن ہوئے...... علامہ عبدالغفور نقشبندی مجددی عباسیؒ بہت بڑے عالم تھے وہ جنت البقیع قبرستان میں دفن ہیں...... مولانا بدر عالم میرٹھی ترجمان السنۃ چار جلدوں میں عربی میں ان کی کتاب حضور ﷺ کی سیرت پر ہے آج بھی جنت البقیع قبرستان میں سو رہے ہیں مولانا عبد الشکور دین پوریؒ فرمایا کرتے تھے کہ میں گیا مولانا بدر عالم میرٹھی ضعیف العمری کے عالم میں تھے...... مسجد نبوی میں بیٹھے تھے میں ملا اور ملنے کے بعد پوچھا کیا حال ہے بے ساختہ آنکھوں میں آنسو آ گئے کہنے لگے دین پوریؒ حال اس دن پوچھنا جس دن روضہ اقدس کے سامنے سے میرا جنازہ اٹھے جنت البقیع میں دفن کی جگہ مل جائے تو پھر سمجھ لینا کہ میں کامیاب ہوں تیس سال سے یہی آس لگائے بیٹھا ہوں کہ اللہ مجھے یہاں کی موت عطا کرے۔

---

(۱) کنز العمال ص ۱۱۵ ج ۱۲......(۲) کنز العمال ص ۱۱۴ ج ۱۲......شرح الزرقانی ص ۱۷۹ ج ۱۲ من جی من زار قبری وجبت له شفاعتی

قاری فتح محمد پانی پتیؒ بہت بڑے بزرگ تھے میں نے ان کی زیارت کی تھی پوری زندگی مدینہ طیبہ میں رہ کر گزاری اور حرمین کے ائمہ کے استاد تھے...... جو آج مسجد نبوی کے مصلٰی پر کھڑے ہو کر امامت کراتا ہے جب قاری صاحب کی وفات ہوئی تو لوگوں نے کہا اس کا وارث کون ہے جس سے ہم اس کی تعزیت کریں...... مسجد نبوی کا امام آگے بڑھا کہنے لگا لوگو! مجھ سے تعزیت کروا...... میرا باپ تھا میں نے اس سے قرآن پڑھا تھا...... عجم سے آیا تھا...... پاکستان سے اس نے یہاں آکر ڈیرہ ڈال دیا تھا یہاں اس کی کوئی اولاد نہیں...... جس سے تم تعزیت کرو...... یہ مرا ابا ہے میں نے اس سے قرآن پڑھا ہے جس نے تعزیت کرنی ہے وہ مجھ سے تعزیت کرے...... یہ کتنے نصیب والے لوگ ہیں کہ یہ ساعتیں جن کے حصہ میں آئی ہیں موت وہاں کی نصیب ہوتی ہے زندگی وہاں کی نصیب ہوتی ہے۔

مدینہ کے لئے ہر وہ ادب:

میں عرض کر رہا ہوں یہ عکس ہے...... کمالات رسول کا مدینہ الرسول پر یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ کو مدینہ والے پیارے ہیں...... مدینہ والوں کا احترام سکھایا اور یہ بات یاد رکھو! اگر آدمی میں سفر کی وجہ سے بعض دفعہ آدمی میں چڑ چڑا پن پیدا ہو جاتا ہے...... اگر مکہ میں ایسی بات ہو جائے تو ہو سکتا ہے قابل معافی ہو اللہ معاف کر دے...... لیکن مدینہ میں اگر کسی بد بخت نے ایسا کیا اور مدینہ والوں سے لڑ پڑا اور اس کی توہین کی تو سمجھے نبی کے ہمسائے کی توہین ہوگئی ہے...... قیامت کے دن نہ نبی معاف کرے گا نہ خدا معاف کرے گا...... حاجیو! حج کر کے آکے اپنی محفلوں میں بیٹھ کر حالات بیان کرتے ہوئے...... امریکہ کی گندی ذہنیت کی وجہ سے بعض دفعہ یہ مزاج بنا ہوا ہوتا ہے مکہ مدینہ کی کیا بات ہے بڑے عمدہ شہر ہیں بڑی اچھی چیزیں ہے...... لیکن وہاں کے بندے بڑے سخت ہیں...... مدینہ میں فلاں آدمی ایس اتھا...... فلاں کے گھر گیا...... اس کے گھر ٹی وی رکھا ہوا تھا...... فلاں کے گھر فلاں چیز

تھی...... یہ چھوٹی باتیں نبی ﷺ کے شہر والوں کی طرف منسوب کر کے اپنا ایمان بھی برباد کرتے ہو...... اپنے اعمال بھی برباد کرتے ہو...... خبردار! رسول اللہ ﷺ کے شہر کے کسی باسی کے خلاف زبان مت کھولنا یہ تو میں نے بتائی نسبت !۔

مدینہ میں آنے کی کیفیت:

اب ایک چیز اور بتا کر میں بات کو ختم کرتا ہوں...... جیسے مدینہ کی نسبت حضور ﷺ سے ہے ایسے مدینہ شہر کے لئے پروہ ادب ہے جو نبی ﷺ کا ہے...... جیسے آداب نبی ﷺ کے پاس آنے کے ہیں...... اسی طرح آپ کے شہر میں آؤ تو کیا آداب ہیں؟ اللہ کے پاس جاؤ تو دیوانوں اور پاگلوں کی طرح نبیؐ کے پاس آؤ...... تو ذرا سنبھل کر اللہ کے دربار میں جاتے ہو...... تو سر پر کپڑا نہیں...... پاؤں میں جوتا نہیں...... آنکھوں میں سرمہ نہیں...... سر پر پگڑی نہیں کفن کے دو کپڑے پہنے ہوئے ہیں...... بال پراگندہ ہیں...... کنگھا نہیں...... دیوانوں کی طرح ''لبیك اللھم لبیك'' کہہ رہے ہو...... کوئی فرق نہیں پڑتا...... جب اللہ کے دربار میں گئے ہو تو اس طریقہ سے لیکن اب جب مکہ سے مدینہ چلتے ہو...... انداز بدل جاتا ہے...... حالات بدل جاتے ہیں...... آداب بدل جاتے ہیں...... اب نیا ادب سکھایا گیا...... خیال کرنا! جیسے رب کے گھر میں دیوانہ بن کے جا رہے تھے...... یہاں دیوانہ بن کے نہیں...... باہوش ہو کے آؤ...... یہ اس محبوب ﷺ کا دربار ہے...... اس کے آداب کو ملحوظ خاطر رکھو! بے ہوش بے ادب بن کے نہ جا...... یہاں کپڑے پہن کے جا...... سر پر پگڑی رکھ کے جا...... عمامہ باندھ کے جا...... ذرا باادب بن کے خوشبو لگا کے، منور ہو کے جا...... معطر ہو کے جا...... ذرا سوچ کے جا...... وہاں زور سے لبیک کہتا تھا...... یہاں آہستہ آہستہ گنگناتی ہوئی آواز میں درود کے ترانے پڑھ وہاں پر تو جا رہا تھا تو تیری نگاہ ادھر ادھر تھی...... یہاں نیچی نگاہ کر کے چلنا...... وہاں تو پاگلوں کی طرف ننگے سر جا رہا تھا...... یہاں سر پر پگڑی

رکھ کے جا..... کپڑا پہن کے جا..... وہاں پر تجھے سرمہ ڈالنے کی ضرورت نہیں تھی..... یہاں پر تو اتنی خوشبو لگا کہ تو مجسمہ خوشبو بن جائے..... اب آداب بدل چکے ہیں..... اب ادب کا تقاضہ یہ ہے کہ جب مکہ سے مدینہ کی طرف چلو..... تو اب تمہاری حالت بدل جانی چاہیے..... جوں جوں مدینہ قریب آرہا ہے دل میں محبت کے جذبات بھڑک اٹھتے ہیں..... اور جونہی مدینہ کے قریب پہنچو گے جو حاجی حج کر کے آئے ہیں ان سے پوچھو! مکہ میں گرمی زیادہ ہوتی ہے..... اور مدینہ میں عام طور پر ٹھنڈک ہی ہوتی ہے اور جب مدینہ کے قریب پہنچو تو اب پھر ادب بدل چکا ہے..... مکہ جاؤ! تو جا کر پہلے عمرہ کرلو تو کوئی حرج نہیں..... آرام ملا ہے تو کوئی فکر نہیں..... لیکن جب مدینہ آؤ تو ادب یہ ہے کہ شہر سے باہر ہی پہلے نہا لو، کپڑے بدل لو، خوشبو سے اپنے جسم کو معطر کرلو..... وضو کرو..... اب ذرا سنبھل کے چلو یہاں تو فرشتے بھی سنبھل کے آتے ہیں..... تو سوچ کیسے چل رہا ہے..... اب یہاں آہستہ آہستہ قدم رکھو ہوش کے ساتھ چل..... اور جتنا جتنا مسجد نبوی کے قریب ہو رہا ہے اتنا محبت میں اضافہ ہے..... سامان کو کسی جگہ سنبھال کے رکھو تاکہ تمہارے دل میں سامان کی محبت نہ رہے..... نبی آخر الزمان کی محبت ہونی چاہیے۔

مسجد نبوی ﷺ میں تین باتوں کا خیال کرنا چاہیے:

اور جب مسجد نبوی کے اندر داخل ہو جاؤ ہمارے مرشد میاں عبدالہادی دین پوریؒ فرمایا کرتے تھے میاں! تین باتوں کا خیال کرنا جب مسجد نبوی میں داخل ہو تو قدم اوپر نہ اٹھانا..... زمین پر گھسا کے چلنا کہ نبی کے روضہ اطہر پہ جا رہے ہو اور فرمایا کرتے تھے درود، دھیمی آواز سے پڑھنا..... اونچی آواز سے نہ پڑھنا..... کہیں بلند آواز سے بولنے والا جیسے بے ادب ہوتا ہے..... ویسے بے ادب نہ لکھے جاؤ..... اور تیسرا فرمایا خیال کرنا جیسے رحمت کائنات کی ذات کے آداب ہیں ویسے مدینہ کے رہنے والوں کے بھی آداب ہیں ان کا بھی

احترام کرنا اور خوشبو لگا کر جانا اور پھر ایک سائل نے پوچھا تھا کہ روضہ کی جالی کو چوم لوں؟ تو حضرت نے ایک جملہ فرمایا! چومنے کو منع نہیں کرتا لیکن چومنے سے پہلے اتنا سوچ لینا تیرا منہ گندا اور ناپاک ہے...... نبی ﷺ کے روضہ کی جالی مقدس اور پاک ہے...... یہ گندا منہ پاک روضہ کی پاک جالی پر تو لگائے گا کیسے ذرا یہ سوچ لینا...... اب آپ اندر تشریف لائے ہیں...... مسجد نبوی میں داخل ہو تو تحیۃ المسجد ادا کرو! سلام کے نذرانے پڑھو آتے ہوئے ریاض الجنۃ سے ہوتے ہوئے جس وقت روضہ اطہر، گنبد اقدس، حضور ﷺ قبر مبارک اور آپ کے چہرہ کے سامنے آدمی آئے وہاں پر کھڑے ہو کر سلام پڑھا جاتا ہے...... رش بہت ہے...... ہزاروں کی تعداد میں دنیا آ رہی ہوتی ہے ایک تو کسی کو دھکا نہ دینا، مکہ نہ مارنا، آگے بڑھنے کی ایک دم کوشش نہ کرنا...... کہیں کسی کی بے ادبی ہو گئی وہ بھی نبی کا مہمان ہے...... کہیں حضور ﷺ اپنے مہمان کی بے ادبی کی وجہ سے تمہیں اپنے دربار سے نہ نکال دیں...... پھر جس کو تو دھکا دے رہا ہے یہ ضروری نہیں کہ تو اس سے بڑا نبی کا محب ہے ہو سکتا ہے اس کے سینہ میں جو محبت ہے وہ تجھ سے زیادہ ہو روضہ اطہر کے سامنے کھڑے ہو کر سلام پڑھو! اور ان کی خدمت میں شفاعت کی درخواست کرو...... پھر صدیق اکبرؓ کے سامنے کھڑے ہو کر سلام پڑھو! اور درخواست کرو...... فاروق اعظمؓ کے سامنے بھی سلام پڑھو! اور سلام پڑھتے ہوئے یہ سوچا کرو پہلے وہاں بیٹھ کے "اللھم صل علی محمد" کہتا تھا...... آج سامنے "السلام علیك ایھا النبی ﷺ" کہہ رہا ہوں "الصلوٰۃ والسلام علیك یا رسول اللہ" کہہ رہا ہوں...... پہلے وہاں سے ڈاک بھیجتا تھا آج یہاں براہ راست بھیج رہا ہوں...... پہلے فرشتے واسطہ ہوتے تھے آج خود محبوب ﷺ کے حوالہ کر رہا ہوں...... پہلے وہاں پر رحمت کی صدا کا جواب رحمت کے حوالہ سے آتا تھا...... آج نبی سن کر خود مجھے جواب عنایت فرما رہے ہیں...... اس ادب کو سامنے رکھ کر روضہ پر سلام پڑھنا۔

مسجد نبوی ﷺ کا ایک ایک پتھر جنت کا پتھر:

جیسے مکۃ المکرمہ میں بڑے مقامات مقدسہ ہیں...... ایسے مدینہ طیبہ میں بھی بہت ساری جگہیں ایسی ہیں جو مقامات مقدسہ میں شمار ہوتی ہیں...... ان مقامات مقدسہ میں خود مسجد نبوی، حضور ﷺ نے فرمایا یہ میری مسجد اس کو جن پتھروں سے بنایا گیا ہے وہ وادی عقیق کے پتھر ہیں اور وہ ساری کی ساری وادی وہ ہے جو جنت کی وادی ہے...... اور میری مسجد کا ایک ایک پتھر جنت کا پتھر ہے پھر اس مسجد میں ایک خاص حصہ ہے ما بین بیتی ومنبری روضة من ریاض الجنة......(۱) حضور ﷺ نے فرمایا! میرے حجرے اور میرے منبر کے درمیان یہ جتنی جگہ ہے یہ ساری کی ساری جنت کا ٹکڑا ہے...... ریاض الجنۃ اس کو کہا گیا ہے اور فرمایا یہ عام منبر نہیں "ومنبری هذا علی الحوض" یہ میرا منبر قیامت کے دن حوض پر ہوگا...... آج یہاں مسجد نبوی میں ہے کل حوض کوثر پر ہوگا...... آج تک وہ محراب النبی موجود ہے جس محراب میں کھڑے ہوکر اللہ کے نبی امامت کراتے تھے وہ چھوٹی سی جگہ ہے اس کے اوپر لکھا ہوا ہے "محراب النبی صلی اللہ علیہ وسلم" وہ اب تک موجود ہے...... اور عجیب بات ہے اللہ ان لوگوں کو جزائے خیر عطا فرمائے...... تمام محراب کا حصہ انہوں نے بند کر دیا ہے صرف وہ جگہ چھوڑی ہوئی ہے جہاں آقا ﷺ کے قدم ہوتے تھے...... حاجی لوگ جو حج کر کے آئے ہیں وہ دیکھ کر آتے ہیں لوگ زور لگاتے ہیں کہ ہمیں اس جگہ نفل پڑھنے دیں...... ابوبکر صدیقؓ بھی اسی جگہ کھڑے ہوکر امامت کراتے تھے...... صدیق نے اگلا حصہ بند کر کے مصلیٰ پیچھے ڈال لیا تھا...... ابوبکرؓ جب سجدہ کرتے تو صدیقؓ کی پیشانی وہاں لگتی تھی...... جہاں رسول اللہ ﷺ کے قدم ہوتے تھے نبی کے قدموں کی جگہ پر اپنا سر رکھا ہے

---

(۱) کنز العمال ص ۱۰۷ ج ۱۲ عن ابی هريرة...الجامع الترمذی ج ۲۲۹ ج ۲...صحیح البخاری ص ۱۵۹، ۲۵۳ ج ۲...صحیح مسلم ص ۴۴۶ ج ۱...مسند ابی یعلی ص ۱۹۰، ۲۵۸ ج ۲

تمنا مختصر سی ہے مگر تمہید طولانی

اب بھی جتنے لوگ وہاں جا کر نوافل ادا کرتے ہیں تو اس زمین پر سجدہ کرتے ہیں وہاں سر رکھتے ہیں...... جہاں رسول اللہ ﷺ کے قدم ہوتے...... اور یہ خوش نصیبی کی بات ہے کہ اب بھی اس زمین پر نیچے پتھر ہے...... پوچھئے! ان لوگوں سے جو حاضری دے کر آئے ہیں اب بھی اس زمین پر سجدہ کریں تو نیچے سے خوشبو مہکتی ہے یہ اس دریار رسول کی خاصیت ہے...... کہ اس کے پتھر بھی خوشبو سے مہکتے ہیں...... پھر اس جنت کے ٹکڑے کی ایک خاصیت ہے کہ آدمی جتنا تھکا ہوا ہو جتنا دور سے آئے جتنا پریشان ہو اس میں آیا تو تھکاوٹ دور ہو جاتی ہے...... پریشانی ختم ہو جاتی ہے......راحت وسکون ملتا ہے...... کیونکہ یہ جنت کا ٹکڑا ہے اور جنت میں نہ نیند ہے نہ موت اس لئے جب اس ٹکڑے میں جا کر بیٹھو! تو نیند نہیں آتی......اور یہ میں اپنے ذوق کی ایک بات کہہ رہا ہوں میری تحقیق یہ ہے کہ آج تک اس جگہ پر وہ جو ریاض الجنۃ کا تھوڑا سا ٹکڑا ہے کسی آدمی کی موت کا وہاں پر واقعہ پیش نہیں آیا...... کہ وہاں کوئی مرا ہو ایسا کبھی نہیں ہوا...... مسجد نبوی ﷺ میں ویسے ہزاروں آدمی فوت ہو جاتے ہیں اس جگہ کا کوئی واقعہ میرے علم میں آج تک نہیں آیا اس لئے کہ یہ جنت ہے اور جنت میں موت نہیں ہے......امام اعظم ابو حنیفہؒ فرمایا کرتے تھے جب اس جگہ جاؤ تو ایک دعا مانگ لیا کرو اور وہ دعا یہ ہے...... کہ اے اللہ! تیرے نبی ﷺ کی زبان کے مطابق یہ جنت ہے......اور تیرا ایک وعدہ ہے کہ اگر کسی کو جہنم میں ڈالے گا تو اس کو اس گناہ کی صفائی کے بعد جنت میں بھیجے گا یہ تو ہے کہ جہنم سے نکال کر جنت میں بھیجے گا لیکن تیرا یہ قانون نہیں ہے کہ جنت سے نکال کر جہنم میں بھی بھیجے گا...... تیرے نبی ﷺ کی زبان کے مطابق اے اللہ یہ جنت کا ٹکڑا ہے آج جنت میں آ گیا ہوں اس وعدہ کو پورا کر......اب مجھے یہاں سے نکال کر جہنم میں کبھی نہ بھیجنا یہ دعا مانگ لیا کرو۔

جس کو نبی ﷺ جنت کہے اس سے بہتر اور کون سی جگہ؟

اسی میں چند ستون ہیں جن کی حضور ﷺ نے چند خصوصیات بیان فرمائی ہیں ......(۱) پھر اسی مسجد نبوی کی ایک ایک چیز قیمتی ہے ان ستونوں کے پاس کھڑے ہو کر نوافل پڑھے جاتے ہیں...... حضور ﷺ نے ان کی فضیلتیں بیان کی ہیں...... وہاں کی دعائیں بتائی ہیں...... اور پھر اسی مسجد میں ایک چھوٹی سی جگہ بنی ہوئی ہے بالکل حجرے مبارک کے سامنے ہے...... محراب التہجد اس کو کہا جاتا ہے اللہ کے نبی ﷺ وہاں کھڑے ہو کر تہجد ادا کرتے تھے وہاں لوگ کوشش کرتے ہیں کہ دو رکعت نماز تہجد کی پڑھ لی جائے اور پھر سامنے وہ چبوترہ بنا ہوا ہے جس کو صفہ کہا جاتا ہے...... جہاں اصحاب صفہ رسول اللہ کے شاگرد بیٹھ کر اس درسگاہ میں سبق حاصل کرتے تھے...... اس وقت صحابہؓ کی تعداد کتابوں کے مطابق 70 سے 200 تک صحابہؓ ایسے تھے جو ہر وقت اس درسگاہ میں موجود رہتے تھے...... اللہ کے نبی ان کو پڑھاتے تھے...... محبوب ﷺ ان کو تعلیم دیتے تھے...... مسائل سمجھاتے تھے...... یہ دن رات وہاں پڑے رہتے تھے...... باہر نہیں جاتے تھے...... یہ کوئی کاروبار نہیں کرتے تھے...... کسی سے کوئی چیز لیتے نہیں تھے...... لپٹ کر کسی سے مانگتے نہیں تھے...... اب بھی وہاں ہزاروں کی تعداد میں دنیا بیٹھتی ہے لوگ کوشش کرتے ہیں ہم مدینہ طیبہ میں اس مقام پر بیٹھ کر جس کو اصحاب صفہ کا چبوترہ کہا جاتا ہے وہاں بیٹھ کر اب بھی قرآن کی تلاوت کرتے ہیں...... وہاں پر لوگ بیٹھ کر اب بھی حدیث نبی ﷺ یاد کرتے ہیں تا کہ جیسے نبی پاک ﷺ کے صحابہؓ بیٹھتے تھے

---

(۱) ریاض الجنۃ میں آٹھ ستون واقع ہیں جو ایک تاریخی حیثیت کے حامل ہیں جنہیں ستون ہائے رحمت کہا جاتا ہے۔ جن کے نام یہ ہیں۔(۱) اسطوانہ حنانہ (۲) اسطوانہ عائشہ (۳) اسطوانہ ابی لبابہ (۴) اسطوانہ سریر (۵) اسطوانہ محرس (۶) اسطوانہ وفود (۷) اسطوانہ تہجد (۸) اسطوانہ جبرائیل ...صحابہ کرام ان ستونوں کے پاس بڑے اہتمام سے نوافل پڑھا کرتے تھے...

کم از کم اس درسگاہ کے شاگرد آپ بھی بن جائیں...... خوش نصیب حاجی ہیں جن کو یہ سعادت نصیب ہوئی ہے...... شیخ الاسلام حافظ القرآن والحدیث مولانا عبداللہ درخواستی فرمایا کرتے تھے کہ میں جب مدینۃ الرسول ﷺ میں جاتا ہوں تو تین جگہوں پر اپنا وقت گزارتا ہوں...... درودوسلام پڑھنے کے بعد یا تو رسول اللہ کے قدموں میں بیٹھ کر حجرہ اقدس کی طرف منہ کر لیتا ہوں اور بیٹھ کے درود پڑھتا رہتا ہوں کہ سامنے بیٹھنے کی جرأت نہیں...... قدموں میں پڑا ہوں ...... یا فرماتے تھے محبوب ﷺ کی زبان کے مطابق اس ریاض الجنۃ میں وقت گزارتا ہوں کہ یہ جنت ہے جس کو نبی ﷺ جنت کہیں اس سے بہتر اور کون سی جگہ ہو سکتی ہے یا پھر فرماتے تھے اصحاب صفہ کے چبوترے میں بیٹھ کر رسول اللہ ﷺ کی حدیثیں یاد کرتا ہوں...... اس لئے کہ نبی ﷺ کے صحابہؓ یہیں بیٹھ کر یاد کیا کرتے تھے کم از کم صحابہؓ کے شاگردوں کی فہرست جو آگے چلے گی جو سلسلہ چلے گا ان شاگردوں کی فہرست میں میرا نام بھی لکھا جائے اور حضرت ایک جملہ فرمایا کرتے تھے کہ لوگو! جب مجھ سے کوئی قرآن کا عقدہ حل نہیں ہوتا میں بیت اللہ پر نگاہ ڈال کے دعا مانگتا ہوں تو مسئلہ حل ہو جاتا ہے اور جب مجھ سے کوئی حدیث کا عقدہ حل نہیں ہوتا تو روضۂ رسول ﷺ پر نگاہ ڈال کے جب دعا مانگتا ہوں تو خدا کی قسم مسئلہ سمجھ آ جاتا ہے...... اللہ ہم سب کو روضۂ رسول اور مدینۃ الرسول سے محبت عطا فرمائے...... (آمین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ٥

امتحانات خلیل

خطبہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ شَرَّفَنَا عَلٰی سَآئِرِ الْاُمَمِ...... بِرِسَالَةِ مَنِ اخْتَصَّهٗ مِنْ بَیْنِ الْاَنَامِ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَجَوَاهِرِ الْحِكَمِ ......وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ...... مَا نَطَقَ اللِّسَانُ بِمَدْحِهٖ وَنَسَخَ الْقَلَمُ ...... اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ٥......بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ٥......واذابتلى ابراهيم ربه بكلمت فأتمهن قال انى جاعلك للناس اماما ٥ قال ومن ذريتى قال لا ينال عهدى الظالمين ٥ صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ ٥......وَ صَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِیْمُ ٥...... وَنَحْنُ عَلٰی ذَالِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَالشَّاكِرِیْنَ٥...... وَالْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ٥

تمہید:

قابل صد اعزاز وتکریم! واجب الاحترام! بزرگو دوستو اور بھائیو! یہ ذوالحج کے پہلے عشرے کے دن بڑی عظمت اور فضیلت والے دن ہیں حدیث پاک میں آتا ہے اس عشرے میں جو شخص جو عبادت کرے نماز پڑھے قرآن مجید کی تلاوت کرے، ذکر کرے، قربانی کرے، کوئی نیکی کا کام کرے، اللہ اس کے ایک ایک عمل کا اجر، ایک ایک سال کے برابر عطا فرماتے ہیں......(۱) گویا ایک دن کی فضیلت ایک سال کے برابر ہے تو یہ عشرہ ذوالحج بڑی عظمت والا عشرہ ہے...... حتی کہ ہمارے ائمہ مجتہدین اور بزرگان دین میں کچھ ایسے لوگ بھی تھے جو یقیناً ایام حج میں بے شک مکہ اور مدینہ میں نہ ہوں حج نہ کر رہے ہوں۔

---

(۱) مشکوۃ المصابیح ص۱۲۸ ج۱

مگر جیسے آدمی حج کرتے ہوئے بڑا احتاط رہتا ہے ظاہری ٹھاٹھ باٹھ خوش لباسی اور وہ چیزیں جو زیب و زینت کی ہوتی ہیں ان سے محتاط رہتا ہے تو ہمارے بہت سارے مشائخ حج کے ان دنوں میں اپنے گھروں میں بھی اتنے محتاط رہتے تھے...... تاکہ نسبت ہو جائے...... حاجی کے ساتھ تو یہ دن بڑے بابرکت دن ہیں بڑی عظمت اور کرامت کے دن ہیں پھر حدیث پاک میں آتا ہے جس شخص کو اللہ قربانی کی توفیق عطا فرمائے اور وہ قربانی کرے تو ذوالحج کی پہلی تاریخ سے لیکر قربانی کرنے تک ان تمام دنوں میں بہتر یہ ہے کہ کسی قسم کے بال نہ منڈوائے، حجامت نہ کرائے، اور اگر اس قسم کا کوئی عمل ہو تو بہتر ہے کہ پہلے کر لیا جائے یہ ثواب کے درجہ کی ایک چیز ہے فرضیت کے درجہ میں نہیں لیکن اس پر اللہ کی طرف سے بہت بڑے اجر کا وعدہ ہے......(۱) تو یہ تھی ذوالحج سے متعلق ایک مختصری کارگزاری۔

حضرت ابراہیم اللہ کے برگزیدہ خلیل اور دوست:

اللہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس ذوالحج کے مہینہ میں آزمایا اور امتحانات و آزمائش و ابتلا میں ڈالا...... قرآن مجید نے ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ مختلف سورتوں میں مختلف مقامات میں کیا ہے...... اور ان کی زندگی کے بہت سارے پہلو اور امتحانات قرآن مجید نے کھول کر بیان کئے ہیں...... ابراہیم علیہ السلام اللہ کے وہ اولوالعزم نبی ہیں جن کو جد الانبیاء والمرسلین امام الموحدین خلیل الرحمان کے نام سے یاد کیا جاتا ہے...... کہ یہ نبیوں کے دادا ہیں...... رسولوں کے بڑے ہیں...... اور توحید پرست لوگوں کے امام ہیں...... اسی طریقہ سے کعبۃ اللہ کے معمار ہیں...... جناب رسول اللہ ﷺ کے جد امجد ہیں...... اور ان

---

(۱) وعن ام سلمة قالت! قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذدخل العشر واراد بعضكم ان يضحى فلايمس من شعره وبشره شيئا وفى رواية فلاياخذن شعرا ولايقلمن ظفرا وفى رواية من راى هلال ذى الحجة واراد ان يضحى فلاياخذمن شعره ولامن اظفاره (الصحيح المسلم ص ١٦٠ ج ٢ ،،،مشكوة المصابيح ص ١٢٧ ج ١

مگر جیسے آدمی حج کرتے ہوئے بڑا محتاط رہتا ہے ظاہری ٹھاٹھ باٹھ خوش لباسی اور وہ چیزیں جو زیب وزینت کی ہوتی ہیں ان سے محتاط رہتا ہے تو ہمارے بہت سارے مشائخ حج کے ان دنوں میں اپنے گھروں میں بھی اتنے محتاط رہتے تھے...... تا کہ نسبت ہو جائے...... حاجی کے ساتھ تو یہ دن بڑے بابرکت دن ہیں بڑی عظمت اور کرامت کے دن ہیں پھر حدیث پاک میں آتا ہے جس شخص کو اللہ قربانی کی توفیق عطا فرمائے اور وہ قربانی کرے تو ذوالحج کی پہلی تاریخ سے لیکر قربانی کرنے تک ان تمام دنوں میں بہتر یہ ہے کہ کسی قسم کے بال نہ منڈوائے، حجامت نہ کرائے، اور اگر اس قسم کا کوئی عمل ہو تو بہتر ہے کہ پہلے کرلیا جائے یہ ثواب کے درجہ کی ایک چیز ہے فرضیت کے درجہ میں نہیں لیکن اس پر اللہ کی طرف سے بہت بڑے اجر کا وعدہ ہے......(۱) تو یہ تھی ذوالحج سے متعلق ایک مختصری کارگزاری۔

حضرت ابراہیم اللہ کے برگزیدہ خلیل اور دوست:

اللہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس ذوالحج کے مہینہ میں آزمایا اور امتحانات و آزمائش و ابتلا میں ڈالا...... قرآن مجید نے ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ مختلف سورتوں میں مختلف مقامات میں کیا ہے...... اور ان کی زندگی کے بہت سارے پہلو اور امتحانات قرآن مجید نے کھول کر بیان کئے ہیں...... ابراہیم علیہ السلام اللہ کے وہ اولوالعزم نبی ہیں جن کو جد الانبیاء والمرسلین امام الموحدین خلیل الرحمان کے نام سے یاد کیا جاتا ہے...... کہ یہ نبیوں کے دادا ہیں...... رسولوں کے بڑے ہیں...... اور توحید پرست لوگوں کے امام ہیں...... اسی طریقہ سے کعبۃ اللہ کے معمار ہیں...... جناب رسول اللہ ﷺ کے جد امجد ہیں...... اور ان

(۱) وعن ام سلمة قالت! قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذ دخل العشر واراد بعضكم ان يضحی فلا يمس من شعره وبشره شيئاً وفی رواية فلا ياخذن شعرا ولا يقلمن ظفرا وفی رواية من رای هلال ذی الحجة واراد ان يضحی فلا ياخذن شعره ولا من اظفاره (الصحيح المسلم ص ۱۶۰ ج ۲ ،،،مشكوة المصابيح ص ۱۲۷ ج ۱

تمام باتوں میں ایک یہ ہے کہ اللہ کے برگزیدہ خلیل اور پسندیدہ چنے ہوئے دوست ہیں......اور ابراہیم سے کسی نے پوچھا تھا کہ ابراہیم! آپ اللہ کے خلیل کس طرح بنے ہیں؟ کونسا عمل آپ نے ایسا کیا جس کی وجہ سے اللہ نے آپ کو اپنا خلیل بنالیا اپنی بارگاہ میں قبول کرلیا، پسندیدہ بنالیا؟ تو ابراہیم علیہ السلام نے جواب میں جو جملے ارشاد فرمائے وہ بڑے عجیب تھے......فرمایا میرے رب نے مجھے امتحانات میں مبتلا کیا آزمائشوں میں ڈالا اللہ نے مجھ سے جو چیز مانگی میں نے اللہ کے دربار میں پیش کی......میرے رب نے مجھے کہا کہ خلیل جان پیش کرو! آگ میں پیش کردی...... مال پیش کرو مہمانوں پر خرچ کردیا...... وطن پیش کرو گھر بار چھوڑ دیا......اولاد پیش کرو میں نے اپنے ننھے اسماعیل کو چھری کے نیچے دیدیا۔

امتحانات کے بعد منصب امامت کی ادائیگی:

جب ان تمام امتحانات میں پورے اترے قرآن مجید نے اس نقشہ کو کھینچا ہے کہ واذابتلی ابراھیم ربہ بکلمت فاتمھن ......اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کا امتحان لیا انہیں آزمائش میں ڈالا خلیل تمام امتحانوں میں پورے اترے گویا سو فیصد نمبر لئے جب اتنا بڑا امتحان دے چکے اللہ نے انعام میں فرمایا انی جاعلك للناس اماما ......''آج کے بعد خلیل! میں تجھے منصب امامت عطا کرنا چاہتا ہوں''...... میں تجھے وہ مقام عطا کرنا چاہتا ہوں جس منصب کے لئے بڑے بڑے لوگ متمنی ہوتے ہیں کہ قیامت تک جتنی انسانیت آئے گی تو سب کا مقتدا اور پیشوا ہوگا حتی کہ محمد رسول اللہ ﷺ نبی یقیناً ساری کائنات کے ہوں گے امام انبیاء کے ہوں گے لیکن جب ملت کی بات آئے گی تو محمد ﷺ بھی ملت ابراہیمی کہلائیں گے......اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کے ان امتحانات کا تذکرہ مختلف مقامات پر کیا ان سب کو سمیٹ کر اس آیت میں پیش کیا کہ واذ ابتلی ابراھیم ربہ بکلمت فاتمھن ......بہت سارے کلمات میں آزمایا بہت سارے امتحانات لئے جیسے آج کل طلباء

کے امتحانات ہوتے ہیں مختلف پرچے ہوتے ہیں ہر پرچہ کا عنوان علیحدہ ہوتا ہے اس کی تیاری بھی طالب علم علیحدہ کرتا ہے..... پھر اسمیں کچھ پرچے آسان ہوتے ہیں کچھ زیادہ مشکل ہوتے ہیں یہ اس طالب کی اپنی استعداد پر ہے کہ وہ اس کے لئے کتنی محنت کرتا ہے اسی طریقہ سے اللہ نے ابراہیمؑ علیہ السلام سے کئی پرچے لئے۔

نبی ابتداہی سے معصوم:

سب سے پہلا پرچہ جو ابراہیم علیہ السلام نے دیا وہ ابراہیم علیہ السلام کے بچپن کا پرچہ تھا کہ بچے تھے دنیا میں آئے، پیدا ہوئے...... اس گھر میں پیدا ہوئے جہاں کفر تھا...... جہاں رسومات تھیں...... جہاں بت تراشے جاتے تھے...... بت بنائے جاتے تھے...... بتوں کی پوجا کی جاتی تھی...... چھوٹے سے ننھے بچے ابراہیم نے چونکہ اللہ کا نبی بننا تھا اور نبی کے متعلق اہلسنت والجماعت کا یہ متفقہ عقیدہ ہے...... نبی اللہ کے فیصلے کے مطابق نبی ہوتا ہے...... نبی ماں کی گود میں نبی ہوتا ہے...... نبی ماں کے پیٹ میں نبی ہوتا ہے...... نبی عالم ارواح میں بھی نبی ہوتا ہے...... عالم اجسام میں بھی نبی ہوتا ہے...... پیغمبر کی خدا ابتدا ہی سے حفاظت کرتے ہیں...... نبی ہوتا وہ ہے جو اللہ کی منشاء کے مطابق زندگی گزارے...... پیغمبر کبھی کوئی کام اپنی مرضی سے نہیں کرتا...... حتیٰ کہ ماں کی گود میں ہو ماں کے رحم میں ہو...... اس وقت بھی وہ ایسے معصوم ہوتا ہے جیسے اعلان نبوت کرنے کے بعد...... وہ معصوم ہوتا ہے ابراہیم علیہ السلام پر یہ پہلا پرچہ جب آیا ایک عجیب امتحان آ گیا...... گھر میں دیکھا کہ میری ماں میرا باپ یہ سب لوگ کچھ تراشے ہوئے بت ہیں، پتھر ہیں، ان کو پوجتے ہیں۔

صفت ربوبیت:

ایک دن اس ننھے بچے ابراہیم علیہ السلام نے اپنی ماں سے ایک سوال کر ڈالا امی! میرا رب کون ہے؟ رب کا معنی ہے پالنے والا...... یعنی مجھے کون پالتا ہے؟ ماں نے کہا تجھے میں پالتی ہوں...... بہت سارے بچے بڑے اچھے ہوتے ہیں...... بڑے ذہین اور زیرک ہوتے ہیں...... پھر وہ بچہ جو تربیت میں ہو...... جس کو اللہ نے نبی بنانا ہو...... اس کے کمالات کی تو بات ہی کیا ہوسکتی ہے...... فوراً کہا امی تو میری رب ہے! مجھے بھی بھوک لگے، تجھے بھی بھوک لگے، میں بھی پیاس میں محتاج، تو بھی محتاج، میں کھاؤں اور پیوں، تو بھی کھائے اور پیئے، مجھے بھی ضرورت لاحق ہو، تجھے بھی ضرورت ہو، یہ کیا عجیب بات ہے کہ میں ضرورت میں تیرا محتاج ہوں اور آپ میرے رب بن جائیں...... آپ کسی کے محتاج نہ ہوں یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ رب تو وہ ہونا چاہئے جو سب کو دے لیکن کسی سے کچھ نہ لے پھر دوسرا سوال کیا...... اچھا امی یہ بتائیں آپ کا رب کون ہے؟ کہا تیرا باپ وہی کما کے لاتا ہے، مجھے دیتا ہے، کھلاتا ہے، میں اسی پر گزارا کرتی ہوں...... تیرا بات جو ہے وہ میرا رب ہے......

اچھا امی پھر میرے ابا کا رب کون ہے؟

خدا کی ناراضگی سے عقل کی رخصتی:

کہا حاکم وقت بادشاہ جس کے زیر اثر رہتے ہیں...... وہی تو ہمارا خدا ہے اسی نے ہمیں رقبے دیئے ہیں اسی کے ہاں سے ہمیں کھانے پینے کو مل جاتا ہے...... ہم اسی کے گن گاتے ہیں...... اسی کے گیت گاتے ہیں...... عجب سوال کیا کہا امی میری رب ہے...... تو تیرا رب بنا...... میرا اباپ میرے باپ کا رب بنا بادشاہ...... یہ بتا کہ بادشاہ کا رب کون ہے؟ کیوں کہ جیسے میرا ابا ہے...... ویسے بادشاہ...... اسکی بھی دو آنکھیں ہیں اس کی بھی وہ آنکھیں ہیں...... اس کے بھی ہاتھ پاؤں ہیں اس کے بھی ہاتھ پاؤں ہیں...... یہ بھی کھانے پینے کا محتاج ہے وہ بھی محتاج ہے...... یہ بھی ضرورت مند ہے وہ بھی ضرورت مند ہے...... اب اس

کا خدا ہے اس کا خدا نہیں...... یہ کیا مطلب ہوا...... اس کا بھی کوئی خدا ہوگا؟ اس کا رب کون ہے؟ تو ماں نے بڑا عجیب جملہ کہا کہ چھوٹا منہ بڑی باتیں...... بچے ہو کر بڑوں کے سامنے ایسی گفتگو کرتے ہو...... خاموش رہو...... اس قسم کی بات نہیں کرنی چاہئے...... امی چپ رہنے کی تو ہوئی بات نہیں میں تو ایک مسئلہ آپ سے سمجھنا چاہتا ہوں...... شام ہوئی آذر جب گھر آیا ابراہیم علیہ السلام کا والد تو ابراہیم علیہ السلام کی والدہ نے اپنے شوہر کو واقعہ بتایا...... کہ تیرا بچہ تو آج انوکھی باتیں کرنے لگا ہے...... اور عجیب ترین باتیں کرتا ہے...... کبھی کسی کے متعلق کبھی کسی کے متعلق کچھ کہہ دیتا ہے...... اب یہ بچپن میں اس قسم کی باتیں کر رہا ہے۔

آذر نے کہا بچہ گھر میں نکما بیٹھا رہے تو وہ ایسی سوچیں سوچتا ہے...... اچھا کل سے میں اسے مصروف کر دیتا ہوں...... کیا کریں گے...... کہا کل جب میں دکان پر جاؤں گا بتوں کی دکان تھا...... بت بنا کر بیچا کرتے تھے میں اس کو ساتھ لے جاؤں گا...... دکان میں ساتھ کام کاج میں لگاؤں گا...... سارا دن مصروف ہوگا...... اس کا ذہن ٹھیک ہو جائے گا...... اب صبح باپ لیکر ساتھ چلا بت بنا کر کندھے پر لاد کر مارکیٹ میں پھرا کرتے تھے...... خداؤں کے ریٹ لگتے تھے...... ابراہیم علیہ السلام کو آذر نے بھی دو چار بت اٹھوائے خود بھی بت اٹھائے...... خود آگے اور خلیل کو پیچھے چلایا...... اور یہ دونوں چلتے ہوئے آذر اعلان کرتا تھا...... خدا بڑے اچھے ہیں لے لو...... آؤ خداؤں کی منڈی لگ رہی ہے...... خداؤں کی بولی ہوگی...... جس کو جس رب کی ضرورت ہے خود دیکھ کر پسند کر لے...... تو ہوتا یہ ہے کہ آگے ایک آدمی صدا دے تو پیچھے دوسرا آدمی اس کی تائید کرنے والا ہوتا ہے کہ بڑے اچھے لے لو تو کہا بیٹے تم یہ کہتے آنا...... کہ بڑے اچھے ہیں لے لو...... ابراہیم کہتے تھے کہ ہیں سارے جھوٹے تمہاری مرضی ہے تو لے لو...... میرا باپ جو کچھ کہہ رہا ہے یہ سب جھوٹ ہے...... یہ جتنے خدا ہیں سب جھوٹے ہیں...... ان میں سے کوئی خدا مشکل کشا حاجت روا

نہیں ہے۔

لوگو! یہ چھوٹے ہیں اس نے کہا...... واہ! تم نے میرا کاروبار چمکانا ہے...... بجائے اس کے کہ تم میرے لئے نفع کا سبب بنو تم تو میرے لئے نقصان کا باعث ہو...... حضرت ابراہیم علیہ السلام نے والد کو تبلیغ کی لیکن قرآن مجید نے انداز تبلیغ بتایا ہے...... کہ جب کسی سے گفتگو کی جائے تو نرم لہجہ میں، پیار میں، سمجھانے کے انداز میں، یوں نہیں ڈنڈا اٹھالیا...... اور گالیاں دینا شروع کر دیں اور کہا مانتے ہو کہ نہیں مانتے...... یہ بات نہیں قرآن کا انداز تبلیغ دیکھئے آدمی حیران ہو جاتا ہے...... کہا یا ابت لم تعبد ما لا یسمع و لا یبصر و لا یغنی عنك شیئا...... ابا جان ان کی عبادت کرتے ہو جو سن نہیں سکتے...... جو دیکھ نہیں سکتے، جو بول نہیں سکتے، جو نفع و نقصان کے مالک نہیں ہیں...... پریشانی دور نہیں کر سکتے...... ابا جان ذرا اتنا تو سوچ لیجئے! آپ ان کی پوجا کر رہے ہیں آپ کی آنکھیں ہیں، یہ اندھے ہیں...... آپ کی زبان ہے یہ گونگے ہیں...... آپ کے ہاتھ پاؤں ہیں...... یہ لولے لنگڑے ہیں...... آپ چلتے ہیں یہ چلنے پھرنے سے معذور ہیں...... آپ کو کوئی ضرورت پڑ جائے آپ اپنی مشکلیں خود اپنی مدد آپ کے تحت حل کر سکتے ہیں...... یہ نہ کھا سکتے ہیں، نہ پی سکتے ہیں، نہ سن سکتے ہیں، نہ دیکھ سکتے ہیں...... نہ اپنے اوپر بیٹھی ہوئی مکھی کو ہٹا سکتے ہیں...... اتنا تو سوچ لیجئے یہ عبادت کے قابل کیسے ہو سکتے ہیں...... ہمارے حضرت شیخ درخواستی ایک جملہ کہا کرتے ہیں کہ خدا جب روٹھ جاتا ہے عقل بھی چھین لیتا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی امتحانات سے بھری ہوئی زندگی:

آذر کو بھی عقل نہیں تھی، ایک ہی بات کہی...... تم خداؤں کے دشمن ہو...... خبردار! اگر خداؤں کا مقابلہ کیا اور ان سے دشمنی رکھی تو اس کی سزا جو تمہیں ملے گی بڑی سخت ملے گی...... میں تمہیں رجم کر دوں گا...... ہاتھ پاؤں تمہارے کاٹ کے رکھ دوں گا...... قرآن

مجید نے تفصیل سے یہ واقعات نقل کئے ہیں...... میں نمونہ پیش کر رہا ہوں...... بچپن سے امتحانات شروع ہوئے...... بچے تھے تو ابا سے جدا ہونا پڑا...... جب باپ بنے تو پھر بیٹے کو اللہ کے راستہ میں قربان کرنا پڑا۔

ابراہیم تمہارے رب کی صفات کیا ہیں؟

پھر ایک اور امتحان آ گیا...... کہ حاکم وقت سے ٹکر لینی پڑی...... بادشاہ سے مقابلہ شروع ہو گیا...... دیکھیں! جب بھی اس قسم کی کوئی تحریک چلتی ہے کام کرنا پڑتا ہے کسی کو دعوت دینی پڑتی ہے...... لوگ کہتے ہیں یار پہلے گھر میں بات کرو ابتدا گھر سے کی...... اب اگلا مرحلہ تھا کہ حاکم سے گفتگو ہو جائے...... وقت کے بادشاہ نمرود سے ٹکر ہوئی...... وہاں بھی بعینہ یہی کیفیت تھی...... براہ راست بادشاہ سے مکالمے ہوئے...... بادشاہ سامنے ہے ابراہیم موجود ہیں اور نمرود یہ کہتا ہے...... خلیل! تیرے رب کی کیا خوبی ہے اپنے رب کی صفات بیان کر کہا

میرا رب وہ ہے جو زندہ بھی کرتا ہے مارتا بھی ہے:

ربی الذی یحی و یمیت...... ''میرا خدا وہ ہے جو زندہ بھی کرتا ہے مارتا بھی ہے''...... اس نے کہا یہ بھی کوئی کام ہے...... زندہ کرنے کا اور مارنے کا...... یہ تو میں بھی کرتا ہوں میں زندہ بھی کرتا ہوں مارتا بھی ہوں...... ایک ایسا شخص جس نے تختہ دار پر چڑھنا تھا اس کو آزاد کر دیا...... ایک آزاد جا رہا تھا اس کو تختہ دار پر لٹکا دیا...... کہا دیکھو! اس کی زندگی تھی میں مار دیا...... اس نے مرنا تھا...... میں نے اس کو زندہ کر دیا ہے...... اگر خدا کی یہی تعریف ہے تو یہ کام میں بھی کر سکتا ہوں...... ابراہیم علیہ السلام سمجھ گئے کہ یہ بے وقوف ہے...... اس کو اتنی عقل نہیں تھی کہ یہ خلیل مجھ سے کیا گفتگو کر رہے ہیں...... پاگل تھا...... خلیل سمجھ

گئے......ایسے نہیں سمجھتا اب ایسی دلیل پیش کروں جس کا اس کے پاس جواب نہ ہو کہا پھر ن میرا خدا وہ ہے یاتی بالشمس من المشرق فات بھا من المغرب......''وہ مشرق سے سورج طلوع کرتا ہے اگر تو خدا ہونے کا دعویٰ کرتا ہے تو تو مغرب سے سورج نکال''!

کفر مبہوت الحواس:

قرآن کے جملے بڑے عجیب ہیں فبھت الذی کفر......''کفر مبہوت الحواس ہو گیا''......دماغ خراب ہو گیا......پاگل ہو گیا......اس سوال کا جواب اس سے نہ بن پایا کہ میں کیا کر سکتا ہوں......سوائے اس کے کہ خاموشی اختیار کر لوں......میں بغیر کسی ترتیب اور تفصیل کے صرف امتحانوں کے نمونے پیش کر رہا ہوں'' و اذ ابتلی ابراھیم ربہ کلمت فاتمھن'' اور ہر پرچہ میں خلیل سو فیصد نمبر لیتا ہے اور یہاں پر کوئی بھاگ دوڑ نہیں کی...... اللہ کی طرف سے آزمائش آتی تھی......خلیل امتحان میں کامیاب ہوتے جا رہے ہیں...... باپ سے مقابلہ ہوا تب بھی کامیاب ہوئے......قوم سے مقابلہ ہوا تو تب بھی کامیاب ہوئے بادشاہ سے ٹکر لی تو تب بھی کامیاب ہوئے۔

سب کچھ اللہ کے قبضہ قدرت میں:

ایک بڑا مشہور واقعہ ہے اس نمرود کی تباہی کا اس نے ابراہیم علیہ السلام سے کہا تھا کہ دیکھ اکیلا ہے تو ہماری فوج کا مقابلہ نہیں کر سکتا......میں اپنی ساری قوت اور فوج لے کر آتا ہوں تو اپنے رب کو کہہ وہ اپنی فوج لیکر آئے......آئے ذرا میرے ساتھ مقابلہ کرے میں بھی خدا ہوں وہ بھی خدا ہے......ابراہیم علیہ السلام نے بڑا سمجھایا کہ یہ کام یوں نہیں ہوا کرتے اللہ کے ساتھ مقابلہ مت کرو...... نہ مانا اس نے کہا میں اپنی ساری فوج لاتا ہوں......پوری کی پوری فوج کو لا کر میدان میں کھڑا کر دیا......کہا اپنے رب کو نکالے اپنی

فوج کو ابراہیم علیہ السلام خاموش تھے......اور اللہ سے کہا مولا یہ واقعی بادشاہ ہے......اس بے وقوف کو میری باتیں سمجھ نہیں آتیں تو ہی سمجھا اللہ نے کہا......اچھا اس کی فوج آنے دے پھر جب میں اپنی فوج بھیجوں گا تو دیکھی جائے گی......اللہ میاں انسانوں کے مقابلے میں انسان آئیں گے؟ کہا وہ بھی انسان لائے میں بھی انسان بھیج دوں......پھر مقابلہ کس بات کا......فرشتے آئیں گے؟ فرمایا نہیں......اتنی بڑی فوج بھی نہیں بھیجوں گا......میں وہ بھیجوں گا جس کا یہ تصور بھی نہیں کر سکیں گے......سارے کے سارے میدان میں آ کر کھڑے ہو گئے ......اللہ نے کہا خلیل اس پہاڑی کی طرف دیکھ یہاں سے ایک لشکر آتا ہوا دکھائی دیگا......ایک دم مچھر آ گئے اور کوئی پتہ نہیں چلتا تھا......صرف مچھروں کی زوں زوں کی آواز آتی تھی......آئے اور پوری فوج پر حملہ کیا......اللہ اپنی بے نیازی دکھاتا ہے کہ اتنے بڑے لشکر کو کتنے چھوٹے سے لشکر سے مروا دیا ہے...... ہاتھیوں کو چھوٹے سے پرندوں سے برباد کر کے رکھ دیا تھا...... اس کی اتنی بڑی فوج کو مچھروں سے تباہ کرا کے رکھ دیا ہے......یہ اس کے قبضہ قدرت میں ہے جیسے چاہتا ہے ویسے کرتا ہے......اس سے پوچھنے والا نہیں اور یہ انسان کا یقین بن جائے اسی کا نام ایمان ہوتا ہے......کہ اللہ جو چاہیں کر سکتے ہیں...... ساری مخلوق مخالف ہو جائے اللہ کی مدد شامل حال ہو......کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا......اور اگر ساری کی ساری دنیا حامی ہو جائے اللہ کی طاقت اس کے خلاف ہو تو پھر اس آدمی کا کوئی کچھ نہیں سنوار سکتا۔

مچھروں کی فوج سے نمرود کا غرور خاک میں ملنا:

نمرود بھاگا......بیوی کے پاس گیا بیوی سے کہا خدا صاحب اتنی بڑی طاقت کے مالک تھے خیر ہے...... پریشان ہو کے بھاگ آئے کیا ہوا......ابراہیم علیہ السلام سے آج آپ کا مقابلہ تھا......اس نے کہا مقابلہ تھا......نہ پوچھ وہ جو اس کا لشکر آیا ہے......پتہ نہیں کیا

بلا ہے اسنے کہا ہے کیا کہا پتہ ہی نہیں چلتا......بس آواز آتی ہے اور کچھ نہیں کہا مجھے تو دکھائیں ...... کہنے لگا وہ تو دیکھنے کا ہی نہیں ہے......اتنے میں ایک لنگڑا سا مچھر آیا اور اس کے سامنے آ کر بیٹھ گیا......اس نے کہا آ ؤ دکھاؤں ایسا لشکر ہے......یوں جو کیا وہ سیدھا ناک کے اندر گھس گیا......اب وہ اندر جو گیا اس نے اپنا کام کرنا شروع کیا......باقی مچھر لوگوں کو ڈستے ہیں اپنی مرضی سے، یہ گیا تھا اللہ کے حکم سے......اب اس نے اللہ کے حکم کے مطابق جب اپنا کام شروع کیا اے سی صاحب آئے اس نے کہا خدا صاحب کیا حال ہے کہا جوتا اتار کر دس مرتبہ سر میں مارو پھر حال پوچھو! ڈی سی صاحب نے کہا اللہ میاں کا حال پوچھنے جائیں آخر وہ ہمارے خدا ہیں انہوں نے کہا میرے سر میں تیس جوتے مارو!......آپ بڑے افسر ہیں آپ کی سزا زیادہ ہے بعد میں کوئی اور بات کرنا کمشنر صاحب نے آ کر پوچھا کیا حال ہے؟ کہا پچاس جوتے مارو، وزیر اعلیٰ تشریف لائے کہ حضرت کیا حال ہے اس نے کہا سو جوتا میرے سر میں مارو......سارا دن جوتے لگتے تھے اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ بتایا کہ لوگو! میں نے خلیل کو کامیاب کیا ہے......جو میرے پیاروں کا مقابلہ کرتا ہے میں ان کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیتا ہوں۔(۱)

سالانہ میلے نمرود کی یاد:

ان امتحانات میں سے ایک امتحان اور بھی بڑا عجیب آیا......اس قوم کی عادت تھی سالانہ میلے پر جانے کی......یہ میلے نمرود کی یاد ہیں......یہ جتنے میلوں پر آپ تشریف لے جاتے ہیں بڑی خوشی سے اوچ شریف کا میلہ ہے......پاکپتن شریف کا میلہ ہے......یہ بابے عبدالستار کا میلہ ہے......یہ جتنے میلے ہیں اللہ والوں کا مزاج میلوں کی طرف جاتا نہیں

(۱) قصص الانبیاء تذکرہ سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام

خدا والے مسجدوں کی طرف آیا کرتے ہیں...... خلیل نے کعبہ تعمیر کیا تھا، نمرود میلے کی طرف گیا تھا...... یہ فرق ہے نمرود اور خلیل کے عمل میں...... قوم ساری میلے کی طرف جاتی تھی...... سالانہ میلہ ہوتا تھا بہت بڑا میلہ ہوتا اور ان لوگوں کے ہاں ایک رواج اور مزاج تھا...... ہمارے ہاں بھی یہ ہوتا ہے اور یہ لوگ جب میلوں پر جاتے ہیں تو سب سے پہلے اس بزرگ کے دربار پر جاتے ہیں جا کے سلامی پیش کی منت مانی اور سب سے بڑی منت یہ کہ میں میلہ سے گھر خیر و عافیت سے چلا جاؤں...... بس باباجی پھر میں کامیاب ہوں تو یہ سارے لوگ میلہ میں جانے سے پہلے اس خدا باڑے میں گئے جیسے یہاں امام باڑے ہوتے ہیں...... وہاں خدا باڑے تھے ان کے اندر بہت سارے خداؤں کے ڈھیر لگے ہوئے تھے۔

اعلان نبوت کے وقت خداؤں کی منڈی:

حضور اکرم ﷺ نے جب اعلان نبوت فرمایا تو اس وقت کعبۃ اللہ میں تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے چھوٹا خدا، بڑا خدا، موٹا خدا، پتلا خدا، پتھر کا، پیتل کا، لکڑی کا، تانبے کا، سونے کا، ایک بالشت کا، ایک ہاتھ کا، ایک گز کا، خداؤں کی لین لگتی تھی، منڈی لگتی تھی۔

حضرت ابو ذر غفاریؓ کا ایک مشہور واقعہ ہے فرماتے ہیں چھوٹا سا خدا میں اپنی جیب میں ڈال کر سفر پہ گیا ہوا تھا کہ راستہ میں جہاں کہیں ضرورت پڑے گی تو یہ خدا میرے کھانے پینے کے کام آئے گا کسی مشکل میں میری ضرورت کو پورا کرے گا...... میں ایک جگہ گیا مجھے پیاس نے ستایا میں نے خدا کو نکال کر سامنے رکھا اس کے سامنے سجدہ کیا اس سے دعا مانگی کہ خدا کچھ میرا کام کر دے، بھوکا اور پیاسا ہوں، دل میں خیال آیا یہ کیا کام کریگا میں ذرا چکر تو لگا کے آؤ...... تھوڑا سا میں نے چکر لگایا آ کے دیکھا تو خدا کے اوپر پانی پڑا ہوا ہے...... میں نے کہا عجیب خدا ہے میں بھوکا اور پیاسا ہوں خود نہاتے ہیں...... مجھے کھانے پینے کیلئے کچھ نہیں دیتے...... یہ کہہ کر میں بڑا حیران اور پریشان تھا...... حضرت سیدنا ابو ذر

غفاریؓ کہتے ہیں میں نے کہا اچھا اس خدا کو دیکھوں یہ کھاتا پیتا کہاں سے ہے..... میں چھپ کے کھڑا ہو گیا کیا دیکھا کہ جنگل سے ایک بندر آیا..... اس نے ٹانگ اٹھائی اور اس خدا کے اوپر پیشاب کیا میرے دل پر چوٹ لگی کہ لوگو! جو اپنے آپ کو پیشاب کے گندے قطرے سے محفوظ نہیں رکھ سکتا وہ میرا خدا بھی نہیں بن سکتا ہے اس وقت میں سیدھا مکہ آیا..... حضور ﷺ اعلان نبوت کر چکے تھے تو آ کر رحمۃ للعالمین ﷺ کا کلمہ پڑھ کے اسلام قبول کر لیا..... خداؤں کی یہ کیفیت تھی کہ چھوٹے چھوٹے خدا ایک ایک چھٹانک کے خدا ایک ایک بالشت کے خدا اب بھی لوگوں کے خدا ہوتے ہیں کئی خدا سامنے رکھ کر پوجے جاتے ہیں کئی خدا سر کی جگہ پر نیچے رکھ کر پوجے جاتے ہیں..... چھوٹے چھوٹے پتھر جیب میں ہوتے ہیں..... اللہ کی زمین پر سجدہ کرنا نہیں ہے صرف اسی خدا کو سجدہ کرنا ہے جیب سے پتھر نکالا سامنے رکھ کر پیشانی اسی پر رکھ دی اس مسجد میں بھی کوئی آ جائے گا تو کہے گا اس مسجد میں ہمارا سجدہ جائز نہیں ہے..... ہمارا خدا ہماری جیب میں ہے، نکالیں گے، سامنے رکھ کر اسی پہ سجدہ کریں گے۔

ڈوب گئے وہ جن کے خدا ڈوب گئے:

تو پتھروں کو پوجا جاتا تھا وہ سارے کے سارے اس خدا باڑے کے اندر گئے خداؤں کے سامنے نیازیں پیش کیں یہ سب وہی پرانے رسم و رواج ہیں ان کے سامنے کھانے پینے کی ساری چیزیں رکھیں اور ان کو سلامی پیش کی، چلے گئے کہ آج ہمارے لئے دعا کرنا کہ ہمارا میلہ کامیاب ہو جائے..... اوئے جن کو اپنے انجام کا پتہ نہیں وہ دوسرے کا کیا کریں گے..... قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ ایک جملہ کہا کرتے تھے ہمارے ہاں تو اور رواج ہے، کراچی میں اور رواج ہے کہ دس محرم الحرام کو یہ جتنے تعزیے نکلتے ہیں ان سب کو پورے شہر سے چکر لگا کے آخر میں جا کر دریا میں ڈال دیتے ہیں..... تو قاضی صاحب کہا

کرتے تھے ڈوب گئے وہ جن کے خدا ڈوب گئے اوئے جو تعزیہ خود ڈوبنے کے لئے جا رہا ہو وہ تمہارے مقدر کیسے جگائے گا؟ وہ تمہاری مشکلیں کیسے حل کرے گا؟ وہ تو زبان حال سے کہتا ہے اوئے بدبختو! میرے سامنے کیا جبین نیاز جھکاتے ہو میں تو خود ڈوبنے جا رہا ہوں...... اب جن کا اپنا حشر کچھ اور ہونے والا تھا انہوں نے کسی کی کیا مشکل کشائی کرنی تھی...... یہ سارے لوگ چلے گئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی کہا...... آؤ ابراہیم علیہ السلام بھی ہمارے ساتھ چلو، آؤ میلے پر چلتے ہیں اللہ کے پیغمبر نے کہا قرآن نے ایک جملہ نقل کیا ہے...... خلیل نے کہا انی سقیم...... ''میں بیمار ہوں نہیں جا سکتا''۔

عربی زبان میں جسمانی بیماری لاحق ہو جائے بخار سر کا درد اس کو عربی میں مرض کہتے ہیں مریض کہتے ہیں خلیل نے یہ نہیں کہا کہ میں مریض ہوں کہ انی سقیم ''میں سقیم ہوں''...... اور سقیم کا معنی یہ ہوتا ہے کہ اس وقت جانے کے لئے میں طبعی طور پر آمادہ نہیں ہوں...... اشارہ اس طرف تھا کہ میری طبیعت مائل نہیں...... مجھے گھبراہٹ محسوس ہوتی ہے میرا دل گھٹا ہوا ہے اندر سے مجھے پریشانی اور تکلیف ہے...... جس کی وجہ سے میں نہیں جا رہا...... ابراہیم علیہ السلام نے کہا اور ان لوگوں نے یہ سمجھا کہ شاید ابراہیم علیہ السلام اس لئے نہیں جا رہے کہ یقیناً کوئی تکلیف اور بیماری ہے اور یقیناً ابراہیم علیہ السلام کو دکھ تو تھا بہت بڑا پریشانی تو تھی، کہ یہ اللہ کو چھوڑ کر غیر اللہ کے آگے جھکتے ہیں سارے چلے گئے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نمرودیوں کے خداؤں کا قلع قمع کرنا:

حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے مشن پر چلے گئے خلیل نے کلہاڑا اٹھایا اور اس خدا باڑے میں گھس گئے جہاں ہزاروں بت پڑے ہوئے تھے...... ایک سرے سے شروع کیا کسی کی ناک توڑی، کسی کے کان توڑے، کسی کے ہاتھ توڑے، کسی کے پاؤں توڑے، سب کو فارغ کرنے کے بعد بڑے بابے کے کندھے پر کلہاڑا رکھ کے واپس

آ گئے......سب کو ختم کر دیا اس ایک کو چھوڑ دیا اب جب یہ سب کے سب واپس آئے اور آ کر خدا باڑے میں دیکھا تو خداؤں کا تو حشر ہوا پڑا تھا......کوئی نیچے گرا پڑا ہے......کسی کی آنکھ نہیں......کسی کی ناک نہیں......کسی کے ہاتھ نہیں......کسی کے پاؤں نہیں......کوئی الٹا ہوا پڑا ہے......کوئی کہیں پڑا ہے......کوئی کہیں پڑا ہے......اور ایک سردار صاحب ہیں جن کے کندھے پر کلہاڑا رکھا ہوا ہے اب وہ پوچھنے کے قابل بھی نہیں کہ کس سے پوچھیں...... نمرود کے یہ جملے تھے......من فعل هذا بالهتنا......''پتہ کرو ہمارے خداؤں کا یہ حشر کس نے کیا ہے''......یہ معلومات کرو کہ خداؤں کا دشمن ہے کون؟ اوپر عقیدہ یہ ہے کہ یہ پتھر مشکل کشا حاجت روا ہیں اور جب یہ حال ہوا تو کہا پتہ تو کرو ان خداؤں کا یہ حشر کس نے کیا ہے ......اس مجمع میں ایک آدمی کھڑا ہوا......اس نے کہا میں ایک آدمی کی نشاندھی کرتا ہوں...... آپ معلومات کریں یہ کام وہی کر سکتا ہے......اور کوئی نہیں کر سکتا کون ہے وہ؟ کہنے لگا سمعنا فتی یذکرھم یقال له ابراهیم ......''ہم نے ایک ایسا نوجوان سنا ہے......ایک کا نام سنا ہے......جس کو ابراہیم کہا جاتا ہے''......اس قسم کی قوت اس قسم کے نظریات کہ سب کو چھوڑ کر ایک کو داتا مانو ایک کو خالق مانو......ایک کو مشکل کشا مانو صرف اسی کی عبادت کرو، اسی سے نفع ونقصان کا یقین کرو......یہ اس نوجوان کی تحریک ہے اور کوئی آدمی ایسا کام نہیں کر سکتا کہ ان خداؤں کا بیڑا غرق کر دے......اور ایک کو چھوڑ دے یہ وہی شخص کر سکتا ہے......پتہ کرو ذرا خلیل کو تلاش کرو......ابراہیم علیہ السلام کو پکڑو!

نوجوانوں نے ہی ہر دور میں انقلاب برپا کیا:

میرے نوجوان دوستو! میں تم سے کہہ رہا ہوں اس وقت بھی قوم نے کہا تھا یہ نوجوان کا کام ہے......جو اتنا بڑا انقلاب برپا کر سکتا ہے کہ ان تمام بتوں کو ختم کر دے...... صرف ایک خدا کی عبادت کا نعرہ لگائے اللہ کے پیغمبر نے بھی کعبہ کی چوکھٹ کو پکڑ کر تیئس

سال نوجوان فاروق اعظمؓ کو مانگا تھا...... حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جب کلمہ پڑھا تھا ۳۸ سال کے نوجوان تھے...... یہ جوانی اسلام کے کام آجائے...... سب سے بڑی سعادت کی بات ہے...... سترہ سال کا محمد بن قاسمؒ یہ وہ نوجوان تھا جو ایک عورت کی آواز پر عرب کی دھرتی سے اٹھا تھا تمہارے ملتان پر جاکر اس نے پرچم لہرایا تھا...... طارق بن زیاد اندلس کے ساحل پر جاکر جس نے کشتیوں کو آگ لگا دی تھی...... خالد بن ولید ایک سو سے زائد جنگیں لڑے تھے...... تمام جنگوں میں حریفوں اور دشمنوں کا شکست دی تھی...... کسی جنگ میں کبھی بھی نہیں ہارے تھے...... یہ نوجوان ہیں...... جن لوگوں نے یہ کام کیا...... جوانو! آج بھی تمہاری جوانی کی ضرورت ہے...... اسلام کو آج کا نوجوان کرکٹ کا پلیر تو ہے آج کا نوجوان ہاکی کا چمپئین تو ہے...... آج کا نوجوان کھیل کود میں تو سب سے آگے ہے لیکن کاش یہ نوجوان کشمیر کے کام آتا...... عظمت اصحاب رسول کے لئے کام آتا...... یہ نوجوان اللہ کی توحید کے علم کو بلند کرتا، یہ نوجوان آمنہ کے دریتیم کی رسالت کا تذکرہ کرتا...... یہ نوجوان اپنی جوانی ان نیک لوگوں کے سائے میں گزارتا جو دن رات دعوت وتبلیغ کا کام کرے لوگوں کو ہدایت کے راستہ کی طرف لے کے آتے ہیں یہ اگر کھڑا ہو جائے...... بوڑھا باپ بھی ساتھ چلے گا...... امی بھی دین کی طرف آئے گی، بہنیں بھی نماز پڑھنا شروع کر دیں گے...... بھائیوں کا بھی ذہن بدل جائے گا...... صرف ایک نوجوان کے انقلاب کی ضرورت ہے باقی سب کے سب اس کے ماتحت ہو جائیں گے...... وہاں ایک نوجوان ہی نے تو کام کیا تھا تلاش کرو اس خلیل نوجوان کو۔

جو خود کچھ نہیں کر سکتے وہ تمہارے خدا کیسے بن سکتے ہیں؟

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لایا گیا...... أأنت فعلت هذا بالهتنا...... ''پوچھا گیا تم نے ایسا کیا ہے...... ہمارے خداؤں کے ساتھ؟'' تو ابراہیم علیہ السلام نے یوں نہیں

کہا کہ میں نے نہیں کیا...... کہا بڑا جو کھڑا ہے اس سے پوچھو! یہ بابا جس نے اپنے کندھے پر کلہاڑا رکھا ہوا ہے...... آپ اس سے پوچھتے نہیں...... میرے پاس پہلے آ گئے...... اس سے پوچھو...... عجیب سوال تھا خلیل کا خدا کی قسم کہ ظالمو! جو تمہاری بات کا جواب نہیں دے سکتے...... جو اپنے مارنے والے کا نام نہیں بتا سکتے اور اس سے بھی بڑی بات یہ تھی کہ جس کے کندھے پر کلہاڑا ہے وہ اپنے کندھے پر کلہاڑا نہیں رکھ سکتا...... اس کو خود اتار نہیں سکتا وہ تمہارا حاجت روا اور مشکل کشا کیسے بن سکتا ہے...... جب کوئی جواب نہ بن پائے ایک ہی بات ہوتی ہے مقابلے میں...... اوئے ہم یہ بات نہیں پوچھتے جو تم کہہ رہے ہو بس تم نے یہ غلطی کی ہے اس کی سزا تمہیں بھگتنی پڑے گی...... آج کل یہی کچھ ہوتا ہے...... جس کے گلے میں پھندا فٹ آ جائے بس اس کو پھانسی کے تختے پر لٹکا دو...... تم نے یہ غلطی کی ہے...... ہمارے خداؤں کے خلاف اتنی بڑی آواز بلند کی...... آج سے کچھ دن پہلے کی بات ہے...... ہمارے ایک دوست ہیں...... مولانا مقبول صاحب انگلینڈ میں ہیں ساہیوال کے بہت بڑے عالم ہیں...... انہوں نے ایک واقعہ سنایا...... کہ انگلینڈ میں ٹی وی اسٹیشن پر اعلان ہو گا عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کا وہ پہلو جو معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد کہ عیسیٰ کا جو عیاشی کا دور تھا اس کو دکھایا جائے گا...... حالانکہ پیغمبران چیزوں سے پاک ہوتا ہے۔

ایمانی قوت سے تاریخ ساز کام:

ایک نوجوان پاکستان وہاں اس نے بھی سکرین پر وہ اشتہار پڑھا کہ کل یہ فلم آئے گی اس نے اسی وقت ٹی وی اسٹیشن کا نمبر ملایا آگے ایک عورت بولی اس نے کہا یہ ٹی وی اسٹیشن ہے اس نے کہا جی اس نے کہا میرا نام فلاں ہے...... پاکستانی ہوں...... فلاں جگہ پر میرا کوارٹر ہے میں فلاں کام کرتا ہوں اور میں تمہیں یہ کہہ رہا ہوں کہ ہمیں معلوم ہوا ہے آج میں نے اشتہار پڑھا ہے کہ کل تم نے عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی پر فلم دکھانی ہے اگر تم نے یہ فلم

دکھائی تو پھر دیکھنا تمہارے ٹی وی اسٹیشن پر دھماکہ ہو جائے گا...... تم بچ نہیں سکو گے یہ کہنے کے بعد اس نے فون بند کر دیا تھوڑی دیر کے بعد اور فون آیا اسی کے پاس اس نے اپنا نمبر چونکہ بتایا تھا اس نے پوچھا یہ فلاں کا نمبر ہے اس نے کہا جی...... فلاں صاحب ہیں؟ کہنے لگے ہاں میں وہی ہوں...... آپ پاکستانی ہیں؟ کہا ہاں پاکستانی ہوں...... آپ نے اب سے کچھ دیر پہلے فون کیا تھا؟ کہا ہاں کیا تھا...... آپ نے ہمیں دھمکی دی ہے؟ کہا جی بالکل دھمکی دی ہے کہنے لگے کیا آپ ایسا کر دیں گے؟ کہا بالکل کر دوں گا یہ کہہ کر اس عورت نے بھی ٹیلیفون رکھ دیا...... تھوڑی دیر کے بعد اس کے مکان کا محاصرہ ہو گیا...... پولیس آ گئی پکڑنے کے لئے اندر آ گئے...... اٹھا کر اس کو تھانے لے گئے...... پاکستان کے تھانے تو نہیں ہیں اتنا تھوڑا سا انصاف ہے کہا گیا کہ آپ کی کسی کو اطلاع دینی ہے تو بتائیں؟ یہاں پر بیس دن حوالات میں پڑا رہے تو روٹی بھی نہیں پہنچانے دیتے...... نیک لوگ ہیں...... پاکستانی مسلمان ہیں...... انہوں نے کہا آپ نے کسی کو اطلاع دینی ہے؟ کہا ہاں...... مولانا مقبول صاحب کہنے لگے انہوں نے ہمیں ٹیلیفون کیا اس نے کہا حضرت میں نے یوں یوں کیا تھا جس کے نتیجہ میں میں تھانے آیا پڑا ہوں...... آپ کو اطلاع دینا چاہتا ہوں...... مولانا کہنے لگے ہم نے اپنے دوستوں سے مل ملا کے اسی وقت ہی اس کی ضمانت کرا کے اس کو باہر تو نکلوا لیا لیکن ہوا یہ کہ پولیس نے اس سے پوچھا کہ تم نے یہ فون کیوں کیا ہے...... اس نے کہا میری مذہبی غیرت ہے اس نے کہا اس کا آپ کی غیرت سے کیا تعلق ہے...... ہم عیسائی ہیں ...... عیسیٰ علیہ السلام ہمارا پیغمبر ہے...... ہم اپنے نبی پر فلم دکھانا چاہتے ہیں تمہیں اس کا انکار کیوں ہے؟ اس نوجوان نے کہا بات یہ نہیں ہے، بات یہ ہے کہ جس محمد رسول اللہ ﷺ کا ہم نے کلمہ پڑھا ہے اس نبی نے ہمیں بتایا ہے کہ نبی معصوم ہوتا ہے...... جیسے محمد ﷺ اپنی عصمت میں بے مثال اور پاک ہیں ایسے عیسیٰ علیہ السلام پیغمبر بھی تو معصوم ہیں...... جیسے محمد رسول

اللہ ﷺ پر ایمان لانا ہمارے ایمان کا حصہ ہے...... ایسے عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا نبی ماننا ہمارے ایمان کا حصہ ہے...... جیسے ہم رسول اللہ ﷺ کے خلاف کوئی بات سن کر برداشت نہیں کر سکتے...... ایسے عیسیٰ پیغمبر کے خلاف بھی کوئی بات سن کر برداشت نہیں کر سکتے اس نے کہا اگر فلم دکھائی گئی تو پھر کیا ہو جائے گا...... اس نے کہا دھما کہ کروں گا اس نے کہا تو یہاں گرفتار ہے...... اس نے کہا تمہیں معلوم نہیں میرے پاس کتنی فوج ہے...... میرے پاس کتنی بڑی طاقت ہے...... آپ نے مجھے اکیلا سمجھا ہوا ہے...... ہم نے وہ کام کرنا ہے کہ تم یاد کرو گے...... نوجوانو! میں تم سے کہہ رہا ہوں کہ جوانوں کی قوت ایمانی تھوڑی سی جذبات اور جوش میں ہو...... یقیناً بڑے بڑے کام کر دیا کرتے ہیں جب یہ بات اس نے سنی ضمانت تو ہوگئی لیکن کیس عدالت میں چلا گیا تھا۔

انبیاء کی عصمت کی حفاظت کرنا:

عدالت میں کیس جانے کی وجہ سے ادھران کو خوف طاری ہو گیا کہ اگر خدانخواستہ ایسا ہو گیا دھما کہ ہو گیا تو نقصان بڑا ہو گا...... اس ڈر کے مارے دوسرے دن انہوں نے فلم نہیں دکھائی یہ شخص اپنے عزم میں کامیاب ہو گیا...... اب اس پہ کیس چل رہا تھا عدالت نے اس سے کہا کہ تم تم نے یہ جرم کیا ہے...... ٹیلیفون کرنے کا، دھمکی دینے کا، اب اگر یہ کہتا ہے کہ ہاں میں نے جرم کیا ہے تو یہ مجرم بن جاتا اور اس کی سزا ہوتی...... اس نے کہا جناب میں نے جرم نہیں کیا میں نے اپنا فرض ادا کیا ہے وہ کہے یہ تم جرم کیا ہے...... ہماری حکومت سے بغاوت کی ہے...... ہمارے قانون سے ٹکر لی ہے اس نے کہا میں نے نہ آپ کی حکومت سے بغاوت کی ہے نہ آپ کے قانون سے ٹکر لی ہے میں نے تو بحیثیت مسلمان ہونے کے جو میرا فرض تھا میں نے اس کو ادا کیا ہے...... میں نے فرض ادا کیا ہے میں نے جرم نہیں کیا اب اس پہ بحث شروع ہو گئی...... جج یہ چاہتا ہے کہ ایک دفعہ اس کے منہ سے یہ لفظ نکل جائے......

اچھا جی جرم ہی سہی وہ یہ نہ کہے کہ میرا فرض تھا میں نے ادا کیا ہے......نماز مجھ پر فرض ہے پڑھتا ہوں...... روزہ فرض ہے ادا کرتا ہوں...... زکوٰۃ فرض ہے میں ادا کرتا ہوں...... تمہارے نزدیک اس کی کوئی حیثیت ہو میرے نزدیک فرض ہے انبیاء کی عصمت کی حفاظت کرنا یہ میرے نزدیک فرض ہے......تمہارے نزدیک کچھ بھی ہو میں نے اپنا فرض ادا کیا ہے......لہٰذا اسے کوئی سزا نہیں دی جاسکتی......کیس ختم ہوا جج نے اس کے بعد اگلا جملہ اس سے کہا کہ دیکھو آئندہ اگر اس قسم کا اقدام کرو گے تو سزا ہوگی اس نے کہا اگر آئندہ ٹی وی سے یہ اعلان ہوگا تو پھر یہ کام بھی ہوگا......تو میں عرض کر رہا تھا کہ نوجوانو! یہ جوانی کی قوت اللہ جوانوں کو یہ قوت اور استقامت عطا کرتے ہیں...... یہ اگر تھوڑے سے مستعد ہو جائیں تو بڑے کام کر جائیں گے......لیکن یہ شرط ہے کہ اپنے بزرگوں کے زیر سایہ ہوں......خودسر نہ ہوں...... بڑوں کی نگرانی میں ہوں اپنی مرضی سے کوئی کام نہ کیا کریں۔

آگ کو خدائی حکم:

ابراہیم پکڑے گئے اس نے کہا تم نے یہ جرم کیا ہے......خلیل نے کہا اس سے پوچھو جب اس کا کوئی جواب نہ آیا تو بادشاہ نے کہا ایک ہی علاج ہے بس اس کو آگ لگا دینی چاہئے کتابوں میں لکھا ہے کہ نوے مربع میل کا پچہ تیار کیا گیا...... پوری سلطنت کی تمام لکڑیاں اس کے اندر جمع کی گئیں آگ لگا دی گئی اتنے شعلے بھڑکے کہ کئی کئی میل دور تک اس کی تپش جاتی تھی......حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب اس میں ڈالنے کی تیاری کی گئی تو لکھا ہے کہ حضرت خلیل کے کپڑے اتارے ہاتھ اور پاؤں باندھے اور جب خلیل کی پگڑی کھینچی گئی تو ابراہیم کی آنکھوں میں آنسو آگئے...... کہا اللہ! میری پگڑی اتر جائے کوئی بات نہیں تیری توحید پر دھبا برداشت نہیں ہوسکتا......اس پنگھوڑے میں بٹھائے گئے جس کے ذریعہ اندر ڈالنا تھا اس وقت حضرت جبرائیل آئے اور کہا خلیل! میرے لائق کوئی حکم ہو تو کہو

ابراہیم نے بھی عجیب جملے کہے...... کہا یار تو شاید آج تک مجھ کو نہیں سمجھ سکا میری قوت ایمانی کا تجھے پتہ نہیں چلا مجھے تیری کیا ضرورت ہے...... میں جس کی رضا کے لئے جا رہا ہوں اگر وہ جلانے کے لئے راضی ہے تو میں جلنے کے لئے تیار ہوں...... وہ بچانا چاہے گا میں تجھے نہیں کہتا وہ جانے اور اس کا کام جانے کہا مجھے کہہ چلو میں یہ پیغام ہی خدا کو پہنچا دوں کہا یہ پیغام اس کو دیا جاتا ہے جو دل کے بھید نہ جانتا ہو...... جو علیم بذات الصدور ہے ''میرے سوال کو میرے حال سے زیادہ بہتر جانتا ہے''...... میں سوال ہی کیوں کروں جب وہ میری کیفیت کا خود مشاہدہ کر رہا ہے دیکھیں! خلیل نے فرشتوں کو ٹھکرا دیا جملہ تو سخت کہہ رہا ہوں لیکن سمجھانے کے لئے جبرائیل تیری ضرورت نہیں پانی تیری ضرورت نہیں...... ہوا تیری ضرورت نہیں، آگ جلاتی ہے، تو جلنے کے لئے تیار ہوں...... سب سے تعلق توڑ دیا سب سے قطع تعلق ہو گئے...... براہ راست اللہ کی ذات پر یقین آ گیا کہ سب کچھ رب نے کرنا ہے اور کسی نے کچھ نہیں کرنا...... جب اللہ کی ذات پہ اتنا بڑا قوی اعتماد ہو گیا اب خدا کی طرف سے جو فیصلہ ہوا اللہ تبارک وتعالیٰ نے بھی جبرائیل کو نہیں کہا...... جا کے آگ کو ٹھنڈا کر دو ...... فرشتوں کو نہیں کہا آگ کو جا کر بجھا دو...... سمندر کو نہیں حکم دیا کہ تو اس آگ کے اوپر پلٹ جا، ہوا کو نہیں کہا اس آگ کو اڑا کر لے جا...... جب خلیل کو پورا سو فیصد اللہ کی ذات پہ اعتماد ہو گیا کہ اللہ تو ہی سب کچھ کرتا ہے تیری مرضی یہ کہ جلنا ہے میں جلنے کے لئے تیار ہوں...... تو بچانا چاہے گا یہ تیری مرضی ہے میں اپنے آپ کو تیرے سپرد کرتا ہوں...... تو اللہ نے بھی پھر بغیر کسی واسطہ کے براہ راست اعلان کیا یٰنار کونی برداو سلاما علی ابراھیم...... ''خلیل اگر تو نے براہ راست مجھ سے بات کی ہے پھر میں براہ راست آگ سے بات کرتا ہوں اب آگ کے پاس کوئی فرشتہ نہیں بھیجتا...... جبرائیل نہیں بھیجتا، میں خود حکم دیتا ہوں، آگ میرا یار آ رہا ہے اس پر گلزار بن جا''...... اقبال نے کہا تھا۔

آج بھی ہو ابراہیم کا ایمان پیدا
آگ بھی کر سکتی ہے انداز گلستان پیدا

ایک میواتی بابے کا ایمان افروز واقعہ:

لاہور کے قریب ایک بستی ہے ہر سال میں جلسہ پر وہاں جاتا ہوں......اب بھی کچھ عرصہ پہلے گیا تھا تو وہاں ایک میواتی بابا رہتا ہے کالے سے رنگ کا ہے ضعیف العمر ہے سفید اس کی داڑھی ہے چھوٹا سا اس کا قد ہے...... ہلکا سا اس کا وجود ہے اور اس کا تکیہ کلام ہے ''ہم تو اللہ والے ہیں'' اس کو کہتے ہیں بابا اللہ والا...... میں جب گیا تو دوستوں نے مجھے کہا مولانا! آپ اس کو ملیں اور اس کی زبانی اس کا واقعہ سنیں میں نے کہا کوئی خاص بات ہے تو سناؤ......تو وہ اپنی مجذوبیت میں کہتا ہے کہ کیا سنائیں ہم تو بس اللہ والے ہیں......اللہ سے ہی ہمارا تعلق ہے...... میں نے ان سے پوچھا کہ کیا واقعہ ہے......ان دوستوں نے اسے کہا کہ بابا سناتا نہیں تو وہ بیچارہ خاموش کہ کیا سناؤں...... انہوں نے کہا نہیں سنا اس نے پھر ایک واقعہ سنایا کہ اس بستی کے قریب ایک جگہ ہمارا گشت تھا ہم عصر کے بعد گشت کرنے کیلئے وہاں گئے ہوئے تھے کہنے لگے جب ہم گئے تو وہ باہر کھیتوں کی طرف چلے گئے...... گنے کا کھیت تھا اور وہاں رس نکل رہا تھا اور پک رہا تھا پت کڑھا میں پڑی ہوئی تھی اور ابل رہی تھی گڑ بن رہا تھا......تو جیسے ان دوستوں کی عادت ہوتی ہے اللہ ان کو جزائے خیر عطا کرے گئے اور جا کر متکلم نے بات کی کہ دیکھیں اللہ نے دونوں جہانوں کی کامیابی دین میں رکھی ہے اور یہ دین ہم سب کی زندگی میں آئے اس سلسلے میں مسجد میں بات ہو رہی ہے آپ ذرا تھوڑی دیر کے لئے تشریف لے آئیں...... بڑے موڈ میں آکر کہتا ہے تجھے شرم نہیں آتی یہ کام تیرا باپ کریگا ان کی عادت یہ ہوتی ہے آپ کا غصہ جتنا بڑھے ان میں حوصلہ اتنا بڑھتا چلا جاتا ہے ہنس کر اس نے کہا ہاں بھائی اللہ ہی کریں گے......اللہ ہی کریں گے...... یہ رو

پک رہی ہے میں اس کو ایسے ہی چھوڑ کر چلا جاؤں اس نے کہا بھائی آج چھوڑ دیں گے تو اللہ کر ہی دیں گے اس نے کہا یہ آگ کو بھی تو اللہ ہی جلا رہے ہیں اللہ کے حکم سے جل رہی ہے ......اللہ کے حکم سے یہ آپ کا گڑ تیار ہو رہا ہے اللہ ہی سب کچھ کرتے ہیں......اس نے کہا اللہ ہی کرتے ہیں صبح سے رٹ لگا رکھی ہے ڈال اس میں ہاتھ اس بابا نے اپنا بازو اوپر چڑھایا......''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بسم اللہ اللہ اکبر''......یا نار کونی بردا و سلاما......کہہ کے ہاتھ اندر ڈال دیا......اور جو ساتھ ساتھی تھے وہ بھی پریشان ہوئے اسے کہا ہاتھ باہر نکال پانچ سات منٹ تک اس نے اس تپتی ہوئی رو کے اندر اپنا ہاتھ ڈالے رکھا اور جب باہر نکالا تو ہاتھ جیسے تھا ویسا ہی باہر نکلا......اس میں کسی قسم کی کوئی خراش بھی نہیں آئی......میں نے اس اللہ والے بابا سے پوچھا بابا یہ تو بتا کہ اللہ نے یہ جو تجھے اتنی بڑی قوت ایمانی عطا کی ہے...... لیکن ہمیں تو اتنا بتا کہ جس وقت تو نے اس کے اندر ہاتھ ڈالا تجھے کیا محسوس ہوا......اس نے کہا مولانا جیسے سخت سردیوں کے موسم میں گرم پانی سے وضو کیا جائے اور لذت اور سکون ملتا ہے ایسے میرے ہاتھ کو سکون ملا...... مجھے کوئی احساس نہیں ہوا مجھے تو مزہ آ رہا تھا کہ جیسے سردیوں میں گرم پانی میں ہاتھ ڈالا ہوا ہو...... یہ اللہ کا فیصلہ قیامت تک کے لئے انبیاء کی زندگی امتیوں کے لئے نمونہ ہے......صرف خلیل پر نار گلزار نہیں ہوئی قیامت تک جو شخص اس قوت ایمانی سے آئے گا اللہ اس پر آگ کو گلزار کرتے چلے جائیں گے یہ امتحان تھا......

ابراہیم کا ایک امتحان اور آیا......ان امتحانات میں سے ایک امتحان یہ بھی تھا کہ اپنے ننھے بچہ کو لیکر اپنی اہلیہ ہاجرہ کو لیکر جنگل بیاباں میں چھوڑ آؤ......اب بھی اگر کسی کو دین کے لئے کہہ دیا جائے کہ ایک چلہ لگالے، تین دن لگالے، ثواب کے لئے دعوت کا کام کرلے تو عام طور پر یہ کہتے ہیں ان کا کون کرے گا ان کا کون پیٹ پالے گا ان کا کیا ہوگا اللہ نبیوں کی زندگیوں کو بطور نمونہ پیش کرتے ہیں......خلیل کو نوے سال کے بوڑھاپے میں بچہ دیا ہے۔

اماں ہاجرہ کا جواب:

بعض علماء نے ستاسی سال عمر لکھی ہے اس بوڑھاپے میں بچہ دیا ہے، شیر خوار بچہ ہے...... چھوٹا سا بچہ ہے...... اس بچہ کو لے جا اپنی اسی بیوی کو لے جا...... سیدہ طیبہ طاہرہ ہاجرہ سلام اللہ علیہا کو جنگل بیابان میں لے گئے اور جا کر وہاں چھوڑ کے آئے...... خلیل چھوڑ کے آ...... بولنے کی اجازت نہیں...... واپس آنا ہے...... ہم کلام ہونے کی اجازت نہیں جب واپس آنے لگے بیوی نے گفتگو کرنا شروع کی...... پوچھنا چاہا خلیل! کس کے سہارے پر چھوڑ کے جا رہے ہو...... خاموش ہیں اکیلی رہوں گی، مجھ سے غلطی کیا ہوگئی ہے...... یہ ننھا سا چھوٹا سا بچہ ہے اس کا کیا ہوگا آدھا کلو ستو ہے میں کتنے دن اس پر بسیرا کروں گی...... کتنے دن گزارا کروں گی...... اللہ کا فیصلہ تھا خلیل بولنے کی اجازت نہیں...... الٹے پاؤں خاموشی سے واپس چلے آنا...... بیوی نے دامن کو پکڑ کر کہا بولتے نہیں، خاموش کیوں ہو، چلو اتنا تو بتا دو اپنی مرضی سے چھوڑ کے جا رہے ہو یا اللہ کے حکم سے چھوڑ کے جا رہے ہو؟ خلیل بولے نہیں اشارہ کر کے کہا اس کی مرضی سے بیوی نے دامن چھوڑ دیا اس نے کہا پھر جا جس کے سہارے پر چھوڑ کے جا رہا ہے کافی ہے...... میری کفالت اس نے کرنی ہے پھر تو نے نہیں کرنی...... اور خدا نے کی کفالت جب وہ سارا اثاثہ ختم ہوگیا بچہ کو اسی جگہ سلایا جہاں زمزم کا کنواں موجود ہے...... صفا اور مروہ کی پہاڑیوں میں بی بی دوڑی...... اب بھی ان پہاڑیوں کے درمیان نشان لگے ہوئے ہیں میلین اخضرین سبز رنگ کے ستون بنے ہوئے ہیں جب وہاں حاجی جاتا ہے تو تیزی سے دوڑتا ہے یہاں پر دوڑنے کا حکم دیا گیا ہے...... اللہ کو ہاجرہ کی ادا اتنی پسند آئی سات چکر بی بی نے لگائے ساتویں چکر پر خلیل کی ایڑی سے زمزم کا کنواں نکلا ہوا تھا پانی ابل رہا تھا سیدہ ہاجرہ دوڑ کے آئی اور آ کر اس کنویں پر اردگرد چھوٹی چھوٹی کنکریاں جمع کر کے ان کو رکھ کر پانی کو ایک جملہ کہا عبرانی زبان میں...... زم زم! زم

زم! اس کا معنی ہے ٹھہر! ٹھہر! جم! رک! رک یہ بی بی کے جملے اللہ کو اتنے پسند آئے کہ قیامت تک کے لئے اس پانی کا نام بھی زم زم رکھ دیا گیا ہے...... ورنہ زم زم کا معنی ہے رک جانا اور حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے اگر اماں نہ روکتی تو یہ پانی روئے زمین پر پھیل جاتا...... امام اعظم ابوحنیفہؒ کی قبر پر خدا کروڑوں رحمتیں نازل کرے...... (آمین) فرمایا کرتے تھے اچھا ہے اماں کہ تو نے پانی کو روک دیا...... اگر نہ روکتی زانی زنا کر کے آتا یہیں نہاتا...... شرابی شراب پیتا اس سے منہ دھوتا تو اس پانی کی توہین ہوتی...... کہ قیامت تک جو بھی لے کر جائے گا اس پانی کا اکرام تو کرے گا...... وہ ادا اتنی پسند آئی کہ قیامت تک جو بھی وہاں آئے تو دوڑے نبی ہے تب بھی دوڑے...... حدیث میں آتا ہے جب امام الانبیاء آخری حج پر تشریف لائے ...... آخری مرتبہ حضور اکرم ﷺ نے صفا و مروہ کی پہاڑیوں کا چکر لگایا...... آخری چکر پر جسم اطہر بوجھل تھا اور سفر کی تھکان کے اثرات تھے اللہ کے نبی کی سانس چڑھ گئی...... حضور رک گئے مروہ پہاڑی پہ اور یوں کعبہ کی طرف منہ کر کے ابھی دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے ہی تھے ...... بے ساختہ زبان سے یہ جملے نکلے کہا امی ہاجرہ اگر تو نہ دوڑتی آج تیرے بوڑھے بیٹے محمد ﷺ کو تیرے قدموں پر نہ دوڑنا پڑتا یہ میں دوڑ رہا ہوں...... صرف اس لئے کہ یہ تیری ادا خدا کو اتنی پسند آ گئی ہے...... یہ سارے امتحان ہوئے ابراہیم کے...... واذ ابتلى ابراهيم ربه بكلمت فاتمهن قال انى جاعلك للناس اماما ...... اللہ نے کہا خلیل ان امتحانوں کے صلہ میں ہم تمہیں امامت کا تاج دیں گے اگلے جمعہ انشاءاللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام و اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کا واقعہ میں کھول کر تفصیل سے بیان کروں گا ایک بات یاد کریں آج ذوالحجہ کی پہلی تاریخ ہے دسویں ذوالحج تک ہر دن کی عبادت......

حدیث میں آتا ہے ایک سال کی عبادت کے برابر اجر ملتا ہے ایام کی عبادت میں سب سے زیادہ اللہ کے ہاں قربانی کی عبادت مقبول ہے پوچھا گیا مـــــا هـــذه

الاضاحی ...... مجبوب یہ قربانیاں کیا ہیں؟ فرمایاسنة ابیم ابراهیم ...... محبوب ہمیں کیا ملے گا؟ فرمایا...... بکل شعرة حسنة...... دادا کی یاد کوزندہ کرو گے ہر بال کے بدلے خدا تمہیں نیکی عطا کرے گا فصل لربك وانحر ...... قرآن نے کہا پیغمبر قربانی کیجئے واجب ہے...... ہر مالدار پر اور جس کے پاس مال نہیں اللہ نے اتنی ہستی دی ہے کہ محنت کر کے دے دیتا ہے...... جب ایام قربانی میں جانور آجائے اس نیت سے لے لے اس کو قربان کرنا بھی اس کے لئے ضروری ہے باقی مسائل آئندہ جمعہ کو بیان کروں گا...... اللہ ہم سب کو اعمالِ صالحہ کی توفیق عطا فرمائے...... (آمین)

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

واقعہ قربانی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ شَرَّفَنَا عَلٰی سَآئِرِالْاُمَمِ...... بِرِسَالَةِ مَنِ اخْتَصَّهٗ مِنْ بَیْنِ الْاَنَامِ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَجَوَاهِرِ الْحِكَمِ ......وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ...... مَا نَطَقَ اللِّسَانُ بِمَدْحِهٖ وَنَسَخَ الْقَلَمُ ...... اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ٥......بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ٥......

فلما بلغ معه السعی قال يا بنی انی اری فی المنام انی اذبحك فانظر ما ذا تری قال یا ابت افعل ما تؤمر ستجدنی ان شاء الله من الصابرين ٥ فلما اسلما وتله للجبين ٥ وقال اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم یا رسول الله ما هذه الاضاحی قال سنة ابیکم ابراهیم قالوا فما لنا فیها یا رسول الله قال بکل شعرة حسنة قالوا فالصوف یا رسول الله قال بکل شعرة من الصوف حسنة(1)......وَ صَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِیْمُ٥...... وَنَحْنُ عَلٰی ذَالِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَالشَّاكِرِیْنَ٥...... وَالْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ٥

تمہید:

قابل صد اعزاز و تکریم! واجب الاحترام! بزرگو دوستو اور بھائیو! آج ذوالحج کی

---

(۱) مشکوۃ المصابیح ص۱۲۹ ج۱ ...سنن ابن ماجه ص۲۲۶ ...مسند احمد ص۳۸۰ ج۴ ...المعجم الکبیر ص۱۹۷ ج۵ ...المستدرك علی الصحیحین ص۴۲۲ ج۲ ...السنن الکبری للبیهقی ص۲۶۱ ج۹ ...جامع الاحادیث ص۲۶ ج۱۱ ...شعب الایمان البیهقی ص۴۸۳ ج۵ ...کنز العمال ص۱۷۵ ج۵ ...مسند البزار ص۵۰۰ ج۱ ...مسند الشامیین ص۴۱ ج۱ ...مسند الحارث ص۲۵۸ ج۲ ...مسند عبد بن حمید ص۱۲۲ ج۱ ...معرفة الصحابه لابی نعیم ص۲۷۰ ج۱۱

آٹھ تاریخ ہے اسلامی تاریخ میں ذوالحج کی دس تاریخ ایک ایسی تاریخی حیثیت کا دن ہے کہ جس دن پوری ملت اسلامیہ جد الانبیاء والمرسلین امام الموحدین سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے فرزند جلیل حضرت سیدنا اسماعیل ذبیح اللہ کی یاد کو تازہ کرتی ہے...... اور پھر اسی بابرکت مہینہ میں اس دس تاریخ سے ایک دن قبل یعنی اس ذوالحج کی نو تاریخ کو پوری ملت اسلامیہ سے لوگوں کو چن چن کر اللہ اپنے گھر کے قرب میں میدان عرفات میں جمع فرماتے ہیں اس جگہ کا قیام حج کا ایک بہت بڑا رکن ہے...... اور وہاں پوری ملت اسلامیہ صبح سے لے کر شام تک بغیر کسی ذاتی غرض اور ضرورت کے صرف اور صرف ایک اللہ کی تعریف اور توصیف کے لئے اس کی مدح ثنائی کرنے کے لئے اس کو راضی کرنے کے لئے اس کی بارگاہ میں عقیدت کے پھول نچھاور کرنے کے لئے اور اس کے سامنے رونے گڑگڑانے اور دعائیں مانگنے کے لئے وہ ایک بہت بڑا میدان جس کو میدان عرفات کہا جاتا ہے...... جو بالکل بے آب و گیاہ جگہ ہے کھلا میدان ہے...... پہاڑ ہی پہاڑ آپ کو ہر طرف نظر آئیں گے وہاں یہ پوری ملت اسلامیہ جمع ہوتی ہے اور سارا دن یہیں گزارتے ہیں...... اور پھر اسی میدان کے دامن میں ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے جس کو جبل رحمت کے نام سے یاد کیا جاتا ہے وہاں پر دعا بھی قبول ہوتی ہے اور آدم علیہ السلام کی مغفرت کا اعلان بھی اسی جگہ پر ہوا۔

ذی الحج بڑا تاریخی مہینہ ہے:

- رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کا عظیم ترین اور تفصیلی خطبہ جو قیامت تک کے آنے والے انسانوں کے لئے ایک بہترین مشعل راہ اور نمونہ ہدایت ہے...... اللہ کے پیغمبر نے اس میدان میں ارشاد فرمایا تھا تو اس لحاظ سے یہ مہینہ بڑا تاریخی مہینہ ہے...... حج کا مہینہ اللہ کی یاد کا مہینہ...... اللہ کے ذکر کا مہینہ اور اللہ کے نیک بندوں کی نیک اداؤں اور یادوں کو دہرانے کا مہینہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے امتحانات کا مہینہ۔ حضرت ابراہیم

علیہ السلام نے کعبۃ اللہ کی جب تعمیر کی تو ذوالحج کا مہینہ تھا...... کعبۃ اللہ کی تکمیل فرمائی تو ذوالحج کا مہینہ تھا...... حضور اکرم ﷺ کی آمد کی دعا مانگی...... کہ ربنا وابعث فیھم رسولا

علماء نے لکھا ہے وہ بھی ذوالحج کا مہینہ تھا اللہ نے ننھے اسماعیل علیہ السلام کی جب قربانی مانگی تو ذوالحج کا مہینہ تھا...... منیٰ کے میدان میں جب اسماعیل علیہ السلام نے قربانی کا منظر پیش کیا...... تو اس وقت بھی ذوالحج کا مہینہ تھا...... اور پھر اس سے بڑھ کر یہ پوری ملت اسلامیہ جب حج کے لئے جاتی ہے تو ذوالحج کا مہینہ ہوتا ہے...... اور پھر اسی مہینہ میں اللہ نے قربانی کا حکم دیا...... قیامت تک! ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کی اس یاد کو زندہ رکھنے کا حکم دیا تو اسی ذوالحج کے مہینہ میں دیا ہے...... گویا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگی کے ساتھ اس ذوالحج کے مہینہ کو بہت بڑی مناسبتیں حاصل ہیں...... یہ ذوالحج کا مہینہ ہے جو تکمیل دین کا مہینہ ہے...... الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا...... اسی مہینہ میں یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی...... اسی مہینہ میں حضور اکرم ﷺ پر دین مکمل ہوا اور قرآن کا نزول کامل ہوا...... تو اس مہینہ میں جیسے یہ سال کا آخری مہینہ ہے ایسے ہی یہ تکمیل دین کا مہینہ ہے...... جیسے یہ سال کا آخری مہینہ ہے ایسے ہی قربانی کا مہینہ ہے تو اس مہینہ کی یہ بہت ساری خصوصیت ہیں جو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے ان میں سے بہت ساری چیزوں کا تذکرہ میں نے گزشتہ جمعۃ المبارک کے خطبہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے امتحانات کے ضمن میں کر دیا تھا......

قربانی کا انکار کرنے والا:

آج کے خطبہ میں جس بات کو میں ضروری سمجھتا ہوں وہ تاریخی یادگار حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کا وہ منظر اور وہ واقعہ اس کا تھوڑا سا پس منظر اور اس سلسلہ میں قربانی کے کچھ احکامات اور ضروری باتیں ہیں...... ان کو عرض کرنا

چاہتا ہوں یہ قربانی کا حکم، اللہ کا حکم نص قطعی سے ہے...... جو مسئلہ قرآن کریم سے ثابت ہو اس کو نص قطعی کہا جاتا ہے...... یعنی یہ ایک ایسا حکم ہے جو کسی صورت چھوڑا نہیں جا سکتا قرآن مجید میں جس مسئلہ کا ثبوت ہو...... اس کا انکار کرنے والا کافر ہوتا ہے اور اسکو چھوڑ دینے والا...... فاسق و فاجر ہوتا ہے اس لئے علماء نے لکھا ہے کہ قربانی کا حکم قرآن مجید میں ہے...... اس لئے قربانی کا انکار کرنے والا کافر ہے اور بلا وجہ اس کو ترک کر دینے والا فاسق و فاجر ہے۔

قرآن مجید کے مختلف مقامات پر قربانی کا حکم:

قرآن مجید میں ایک مقام پر نہیں مختلف مقامات پر قربانی کا حکم دیا گیا ہے...... انا اعطینک الکوثر ○ فصل لربک وانحر ○ ان شانئک هو الابتر ○ ...... اس سورت میں اللہ نے پیغمبر ﷺ کے فرائض منصبی بیان فرمائے ہیں وہ یہ کہ محبوب ﷺ ہم نے آپ کو کوثر عطاء کی یہ کمال تو اللہ کی طرف سے عطا کردہ ہے...... آپ کی ذمہ داری یہ ہے کہ فصل لربک وانحر ...... اپنے رب کو راضی کرنے کیلئے نماز بھی پڑھئے! اور قربانی بھی کیجئے ان شانئک هو الابتر ...... آپ اپنے دشمنوں کے متعلق نہ سوچئے! جو آپ کے مخالف ہیں ہم ان کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیں گے...... اس طرح اشارہ ہے کہ میرے محبوب آپ اپنی امت کو بتا دیجئے! کہ تم اللہ کے دو حکم مانتے رہو نماز اور قربانی کا اہتمام کرتے رہو...... تمہارے دشمنوں سے تمہاری حفاظت اللہ کے ذمہ ہے...... اگر کوئی شخص تمہاری طرف بڑھے گا تو خدا خود اس سے انتقام لے لے گا...... ایک اور مقام پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے پیغمبر ﷺ اپنی زبان سے اعلان کیجئے قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی لله رب العالمین ○ لا شریك له وبذلك امرت وآنا اول المسلمین ○...... اے پیغمبر آپ اعلان کر دیجئے کہ ان صلوتی ...... میری نماز، ونسکی ...... میری

قربانی، ومحیای...... میری زندگی، ومماتی...... میری دنیا سے رخصتی...... یہ چاروں کے چاروں کام میں نماز پڑھوں تو تب بھی اللہ کے لئے ہے قربانی کروں تو تب بھی اللہ کے لئے ہے...... میری زندگی ہے تو اللہ کے لئے ہے...... اور اگر میں موت بھی مقبول کروں گا...... دنیا سے جاؤں گا تو اس وقت بھی اللہ کی رضا کے لئے...... یعنی کسی انداز سے اللہ مجھے دنیا سے اٹھالے میں اللہ کے حکم پر راضی رہوں گا للہ رب العالمین...... صرف ایک اللہ کے لئے ہے...... جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے لا شریك له...... اس کا کوئی شریک نہیں...... اور میں سب سے پہلے مسلمان ہونے والے لوگوں میں سے ہوں اللہ کو تسلیم کرنے والوں میں سے ہوں...... اللہ کی نماز کی پابندی کرنے والوں میں سے اور قربانی کی پابندی کرنے والوں میں سے ہوں۔

قرآن کریم میں مختلف مقامات پر انبیاء کرام علیہم السلام کی قربانیوں کا ذکر:

اس کے علاوہ قرآن کریم میں مختلف مقامات پر انبیاء کی قربانیوں کا تذکرہ کیا ہے...... خود حضرت آدم علیہ السلام کے دو بچوں کا ہابیل اور قابیل کا وہ بڑا مشہور واقعہ ہے...... دونوں بھائیوں کے درمیان لڑائی ہوئی اور وہ دونوں یہ چاہتے تھے...... ایک بہن پر جھگڑا ہو گیا...... وہ کہتا تھا میں اس سے نکاح کروں گا وہ کہتا تھا میں اس سے نکاح کروں گا...... چونکہ ابتدائے انسانیت میں انسانیت کے بڑھنے کا ذریعہ ہی یہ تھا کہ آدم اور حوا کی اولاد نے آگے بڑھنا تھا اس لئے بہن بھائیوں کا نکاح ہوتا تھا...... لیکن یوں کبھی نہیں ہوتا تھا...... آدم علیہ السلام کو اللہ نے جتنی اولاد دی تھی جڑویں تھی...... ایک بھائی اور ایک بہن ایک ہی حمل کے ساتھ آتے تھے...... لیکن اس میں یہ ترتیب رکھی گئی کہ ایک حمل کا بھائی دوسرے حمل کی بہن...... اس کا بھائی یہ بہن ان کا آپس میں رشتہ کر دیا جاتا مگر یہاں ایک بھائی نے اس میں گڑبڑ کرنا شروع کر دی...... شدت کی کہ میں اپنی سگی بہن کے ساتھ نکاح

کروں گا جو ایک ہی حمل سے میرے ساتھ آئی ہے اس پر حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ کی طرف سے حکم ہوا ان کو کہو یہ قربانی کریں ...... اور قربانی کا طریقہ یہ ہے کہ جانور کو ذبح کر کے پہاڑ پر رکھ دیں جس کی قربانی کو آگ آ کر کھا جائے وہ اللہ کے ہاں مقبول ہوگا...... جس کی قربانی نہیں کھائی جائے گی وہ اللہ کے ہاں مردود ہوگا...... اور یہ قربانی کا سلسلہ ابراہیم علیہ السلام تک انبیاء سابقین میں یہی چلتا آتا تھا کہ یہ لوگ قربانی کرتے ...... بلکہ حضور ﷺ کے زمانہ تک ابراہیم علیہ السلام کے بعد بھی جتنے لوگ قربانی کرتے جب بھی ان کا کسی مسئلہ میں اختلاف ہو جاتا ...... اللہ کا نبی انہیں یہ کہتا کہ تم اپنے حق کو پہنچانا چاہتے ہو...... کہ حق پر کون ہے...... سچ پر کون ہے...... تم لوگ قربانی کرو...... دونوں حضرات چلے جائیں قربانی کر کے جانور پہاڑ پر رکھ دیں آگ آسمان کی طرف سے آئے گی جس کو کھا جائے گی اس کی قربانی قبول ہوگی...... جسے چھوڑ جائے گی اس کی قربانی مردود ہوگی۔

قربانی میں اخلاص مقصود:

یہ صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب کی امت کا حصہ ہے کہ اللہ نے اپنے محبوب ﷺ کو اس بات کا حکم دیا کہ پیارے آپ ان لوگوں کو کہئے یہ قربانی کے جانوروں کو ذبح کرنے کے بعد پہاڑوں پر نہ رکھیں...... آگ کا انتظار نہ کریں...... یہ اسے خود کھا جائیں اپنے عزیزوں میں تقسیم کر دیں...... فقراء اور غرباء میں تقسیم کر دیں...... حکمت یہ تھی کہ پہلے لوگوں کی نیکی اور بدی امت کے سامنے واضح ہو جایا کرتی تھی...... جس کی قربانی کو آگ کھا جاتی...... وہ مقبول ہوتی جسے آگ چھوڑ جاتی وہ مردود ہوتی...... اب پیغمبر ﷺ کی امت میں بھی اگر یہی سلسلہ رہ جاتا کہ کسی کی قربانی کو آگ کھا جائے...... کسی کو چھوڑ جائے...... ہم لوگ ویسے بھی بڑے طعنے دینے والے ہوتے ہیں ایک دوسرے پر تنقید کرتے میری قربانی منظور ہوئی ہے اس کی مردود ہوگئی ہے...... اللہ نے اپنے محبوب کی

امت کے عیبوں پر پردہ ڈالنے کے لئے قانون بنایا محبوب اب میں آپ کی امت کو شرمندہ نہیں کرنا چاہتا...... آپ کو شرمسار کرنا نہیں چاہتا...... ان لوگوں کو کہہ دیجئے! یہ قربانی کرتے جائیں خود کھا جائیں عزیزوں کو کھلا دیں غرباء فقراء میں تقسیم کر دیں...... یہ یہاں پر قربانی صرف اللہ کی رضا کے لئے اخلاص نیت کے ساتھ کریں...... انہیں آگ میں جلانے کی ضرورت نہیں...... پہاڑوں پر رکھنے کی ضرورت نہیں...... پیٹ اپنا بھر لیں گے قبول میں کر لیا کروں گا...... یہ صرف اس امت کی خصوصیت ہے...... خصوصیات امت محمدیہ پر علماء نے بڑی بڑی کتابیں لکھیں...... کہ اللہ نے اپنے محبوب ﷺ کی امت کو کون کون سی خصوصیات عطا کیں...... پہلی امتیں گناہ کرتیں صبح پیشانی پر لکھا ہوا ہوتا تھا...... ان کے ہاں اگر پانی ختم ہو جاتا تلاش کرنا پڑتا تھا...... تیمم ان لوگوں سے قبول نہیں ہوتا تھا سخت سردی کا موسم ہو...... بیمار ہو...... موت کو قبول کرلے...... لیکن پانی سے وضو کئے بغیر اس کی عبادت قبول نہیں ہوگی اور اگر کپڑے کا کوئی حصہ غلاظت اور گندگی میں بھر گیا ہے...... جب تک اسے کاٹا نہ جاتا وہ پاک نہیں ہوتا تھا...... یہ اللہ نے اپنے محبوب ﷺ کی امت پر احسان کیا...... رات بھر میں اگر کسی سے گناہ ہو گیا ہے...... صبح کو اٹھ کر تہجد کے دو نفل پڑھ کر اپنے گناہوں کی معافی مانگی ہے...... تو اللہ اسکے اس عیب پر پردہ ڈال دیتے ہیں...... اس کو معاف فرما دیتے ہیں۔

ان خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس امت کی قربانی قیامت تک جاری رہے...... اور اللہ نے اس بات پر پردہ ڈال دیا کہ کس کی قبول ہے کس کی نہیں حدیث پاک میں آتا ہے کہ ایام حج میں جب حاجی جا کر شیطان کو کنکریاں مارتے ہیں تو یہ بھی رسول اللہ کی امت میں زندہ معجزہ پیغمبر کا قیامت تک رہے گا......(۱) وہاں سے کنکریاں اٹھا کر کوئی

(۱) عن جابر رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمی الجمرۃ بمثل حصی الحذف الصحیح المسلم ص ۴۲۰ ج ۱، مشکوۃ المصابیح ص ۲۳۰ ج ۱

آدمی کہیں نہیں لے جاتا ہزار ہا حاجی جاتے ہیں لاکھوں کا اجتماع ہوتا ہے ساری دنیا ایک ہی جگہ یہ کنکریاں مارتی ہے اور اتنا ڈھیر لگ جاتا ہے جس کی حد نہیں...... وہاں سے کبھی کسی نے نہیں دیکھا کہ کوئی گاڑی والا آیا ہو...... گورنمنٹ نے کسی کے ذمہ لگایا ہو...... کوئی ٹرک والا آیا ہو اور وہ کنکریاں اٹھا کر کہیں لے گئے ہوں...... حدیث پاک میں آتا ہے...... جن لوگوں کا حج قبول ہوتا ہے فرشتے آ کر ان کی کنکریاں اٹھا کر آسمانوں کی طرف لے جاتے ہیں...... کنکریاں اس لئے جتنی وہاں ڈالی جائیں چند ایک گنی چنی تھوڑی سی وہاں پڑی ہوتی ہیں...... شاید کوئی ایسا بدنصیب جن کا حج قبول نہ ہوا ہو ان کی کنکریاں وہاں پڑی رہیں تو پڑی رہیں...... ورنہ اللہ سب کی اٹھوالیا کرتے ہیں اور اس میں بھی ایک راز ہے کہ پیغمبر ﷺ کی امت کے عیبوں پر پردہ ڈالا گیا ہے نہیں وضاحت کی گئی کہ کس کی کنکری پڑی ہوئی ہے کس کی اٹھائی گئی ہے...... اللہ اپنے نبی ﷺ کی امت کے عیبوں کو ظاہر نہیں کرتے...... ان پر اتنا پردہ ڈالتے ہیں کہ ہم امتی خود نالائق ہیں...... کہ اپنے گناہ خود ظاہر کر دیتے ہیں۔

جان و مال کی قربانی دینے سے اللہ کا قرب:

تو میں عرض کر رہا تھا قربانی آدم علیہ السلام کے وقت سے ہے اس کا ایک انداز ابراہیم علیہ السلام نے اپنایا اور اللہ کے دربار میں قربانی کو پیش کیا تھا...... عیسائی بھی کہتے ہیں کہ اللہ نے بھی قربانی دی...... عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ جیسے ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو قربان کیا تھا ذبح کیا تھا تو اللہ نے اپنے بیٹے عیسیٰ کو پھانسی پر لٹکا کے قربان کر دیا...... عیسیٰ کی قربانی دی ہے...... (العیاذ باللہ) یہ غلط عقیدہ ہے اس لئے کہ قربانی کا معنی ہے کسی کے قریب ہونا...... کسی کا قرب حاصل کرنا...... کہ کسی کے دل میں اپنا مقام پیدا کرنے کے لئے آدمی جان کی قربانی دے دیتا ہے...... کیوں پیش کر رہا ہے کہ میں اس کے قریب ہو جاؤں...... مال خرچ کر دیتا ہے کیوں کہ اس کے دل میں میری اہمیت بیٹھ جائے میں اس

کے قریب ہو جاؤں ...... اپنا وطن کسی کو راضی کرنے کے لئے چھوڑ دیتا ہے ...... صرف اس لئے کہ اس کے دل میں میری اہمیت بیٹھ جائے اس کے قریب ہو جاؤں تو قربانی کا لفظ ہی قرب سے ہے ...... کہ جب آدمی جان مال اور اپنی محبوب چیز سپرد کر بیٹھتا ہے اللہ کے تو اللہ اس سے راضی ہو کر اس کو اپنے قریب کر لیتا ہے ...... ایک سوال ہے غور سے سنئے! کہ ابراہیم علیہ السلام نے قربانی دی اسماعیل کی ...... اس لئے کہ میں اللہ کے قریب ہو جاؤں تو یہ قربانی تو سمجھ میں آئی کہ ابراہیمؑ نے اسماعیل کو ذبح اپنے مالک کا قرب حاصل کرنے کے لئے کیا ہے ...... سمجھیں مخلوق کو تو ضرورت ہے خالق کا قرب حاصل کرنے کے لئے کہ قربانی ہے ہی اس لئے کہ قرب حاصل کیا جائے ...... یہ سب قربانی کریں اللہ کے قریب ہونے کے لئے بھائی عیسائی اگر اپنے اس مؤقف میں سچے ہیں کہ اللہ نے بھی اپنے بیٹے کی قربانی دی ...... جیسے ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کی قربانی دی ہے یا بقول ان لوگوں کے جیسے پیغمبر نے اپنے چچا کی قربانی احد کے میدان میں دی تھی ...... ایسے اللہ نے اپنے بیٹے عیسیٰ کی قربانی دے کر اسے پھانسی کے پھندے پر لٹکا دیا ہے ...... ہم کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے قربانی دی تھی اللہ کو راضی کرنے کے لئے ابراہیم علیہ السلام نے قربانی دی تھی ...... اللہ کا قرب حاصل کرنے کیلئے تو بتاؤ! اللہ نے جو قربانی دی وہ کس کا قرب حاصل کرنا چاہتا ہے؟ کیا اللہ کو کسی کے قرب کی ضرورت ہے؟ (نہیں) اس لئے یہ بات ہی غلط ہے ...... کہ عیسیٰ کو خدا نے قربان کیا ہے ...... عیسیٰ کی حیات کا مسئلہ امت کا متفقہ عقیدہ ہے اور نصوص قطعیہ سے ثابت ہے احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کتاب اللہ سے اس مسئلہ کو ثابت کیا ہے ......[1] علماء کرام نے کہا ہے کہ اس پر کسی قسم کی بحث نہیں ہو سکتی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے جہاں مختلف قسم کے امتحانات تھے ان امتحانوں میں سے ایک امتحان یہ بھی تھا میں تفصیل کو چھوڑ کر صرف

(۱) حیات عیسیٰ علیہ السلام پر دیکھئے۔ قادیانی شبہات اور حیات عیسیٰ (مؤلفہ مولانا اللہ وسایا صاحب)

اس امتحان کا تذکرہ کر کے چند ایک ضروری مسائل بتا کر بات ختم کروں گا۔

اسی سال کی عمر میں بیٹے کی خوشخبری:

ان امتحانات میں سے ایک امتحان یہ بھی تھا کہ حضرت سیدہ ہاجرہ سلام اللہ علیہا یہ ابراہیم علیہ السلام کی دوسری بیوی ہیں پہلی سیدہ سارہ تھیں جو ابراہیم علیہ السلام کی چچازاد یا قریبی رشتہ دار خاتون تھیں...... یہ بی بی ہاجرہ یہ رشتہ دار نہیں تھیں حضرت سارہ کو لونڈی کے طور پر ملیں تھیں...... انہوں نے ابراہیم علیہ السلام کی ملک میں دے کر اس کو آزاد کر دیا تھا...... حضرت خلیل علیہ السلام نے اس کے ساتھ عقد کیا تھا اسی سے اللہ نے اسماعیل علیہ السلام عطا کئے...... جب یہ ننھا بچہ پیدا ہوا اور باپ کے دل میں بیٹے کی محبت ایک فطری امر ہے جس کا کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا اور پھر اس وقت بچہ ملے...... جب بالکل بڑھاپا ہو ضعیف العمری ہو......اور وہ بھی ایسی کیفیت کہ بیوی بھی کہے میں تو اس وقت بالکل عاجز ہو چکی تھی...... بچہ جننے کے قابل نہیں ہوں...... ابراہیمؑ کی اپنی عمر اسی سال سے بھی زیادہ ہو چکی تھی...... اللہ نے اس وقت اس بچہ کی خوشخبری دی...... قرآن کہتا ہے فبشرنہ بغلام حلیم...... ہم نے ایک ایسے بچہ کی خوشخبری دی جو حلیم حوصلہ والا تھا...... بردبار تھا، حلم والا تھا...... اشارہ اس طرف تھا قرآن مجید کی آیت کے یہ جملے بتا رہے ہیں کہ اسماعیل علیہ السلام نے قربانی دینی تھی اس کو غلام حلیم کہا کہ یہ بچہ بچپن ہی سے بردبار ہوگا کہ اس ننھی سی جان کی گردن پر تم چھری بھی پھیرو گے...... تب بھی یہ بچہ اتنا حوصلہ دکھائے گا کہ اُف تک نہیں کرے گا...... اللہ نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ خلیل ہم تجھے ایک حوصلہ والا بچہ عطا کرنا چاہتے ہیں وہ بچہ آیا اللہ نے امتحان لیا کہ اس بچہ کو جنگل میں چھوڑ کے آؤ...... چھوڑنے چلے گئے چھوڑ کے واپس آگئے بیوی بھی اکیلی بچہ بھی اکیلا...... کھانے پینے کا سامان ختم ہو گیا، ستو ختم ہو گئے پانی ختم ہو گیا...... تلاش کرتے کرتے صفا مردہ کی پہاڑیوں کے درمیان دوڑنے

کے بعد زمزم کا کنواں میسر آیا...... یہ ساری تفصیل میں نے پچھلے جمعہ میں بتائی تھی...... ابراہیم علیہ السلام کو پھر اللہ نے حکم دیا کبھی کبھی چکر لگایا کر لیکن اس انداز سے آتے کہ دن کو آتے اور دن ہی کو واپس چلے جاتے...... آپ دیکھیں! اللہ اپنے پیاروں کو آزماتے کیسے ہیں چھوٹا بچہ ہے اور جنگل میں چھڑوا دیا ہے...... بیوی اکیلی ہے اسے جنگل میں تنہا چھڑوا دیا ہے، ملنے کے لئے اجازت ملتی ہے اور دن بھر کی کہ جاؤ اور فوراً واپس آ جاؤ...... وقت بیت گیا پھر اللہ نے حکم دیا خلیل اب یہاں رہنے کی بھی اجازت ہے۔

اسماعیل علیہ السلام کی دوڑ کا ذکر قرآن میں:

جب ٹھہرے تو پھر خدا نے ایک حکم اور دے دیا جس حکم کے متعلق تھوڑی ہی گفتگو کرنا چاہتا ہوں...... قرآن مجید میں ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو خواب کے ذریعے حکم دیا اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ نبی کا خواب بھی وحی ہے...... پیغمبر جو کچھ خواب میں دیکھتا ہے وہ حقیقت دیکھا کرتا ہے حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب دیکھا وہ وحی تھا...... ابراہیم علیہ السلام نے خواب دیکھا کہ میں بچے کو ذبح کر رہا ہوں...... وحی تھا...... اس لئے قرآن کہتا ہے فلما بلغ معه السعی ...... جب وہ بچہ دوڑنے کی عمر کو پہنچا سعی بھاگنے کی عمر کو پہنچا آپ دیکھیں! قرآن نے نقشہ جو کھینچا ہے اس پر غور کریں...... ننھا سا بچہ ہو اکلوتا بیٹا ہو، بڑھاپے میں ملے، باپ سے دور رہا ہو، پھر جب وہ چلنے پھرنے کے قابل ہو جائے وہ اتنی چھوٹی سی جان ہے کہ بھاگنے دوڑنے کے قابل ہوا...... اب یہ چھوٹا بچہ باپ کے آگے عام طور پر دوڑنے کا عادی ہوتا ہے...... باپ کہیں لے کر جائے بچہ ساتھ دوڑتا ہے...... والدین بچے کی دوڑ کو دیکھ کر خوشی محسوس کرتے ہیں فرحت محسوس کرتے ہیں، تسکین محسوس کرتے ہیں، بلکہ کہا کرتے ہیں دیکھو! میرا ننھا کیسے بھاگ رہا ہے...... اللہ نے اس بھاگنے کے انداز کو نقل کر کے کہا فلما بلغ معه السعی ...... جب بچہ بھاگنے کی عمر کو

پہنچا......دوڑنے کی عمر کو پہنچا۔

حضرت ابراہیمؑ کا حکم خداوندی:

اس بھاگ دوڑ کی عمر جس میں والدین دیکھ کر تسکین حاصل کرتے ہیں بوڑھا باپ خوش ہو رہا ہے...... میرا بچہ جوان ہونے والا ہے...... اماں خوش ہے اللہ نے بڑھاپے میں بچہ عطا کر دیا ہے...... اس بڑھاپے کے عالم میں اللہ کی طرف سے امتحان آ گیا ہے...... خلیل! بچہ دیا بھی میں نے ہے اب لینے کا حکم بھی میں کر رہا ہوں...... اللہ کی طرف سے حکم آیا خلیل اس بچہ کو خدا کی راہ میں قربان کر!۔

خواب میں بیٹے کو ذبح کرتے ہوئے دیکھنا:

علماء نے لکھا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے مسلسل تین رات خواب دیکھے...... اور ہر رات خواب دیکھنے کے بعد صبح سویرے بعض نے لکھا ہے! ایک سو اونٹ یا اس سے کم و بیش مقدار میں اللہ کے راستے میں ذبح کر دیتے...... دوسرے دن کواب دیکھا پھر یہی کیا ...... تیسرے دن خواب دیکھا مسئلہ سمجھ میں آیا...... بلکہ بعض روایات میں آتا ہے کہ خواب میں کسی نے کہا کہ اللہ وہ چیز تجھ سے مانگتے ہیں جو تجھے سب سے زیادہ پیاری ہو...... اسے خدا کے راستے میں قربان کر...... صبح اٹھے مسئلہ ایک ہی سمجھ آیا کہ مجھے سب سے زیادہ پیار اللہ کی مخلوق میں اگر اس وقت کسی سے ہے تو اس ننھے بچے سے ہے...... جو بڑھاپے کے عالم میں ضعیف العمری کے عالم میں پھر اتنی دوری کے عالم میں اللہ نے مجھے عطا کیا ہے...... اور پھر اس بچے سے میں اتنا دور رہا ہوں اس کی محبت سینے میں پیوست ہو چکی ہے...... اور خواب میں دیکھایا گیا کہ ننھے اسماعیل کو لٹایا ہوا ہے اور اس کی گردن پر چھری رکھی ہوئی ہے...... صبح اٹھنے کے بعد خلیل سمجھ گئے کہ رب کی منشاء یہ ہے...... اللہ چاہتے یہ ہیں ...... ابراہیم علیہ

السلام اونٹوں کی قربانی اپنی جگہ پر تو جان بھی قربان کر چکا ہے..... مال بھی قربان کر چکا ہے..... بیوی کو بھی جنگل میں چھوڑ چکا ہے اس سے بڑی بڑی قربانیاں دے چکا ہے..... اب صرف ایک امتحان لینا چاہتا ہے کہ تیرے دل میں اس ننھے بچے کی محبت زیادہ ہے یا خدا کی محبت زیادہ ہے..... یہ امتحان لینا ہے..... اس بچے کو پیش کر خواب دیکھا..... صبح ہوئی..... ابراہیمؑ نے سیدہ ہاجرہ سلام اللہ علیہا سے کہا ہاجرہ میرے اس ننھے بچے کو تیاری کرا..... میں اس کو ذرا اپنے ساتھ لے جانا چاہتا ہوں..... حضرت ہاجرہ نے تیار کیا اور لکھا ہے! کہا یوں کہ میں اپنے محبوب دوست کی ملاقات کے لئے اس بچے کو لے جاتا ہوں..... کیونکہ اللہ سے بڑا محبوب خلیل کا اور کوئی نہیں اور یار و خلیل کہتے اسے ہیں جس سے کچھ لے لیا جائے..... اللہ نے خلیل سے جان لی..... مال لیا، وطن لیا، دل لیا، آخری بات تھی کہ بیٹا بھی لیا ہے..... خلیل پیش کر، بچے کو تیار کیا ہے ننھے بچے کو تیار کرا کے باپ نے بیٹے کی انگلی پکڑی..... حضرت مولانا حفظ الرحمٰن سہاروی نے قصص القرآن میں لکھا ہے کہ ساتھ چھری لی..... ایک رسی بھی جن لوگوں نے مکہ دیکھا ہے حرمین شریفین کی زیارت کی ہے وہ سمجھتے ہیں کہ کعبۃ اللہ سے منیٰ کافی فاصلے پر ہے لوگ پیدل بھی آتے جاتے ہیں..... سواریوں پر بھی جاتے ہیں..... کعبہ سے ہٹ کر منیٰ کی طرف تشریف لے جاتے ہیں..... منیٰ کے میدان میں جا کر اس ننھے اسماعیل کو کھڑا کر دیتے ہیں..... پہلے کوئی بات باپ نے بیٹے کے سامنے نہیں کی کہ میں تجھ سے کیا کہنا چاہتا ہوں..... اب حضرت اسماعیل نے کہا..... ابا جان یہاں آنے کا کیا مقصد؟ قرآن کہتا ہے..... باپ نے کوئی بات نہیں کی..... وہی خواب پیش کیا کہا یا بنی انی اری فی المنام انی اذبحك فانظر ما ذا تری ..... بیٹے! میں نے یہ خواب میں دیکھا ہے کہ میرے ہاتھ میں چھری ہے..... تیری گردن پر رکھ کے چلا رہا ہوں..... تو بتا تیری کیا رائے ہے؟ تیرا کیا خیال ہے؟ میں اس کواب کو پورا کروں یا چھوڑ

دوں...... باپ نے اپنے بیٹے کے سامنے یہ تجویز پیش کر دی دیکھیں! اس میں بھی عجیب عجیب حکمتیں ہیں...... نبی کا خواب اللہ کا حکم ہے، وحی ہے، لیکن بیٹے سے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے؟ جب آپ ہیں ہی اللہ کے رسول اور خدا کہتا ہے بیٹے کو ذبح کر پکڑ و اور ذبح کر دو...... پوچھنے کی کیا ضرورت پڑ گئی ہے...... بیٹے کی رائے لینے کی کیا ضرورت پڑ گئی ہے...... اصل میں اس بات کو اللہ قرآن میں پہلے کہہ چکا ہے فبشرنٰہ بغلام حلیم ...... حوصلہ والا بیٹا آپ کو دے رہے ہیں...... خلیل بھی آزمانا چاہتے تھے کہ میرے بیٹے کا حوصلہ کتنا ہے...... ذبح تو میں نے کرنا ہی ہے نہیں پوچھنا ذبح کروں یا نہ کروں...... لیکن بیٹے سے پوچھ اس لئے رہا ہوں کہ میں قربان کرنے کے لئے تیار ہوں...... اسماعیل قربان ہونے کے لئے تیار ہو جائے یہ بھی اپنے رب کو راضی کرنے کے لئے...... اپنی رضا کا اظہار کرے میں بھی رضا کا اظہار کروں...... جیسے اللہ مجھے قربان کرنے پر اجر عطا فرمائیں گے ایسے اس بچے کی قربان ہونے پر رضا شامل ہوگی...... تو اس کو بھی اللہ اجر عطا فرمائیں گے...... چاہتے یہ تھے کہ بچے کو نیکی پر خود آمادہ کروں...... دیکھیں! اس سے قرآن نے ایک اور مسئلہ بھی ہمیں سمجھایا ہے بزرگ لوگ یہ بات سمجھیں! کہ اپنے ننھے بچوں کو دین کی ترغیب کے لئے صرف حاکمانہ طرز ہی اختیار کرنا نہیں چاہئے کہ پکڑا اور مار پٹائی شروع کر دی اس سے وہ انداز اختیار کرو جو خلیل علیہ السلام نے اسماعیل علیہ السلام کے ساتھ اختیار کیا ہے...... کام اپنا کرنا ہی ہے ذرا اس سے مشورے کا انداز ہے محبت کا لہجہ ہے اس کے سامنے اپنی گفتگو پیارے انداز میں پیش کی جا رہی ہے...... بیٹے کیا خیال ہے ایسے کرنا چاہئے یا نہیں...... تاکہ بیٹے کی اتنی فرمانبردار طبیعت بن جائے کہ جواباً کا جی چاہئے کرے...... میری مرضی کی کوئی حیثیت نہیں...... لیکن باپ کی کمال شفقت ہے وہ مجھ سے پوچھ تو رہے ہیں...... اب باپ بھی تیار ہے اور بیٹا بھی تیار ہو چکا ہے...... عجیب عجیب باتیں اس بارے

میں نقل کی گئی ہیں اور یہ سارے مؤرخین نقل کرتے آرہے ہیں۔

باپ کا احترام:

اور مفسرین ومحققین نے لکھا ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اپنا کرتا اتار کر حضرت ابراہیمؑ کے حوالے کر کے کہا ابا جان یہ میرا کرتہ میری والدہ کے حوالہ کر دینا...... کم از کم میری ماں میرے کرتہ کو دیکھ کر اپنے سینہ کو ٹھنڈا کر لیا کرے گی ......اور پھر اس کے بعد کہا ،ابا جان میرے ہاتھ اور پاؤں دونوں باندھ دیجئے! اس لئے کہ جب آپ مجھے ذبح کریں گے، قربان کریں گے، کہیں میرے ہاتھ پاؤں مارنے کی وجہ سے آپ کی عظمت میں فرق نہ آئے...... میں آپ کی توہین نہ کر بیٹھوں...... میں قربان ہوتے ہوئے بھی باپ کا احترام برقرار رکھنا چاہتا ہوں اور پھر یوں بھی کہا......ابا جان آپ میری آنکھوں پر پٹی بھی باندھ دیجئے......اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ لیجئے......کم از کم اتنا ہو کہ آپ جب میرے بہتے ہوئے خون کو دیکھیں شفقت پدری کہیں غالب نہ آجائے اور اس میں آپ کا ہاتھ ہل گیا قربانی نہ رائیگاں ہو جائے......سارا فلسفہ پورا کیا گیا کرتہ اتار کے ایک طرف رکھ دیا گیا ننھے اسماعیل کے ہاتھ باندھے گئے پاؤں باندھے گئے......قرآن کہتا فلما اسلما و تله......باپ بیٹے جب دونوں قربان کرنے پر رضا مند ہو گئے......قرآن کہتا ہے اوندھے منہ لٹایا گیا کہ منہ زمین کی طرف کر دیا گیا......منہ زمین کی طرف ہے......کہیں ایسا نہ ہو کہ ابراہیم اور اسماعیل کی آنکھیں چار ہو جائیں......کیا انداز ہے، قربانی پیش کرنے کا، اوندھے منہ لٹا کر ابراہیم نے چھری کو پتھر پہ اتنا تیز کیا اس کی دھار اتنی تیز کر لی کہیں کاٹنے میں چھری دیر نہ کر دے......کہیں رک نہ جائے......کہیں قربانی میں تاخیر نہ ہو جائے...... ہاتھ اور پاؤں باندھے بیٹے کو الٹا کر دیا، اوندھے منہ لٹا کر جب چھری چلائی تو حضرت اسماعیلؑ نے فوراً ایک جملہ کہا......ابا جان ذرا رک جائیں ابراہیمؑ پریشان ہو گئے کہیں بیٹا گھبرا تو نہیں گیا

کیوں؟ کہا ابا جان یہ میرے ہاتھ بھی چھوڑ دیں، پاؤں بھی چھوڑ دیں، کیوں بیٹے؟ کہا میں کہہ چکا ہوں ستجدنی ان شاء الله من الصابرین ...... جب اللہ مجھے صبر کی توفیق دیں گے تو نہ میرے ہاتھ ہلیں گے نہ پاؤں ہلیں گے میں سوچ رہا ہوں کہ قربانی تو اللہ کے لئے پیش کر رہا ہوں، جا، اللہ کے دربار میں رہا ہوں...... آپ مجھے خدا کے لئے ذبح کر رہے ہیں ...... اب میں اللہ کے دربار میں جاتے ہوئے قربان ہوتے ہوئے، بھی اس انداز سے قربان ہوں، اس انداز سے ذبح ہوں کہ میرے ہاتھ بھی باندھے ہوئے ہوں میرے پاؤں بھی باندھے ہوئے ہیں اور میرا رب مجھ سے اگر یوں کہہ دے اسماعیل میرے پاس آ رہے تھے یا دل نخواستہ آئے تھے...... ہاتھ پاؤں بندھا کے آئے تھے...... تو میں رب کو کیا جواب دوں گا اس لئے اللہ کے دربار میں جانا چاہتا ہوں ہاتھ بھی کھلے رہنے چاہئیں، پاؤں بھی کھلے رہنے چاہئیں...... چھوڑ دیجئے! میں ہاتھ پاؤں نہیں باندھنا چاہتا باپ نے چھوڑ دیا، پھر الٹا لٹایا پھر چھری چلائی تو نہ چلی، کہا ابا جان معلوم ہوتا ہے شفقت پدری بڑی غالب آ گئی ہے...... کپڑا سر سے اتار کر دیا اور کہا ابا جان اس کی پٹیاں بنا کر اپنی آنکھوں پر باندھئے اور میری آنکھوں پر بھی باندھئے...... پٹیاں باندھ دی گئیں کہ بیٹا باپ کو نہ دیکھے، باپ بیٹے کو نہ دیکھے، چھری کی نوک تیز کر کے کہا...... ابا جان اگر چھری یوں نہیں چلتی اس کی نوک رکھ کر زور دیجئے! تاکہ اس کی نوک میرے حلق میں پیوست ہو جائے پھر اس کو چلائیے خلیل بھرپور طاقت لگاتے ہیں لکھا ہے ابراہیم علیہ السلام جلال اور غصہ میں آئے نبی کی طاقت تھی۔

چھری کا جواب:

علماء نے لکھا ہے: ایک پیغمبر میں چالیس مردوں کی طاقت ہوتی ہے...... وہ بھی جنت کے مردوں کی چالیس مردوں کی طاقت ایک طرف ایک نبی کی طاقت ایک طرف...... خلیل بھی نبی ہے اسماعیل بھی ہونے والا نبی ہے...... وہ بھی اللہ کے حکم میں نبی

ہے...... یہ بھی اللہ کا پیغمبر ہے...... دونوں نبی ہیں، اوپر والا نبی ذبح کرنا چاہتا ہے نیچے والا نبی ذبح ہونا چاہتا ہے...... یہ چھری چلانا چاہتا ہے یہ چھری چلنے کے حق میں ہے...... دونوں چاہتے ہیں وہ چاہتا ہے قربان ہو جاؤں یہ چاہتا ہے قربان کر دوں...... لیکن ایک تیسری طاقت جس کو خالق کل اور مالک کل و مختار کہتے ہیں اس کی طاقت کے فیصلے کچھ اور تھے...... یہ قربان کرنے کے لئے تیار ہے وہ قربان ہونے کے لئے تیار ہے...... چھری چلائی جاتی ہے نہیں چلتی...... لکھا ہے ابراہیم علیہ السلام جذبات میں آئے غصہ میں آ کر کھینچ کے چھری پتھر کی طرف ماری پتھر چور ہو گیا...... آنکھوں سے پٹی ہٹا کر دیکھا کہنے لگے ظالم چلتی نہیں کیا مصیبت ہے، رکی ہوئی ہے چھری زبان حال سے بول پڑی...... اللہ نے چھری کو قوت گویائی دی...... چھری کہتی ہے خلیل تو کہتا ہے چل جلیل کہتا ہے نہ چل تجھے چلانے کا حکم ہے مجھے نہ چلنے کا حکم ہے...... ایک تیرا حکم میرے سامنے ہے ایک مالک کا حکم میرے سامنے ہے اس کا حکم نہ چلنے کا ہے تیرا حکم چلنے کا ہے...... میں تیرا حکم مانوں یا اس کا کہا مانوں، تو بھی اس کا پابند ہے میں بھی اس کی پابند ہوں...... اس نے تجھے چلانے کا کہا ہے مجھے نہ چلنے کا کہا ہے تو چلا کے راضی کر میں نہ چل کے راضی کروں گی...... جس کا تو پابند ہے میں بھی اس کی پابند ہوں تو بھی اس کے حکم کا پابند ہے میں بھی اسی کے حکم کی پابند ہوں...... حیرت میں تھے خلیل اللہ یہ کیا ہو گیا ہے توجہ کریں! ایک عجیب بات بتانا چاہتا ہوں...... ابراہیم جب اسماعیل کو لے کر چلے تھے کیا خیال ہے ظاہراً لے کر گئے تھے یا دل سے لے کر گئے تھے؟ (دل سے لے کر گئے تھے) خلیل کیا چاہتے تھے بیٹا بچ جائے یا ذبح ہو جائے؟ (ذبح ہو جائے) اسماعیل کیا چاہتے تھے بچ جاؤں یا ذبح ہو جاؤں؟ (ذبح ہو جاؤں) باپ ذبح کرنے کے لئے تیار ہے، بیٹا ذبح ہونے کے لئے تیار ہے...... باپ بھی نبوت کی طاقت لگاتا ہے...... بیٹا بھی نبوت کی طاقت پیش کر کے کہتا ہے...... چھری چل جائے لیکن مسلمانو!

اختیار خدا کا چلتا ہے اور کسی کا نہیں...... چھری کا چلنا یا نہ چلنا خالق کے اختیار میں ہے...... اس میں چلنے کی طاقت بھی اس نے رکھی ہے...... اور رکنے کی طاقت بھی اس نے رکھی ہے...... جب حکم اس کا ہوتا ہے تو پتھر کو چور کر دیتی ہے اور جب خدا اس سے یہ حکم واپس لے لیتے ہیں تو وہ اسماعیل کی گردن پر چلنے کا نام نہیں لیتی...... اشارہ کر کے بتایا گیا کہ لوگو! نبیو! ایک تمہاری طاقت ہے، ایک خدا کی طاقت ہے، یہاں پیغمبر کی طاقت کہتی ہے بچہ ذبح ہو جائے اس کی قدرت بچانا چاہتی ہے...... حضرت سیدنا نوح علیہ السلام چاہتے تھے بیٹا بچ جائے اللہ نہیں بچنے دیتا...... یہاں خلیل چاہتا ہے بیٹا ذبح ہو جائے اللہ نہیں ذبح ہونے دیتا...... نہ پیغمبر نوح کی بات چلی نہ خلیل کی چلی اگر چلی ہے تو صرف رب جلیل کی چلی ہے نبی اس کا حکم ماننے کے پابند ہیں...... ولی اس کا حکم ماننے کے پابند ہیں کسی کا حکم نہیں چلتا...... جب اللہ کا حکم آ جائے تو سارے حکم ختم ہو جاتے ہیں...... حضرت اسماعیل علیہ السلام نے کہا...... ابا جان حکم کی تعمیل کرنی ہے تو پھر یوں کیجئے نوک دبایئے چھری کی تاکہ حلق میں اتر جائے...... آنکھوں پر پٹی باندھے یہ سارا منظر پیش کیا اور لکھا ہے جس وقت ابراہیم علیہ السلام نے دونوں ہاتھوں سے جب یوں زور دیا چھری حلق میں تو نہ گئی بلکہ دستے کی طرف اوپر اٹھ گئی...... خلیل یہ سمجھے کہ شاید چھری نیچے چل گئی ہے چھری کو نیچے جانے کی اجازت نہ ملی قوت نہ ملی، اللہ کی طرف سے حکم نہ ہوا...... اوپر چلی گئی کہ پیغمبر کی طاقت لگ رہی تھی اس سے نیچے نہیں گئی۔

فرشتو دیکھو باپ بیٹے کو ذبح کر رہا ہے:

اور یہاں پر علماء نے ایک جملہ لکھا ہے کہ جس وقت اسماعیل چھری کے نیچے تھے خلیل چھری چلا رہے تھے اس وقت پوری تاریخ انسانیت، انسان تو وہاں پر کوئی نہیں تھا اللہ کے فرشتے دیکھ رہے تھے...... اللہ نے فرشتوں کو حکم دیا...... فرشتو! آؤ ذرا جس آدم علیہ

السلام پر تم نے اعتراض کیا تھا، اے اللہ اس انسان کو پیدا کرتا ہے جو زمین پر خون خرابا کرے گا فساد کرے گا آؤ دیکھو! فساد کر رہا ہے یا مجھے یاد کرنے کے لئے انسان اپنے بیٹے کو بھی ذبح کر رہا ہے یہ وہ خوبی تھی جس کی وجہ سے میں نے کہا تھا انـی جـاعـل فـی الارض خلیفة...... انسان کو خلافت عطا کر رہا ہوں یہ دیکھو! خلیل کیسے قربانی پیش کر رہا ہے۔

دو نبیوں کی زبان سے نکلے ہوئے کلمات:

علماء نے لکھا ہے: آسمان کے فرشتوں نے جبرائیل نے مکائیل نے آسمانی فرشتوں نے جب اس منظر کو دیکھا بے ساختہ فرشتے بولے اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے...... اللہ تاریخ میں یہ پہلا واقعہ کہ باپ کے ہاتھ میں چھری ہے...... بیٹے کی گردن پر رکھ کر اس کی نوک دبا کر بیٹے کو ذبح کر رہا ہے...... کبھی نہیں دیکھا گیا...... کسی باپ نے بیٹے کو ذبح کیا ہو باپ بیٹے کی محبت میں جان تو دے دیا کرتا ہے...... مر تو جایا کرتا ہے لیکن بیٹے کو کبھی ذبح نہیں کرتا...... اور آج یہ کیا واقعہ دیکھ رہے ہیں یہ حیرت کے جملے تھے جب ابراہیم علیہ السلام نے یہ جملے سنے...... خلیل بے ساختہ بولے "لا الـه الا الـلـه و الله اکبر" فرشتو! تمہیں حیران ہونے کی ضرورت نہیں...... "لا الـه الا الله" اس کے بغیر کوئی معبود نہیں...... کوئی مقصود نہیں...... کوئی خالق نہیں...... کوئی مالک نہیں...... کوئی خدا نہیں...... کوئی مشکل کشا نہیں...... کوئی حاجت روا نہیں...... کوئی حکمران نہیں...... کسی کا آرڈر نہیں چل سکتا...... نہ میری حیثیت ہے نہ میرے بچے کی حیثیت ہے...... اس کے بغیر معبود کوئی نہیں...... اسی کا حکم ہے جس نے بیٹا دیا ہے...... اس کی راہ میں قربان کر رہا ہوں...... "لا الـه الا الـلـه" اس کے بغیر کوئی معبود نہیں...... اللہ اکبر وہ اکبر ہے میں اصغر ہوں وہ اعلیٰ ہے، میں ادنیٰ ہوں وہ با اختیار ہے...... میں بے اختیار ہوں...... اسماعیل نے چھری کے نیچے کہا...... الـلـه اکبر و لله الحمد، اللہ! تو سب سے بڑا ہے...... فرشتو! نہ ابا

کا کمال ہے نہ میرے قربان ہونے کا کمال ہے......اللہ اکبر وہ سب سے بڑا ہے...... جب بڑے کا حکم آجائے نہ اسماعیل کی چلتی ہے نہ خلیل کی چلتی ہے وللہ الحمد میں قربان ہو رہا ہوں......اس لئے کہ تعریفیں اسی کو زیب دیتی ہیں میں اسی کی تعریف میں تو اپنی جان پیش کر رہا ہوں...... یہ چار جملے اللہ کو تو اتنے محبوب ہوئے "اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ واللہ اکبر، اللہ اکبر وللہ الحمد" ان کو تکبیرات تشریق کہا جاتا ہے...... یہ جملے اتنے پسند آئے تھے اتنے محبوب ہوئے......اللہ کو اتنے بھلے گئے قیامت تک خدا نے قانون بنا دیا ہے......اپنے محبوب کو کہا میرے پیارے ہر سال ذوالحج کی نویں تاریخ سے لے کر تیرہ کی عصر تک ہر نماز کے بعد مرد ہو عورت ہو، بڑا ہو، بوڑھا ہو، جوان ہو امیر ہو، غریب ہو، جماعت کے ساتھ نماز پڑھے، بغیر جماعت کے پڑھے، ہر آدمی تکبیرات تشریق کم از کم ایک مرتبہ دہرائے...... یہ واجب ہے......اگر کسی نماز کے بعد ترک کر دیتا ہے نہیں پڑھتا واجب اس کے سر رہتا ہے...... جب یاد آجائے اسی وقت یہ تکبیر پڑھنی چاہئے...... یہ اہم ترین تکبیر ہے اس کو پڑھنے سے فرشتوں کی یاد تازہ ہوتی ہے......خلیل کی یاد تازہ ہوتی ہے، اسماعیل کی یاد تازہ ہوتی ہے......"اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا الہ اللہ واللہ اکبر، اللہ اکبر وللہ الحمد" نویں تاریخ کی فجر کی نماز سے تیرہ کی عصر تک ہر نماز کے بعد ان کلمات کو ادا کرنا ہے...... مرد نے بھی عورت نے بھی اکیلے نماز پڑھو تب بھی عورت گھر میں نماز پڑھے تب بھی......ان کلمات کو پڑھے صرف اتنا ہے کہ عورتیں دھیمی اور آہستہ آواز میں پڑھیں مرد جب جماعت کے ساتھ نماز پڑھیں تو کچھ بلند آواز سے پڑھ لیا کریں......ایک مرتبہ کم از کم کہنا واجب ہے اور ضروری ہے جو شخص نہیں کہتا......اس کے ذمہ واجب رہ جاتا ہے......

جتنا خواب ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا اتنا ہی کیا:

یہ ادا ابراہیمؑ کی اللہ کو پسند قرآن کہتا ہے جب یہ چھری چل رہی تھی......اللہ کی

طرف سے آواز آئی و نادینہ ان یا ابراھیم قد صدقت الرؤیاء...... خلیل تو اپنا خواب سچا کر چکا ہے ہم نے ابراہیم کو آواز دی ابراہیم علیہ السلام نے اپنا خواب سچا کر دکھایا ہے غور کریں! خلیل جب قربان کر رہے تھے تو ابراہیم نے خواب میں کیا دیکھا تھا کہ میں بیٹے کو قربان کر چکا یا کر رہا ہوں؟ (کر رہا ہوں) اری فی المنام انی اذبحک...... میرے ہاتھ میں چھری ہے تیری گردن پر پھیر رہا ہوں اتنا میں نے دیکھا ہے...... یہ نہیں دیکھا کہ تیرا سر تن سے جدا ہو گیا ہے جتنا دیکھا اتنا خواب پیش کیا اور نبی کا خواب خدا کی طرف سے وحی ہے...... اور جتنی وحی آئے جتنا خواب دیکھا تھا اتنا ہی پورا ہونا تھا...... اس سے زیادہ نہیں ہوتا تھا...... اب جو دیکھا وہی تو خلیل نے کر دیا...... اب خلیل نے بھی گردن پر چھری رکھ دی خواب میں بھی یہی دیکھا تھا وہاں بھی چھری چلتی ہوئی دیکھی...... یہاں بھی یہی کیا لیکن اسماعیل کی گردن نہ خواب میں جدا دیکھتی ہے نہ ظاہراً جدا دیکھی ہے اللہ نے بھی کہا خلیل! قد صدقت الرؤیاء...... تو خواب کو سچا کر چکا ہے تیرا خواب صحیح ہو چکا ہے...... اور قرآن کہتا ہے وفدینہ بذبح عظیم...... ہم نے اس کے معاوضہ میں جنت سے ایک دنبہ بھیجا...... کالے رنگ کا خوبصورت موٹی آنکھوں والا بڑا اپلا ہوا...... حضرت جبرائیل علیہ السلام لے کر آئے...... اسماعیل علیہ السلام کو ہٹا کے دنبہ نیچے پیش کر دیا...... خلیل نے اس پر چھری چلائی اللہ کا شکریہ ادا کیا...... اللہ کی طرف سے ندا آئی خلیل اسماعیل بچ چکا ہے...... ہم نے اس کی جگہ یہ دنبہ کو ذبح کرا دیا ہے...... ہم قیامت تک تیری سنت کو زندہ رکھیں گے۔

قربانی کے متعلق حکم خداوندی:

اللہ کی طرف سے حکم ہے اللہ کہتے ہیں خلیل تیری ادا اتنی پسند آئی ہے...... اتنی پیاری لگی ہے کہ قیامت تک تیری ادا کو زندہ رکھا جائے گا...... اس کو جاری رکھیں گے اللہ نے اپنے محبوب محمد رسول اللہ کو بھی حکم دیا کہ خلیل کی یاد کو زندہ رکھنے کے لئے قربانی دیا کریں......

حدیث پاک میں آتا ہے مدنی زندگی میں اللہ کے رسول ہر سال وہ جانور ذبح کیا کرتے تھے ایک اپنی طرف سے ذبح کرتے تھے......اور ایک اپنی امت کے غریب اور گناہگاروں کی طرف سے جن کو توفیق نہیں ہوگی نبی پہلے ان کی طرف سے ذبح کر دیتے تھے......(۱) اللہ جو نہیں کر سکیں گے محمد ﷺ ان سب کی طرف سے قربانی کر رہا ہے......امتیو!

میں آج آپ سے بھی ایک جملہ کہنا چاہتا ہوں......اپنے محسنوں کے احسان کو یاد کیا کرو......قرآن کہتا ہے کذلك نجزی المحسنین......اندازہ کریں خلیل کو قرآن محسن کہہ رہا ہے اللہ کہتے ہیں ابراہیم نے جو یہ احسان کیا حالانکہ کیا احسان ہے۔

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

جان اسی کو دو جس کی دی ہوئی ہے یہ کوئی احسان نہیں......لیکن رب اس قربانی کو بھی بہت بڑا احسان کہتے ہیں......اور فرماتے ہیں خلیل! ہم تیرے اس احسان کا بدلہ یہ دینا چاہتے ہیں قیامت تک تیری ادا کو باقی رکھیں گے......اللہ کے پیغمبر ﷺ ہم سب کے بڑے محسن لیکن اس محسن نے کیا کیا......حضور ﷺ دو جانور ذبح کرتے تھے ایک اپنی طرف سے اور ایک اپنی امت کے قیامت تک آنے والے ان لوگوں کی طرف سے جن کو توفیق نہیں ہوگی اس سے ایک مسئلہ ہمیں یہ سمجھ میں آیا کہ ایصال ثواب کی جو قربانی ہوتی ہے کہ یہ نیت کر لی جائے کہ اے اللہ یہ جانور اس لئے ذبح کر رہا ہوں......کہ اس کا اجر فلاں کو فلاں کو بھی ملے......سب کی طرف ایصال ثواب ہو جاتا ہے......ایک تو یہ بھی مسئلہ سمجھ میں آیا کہ حضور ﷺ پوری امت کی طرف سے دیا کرتے تھے۔

---

(۱) صحیح المسلم ص۱۵٦ ج۲، مشکوۃ المصابیح ص۱۲۷ ج۱، عن عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا

رسول اللہ کی طرف سے قربانی:

اور دوسرا مسئلہ مجھے اور آپ کو یہ سمجھ آیا کہ اگر آمنہ کے لعل اپنی قربانی کے ساتھ امت کی طرف سے قربانی دیتے ہیں...... تو کم از کم امت کے صاحب حیثیت لوگو! تمہارا فرض بنتا ہے جہاں اپنی طرف سے قربانی دیا کرو...... وہاں رسول اللہ کی طرف سے بھی قربانی دیا کرو...... یہ پیغمبر کا حق ہے...... خلفاء راشدین کے ایصال ثواب کے لئے قربانی ہے...... ازواج مطہرات کے ایصال ثواب کے لئے قربانی کرنا...... یہ ان لوگوں کا حق بنتا ہے اس سلسلہ میں چند ایک ضروری مسائل اس وقت میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں...... کہ وہ شخص جو صاحب نصاب ہے قربانی کے دنوں میں جس کے پاس نصاب جتنا مال جمع ہو ساڑھے باون تولے چاندی یا اتنی رقم اس پر قربانی واجب ہے...... بے شک پورا سال اس کے پاس پیسے نہیں ان دونوں میں اللہ نے عطا کیے ہیں...... اسکے ذمہ ہے کہ وہ قربانی کرے اور اگر نہیں کرتا تو حدیث پاک میں آتا ہے اس کے معاوضہ میں اگر لاکھوں روپے بھی خرچ کردے...... اللہ کے ہاں اس کو صدقہ کا تو اجر ملے گا لیکن قربانی پر جو خدا اجر عطا کرتا ہے وہ اسے نہیں ملے گا...... حدیث پاک میں آتا ہے ایام قربانی میں خون بہانے سے خدا کے نزدیک کوئی قیمتی عمل نہیں ہے...... اللہ کے ہاں سب سے زیادہ پسندیدہ عمل یہ ہے کہ ان دنوں میں اس کے راستہ میں جانور کو ذبح کیا جائے......(۱)

خون پیش کرے اللہ کو یہ سب سے زیادہ محبوب ہے اور پھر اس میں یہ بات ذہن میں رکھیں کہ پہلے اپنی طرف سے قربانی واجب ہے...... مثال کے طور پر میں صاحب

(۱) وعن عائشة قالت !قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ماعمل ابن آدم من عمل يوم النحر احب الى الله من اهراق الدم وانه ليأتى يوم القيامة بقرونها واشعارها واظلافها وان الدم ليقع من الله بمكان قبل ان يقع بالارض فطيبوا بها نفسا (الجامع الترمذى ص ۲۷۵ ج ۱، وسنن ابن ماجه ص ۲۲۷، مشكوة ص ۱۲۸، ومسند ص ۱۶۰ ج ۲

حیثیت ہوں پہلا فرض ہے کہ میں اپنی طرف سے قربانی رکھ لوں...... یہ جاہلانہ بات ہے کہ عام طور پر لوگ کہہ دیتے ہیں...... پچھلے سال میں نے اپنی طرف سے کی تھی...... اس مرتبہ اپنے باپ کی طرف سے کروں گا...... واجب تیرے ذمہ ہے تیرے باپ کے ذمہ نہیں...... اگر وہ مر گیا ہے تو وہ ایصال ثواب کا حصہ ہے اگر تو صاحب نصاب ہے تو تجھ پر پہلے اپنی قربانی واجب ہے پھر والد کے لئے ایصال ثواب کر......

عورت اگر صاحب نصاب ہے تو وہ اپنی قربانی خود کرے:

عورت اگر صاحب حیثیت ہے اس کے پاس زیورات موجود ہیں اس کے ذمہ اپنی قربانی ہے مرد کے ذمہ نہیں، ہاں اگر مرد اس کی طرف سے ادا کر دیتا ہے ادا ہو جائے گی...... اس میں کوئی مضائقہ نہیں لیکن ذمہ داری نہیں...... کہ مرد اس کی طرف سے بھی قربانی کرے عورت کی اپنی قربانی ہو...... مرد کی اپنی قربانی ہو چھوٹے جانور مثلاً بکرا، بکری، بھیڑ، دنبہ وغیرہ...... اس پر ایک سال پورا گزرنا ضروری ہے...... مثال کے طور پر آٹھ ذی الحجہ کو ایک جانور پیدا ہوا ہے اگر اگلے سال آپ اس کی قربانی کر دیں یہ جائز ہوگی...... دس کی صبح کو ایک جانور پیدا ہوا ہے دوسرے سال آپ کو اس کی قربانی کر دی ہے تو یہ قربانی جائز ہوگی...... اسلامی سال کا لحاظ ہوگا یہ بعض لوگ دانت وغیرہ دیکھتے ہیں یہ عمر کے لحاظ سے دانت آئے ہیں لیکن یہ یقینی مسئلہ نہیں ہوتا ممکن ہے ان میں کمی زیادتی بھی ہو سکتی ہے...... لیکن عمر کا تعین ہونا ضروری ہے عمر کا پورا ہونا ضروری ہے...... ایک شخص جانور فروخت کرتا ہے اور وہ ایسا آدمی ہے جس پر آپ کو اعتماد ہے وہ کہتا ہے میرے ہاتھ کا پلا ہوا جانور ہے اس کی عمر پوری ہے ظاہراً بھی وہ عمر کے لحاظ سے پورا نظر آتا ہے...... تو آپ کو اس کے دانت وغیرہ دیکھنے کی ضرورت نہیں...... یقین کیجئے اور اس کو ذبح کر دیجئے اور اگر عمر میں کمی آگئی تو پھر اللہ کے ہاں یہ مقبول نہیں ہوگا...... ہاں دنبہ اگر چھ ماہ سے زیادہ ہو لیکن اتنا فربہ ہے اتنا

موٹا تازہ ہے اتنا تندرست ہے کہ آپ کو ایک سال کے دنبہ کے برابر محسوس ہوتا ہے تو اس کی قربانی جائز ہے باقی گائے بیل وغیرہ یہ دو سال سے بڑھ کر تیسرے سال میں ہوں۔

اگر قربانی میں کوئی فاسد العقیدہ شامل ہو گیا تو قربانی کا کیا ہوگا؟:

اونٹ پانچ سال کا، سات آدمی اس کے اندر حصہ دار بن سکتے ہیں......(۱) اس میں عقیدہ کے طور پر یہ مسئلہ یاد کر لو دل پر لکھ لو! کہ صحیح العقیدہ مسلمان حصہ دار ہو...... اگر ایک شخص بھی فاسد العقیدہ ساتھ شامل ہو گیا تو قربانی غرق ہو جائے گی...... کوئی مرزائی مل گیا کسی مسلمان کی قربانی قبول نہیں ہوگی سب کی رد ہو جائے گی...... کوئی رافضی کسی مسلمان کے ساتھ حصہ دار قربانی میں بن جاتا ہے...... کیونکہ ان کے کلمہ عقائد نظریات اہل سنت والجماعت اور مسلمانوں کے عقیدوں سے بالکل مختلف ہیں ایک آدمی بھی اگر اس قسم کے حصہ دار مل گیا تو سب کی قربانی رد ہو جائے گی...... اور جتنے صحیح العقیدہ مسلمان ہیں...... ان کے اندر اخلاص کا ہونا بھی ضروری ہے کہ سب کی نیت قربانی کرنے کی ہو کسی کی یہ نیت نہ ہو کہ یار لوگ کیا کہیں گے سب کے بچے گوشت کھائیں گے میرے بچے بھوکے رہ جائیں گے...... ایک آدمی کی بھی اس میں اگر فاسد نیت ہو گئی تو سب کی قربانی برباد ہو جائے گی......

قربانی کے گوشت کے تین حصے:

قربانی کا گوشت اٹکل پچو سے تقسیم نہیں کرنا چاہئے بلکہ اُسے تول کر تقسیم کرنا چاہئے...... تمام چیزیں اس گوشت کے ساتھ شامل کرنی چاہئے...... تمام چیزیں تول کر برابر تقسیم کرنی چاہئیں اگر اندازے سے تقسیم کیا...... ایک بوٹی بھی کسی کے حصہ میں زائد چلی گئی

---

(۱) عن جابر قال نحرنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم بالحديبية البدنة عن سبعة والبقرة عن سبعة (الجامع الترمذی ص ۲۷۶ ج ۱)

سود ہو جائے گا......سب کی قربانی رائیگاں گئی......گوشت کے تین حصے کرنے چاہئے......
ایک حصہ اپنے لئے خود کھائیں بچوں کو کھلائیں......ایک حصہ اعزاء،اقرباء دوستوں اور رشتہ
داروں کے لئے......ایک حصہ غرباءفقراء مساکین میں تقسیم کریں......اگر کسی شخص کے بچے
زیادہ ہیں......تمام گوشت خود کھالیں......باہر تقسیم نہ کیا تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں لیکن عید
نماز کے بعد آپ جس جگہ بھی ہیں عید کی نماز کے فوراً بعد قربانی کرلیں جائز ہے......اور اگر
ایک شخص عید نماز پڑھنے کے لئے نہیں گیا......بیمار ہے، معذور ہے، نہیں جا سکتا، اس نے
قربانی کرنی ہے تو پورے شہر کے اندر کسی ایک جگہ نماز کا پڑھا جانا اس کے لئے شرط ہے......
اس کے بعد وہ شخص قربانی کرلے اس لئے کہ قرآن کی نص قطعی میں یہ حکم ہے فصل لربك
وانحر ......نماز پڑھئے پھر قربانی کیجئے علماء نے لکھا ہے پہلے نماز پڑھیں پھر قربانی کریں تو
نماز پہلے ہے قربانی بعد میں ہے......اگر کوئی شخص نماز سے پہلے قربانی کر بیٹھتا ہے تو اس کی
قربانی مردود ہو جاتی ہے......قبول نہیں ہوتی، (۱) تین دن قربانی کے ہیں۔

۱۰/۱۱/۱۲ بارہ تاریخ کے غروب شمس سے پہلے پہلے آپ جانور کو قربان کر سکتے
ہیں پہلے دن اگر کوئی صاحب نصاب نہیں تھا اس کے پاس پیسہ نہیں تھا......سفر میں تھا
دوسرے دن آ گیا......اللہ نے اس کو توفیق بخش دی مسافر تھا......گھر آ گیا ہے......ضرورت
مند تھا اب اللہ نے پیسے دے دیئے ہیں......نصاب مکمل نہیں تھا......اب قرضہ لینا تھا وہ مل
چکا ہے تو دوسرے دن اس پر قربانی واجب ہے اب یہ واجب ادا کرے......تیسرے دن اللہ
توفیق بخشتے ہیں......عصر تک بھی اگر اس کے پاس پیسے آ گئے ہیں اس وقت بھی جانور کو خرید

---

(۱) کیونکہ حدیث پاک میں ہے۔من ذبح قبل الصلوۃ فلیذبح مکانہا اخری ومن لم یذبح حتی صلینا فلیذبح علی اسم الله (الصحیح البخاری ص۸۲۷ ج۲، الصحیح المسلم ص۱۵۳ ج۲، مشکوۃ المصابیح ص۱۲۶ ج۱، الجامع الترمذی ص۲۷۷ ج۱ عن البراء بن عازب رضی الله عنہ

کر اس کو ذبح کرے اور اگر خدانخواستہ کسی ایسی شکل میں پھنس گیا ہے نہیں ہوسکا تو اس کی قیمت صدقہ کردے...... شاید اللہ اپنے کرم سے قبول فرمالے...... لیکن کم از کم قربانی ادا کرنا اس کے لئے ضروری ہوگا۔

قربانی کی کھالوں کا بہترین مصرف:

اور پھر آخر میں ایک مسئلہ جو سب سے زیادہ اہم ہے آج کل بڑی تنظیمیں، بڑی تحریکیں، بڑی جماعتیں...... ہر قسم کے لوگ قربانی کی کھالوں کے لئے ہر جگہ پہنچتے ہیں ٹھیک ہے بہت سارے مقامات استحقاق کے ہوتے ہیں...... ہاں ایک تو یہ مسئلہ ذہن میں رکھئے کہ شریعت نے قریبی رشتہ داروں کے حقوق کی اہمیت بتائی ہے...... لیکن اس کا یہ معنی قطعاً نہیں کہ جو فرض آپ نے ادا کرنا ہے وہ قریبی رشتہ دار کو دے دو...... قریبی رشتہ دار کے حق کی اہمیت کا سبق یہ ہے کہ آپ اپنے حصہ میں سے اور بھی اس کو دیں...... یہ بات نہیں کہ جو آپ نے زکوٰۃ نکالنی ہے وہ صرف اس کو دیں...... کیا یہ تیرا رشتہ دار اس لئے ہے کہ تیرے مال کی میل کھاتا رہے...... یہ اس لئے رشتہ دار نہیں...... اس کا حق بنتا ہے جو خود پہنتے ہو اس کو پہناؤ...... جو خود کھاتے ہو اس کو کھلاؤ...... اچھی چیز رکھتے ہو...... اپنے پاس تو ان کو بھی دو...... یہ بات نہیں کہ یہ تیری قربانی کی کھال کو دیکھتا رہے کہ اس سے مجھے ملے گا تو میں اس سے گزارا کروں گا...... ایسا کوئی مستحق ہے اسکو دے دیا جائے...... عام طور پر لوگ کہہ دیتے ہیں فلاں بیوہ کو میں نے دے دیا...... فلاں یتیم کو دے دیا...... لیکن بیوہ اور یتیم کی اگر حیثیت نہیں دیکھی...... مثال کے طور پر عورت تھی تو بیوہ سر سے سہاگ تو اتر گیا شوہر اس کا مر گیا ہے...... لیکن وہ خود صاحب حیثیت ہے کہ خود اس پر قربانی واجب ہے آپ قربانی کی کھالیں اس کے لئے اکٹھی کر رہے ہیں...... ایسے ہی آپ نے بچے کو یتیم تو سمجھا لیکن اس یتیم کے پاس اتنا مال موجود ہے...... اس کے ورثاء کے پاس اس کا اتنا مال موجود ہے...... کہ اگر یہ

بچہ بالغ ہوتا تو قربانی کرتا...... اس لئے ایسے لوگوں کو دینا جائز نہیں...... صحیح استحقاق تلاش کیجئے...... اوران کو دے دیجئے اوراس گئے گزرے دور میں جو سب سے اچھا استحقاق محققین نے لکھا ہے...... یہ میں مولوی ہونے کی وجہ سے نہیں کہہ رہا...... بلکہ علماء نے تحقیق کے ساتھ لکھا ہے...... مدارس اسلامیہ ہیں اس وقت جہاں دینی علوم کی درسگاہیں موجود ہیں...... اس میں ایک تو مسافر بچے ہوتے ہیں اوران میں بہت سارے وہ ہوتے ہیں جو استحقاق رکھتے ہیں...... مستحق ہوتے ہیں...... تیسری بات یہ ہے کہ وہاں پر چرم قربانی خرچ کرنے سے صدقہ جاریہ ہوگا...... وہاں پر چرم قربانی خرچ کرنے سے سب سے بڑا فائدہ یہ کہ دین اسلام کی اشاعت ہوگی وہاں پر چرم قربانی خرچ کرنے سے ان طلباء کی خوراک کا انتظام ہوگا...... وہاں پر چرم خرچ کرنے کی وجہ سے ان کے لباس اور تعلیم کا انتظام ہوگا...... یہ سارے کے سارے وہ صدقات جاریہ ہیں کہ یہ اگر پڑھیں گے پڑھتے چلے جائیں گے...... اس کا اجر وثواب آگے بڑھتا چلا جائے گا...... قربانی کا چمڑا مسجد پر خرچ کرنا حرام ہے...... دعا ہے کہ اللہ ہم سب کو اعمال صالحہ کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین O

فضائل ومناقب عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ

خطبہ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ شَرَّفَنَا عَلٰی سَآئِرِ الْاُمَمِ...... ٥ بِرِسَالَةِ مَنِ اخْتَصَّهٗ مِنْ بَیْنِ الْاَنَامِ بِجَوَامِعِ الْکَلِمِ وَجَوَاهِرِ الْحِکَمِ ......وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمْ...... مَا نَطَقَ اللِّسَانُ بِمَدْحِهٖ وَنَسَخَ الْقَلَمُ ...... اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ...... ٥ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ...... لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْیُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَافِیْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّکِیْنَةَ عَلَیْهِمْ وَ اَثَابَهُمْ فَتْحاً قَرِیْباً ......قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ......لِکُلِّ نَبِیٍّ رَفِیْقٌ وَ رَفِیْقِیْ فِیْ الْجَنَّةِ عُثْمَان ......(۱)صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ...... وَ صَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ...... وَنَحْنُ عَلٰی ذَالِکَ لَمِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ...... وَالْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

اشعار:

وہ داماد نبی ﷺ جسے ہم سب عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں
حیا والے غنی رضی اللہ عنہ اور ناشر القرآن کہتے ہیں
غنی رضی اللہ عنہ تھے مال کیا ہے راہ حق میں جان تک دیدی
اسے ایثار کہتے ہیں اسے قربان کہتے ہیں

(۱) ترمذی ص۶۸۹ ج۲، مشکوۃ ص۵۶۱ ج۲، فضائل الصحابه للامام احمدبن حنبل ص۵۱۵ ج۱

کوئی ظالم انہیں خائن کہے تو بہ معاذ اللہ
اسے الزام کہتے ہیں اسے بہتان کہتے ہیں
انہیں کی خاطر بیعت رسول اللہ نے لی تھی
جسے خود حق تعالیٰ بیعت رضوان کہتے ہیں

تمہید:

……جناب صدر مجلس……

……قابل اعزاز و تکریم……

……واجب الاحترام……

……برادران اسلام……

سپاہ صحابہ سٹی جام پور کے زیر اہتمام یہ عظیم الشان ذوالنورین عثمان ابن عفان کانفرنس اور یہ حسین ترین مشاعرے کا انتظام قابل صد تحسین ہے۔

سیرت عثمان ﷛ پر شعراء نے اپنے منظوم کلام میں جس حسین انداز سے آپ کے سامنے اشعار پیش کیے ہیں…… یہ قابل صد تحسین ہے۔

نظم کسے کہتے ہیں:

نظم کہتے ہی اسی کو ہیں جسے لڑی میں موتیوں کو پرو دیا جائے……اب وہ پروئے ہوئے موتیوں کو اگر میں بکھیر دوں تو یہ اس کے حسن کے بھی خلاف ہے……اس لئے میں اس وقت سیدنا عثمان ابن عفان ﷛ کی ایک دعا آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں……اور اس دعا پر تھوڑی سی گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔

نبی ﷺ اور خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی انگوٹھی پہ نقش:

علامہ پروفیسر جسٹس تقی عثمانی بہت بڑے معروف عالم ہیں...... آپ سب لوگ ان کو جانتے ہیں...... انہوں نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام تراشے ہے...... اس کتاب میں انہوں نے سیدنا حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل کی ہے...... کہ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ...... مَا كُتِبَ عَلٰى خَاتِمِ عُثْمَانَ ابْنِ عَفَّانَ ...... سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے جو انگوٹھی پہن رکھی تھی اس پر کیا لکھا ہوا تھا......؟

آمنہؓ کے دریتیم کی انگوٹھی پہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا...... اللہ کے پیغمبر کی وہ مہر تھی...... حضور ﷺ جب بھی کوئی تحریر لکھواتے تو اس پر وہ مہر ثبت فرماتے۔

ایسے ہی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی جو انگوٹھی تھی...... علماء نے لکھا ہے...... کہ اس پر یہ عبارت لکھی ہوئی تھی...... اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ...... اللہ اپنے بندے کیلئے کافی ہے...... فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی پر یہ عبارت نقش تھی...... جس کا معنی یہ ہے...... کہ عمر رضی اللہ عنہ تیری نصیحت کیلئے موت ہی کافی ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا...... کہ عثمان ابن عفان کی انگوٹھی پر کیا لکھا ہوا تھا......؟ سیدنا عبداللہ ابن عباس نے فرمایا...... کہ حضرت عثمان ابن عفان نے صدق دل سے اپنی انگوٹھی پر یہ دعا نقش کروائی تھی۔

...... اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِيْ سَعِيْدًا وَّاَمِتْنِيْ شَهِيْدًا ......

اے اللہ مجھے زندگی دے سعادت کی اور موت دے شہادت کی...... اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ

سَعِیْدًا...... میری زندگی سعادت مندی والی ہو۔

میری زندگی نیک بختی والی ہو

میری زندگی خوش بختی والی ہو

وَاَمِتْنِیْ شَھِیْدًا

اور جب میں دنیا سے رخصت ہوں...... تو مجھے موت شہادت کی ملے...... میں سیرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کی تفصیلات میں جانے کی بجائے صرف ان دو جملوں پر گفتگو کرنا چاہتا ہوں کہ ...... اَحْیِنِیْ سَعِیْدًا...... کہ عثمان رضی اللہ عنہ کی زندگی میں سعادت کیسے تھی...... ؟ وَاَمِتْنِیْ شَھِیْدًا اس کی موت میں شہادت کیسے تھی؟

عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کی پہلی سعادت:

دنیا کے لحاظ سے ہر دور میں چند آدمیوں کے چند ایسے کام ہوتے ہیں جن کو دنیا سعادت مندی سمجھتی ہے...... نیک بختی سمجھتی ہے اور لوگ ان کاموں کو دیکھ کر کہتے ہیں ...... کہ یہ بڑا خوش بخت سعادت مند آدمی ہے...... یہ بڑا سعید ہے نیک بخت ہے...... ان کاموں میں سب سے پہلی چیز حسب ونسب کی قرابت کو دنیا دیکھ کر کہتی ہے ...... کہ یہ بڑے اچھے خاندان سے تعلق رکھتا ہے...... بڑی اچھی برادری سے تعلق رکھتا ہے...... بڑا خوش نصیب آدمی ہے...... آج سید سلیمان گیلانی صاحب میرے اور آپ کے ہاں مہمان ہوئے ہر شخص نے اس حیثیت سے اس کو دیکھا۔

......یہ خاندان نبوت ہے......

......یہ آل علیؓ ہے......

......یہ خاندان رسالت ہے......

یہ سادات سے ہے......آدمی اس لحاظ سے بھی احترام کرتا ہے

......کہ......

اچھے قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں
اچھے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں

اگر کسی قبیلے اور خاندان کی قرابت دنیا میں اگر بڑی سعادت ہے......تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ سعادت سیدنا عثمان ابن عفانؓ کو بدرجہ کمال عطا فرمائی تھی۔

حسب ونسب نبی وعثمانؓ:

حضرت عثمانؓ والد کی نسبت سے پانچویں پشت میں رسول اللہ ﷺ اور عثمان ابن عفان ؓ کا دادا ایک......ماں کی طرف سے سیدنا عثمان ابن عفانؓ کی نانی اماں سیدہ ام الحکیم بی بیؓ بیضاء سلام اللہ علیھا اور رسول اللہ ﷺ کے والد بزرگوار حضرت عبداللہ یہ دونوں آپس میں سگے بہن بھائی اور یہ ایک عجیب اتفاق ہے......کہ ان دونوں کا ایک ساتھ تولد ہوا...... یہ دونوں جڑویں پیدا ہوئے تو اس لحاظ سے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قرابت اور رشتہ داری کی جو قرابت عثمان ابن عفان ؓ کو نصیب ہوئی ہے......یہ سعادت بھی سیدنا عثمان کے حصہ میں یہ عثمان کی دعا کا نتیجہ تھا......کہ احینی سعیداً اے اللہ

مجھے زندگی سعادت کی عطا کر۔

سیدنا عثمانؓ کے حصہ میں دوسری سعادت:

سیدنا عثمانؓ کی دوسری سعادت سمجھئے توجہ کرنا...... آج میں صرف نمونے پیش کرنا چاہتا ہوں...... تفصیل کا وقت نہیں دنیا میں اس بات کو بھی سعادت مندی سمجھا جاتا ہے آدمی جیسے ہی کیوں نہ ہو کسی اچھے خاندان میں رشتہ ہو جائے تو لوگ کہتے ہیں...... کہ یہ بڑا خوش نصیب ہے فلاں جگہ اس کا رشتہ ہو گیا ہے فلاں قبیلے میں، فلاں خاندان میں اس کا رشتہ ہو گیا ہے۔

جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ کے طالب علم کی سعادت مندی:

یہ ہماری گزشتہ دنوں کی بات ہے خانپور میں ایک طالب علم احمد پور شرقیہ کے علاقے کا اور بالکل ایسے خاندان اور ایسی قوم کا جس کو لوگ کمی ذات تصور کرتے ہیں...... جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ کے ایک استاد نے اپنی بچی اس کے نکاح میں دیدی تو ہر آدمی کہتا تھا...... کہ یہ کتنا خوش بخت ہے...... استاد نے اسے بیٹی دیدی ہے...... اگر یہ سعادت ہے کہ اچھے خاندان کی بچی کسی کے نکاح میں آجائے اس سعادت کا مقابلہ عثمان ابن عفان کے ساتھ بھی کوئی نہیں کرسکتا۔

احینی سعیداً...... کہ اللہ کے پیغمبر ﷺ نے سیدہ رقیہؓ سیدنا عثمانؓ کے عقد میں دی جب رقیہ کا انتقال ہو گیا...... تو اللہ کے پیغمبر نے ام کلثومؓ سیدنا عثمانؓ کو نکاح میں دی اور جب ام کلثوم کا انتقال ہو گیا۔

حدیث کی کتابوں میں یہ الفاظ ملتے ہیں...... حضور ﷺ نے فرمایا عثمان!

(ایک روایت کے مطابق) اللہ مجھے اگر چالیس بیٹیاں دیتا میں تجھ پر اتنا راضی ہوں......
کہ یکے بعد دیگرے میں تیرے نکاح میں دیتا جاتا۔

ایک روایت کے مطابق ارشاد فرمایا...... اللہ مجھے ایک سو بچیاں دے میں یکے بعد دیگرے تیرے نکاح میں دوں۔

ایک روایت میں ہے...... کہ اللہ اگر مجھے دوسو بچیاں دیتا میں عثمان ؓ تجھ پر اتنا راضی ہوں...... کہ ساری بیٹیاں میں یکے بعد دیگرے تیرے نکاح میں دیتا چلا جاتا۔(۱)

سیدنا عثمانؓ کی عظمت کی کہانی حیدر کی زبانی:

سیدنا علی ابن ابی طالبؓ سے روایت ہے...... حدیث پاک میں آتا ہے جس کو مولانا نافع نے اپنی کتاب، رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ میں نقل کیا ہے...... حضرت علی ابن ابی طالبؓ سے پوچھا گیا...... کہ عثمانؓ کی کوئی وہ خصوصیات بتاؤ جس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکا ہو فرمایا...... یُقَالُ فِیْ مَلَاءِ الْاَعلیٰ ذُوالنُّورَیْن

حضرت علیؓ نے فرمایا...... عثمانؓ تو وہ شخص ہے جس کو آسمان کے فرشتے بھی ذوالنورین کہتے ہیں...... یہ حیدر کرارؓ کی روایت ہے...... فرمایا لوگو عثمانؓ کے اس مقدر کا کون مقابلہ کر سکتا ہے؟

---

(۱) کنز العمال ج ۱۱، شرح زرقانی ج ۲

آدم علیہ السلام سے قیامت تک مصطفیٰ ﷺ سے پہلے اور بعد میں قیامت تک کوئی شخص ایسا نہیں کہ جس کے نکاح میں کسی پیغمبر ﷺ کی دو بیٹیاں یکے بعد دیگرے آئی ہوں...... اگر پوری کائنات میں تن تنہا یہ اعزاز کسی کو ملا ہے......تو صرف عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کو ملا ہے...... اَحْیِنِیْ سَعِیْدًا۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے حصہ میں تیسری سعادت:

ہم اپنے معاشرے میں روزانہ دیکھتے ہیں...... اگر کوئی شخص کسی کی بیٹی کو پریشان کرے اس بچی کی موت پر اس بچی کا باپ کہتا ہے......شکر ہے کہ میری بیٹی کی جان تو چھوٹ گئی وہ آدمی کہتا ہے......کہ میں اپنے داماد سے بڑا تنگ تھا۔

سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال:

حدیث پاک میں آتا ہے...... وہاں جس وقت سیدہ رقیہؓ کا انتقال ہوا رمضان المبارک کا مہینہ تھا...... غزوہ بدر کے موقع پر رسول اللہ ﷺ بدر میں تشریف لے گئے تھے......سیدنا عثمان اور اسامہ ابن زید کو جو رسول اللہ ﷺ کے متبنّٰی زید ابن حارثہ کے صاحبزادے تھے......(۱) حضور نے ان کو گھر ٹھہرایا ہوا تھا...... کہ تم نے میری بیٹی رقیہ

---

(۱) یاد رہے اب کوئی آدمی کسی کو اپنا متبنی (یعنی منہ بولا بیٹا) نہیں بنا سکتا یہ ایک رسم تھی جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے ہاتھوں ختم کیا ہے آیت "ما کان محمد" میں اسی طرف اشارہ ہے مزید تفصیل کے لیے دیکھیں "آپ کے مسائل اور ان کا حل مؤلفہ مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ" آج کل بعض پڑھے لکھے لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ اپنے گھروں میں منہ بولا بیٹا بنا کر رکھتے ہیں یہ درست نہیں

کی تیمارداری کرنی ہے...... حضور ﷺ نے سترہ رمضان کو جنگ لڑی اور اٹھارہ رمضان کو فتح ہوگئی...... حضور ﷺ اٹھارہ رمضان کو فاتح بن کر واپس تشریف لا رہے تھے...... رمضان کی انیس تاریخ سفر اور راستہ میں گزری رمضان کی بیس تاریخ کو صبح کے وقت حضور ﷺ جب مدینہ طیبہ کے قریب پہنچے...... سیدنا زید ابن حارثہ دوڑتے ہوئے آگے آئے...... اور آ کر اہل مدینہ کو مبارک دی کہ آج بدر میں فتح ہو چکی ہے مسلمان فاتحانہ انداز میں آ رہے ہیں۔

کتابوں میں لکھا ہے...... کہ مدینہ کے قریب جب حضور ﷺ آئے صحابہ ؓ نے اللہ اکبر کی صدا بلند کی اور کہا لوگو مبارک ہو بدر فتح ہو چکا ہے...... ادھر سے ننھے اسامہ بن زید ؓ دوڑتے ہوئے حضور ﷺ کے پاس گئے...... اللہ کے نبی ﷺ کی جب نظر اسامہ ؓ پر پڑی...... تو حضور ﷺ نے فوراً کہا اسامہ! سب سے پہلے مجھے یہ بتاؤ میری بیٹی رقیہؓ کا کیا حال ہے؟ اسامہ ابن زید ؓ کی آنکھوں سے آنسو تھے...... کہا اے اللہ کے رسول اللہ کی رضا پر راضی ہو جائیں...... آج رقیہؓ اللہ کو پیاری ہو چکی ہے...... ہم اس کی نماز جنازہ ادا کر چکے ہیں...... آپ کی آمد کی اطلاع ملی تو میں دوڑتے ہوئے آپ ﷺ کے پاس آیا...... ورنہ ہم جنت البقیع کے قبرستان میں قبر کھود کر رقیہؓ کو زمین میں دفن کر رہے تھے۔

حضور ﷺ مسجد نبوی کی بجائے جنت البقیع کے قبرستان میں:

حدیث میں آتا ہے...... حضور ﷺ سیدھا مسجد نبوی کی طرف جانے کی بجائے آپ ﷺ جنت البقیع قبرستان کی طرف تشریف لے گئے...... سیدہ رقیہ کی قبر پر حضور ﷺ کھڑے ہو گئے...... عثمان ؓ نے کہا محبوب اجازت ہو تو قبر کھولیں آپ اپنی بیٹی کا چہرہ

دیکھیں...... حضور ﷺ نے فرمایا رقیہؓ اب تجھے خدا کے حوالے کرتا ہوں...... کل قیامت کے دن تیری اور میری ملاقات ہوگی...... اور یہی بچی رقیہؓ جس وقت اس کی والدہ ماجدہ سیدہ خدیجہ الکبریٰؓ کا انتقال ہوتا ہے...... تو اس وقت یہ کیفیت تھی...... کہ حضرت رقیہؓ وہاں پر موجود نہیں تھیں...... یہ حبشہ کی ہجرت پر تھیں...... ماں فوت ہوئی تو نہ بیٹی نے ماں کا چہرہ دیکھا نہ ماں نے بیٹی کا چہرہ دیکھا اور جس وقت خود رقیہؓ کا انتقال ہوا...... حضور ﷺ اس وقت بدر میں تھے...... یہ صدمہ بھی سیدہ رقیہؓ کو برداشت کرنا پڑا...... نہ اپنے ابا محمد کا چہرہ دیکھا نہ باپ محمد نے بیٹی رقیہ کا چہرہ دیکھا۔

سیدہ رقیہؓ کی وفات کے بعد سیدنا عثمان ﷛ کی کیفیت:

حدیث میں آتا ہے...... اس کے بعد حضرت عثمان ﷛ اکثر آزردہ خاطر اور پریشان حال رہتے تھے ایک دن حضور ﷺ نے بلایا اور فرمایا عثمان ﷛ خیر تو ہے...... آپ ہر وقت پریشان رہتے ہیں...... عثمان ﷛ نے کہا محبوب یہی ایک سعادت تو تھی جو میرے حصے میں تھی کہ میں آپ کا داماد تھا اب وہ سعادت میری دنیا میں ختم ہوگئی ہے...... آپ کا اور میرا وہ تعلق ختم ہوگیا...... میں اموی خاندان سے تھا...... آپ خاندان قریش سے ہیں...... آپ کا یہ ایک بہت بڑا عظیم قبیلہ ہے...... لوگ مجھے اس نگاہ سے دیکھتے تھے کہ یہ ان میں سے ہے یہ آپ کی کرم نوازی تھی...... کہ بنو امیہ میں سب سے پہلے میں نے کلمہ پڑھا...... تو اللہ کے نبی ﷺ نے اس کے صلہ میں فرمایا...... کہ جب اموی قبیلے میں

سب سے پہلا تو مسلمان ہے ...... تو میں بھی اپنے قبیلے کے لوگوں کو چھوڑ کر اپنی بیٹی سب سے پہلے تیرے نکاح میں دینا چاہتا ہوں ...... عثمان ﷜ نے کہا محبوب وہ رشتہ منقطع ہو گیا ہے ...... حضور ﷺ نے فرمایا عثمان نہ گھبرایئے!

سیدنا عثمان ﷜ کا اُم کلثوم رضی اللہ عنہا سے نکاح:

ایک اور روایت ہے ...... جسے سن کر آپ حیران ہو جائیں گے ...... حضور ﷺ نے فرمایا میری دو بیٹیاں رقیہؓ اور اُم کلثومؓ دونوں کا نکاح عثمان ﷜ کے ساتھ ہوا ...... رقیہؓ وہ ہے جس کا نکاح میں نے زمین پر عثمان ﷜ کے ساتھ کیا ہے ...... اُم کلثومؓ وہ ہے جس کا نکاح عثمان ﷜ کے ساتھ عرش بریں پر خدا نے کیا ہے ...... حضور ﷺ نے فرمایا عثمان اللہ نے میری اُم کلثومؓ کا نکاح تیرے ساتھ کر دیا ہے ...... میں اُم کلثومؓ تیرے نکاح میں دیتا ہوں۔

سیدنا عثمان ﷜ کے حصہ میں چوتھی سعادت

اَحْیِنِیْ سَعِیْدًا ...... اے اللہ مجھے زندگی سعادت کی عطا کر! اس دعا پر غور کریں ...... دنیا میں یہ بھی ایک بہت بڑی سعادت مندی کی بات ہوتی ہے ...... کہ کوئی آدمی بہت بڑا سرمایہ دار ہو جائے ...... حضرت عثمان ﷜ بھی بہت بڑے سرمایہ دار تھے ...... وہ صرف مکہ کے تاجر نہیں تھے ...... عرب کی دھرتی کے تاجر تھے ...... اور اتنے بڑے تاجر تھے بیک وقت تین تین سو ملازم ان کا نظام سنبھالا کرتے تھے ...... اس دور میں کسی فیکٹری میں اتنے ملازم کام نہیں کرتے ...... اس دور میں عثمان ابن عفان ﷜ کی غلامی

میں وہ کام کرتے تھے ...... اتنا سرمایہ اللہ نے عطاء فرمایا تھا ...... عرب کی دھرتی کا بہت بڑا تاجر ہونا ...... اگر دنیا میں کوئی سعادت ہے تو عثمان ابن عفان ﷛ کے حصہ میں آئی ہے۔

سیدنا عثمان ﷛ کی سخاوت اور سعادت:

اس سے بڑی سعادت ایک اور دیکھیں ...... کہ آدمی کے پاس مال بہت ہو ...... لیکن کنجوس ہو تو لوگ کہتے ہیں یہ بڑا بدبخت ہے ...... یہ بھی ایک بہت بڑی سعادت ہے ...... کہ پیسہ ہو اور اللہ کے راہ میں خرچ ہو جائے ...... پیسہ ہو اور اسے قربان کر دیا جائے ...... اگر یہ سعادت کسی کے حصہ میں آئی ہے ...... تو عثمان ابن عفان ﷛ کے حصہ میں آئی ہے۔

میں اس کی تفصیل میں نہیں جاتا ...... کہ کنواں بھی لے کر دے دیا اور غزوہ تبوک کے موقع پر جب رسول اللہ ﷺ نے چندہ مانگا ...... ایک دفعہ نہیں بلکہ مسلسل وقفوں کے ساتھ حضرت عثمان نے اونٹ بھی پیش کیے ہیں ...... گھوڑے بھی پیش کیے ہیں ...... تہائی لشکر کا سامان بھی پیش کیا ہے ...... کئی ہزار درہم و دینار اٹھا کر رسول اللہ کے قدموں میں آ کر رکھ دیے ہیں ...... حدیث پاک میں آتا ہے ...... حضور ﷺ منبر پر تشریف فرما تھے ...... محبوب ﷺ کی جھولی ان پیسوں سے بھری ہوئی تھی ...... اللہ کے پیغمبر ﷺ وہ پیسے دائیں، بائیں اپنے ہاتھوں میں بدلتے تھے۔

حضور ﷺ کی طرف سے سیدنا عثمان ﷛ کو دعائیہ کلمات:

حضور ﷺ دراہم، و دینار بدل کر آسمان کی طرف دیکھ کر یہ جملے ارشاد فرماتے تھے

اے اللہ میں عثمانؓ سے راضی ہوں......تو بھی عثمان سے راضی ہوجا۔

اے اللہ میں عثمانؓ سے خوش ہوں......تو بھی عثمانؓ سے خوش ہوجا۔

اے اللہ عثمانؓ نے مجھے راضی کیا ہے......تو عثمانؓ کو راضی کر! یہ جملے کہنے کے بعد پھر پیغمبرﷺ نے فرمایا عثمان ......! میں تجھ پر راضی ہوں......آج تو جنت کو خرید چکا ہے......آج کے بعد کوئی کام بھی کریگا...... تو قیامت کے دن خدا تجھ سے مواخذہ نہیں کرے گا......اللہ تجھ سے اتنا راضی ہو چکے ہیں۔

جنت کا خریدار اور سیدنا عثمانؓ کے حصہ میں چھٹی سعادت:

میں ایک جملہ کہتا ہوں......کہ عثمانؓ وہ ہے جس نے جنت کو خریدا ہے میں اور آپ جنت کے طالب ہیں......عثمانؓ نے اس دھرتی پر جنت کی قیمت ادا کی ہے......اور اللہ کے نبی نے کہا ہے......کہ عثمان وہ ہے جس نے جنت کی قیمت ادا کی ہے...... یہ سعادت بھی عثمان کے حصے میں آئی ہے...... اَحْیِنِیْ سَعِیْدًا۔

سیدنا عثمانؓ حیاء کا پتلا اور ساتویں سعادت:

توجہ کریں ایک اور سعادت بتانا چاہتا ہوں......شرم و حیاء اگر کسی میں فطری طور پر ہو تو لوگ کہتے ہیں......کہ یہ بڑا خوش بخت ہے۔

حیاء والا آدمی ہے......بڑوں کے سامنے نہیں بولتا۔

حیاء والا ہے......خاموش طبع رہتا ہے۔

اس کی شرافت والی ادائیں اچھی ہیں...... نگاہ اس کی اچھی ہے۔

ہر وقت نیچے دیکھتا ہے...... لوگوں کی طرف نظر نہیں اٹھاتا۔

اگر یہ دنیا میں سعادت ہے...... تو اس سعادت میں بھی عثمان ابن عفان سے مقابلہ کوئی نہیں کرسکتا۔

اَصْدَقُهُمْ حَيَآءً عُثْمَانُ ...... حضور ﷺ نے فرمایا میری امت میں حیاء کا پتلا، حیاء کا مرکز، حیاء کا محور...... اگر کسی نے دیکھنا ہو تو عثمان ابن عفان کو دیکھو۔

حضور کا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر پنڈلیوں کو ڈھانپنا:

حدیث میں آتا ہے...... کہ اتنی شرم وحیاء کہ حضور نے اپنی پنڈلیوں پر کپڑا ڈال لیا...... یہ روایت تو بڑی مشہور ہے...... میں صرف اشارہ کرتا ہوں تفصیل میں نہیں جانا چاہتا...... اپنی پنڈلیوں پر کپڑا ڈال لیا...... کہا گیا اے اللہ کے رسول ﷺ ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے آپ اسی حال میں بیٹھے رہے...... فاروق آئے آپ اسی حال میں بیٹھے رہے...... عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے یہ کیا کیا؟ فرمایا عثمان رضی اللہ عنہ اتنا شرمیلا ہے...... کہ اگر میں اس انداز میں بیٹھا رہتا تو عثمان رضی اللہ عنہ میرے سامنے بات نہ کرسکتا۔

حضور سے عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں سوال:

اور پھر ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے کہا آپ عثمان رضی اللہ عنہ کا اتنا لحاظ کرتے ہیں......؟ تو پیغمبر ﷺ نے فرمایا میں عثمان رضی اللہ عنہ کا کیوں نہ لحاظ کروں...... اَلَا اَسْتَحْیِ مِنَ الرَّجُلِ تَسْتَحْیِ مِنْهُ الْمَلَائِکَةُ...... میں اس سے شرم کیوں نہ کروں جس سے عرش کے فرشتے

بھی حیاء کرتے ہیں...... آسمان کے فرشتے بھی حیاء کرتے ہیں...... پھر مجھے ایک جملہ کہنے دو...... آسمان کے فرشتے تو حیا کرتے ہیں...... لیکن اس دور کے بدبخت حیاء نہیں کرتے...... عثمان ؓ تیری عظمتوں کا کون مقابلہ کرسکتا ہے...... تو کتنے بڑے نصیبے والا انسان ہے!

اَحْیِنِیْ سَعِیْداً...... پوری زندگی سعادت والی ہے۔

اسلام کی سب سے پہلی مسجد کی تعمیر اور آٹھویں سعادت:

یہ بھی کسی آدمی کے لئے بڑی سعادت ہے...... کہ دنیا میں لوگ کہتے ہیں...... کہ یہ بڑا اچھا آدمی ہے...... کہ فلاں آدمی نے مسجد بنا دی ہے...... اسلام کی تاریخ کی سب سے پہلی مسجد جو رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں آنے کے بعد قائم فرمائی وہ مسجد قباء ہے...... اور دوسری مسجد وہ مسجد نبوی ہے۔

تاریخ کا مطالعہ کریں علماء سے تحقیق کریں...... کہ مسجد قباء کی تعمیر میں پہلی اینٹ جہاں رسول اللہ ﷺ نے رکھی...... دوسری اینٹ صدیق اکبر ؓ نے رکھی...... تیسری اینٹ فاروق اعظم ؓ نے رکھی...... چوتھی اینٹ سیدنا عثمان ابن عفان ؓ نے رکھی...... اور اس مسجد قباء کی تعمیر میں سب سے زیادہ سرمایہ حضرت عثمان ابن عفان ؓ نے خرچ کیا تھا۔

مسجد نبوی کی تعمیر اور سیدنا عثمان ؓ کا کردار:

اور جب مسجد نبوی کی تعمیر کا وقت آیا...... ایک موقع پر حضور ﷺ نے مشترکہ چندے سے مسجد کی تعمیر کی ابتداء کی...... مسجد کی پہلی زمین صدیق اکبر نے لے کر دی اور پھر

جب آگے وقت آیا تو اللہ کے پیغمبر ﷺ صحابہ ؓ کے مجمع میں بیٹھے ہوئے تھے ...... حضور ﷺ نے فرمایا صحابہ ؓ کی تعداد زیادہ ہو رہی ہے ...... مسجد کی جگہ تھوڑی ہے میں اس میں اضافہ کرنا چاہتا ہوں ...... ہے کوئی شخص جو زمین لے کر دے ...... اکیلے حضرت عثمان ابن عفان ؓ اٹھ کر کھڑے ہو گئے ...... کہا محبوب ﷺ میں زمین خرید کر دیتا ہوں ...... حضور ﷺ نے فرمایا عثمان ؓ تجھ پر اللہ نے جنت واجب کر دی ہے تو جنتی بن چکا ہے ...... آج تو جنت خرید چکا ہے ...... یہ حضور ﷺ کے زمانے میں مسجد کی زمین کا اضافہ ہوا ...... ، دولت عثمان ابن عفان ؓ کی خرچ ہوئی ...... تعمیل مصطفےٰ ﷺ کی ہوئی۔

سیدنا عثمان ؓ کے دور میں مسجد نبوی کی تعمیر:

اور خود سیدنا عثمان ؓ کے اپنے دور حکومت میں دو مرتبہ مسجد نبوی کی تعمیر ہوئی ...... اور دونوں دفعہ حضرت عثمان ؓ نے پورا سرمایہ اپنی جیب سے خرچ کیا۔

سیدنا عثمان ؓ کے حصہ میں نویں سعادت:

اَحۡيِنِیۡ سَعِيۡدًا ...... زندگی دے سعادت کی۔

ایک اور سعادت بھی بڑی عجیب ہے ...... کہ کسی کا بچہ حافظ قرآن ہو جائے تو لوگ خاندان کے مبارک باد دیتے ہیں ...... مبارک ہو جی آپ کا بچہ حافظ قرآن بن گیا ...... آپ بڑے خوش نصیب ہیں۔

لوگو عثمان ؓ کی سعادت کا کون مقابلہ کرے ......جس نے کلمہ پڑھا تو خادمِ

قرآن بن کر ...... جس نے زندگی گزاری تو قاری قرآن بن کر...... دور حکومت گزارا تو ناشر قرآن بن کر...... اور جب دنیا سے رخصت ہوا تو شہید قرآن بن کر۔

اَحْیِنِیْ سَعِیْداً ...... قرآن میرا مقدر ہے۔

سیدنا عثمان ﷛ کے حصہ میں دسویں سعادت:

کسی کو آپ رات کی تنہائی میں عبادت کرتے ہوئے دیکھ لیں تو آپ کہیں گے ...... کہ یہ نیک بخت آدمی ہے ...... بڑا سعادت مند آدمی ہے ...... رات کی تنہائی میں یہ عبادت کرتا ہے ...... عثمان ﷛ وہ شخص ہے جو رات کی تنہائی میں ایک ایک رکعت میں کھڑے ہو کر الحمد سے والناس تک پورے قرآن مجید کی تلاوت کیا کرتے تھے ...... گویا رات بھی ہوتی تھی ...... نماز بھی ہوتی تھی ...... تلاوت بھی ہوتی تھی ...... یہ ساری سعادتیں اگر جمع ہیں ...... تو عثمان ابن عفان کے حصے میں ہیں۔

ذوالنورین کیوں کہتے ہیں؟:

توجہ کریں ایک اور بات کہتا ہوں ...... کہ یہ جو لفظ ذوالنورین حضرت عثمان ابن عفان ﷛ کو کہا جاتا ہے اس کا مطلب صرف یہ نہیں ...... کہ حضور ﷺ کی دو بیٹیاں عثمان ﷛ کے پاس تھیں ...... بلکہ عثمان ﷛ کی زندگی میں دو، دو واقعات ایسے جمع ہوئے ہیں ...... کہ جو اپنی جگہ پر مستقل نور تھے ...... اور صرف عثمان ﷛ کا حصہ تھا ...... مثال کے طور پر حضور ﷺ کی دو صاحبزادیاں عثمان ﷛ کے نکاح میں آئیں ...... اس لئے بھی

ذوالنورین تھے ……اور اللہ کے راستے میں ہجرت کرنا یہ ایک مستقل نور ہدایت ہے……
عثمان اس لئے بھی ذوالنورین ہیں…… کہ آپ ذوالہجرتین ہیں…… چونکہ آپ نے حبشہ کی ہجرت بھی کی ہے مدینہ کی ہجرت بھی کی ہے۔

عثمانؓ موجود نہ ہونے کے باوجود موجود:

اسی طریقے پر دو موقع ایسے ہیں…… جن پر عثمان ابن عفان موجود نہیں تھے…… اللہ کے نبی ﷺ نے عثمانؓ کو موجود قرار دے کر باقاعدہ اس کا حصہ عطاء فرمایا…… یہ سعادت بھی عثمان ابن عفان کے حصہ میں آئی ہے……اور کسی کے حصہ میں نہیں آئی۔

بدر کے موقع پر سیدنا عثمانؓ موجود نہیں تھے ……اللہ کے پیغمبر ﷺ نے موجود قرار دیا…… اور صلح حدیبیہ کے موقع پر سیدنا عثمان ابن عفانؓ وہاں پر موجود نہیں تھے جب بیعت رضوان ہو رہی تھی……تو اس بیعت پر حضور نے عثمانؓ کو شریک کیا تھا…… ذوالنورین اس لئے بھی ہیں…… کہ دو جگہ پر موجود نہیں تھے لیکن حضور ﷺ نے موجود قرار دیا ہے…… یہ سعادت بھی سیدنا عثمانؓ کے حصہ میں آئی۔

بیعت رضوان پر خوبصورت بات اور صحابہؓ کی تعداد:

اس بیعت رضوان پر ایک بڑی پیاری بات ہے غور سے سنئے…… عثمانؓ پوری جماعت صحابہؓ میں وہ نصیب والا ہے…… کہ جس کا خون اتنا قیمتی ہے…… کہ اللہ بھی اس بیعت میں شریک ہوا ہے……جس کا خون اتنا قیمتی ہے…… کہ پیغمبر ﷺ نے

اعلان کیا...... کہ میں اس جگہ سے پیچھے نہیں ہٹوں گا...... جب تک عثمان ﷛ کے خون کا بدلہ نہیں لوں گا...... حضور ﷺ نے فرمایا کون ہے جو میرے ساتھ اس معاملے میں شریک ہو......وہ میرے ہاتھ پر بیعت کرے۔

ایک روایت کے مطابق چودہ سو صحابہ ﷡ ایک روایت کے مطابق پندرہ سو صحابہ ﷡ اور ایک روایت کے مطابق چوبیس سو صحابہ کرام ﷡ نے سیدنا عثمان ابن عفان ﷛ کے لئے حضور ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

صلح حدیبیہ کی سعادت کے لئے سیدنا فاروق اعظم ﷛ کو پیشکش:

اور یہ ایک عجیب بات ہے...... کہ سیدنا عثمان ﷛ جب حضور ﷺ کے سفیر بنے تو حضور ﷺ کی رائے یہ تھی کہ میں عمر ﷛ کو سفیر بنا کر بھیجوں...... یہ جائیں معاہدہ کریں...... اب یہ جو معاہدہ ہو رہا تھا...... مسلمانوں سے ہو رہا تھا یا کافروں سے؟ (کافروں سے) ہمیں بعض دفعہ کہا جاتا ہے...... کہ یہ مولوی فلاں سے مل کر بیٹھ گئے......اللہ کے پیغمبر نے اس وقت کافروں سے ایک معاہدہ کیا...... اس کا فائدہ کافروں کو ہوا یا مسلمانوں کو؟ (مسلمانوں کو)

ہمیشہ یہ فائدہ ہمارے حق میں رہا...... حضور ﷺ نے فرمایا فاروق اعظم ﷛ تم جاؤ! کہا محبوب جانے کے لئے تو میں تیار ہوں انکار نہیں آپ کا حکم ہے......لیکن میرے مزاج اور طبعیت میں بہت گرمی ہے کوئی چپقلش ہوگئی تو پتہ نہیں نتیجہ کیا نکلے گا؟ سیدنا فاروق اعظم ﷛ نے کہا مجھے بھیجنے کی بجائے ایک آدمی کا میں انتخاب کرتا ہوں آپ اسے بھیج

دیں...... سیدنا عمر فاروق ﷜ نے سیدنا عثمان ابن عفان ﷜ کا انتخاب کیا...... تو ایک مسئلہ سمجھ میں آیا...... کہ اس قسم کے معاہدہ میں فاروق اعظم ﷜ نہیں گئے اس لئے اعظم (اس سے مراد قائد ملت اسلامیہ مولانا اعظم طارق شہید ہیں) کو نہیں شریک ہونا چاہئے...... توجہ کریں اس کو معاہدہ کے لئے بھیجا گیا جو پرانا محسن تھا اس کو بھیجا گیا...... جس نے اس دور میں ان پر احسانات کئے تھے کچھ تو شرم کریں گے۔

سیدنا عثمان ﷜ کو عمرے کی پیشکش اور ان کا جواب:

چنانچہ سیدنا عثمان ابن عفان ﷜ جب تشریف لے گئے...... تو ان لوگوں کی آنکھیں جھک گئیں...... اور کہا عثمان ﷜ یہ کعبہ ہے طواف کر لے۔

ملتزم ہے...... چمٹ کر دعائیں مانگ لے......! حجر اسود ہے...... بوسے لے لے......! صفاء مروہ ہے...... تو سعی کر لے......! بے شک تو اپنا احرام اتار! اور کپڑے پہن لے...... تو اپنا عمرہ پورا کر لے۔

ہم تیری راہ میں رکاوٹ نہیں بنیں گے...... لیکن ہم محمد رسول اللہ ﷺ کو نہیں آنے دیں گے...... عثمان ابن عفان ﷜ نے فرمایا تم نے غلط سمجھا ہے...... کہ جب تک اس کعبے کا متولی محمد مصطفیٰ ﷺ نہیں ہوگا...... تو اس وقت تک عثمان ﷜ طواف نہیں کرے گا۔

سیدنا عثمان ﷜ کے بارے میں غلط افواہ اور اس کی تردید:

میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں...... کہ افواہ اڑی کہ عثمان ﷜ قتل ہو گیا ہے...... حضور

نے بیعت لینا شروع کی...... بیعت عثمان ﷜ کے خون کا بدلہ لینے کے لئے تھی...... وحی کا دور ہے...... وحی اتر رہی ہے...... جبرائیل آ رہا ہے...... حضور ﷺ موجود ہیں...... صحابہ ﷡ موجود ہیں اور حضور ﷺ بیعت لے رہے ہیں...... اسی دوران اطلاع آتی ہے...... کہ محمد ﷺ پہلی جو اطلاع ہے وہ غلط ہے...... عثمان ﷜ قتل نہیں ہوئے...... ہاں قریش مکہ نے ان کو گرفتار کر لیا ہے...... اب جس مقصد کے لئے بیعت ہو رہی تھی وہ مقصد باقی رہا......؟ (نہیں) لیکن حضور ﷺ نے بیعت جاری رکھی کیوں......؟ حضور ﷺ نے فرمایا یارو میرا عثمان میرا سفیر ہے...... میں نے عثمان ﷜ کو بھیجا ہے...... عثمان ﷜ میرا نمائندہ بن کر گیا ہے...... میرے نمائندے کو انہوں نے گرفتار کیا ہے...... اگر قتل کیا ہے تو خون کا انتقام لوں گا...... اگر گرفتار کیا ہے تو جب تک میں عثمان ﷜ کو رہا نہیں کرا لیتا...... میں اس جگہ سے ایک قدم بھی پیچھے جانے کے لئے تیار نہیں ہوں۔

بیعت رضوان میں حکمت:

یہ کیوں تھا......؟ اس پر غور کریں...... کہ تاریخ میں ایک وقت آنے والا تھا دنیا نے وہ وقت دیکھنا تھا...... کہ واقعی عثمان ﷜ ابن عفان قتل ہو جائیں گے...... نعش تڑپ رہی ہوگی...... اس وقت قصاص عثمان کے لئے جو آدمی اٹھے گا اور دعویٰ کرے گا اور انتقام کے لئے میدان میں آئے گا...... دنیا والو......! اس پر تنقید نہ کرنا...... اس لئے کہ وہ رسول اللہ کی اس ادا کو زندہ کر رہا ہے۔

آج پیغمبر ﷺ اس لئے بیعت لے رہے ہیں...... کہ سیدنا عثمان ﷜ کو رہا کرانا چاہتا ہوں...... اشارہ اس طرف تھا کہ آج تو ایک یا دو دن کے لئے گرفتار ہیں ایک وقت آئے گا...... کہ عثمان ﷜ چالیس دن تک قید میں رہیں گے محاصرہ ہوگا...... اس وقت جو سیدنا عثمان ﷜

کے وکیل صفائی ہوں گے ...... اس وقت جو سیدنا عثمانؓ کے حمایتی ہوں گے ...... وہ درحقیقت پیغمبر ﷺ کے اس مشن کے علمبردار ہوں گے ...... میں عرض یہ کر رہا تھا کہ ...... اُحیِــنِــی سَعِیدًا ...... یہ ساری سعادتیں عثمان ابن عفان کے حصے میں آئیں۔

بیعت کے دوران قرآن کا نزول:

اللہ کے پیغمبر ﷺ جب بیعت لے رہے تھے ...... تو اللہ کے حضور نے اپنا دائیاں ہاتھ نیچے رکھا اور اس ہاتھ پر صحابہ بیعت کر رہے ہیں ...... اسی بیعت کے دوران قرآن مجید کی آیت یہ اتری ...... لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِهِمْ ...... لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ ...... اللہ راضی ہو چکے ...... یہ پکی بات ہے ...... اس میں لام تاکید کے لئے ہے اور قد تحقیق کے لئے ہے ...... اور رضی فعل ماضی ہے ...... جس کا معنی ہوتا ہے بے شک اللہ راضی ہو چکے ہیں ...... عن المومنین ...... اہل ایمان سے ...... وہ کون سے اہل ایمان ہیں ......؟ اِذْ یُبَایِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ ...... جو خون عثمانؓ کے انتقام کے لئے محبوب آپ کے دست حق پرست پر ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر بیعت کر رہے ہیں ...... اللہ ان سب سے راضی ہو چکا ہے۔

منافقین کا مسلمانوں پر الزام اور قرآن کا جواب:

جب یہ کہا اللہ سب سے راضی تو منافقوں نے کہا یہ تو اوپر اوپر سے مومن تھے ...... اللہ نے فوراً ان کی بات کی تردید کر کے کہا ...... فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِهِمْ ...... محمد ﷺ کے یاروں پر تنقید نہ کرو اللہ کہتا ہے میں تو ان کے دلوں کو ٹٹول، ٹٹول کر دیکھ چکا ہوں ......، میں ان کے دلوں کو دیکھ چکا ہوں ...... کہ یہ صدق دل سے مصطفیٰ ﷺ تیرے دست حق پرست پر بیعت کر رہے ہیں ...... وَاَنْزَلَ السَّكِیْنَةَ عَلَیْهِمْ ...... اللہ نے اپنی رحمت خاصہ اتاری ہے ......

حضور ﷺ نے جب یہ دیکھا...... کہ اللہ راضی اور یہ بیعت والوں سے راضی...... کل کو ایک وقت آئے گا جب منافق بدمعاش سبائی تبرائی عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ پر حملہ کریں گے...... اور اس وقت وہ یہی بکواس کریں گے...... کہ عثمان رضی اللہ عنہ تو بیعت رضوان میں شامل نہیں تھا یہ کیسے ہوگیا......؟ تو حضور ﷺ کا اس وقت دائیاں ہاتھ نیچے تھا...... اپنے بائیں ہاتھ کو اوپر کر کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کر صحابہ کو مخاطب کر کے فرمایا...... کہ دیکھ لو یہ ہاتھ محمد ﷺ کا ہے...... یہ عثمان رضی اللہ عنہ کا ہے...... ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کر فرمایا اب عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے بھی بیعت ہوگئی...... اس پر غور کریں...... حضور ﷺ نے اپنے ہاتھ کو عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ قرار دیا...... اب جو عثمان رضی اللہ عنہ کو کہے...... کہ عثمان نے خیانت کی معاذ اللہ تو اس نے گویا نبی ﷺ پہ تنقید کی...... اس لئے کہ پیغمبر ﷺ نے اپنے ہاتھ کو عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ قرار دیا ہے...... وہ نبی ﷺ کے ہاتھ کو خیانت والا کہہ رہا ہے...... اور جو پیغمبر ﷺ کو خائن کہے وہ مسلمان نہیں ہوسکتا۔

بیعت رضوان میں خود خدا کی شرکت:

ایک اور بات یاد رکھیں......! نبی ﷺ کا ہاتھ چودہ یا پندرہ یا چوبیس سو ہاتھوں سے نیچے ہے...... اختلافی روایات کے ساتھ...... صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہاتھ اوپر ہیں...... جب یہ ہاتھ نیچے تھا اوپر صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہاتھ آگئے...... تو اللہ کی شان کریمی وجد میں آئی...... اللہ نے کہا...... يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۔

- محبوب ﷺ نیچے تیرا ہاتھ ہے۔
- درمیان میں تیرے یاروں کا ہاتھ ہے۔
- ان سب ہاتھوں سے اوپر میں ہاتھ رکھ رہا ہوں۔

اس اللہ کے ہاتھ رکھنے کے بھی کئی معانی علماء نے لکھے ہیں...... ایک مطلب تو یہ

تھا...... کہ پیغمبر ﷺ جیسے یہ تیرے ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کر تجھ سے وعدہ کرر ہے ہیں...... کہ ہم عثمان کے خون کا بدلہ لیں گے......میں رب بھی تیرے ہاتھ پہ ہاتھ رکھتا ہوں...... جب عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا کوئی بدلہ نہیں لے سکے گا...... تو میں خدا خود عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لوں گا۔

قاتلین عثمان کا انجام:

اور تاریخ گواہ ہے...... کہ قدرت نے عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے انتقام لیا ہے......ایک ایک بدمعاش کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے وہ سزا دی جس انداز سے وہ قتل ہوئے...... تباہ و برباد ہوئے...... کچھ مجنون اور پاگل ہو گئے...... ان میں سے کوئی ایسا تھا جو دریا برد ہو گیا...... ان میں سے کسی کو جلا دیا گیا تھا...... بعض ان میں سے عبداللہ بن سبا جیسے ایسے بدبخت بھی تھے جن کو حیدر کرار رضی اللہ عنہ نے ایک صف میں کھڑا کر کے ان کی گردنیں قلم کر دیں...... اللہ کی قدرت نے انتقام لیا...... اس لئے کہ خدا نے بھی تو مصطفیٰ کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کر یہ بیعت کی تھی...... کہ محمد ﷺ میرا بھی تیرے ساتھ وعدہ ہے عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ میں لوں گا۔

عثمان رضی اللہ عنہ کی آخرت کی زندگی میں سعادت:

بڑی تفصیل ہو جائے گی......سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی دعا کا دوسرا حصہ ہے...... میں بات کو ختم کروں فرمایا...... وَاَمِتْنِیْ شَهِیْدًا ......اے اللہ میری زندگی سعادت کی ہو اور موت شہادت کی ہو......اَحْیِنِیْ سَعِیْدًا مجھے زندگی سعادت کی دے۔

تو اصل زندگی دنیا کی ہے یا آخرت کی......؟ (آخرت کی) تو آخرت کی زندگی میں جو سعادت عثمان رضی اللہ عنہ کا مقدر ہے اور کسی کا نہیں...... وہ یہ کہ حضور ﷺ نے فرمایا......!

لِكُلِّ نَبِيٍّ رَفِيْقٌ وَّ رَفِيْقِيْ فِي الْجَنَّةِ عُثْمَانُ۔

قیامت کے دن ہر نبی کے ساتھ ایک آدمی جنت میں اس کا دوست بن کر جائے گا...... دنیا میں میرے دوست تو اور بہت سارے ہیں...... جنت میں میرے ساتھ جانے والا تو اکیلا عثمان ہوگا...... یہ ہے...... اَحْیِنِیْ سَعِیْدًا...... دنیا کی زندگی بھی سعادت ہے...... آخرت کی زندگی بھی سعادت ہے...... اب ان دو زندگیوں کے درمیان جو رابطہ ہے اس کا نام موت ہے...... اس موت کی مختلف قسمیں ہیں...... بستر پر پڑے ہوئے بھی آجاتی ہے...... ایکسیڈنٹ میں بھی آجاتی ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دعا مانگی کہ...... وَاَمِتْنِیْ شَهِیْدًا...... اے اللہ مجھے موت عطاء کر تو شہادت کی...... اس پر دو تین باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں...... اگر آپ نے توجہ کی تو بہت ساری باتیں سمجھ آجائیں گی۔

خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا دورِ حکومت اور فتوحات:

ان میں سے پہلی بات یہ ذہن میں رکھیں...... کہ خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم جن کی خلافت علی منہاج النبوۃ ہے...... سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اور حیدر کرار رضی اللہ عنہ ان میں سب سے زیادہ کامیاب حکومت عثمان ابن عفان کی ہے...... حضور ﷺ کے وصال کے وقت اسلامی سلطنت نو لاکھ مربع میل پر تھی...... ابوبکر صدیق نے جب حکومت سنبھالی...... تو دو سال میں دو لاکھ مربع میل کا اضافہ کیا...... اسلامی سلطنت گیارہ لاکھ مربع میل تک پھیلی...... حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے دس سال حکومت کی...... اور جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا...... اس وقت گیارہ لاکھ مربع میل کا اسلامی سلطنت میں اضافہ کر کے بائیس لاکھ مربع میل تک انہوں نے اسلامی پرچم لہرایا...... عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کی حکومت دس سال ہے...... دس سال میں اضافہ

صرف گیارہ لاکھ مربع میل کا ہے۔

سب سے زیادہ وسیع حکومت:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا دور حکومت ہے...... گیارہ سال گیارہ ماہ اٹھارہ دن یعنی بارہ دن کم بارہ سال...... تو بارہ سال کی حکومت میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جو اسلامی سلطنت میں اضافہ کیا ہے...... وہ تیئس لاکھ مربع میل کا اضافہ کیا ہے...... عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت اسلامی سلطنت (22) بائیس لاکھ مربع میل پر پھیلی ہوئی تھی...... جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے ہیں...... تو اس وقت اسلامی سلطنت چوالیس لاکھ مربع میل پر پھیلی ہوئی تھی...... تو سب سے زیادہ وسیع حکومت کس کی تھی......؟ (سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی) دنیا میں یہ بھی بڑی سعادت کی بات ہوتی ہے...... کہ کسی کو وسیع حکومت مل جائے...... یہ نسبت اور سعادت بھی سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے حصہ میں سب سے زیادہ فتوحات سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوئی ہیں...... حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں چونسٹھ لاکھ مربع میل پر اسلامی سلطنت تھی...... لیکن ان کا دور اقتدار انیس سال کا تھا...... انیس سال کے عرصہ میں ایک آدمی اتنا مقام پر پہنچ چکا ہے...... جب کہ چوالیس لاکھ مربع میل پر اسلامی سلطنت پہلے پھیل چکی تھی...... یہ اتنی کمال کی بات نہیں...... اس سے بڑا کمال حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کی حکومت کا ہے۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دور حکومت پر اعتراضات اور بغاوت کا آغاز:

ایک چھوٹی سی اور بات بھی سمجھ لیں...... حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کی سیاست کامیاب سیاست تھی...... بعض بدبخت کہتے ہیں...... کہ عثمان رضی اللہ عنہ کا دور حکومت ناکام تھا...... عثمان رضی اللہ عنہ حکومت نہیں سنبھال سکے...... حالات کو کنٹرول نہیں کر سکے...... یہ بات

نہیں ہے...... اس پر ایک بات یاد کریں...... کہ خلفائے راشدین ﷺ میں سے جو صدیق ﷺ وعمر ﷺ کا دور تھا...... اس کی جھلک بھی سیدنا عثمان کے دور میں ہے......اور حضرت علی کے دور حکومت کی جھلک بھی حضرت عثمان کے دور میں ہے...... پہلے آٹھ سال سیدنا ابوبکر وعمر کی طرف فتوحات کا زمانہ اور آخری چار سال سیدنا علی ابن ابی طالب ﷺ کی حکومت کی طرح حالات کی پریشانی کا زمانہ......گویا علوی ﷺ دور اور صدیق و فاروق ﷺ کے دور کا امتزاج جو ہے...... وہ عثمان ابن عفان ﷺ کی حکومت میں ہے......حضرت عثمان ابن عفان ﷺ کی حکومت جس وقت اتنی وسیع پھیل گئی...... اس دور میں ایک شخص سامنے آیا جس کا نام عبداللہ ابن سباء تھا...... یہ بدبخت یہودی تھا...... ظاہراً اس نے کلمہ پڑھا اور کلمہ اس غرض سے پڑھا...... کہ مجھے عثمان ابن عفان ﷺ کوئی اعلیٰ منصب اور عہدہ دیں گے......کسی علاقہ کی گورنری دیں گے......لیکن حضرت عثمان ﷺ بہت زیرک آدمی تھے......آپ نے اس عبداللہ بن سباء کو اہمیت نہ دی...... تو وہ بہت دور دراز علاقوں میں تھا...... اس نے وہاں اپنے علاقے میں اپنے ہمنوا کچھ لوگ بنانا شروع کر دیے......اور بالخصوص ان لوگوں کو اپنے ساتھ ملانا شروع کر دیا جن کا جذباتی ذہن تھا...... اور ان لوگوں کے ذہن میں کچھ باتیں ڈالیں......ان باتوں میں سے کچھ باتیں وہ ہیں جواب بھی اس دور میں بھی خلافت وملوکیت میں لکھی ہوئی ہیں......(خلافت وملوکیت مودودی کی تصنیف ہے اس کے جواب میں حضرت فاروقی شہید نے خلافت وحکومت لکھی تھی)

حیدر کرار ﷺ عثمان ﷺ کی طرف سے بحیثیت وکیل صفائی:

اور پہلے دور کے ان رافضیوں اور سبائیوں نے بھی کہی تھی......جن کی وکالت میں وکیل صفائی کی حیثیت سے حضرت علی ابن ابی طالب ﷺ نے خطبہ دیا تھا...... اور

حضرت عثمان ابن عفان ﷛ کی صفائی پیش کی تھی...... جو باتیں اس عبداللہ ابن سبا یہودی نے گھڑی تھیں ......ان باتوں میں سے ایک بات یہ تھی کہ یہ وہ شخص ہے...... جو بدر میں شریک نہیں ہوا...... یہ وہ شخص ہے...... جو صلح حدیبیہ میں شریک نہیں ہوا...... یہ وہ شخص ہے...... جس نے چراگاہیں اپنے مال کے لئے وقف کر دی ہیں...... یہ وہ شخص ہے...... جس نے پیغمبر ﷺ کی بنائی ہوئی کچی مسجد کو توڑ کر پکی مسجد بنائی ہے...... یہ وہ آدمی ہے...... جو پیغمبر ﷺ کے منبر پر جا کر بیٹھ گیا ہے...... یہ وہ آدمی ہے...... جس نے اپنے قریبی رشتے داروں کو منصب اور عہدے دینا شروع کر دیئے ہیں۔

اس قسم کے اعتراضات اس بے غیرت نے لگانا شروع کر دیے...... اور ان تمام اعتراضات کا جواب حیدر کرار ﷛ نے دیا تھا...... صفائی پیش کی تھی...... میں عثمان ابن عفان ﷛ پر اعتراض کرنے والوں کو کہتا ہوں......تنقید کرنے والو......! آج تمہارا کرائے کا وکیل ہو تمہاری عدالت اس کی بات کو تسلیم کر لیتی ہے......کم از کم اتنی تو غیرت کھاؤ...... عثمان ﷛ کا وکیل صفائی علی ابن ابی طالب ﷛ ہے......علی ﷛ جس کی صفائی پیش کرتا ہے...... میں اس کی صفائی کیوں نہ پیش کروں...... ہم علی ﷛ کی عظمت کو سلام پیش کرتے ہیں......جس نے عثمان ابن عفان ﷛ کے وکیل صفائی کی حیثیت سے کام کیا ہے۔

مزاج نبوت اور حدود شریعت:

ذرا توجہ کریں ایک اور بات کہتا ہوں...... یہ بات مولانا عمر پالن پوریؒ نے کہی تھی...... کہ ابوبکر ﷛ وعمر ﷛ کا دور حکومت مزاج نبوت ہے......عثمان ﷛ وعلی ﷛ کا زمانہ حدود شریعت ہے......مزاج نبوت کیا تھا......؟ کہ منبر کے پہلے زینے پر آقا بیٹھے تھے...... جب صدیق ﷛ آئے تو دوسرے پر بیٹھے......کہاں وہاں نہیں بیٹھے......جس زینے پر آقا

بیٹھے تھے ...... اس لئے میں نہیں بیٹھتا ...... حضرت عمر ؓ آئے ...... تو صدیق ؓ جہاں بیٹھے اس جگہ کو چھوڑ کر نیچے بیٹھ گئے ...... فرمایا وہاں ابوبکر ؓ بیٹھے تھے میں نہیں بیٹھتا ...... یہ ایک مزاج تھا حضرت عثمان ابن عفان ؓ پہلی سیڑھی پر جہاں حضور بیٹھا کرتے تھے وہاں بیٹھ گئے ...... اب معترض کا یہ اعتراض تھا ...... کہ عثمان پہلی سیڑھی پر کیوں بیٹھے ...... حضرت عثمان ؓ نے درحقیقت شریعت کی ایک حد متعین کی ...... کہ منصب رسالت کا یہ وہ عظیم منبر ہے ...... یہاں اس کا وہ وارث جو علم نبوت کا وارث ہو ...... جس کو اللہ یہ توفیق بخشے ...... وہ پیغمبر ﷺ کے منبر پر بیٹھ کر دنیا کے سامنے خطبہ پیش کر سکتا ہے۔

اگر عثمان ابن عفان ؓ زمین پر کھڑے ہوئے ...... تو حیدر کرار ؓ نے بعد میں آنا تھا ...... تو یقیناً علی ؓ اس جگہ پر نہیں کھڑے ہو سکتے ...... پھر اس سے نیچے کوئی زمین کھودی جاتی ...... حضرت حسن ؓ آتے اس سے نیچے اور زمین کھودی جاتی ...... معاویہ بن سفیان ؓ آتے اس سے نیچے اور زمین کھودی جاتی ...... اس کے بعد کوئی اور آتا اس سے نیچے اور زمین کھودی جاتی ...... تو آج میں اور آپ جب خطبہ دیتے تو کہاں پر کھڑے ہوتے ......؟ عثمان ابن عفان نے اس سیڑھی پر پہلے زینہ پر قدم رکھ کر شریعت کی حد قائم کی ...... کہ خطیب ...... واعظ ...... عالم ...... مفسر ...... محقق ...... مدبر ...... یا خلیفہ اور امام برحق جس کو اللہ یہ توفیق عطا کرتے ہیں ...... کہ وہ اس منصب کے قابل ہوتا ہے اس کا اعزاز یہ ہے ...... کہ جہاں آقا ﷺ بیٹھے ہیں وہاں پر بیٹھ جائے یہ کوئی عیب نہیں ...... اس کو دوسرے لفظوں میں یوں سمجھ لو ...... کہ صدیق ؓ و عمر ؓ کا تقویٰ تھا ...... عثمان ؓ و علی ؓ کا فتویٰ تھا ...... وہاں تقویٰ پہ عمل تھا ...... یہاں فتویٰ پہ عمل ہے ...... تو صدیق ؓ و عمر ؓ مزاج نبوت کے مطابق کام کر رہے تھے ...... عثمان نے حدود شریعت قائم کی۔

پکی مسجد بنانے کا موجد اور حکمت:

حضرت ابوبکر ؓ کو کہا گیا یہ مسجد پکی بنائیں..... فرمایا حضور ﷺ نے نہیں بنائی میں بھی نہیں بناتا..... فاروق اعظم ؓ کو کہا گیا پکی مسجد بنائیں..... فرمایا صدیق ؓ نے نہیں بنائی میں بھی نہیں بناتا..... حضرت عثمان ؓ نے پکی بنا دی..... تو منافقین نے اعتراض کیا..... کہ نبی کی مسجد توڑ کر پکی بنادی..... غور کریں اگر حضرت عثمان ؓ پکی مسجد نہ بناتے..... تو آج دنیا میں کوئی پکی مسجد نہ ہوتی..... پکی مسجد بنانا جائز بھی نہ ہوتا..... اور حضرت علی ؓ کو پکی مسجد بنانے کا موقع ہی نہیں ملا..... چونکہ وہ مدینہ چھوڑ کر کوفہ میں چلے گئے تھے۔

مصر سے عثمان ؓ کے خلاف سازش کا آغاز:

میرے دوستو..... سیدنا عثمان ؓ کے ایسے کارناموں کو دیکھ کر یہودیوں نے منافقوں کا ایک ایسا لشکر تیار کیا..... جو حضرت عثمان ؓ پر اقرباء پروری اور خیانت کا الزام لگانے لگا..... منافقت اور دجل و فریب کے بہی خواہوں نے مصر سے ایک سازش کا آغاز کیا..... ساڑھے سات سو بلوائی ایک خط کا بہانہ بنا کر مدینہ منورہ پہنچے..... چنانچہ یہ بڑی لمبی تفصیل ہے..... درمیان میں ایک خط کا بھی ذکر ہے..... اور وہ بھی ایک پروپیگنڈہ تھا جسے حیدر کرار ؓ نے ان سے سوالیہ انداز میں پوچھا تھا..... کہ تم تو مصر سے آئے ہو..... تم کوفہ سے آئے ہو..... اور تم فلاں علاقے سے آئے ہو..... یہ بتاؤ کہ تم تینوں طبقے مختلف علاقہ کے ہو..... اور مختلف علاقوں سے آنے والوں کے پاس ایک خط سب کے پاس کیسے پہنچا.....؟ تم اکٹھے کیسے ہو گئے تھے.....؟ یہ بڑی لمبی تفصیل ہے..... میں ساری چھوڑتا ہوں۔

عثمان پر حملہ آور لوگوں کا مدینہ میں داخلہ:

المختصر...... ایہ کہ حج کے ایام میں یہ لوگ سارے کے سارے چونکہ اہل مدینہ مکہ کی طرف حج پہ گئے ہوئے تھے...... صرف چند افراد ضعیف یہاں موجود تھے...... اس موقع کو ان بدمعاشوں نے غنیمت سمجھا اور مدینہ منورہ پر حملہ آور ہوئے۔

عثمان ﷛ جمعۃ المبارک کے خطبہ میں:

کتابوں میں لکھا ہے...... کہ سیدنا عثمان ابن عفان ﷛ جمعۃ المبارک کا خطبہ دے رہے تھے آپ ﷛ کی عادت مبارکہ تھی...... کہ ہاتھ میں عصاء لے کر خطبہ ارشاد فرماتے

حضرت عثمان ابن عفان ﷛ کی اس وقت بیاسی (82) سال کی عمر تھی...... اس بڑھاپے کی حالت میں عثمان ابن عفان ﷛ خطبہ دے رہے تھے...... عصاء ہاتھ میں تھا تو مجمع میں سے ایک آدمی نے اٹھ کر کہا عثمان ہم تیری بات نہیں سنتے...... دوسرا اٹھ کر کھڑا ہوگیا...... تیسرا اٹھ کر کھڑا ہوگیا...... شور انہوں نے کیا...... حتیٰ کہ ایک بدمعاش آگے بڑھا...... عثمان ابن عفان کے ہاتھوں سے عصا لے کر اپنے گھٹنے پر رکھ کر اس نے توڑ کر مجمع کی طرف پھینکا...... عثمان ابن عفان ﷛ کی چیخ نکل گئی...... فرمایا ظالم مجھے قتل کر دیتا تو میں برداشت کر لیتا لیکن عصا نہ توڑتا...... یہ وہی عصاء ہے جو آمنہ ؓ کے در یتیم کے ہاتھوں میں ہوتا تھا...... جو عصا پیغمبر ﷺ کے ہاتھوں سے صدیق ﷛ کے ہاتھوں میں آیا...... جو صدیق سے فاروق ﷛ کے پاس آیا تھا...... فاروق ﷛ سے پھر میرے پاس آیا ہے......۔ آج نبی کی نشانی تو نے توڑ دی ہے۔

نبی ﷺ کی نشانی توڑنے والے کو سزا:

تاریخ میں لکھا ہے...... کہ اس کے گھٹنے پر ناسور ہوا...... اور جس وقت اس آدمی کو

موت آئی کتے کی طرح سسکیاں لے لے کر وہ جہنم رسید ہوا...... یہ اس کو پیغمبر ﷺ کے عصاء توڑنے کی سزا ملی تھی۔

سیدنا علی ابن ابی طالب ﷜ عثمان ﷜ کا حامی یا مخالف؟:

اس موقع پر حضرت علی ابن ابی طالب ﷜ اٹھ کر کھڑے ہو گئے...... حضرت علی ﷜ نے وکالت کرتے ہوئے ایک بہت بڑا خطبہ دیا...... لیکن بلوائی باز نہ آئے...... چنانچہ حضرت عثمان ابن عفان ﷜ اپنے مکان کے اندر چلے گئے...... ان لوگوں نے گھر کے باہر محاصرہ کر لیا...... حضرت علی ابن ابی طالب ﷜ اندر تشریف لے گئے...... حضرت عثمان ﷜ سے گفتگو کی...... اور بڑی عجیب گفتگو کی۔

بعض لوگ بدمعاشی کر کے کہتے ہیں...... کہ علی ابن ابی طالب ﷜ عثمان ﷜ کے مخالفوں میں سے تھا...... کوئی صحابی رسول عثمان ابن عفان ﷜ کا اس وقت مخالف نہیں تھا...... تمام صحابہ ﷜ عثمان ابن عفان ﷜ کے حامی تھے...... بلکہ پوری امت مسلمہ میں کلمہ پڑھنے والا کوئی مسلمان ایسا نہیں تھا...... جو عثمان ابن عفان ﷜ کا دشمن ہو...... جو منافق و کافر ہو...... جو تبرائی وسبائی ہو...... وہ تو سیدنا عثمان ﷜ کا دشمن تھا...... اور کوئی سیدنا عثمان ﷜ کا دشمن نہیں تھا...... حضرت علی ابن ابی طالب ﷜ اندر تشریف لے گئے...... اور سیدنا عثمان ﷜ سے کھل کر کہا...... حضرت مقابلہ کرنے کے لئے اجازت دیجئے...... عثمان ابن عفان ﷜ نے کہا علی...... !اگر تو میرا بھائی ہے...... اور مجھے اپنا بھائی سمجھتا ہے۔

تقدس وحفاظت مدینہ:

علی ﷜ !اگر مجھے تو اپنا امیر اور اپنا خلیفہ اور مجھے سربراہ سمجھتا ہے...... تو میں تجھے حکماً کہتا ہوں...... کہ خاموش ہو کر بیٹھ جاؤ...... میں اپنی جان کی حفاظت کے لئے محمد ﷺ کے مدینہ میں کسی کا خون نہیں بہانا چاہتا...... یہ تقدس مدینہ تھا...... حفاظت مدینہ ہے...... کہ میں اپنی جان کے لئے کسی کا خون نہیں بہانا چاہتا...... مختلف آراء ہیں...... میں تفصیل میں نہیں

جانا چاہتا...... مشورہ ہوا ایک صحابی نے کہا اے امیر المومنین ......! پھر آپ ایسا کریں...... کہ اپنے اوپر پہریدار کھڑا کردیں...... فرمایا پہرہ میری جان کا بیت المال اس کی تنخواہ ادا کرے عثمان رضی اللہ عنہ اس کو بھی برداشت نہیں کرتا۔

عثمان رضی اللہ عنہ سے مدینہ چھوڑنے کا مطالبہ اوران کی خواہش:

پھر ایک آدمی نے کہا امیر المومنین ......! آپ پھر مدینہ چھوڑ کر مکہ تشریف لے چلیں...... فرمایا جن بدبختوں کو محمد ﷺ کے مدینہ کا لحاظ نہیں وہ اللہ کا گھر حرم کا کیا لحاظ کریں گے ...... حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا...... حضرت آپ میرے ہاں تشریف لے چلیں فرمایا...... وَاللّٰهِ لَا اَتْرُكُ دَارَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ...... میں نبوت کا پڑوس چھوڑ کر معاویہ رضی اللہ عنہ تیرے شہر میں نہیں جانا چاہتا...... میری زندگی کی آخری حسرت اور خواہش یہ ہے...... کہ رسول اللہ کے شہر میں مجھے موت آئے۔

نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے
یہی دل کی حسرت . یہی آرزو ہے

حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کی عجیب تمنا تھی...... ان بلوائیوں کی بدمعاشی بڑھتی چلی گئی...... اور حضرت عثمان کا صبر اور حوصلہ بڑھتا چلا گیا۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ اور پہرہ:

بڑی لمبی تفصیل ہے...... چالیس دن کا محاصرہ ہوا ایک اور روایت میں آتا ہے پچاس دن کا محاصرہ ہوا...... اور امام اہل سنت حضرت نور الحسن بخاری نے ایک روایت نقل کی ہے...... جس میں یہ ہے...... کہ ساٹھ دن تک محاصرہ رہا...... اتنا بڑا محاصرہ جن میں سترویں یا اٹھارویں دن ان ظالموں نے سیدنا عثمان ابن عفان کے مکان کا جو باہر شاہی

دروازہ تھا...... اس دروازے کو آگ لگا دی...... حضرت علی ابن ابی طالب نے اپنے دونوں شہزادوں کو دروازے پر نگران بٹھا دیا...... کہ اب اندر اس طرف سے بلوائی نہ جا سکیں...... مختلف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے طور پر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی حفاظت کے لئے پہرہ دیا...... حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو پہرے پر متعین کیا...... حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو متعین کیا...... اور بھی بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم وہاں پر حفاظت کرتے رہے...... یہ شخص مقابلہ کرنے کے لئے تیار تھے...... لیکن ان کو اجازت سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کی طرف سے بلوائیوں کے ساتھ مقابلہ کرنے کی نہ ملتی تھی...... عثمان رضی اللہ عنہ چونکہ امیر المومنین رضی اللہ عنہ تھے...... اس لئے یہ امیر کی اجازت کے بغیر کوئی کام نہ کر سکے۔

عثمان رضی اللہ عنہ کا باغیوں کو آخری خطبہ:

بالآخر ایک ایسا بھی وقت آیا...... کہ حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ خود مکان کی چھت پر تشریف لے آئے اور آ کر ان بلوائیوں کو مخاطب کر کے کہا ظالمو......! تم مجھ سے کیا چاہتے ہو......؟ تمہارا کیا مطالبہ ہے......؟ تم مجھے نہیں جانتے کیا میں وہی عثمان رضی اللہ عنہ نہیں جس نے پیغمبر ﷺ کے ہاتھ پر چوتھے نمبر پر کلمہ پڑھا تھا...... تمہیں یاد ہے...... کہ میں وہی عثمان ابن عفان ہوں...... جس کو پیغمبر ﷺ نے اپنی بیٹی رقیہؓ دی تھی...... میں وہی عثمان ابن عفان ہوں...... جس کو نبی ﷺ نے کہا تھا...... کہ ابراہیم اور لوط پیغمبر علیہ السلام کے بعد میری امت میں سب سے پہلا جوڑا سیدہ رقیہ اور عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کا ہے...... جو اللہ کے دین کے لئے ہجرت کر رہے ہیں۔

میں وہی عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ ہوں...... جس نے پیغمبر ﷺ کے اشارے پر مال نبوت کے قدموں پر قربان کر دیا تھا۔

میں وہی عثمان ابن عفان ؓ ہوں...... جس کو آتے ہوئے دیکھ کر پیغمبر ﷺ اپنی پنڈلی پر کپڑا ڈال لیتے تھے...... تمہیں یاد نہیں میں وہی عثمان ابن عفان ؓ ہوں...... جس عثمان ابن عفان ؓ پر پیغمبر ﷺ نے فرمایا تھا...... فرشتے بھی اس سے حیاء کرتے ہیں...... میں وہی عثمان ہوں جس نے مدینۃ الرسول میں پانی کا کنواں خرید کر دیا تھا۔

اوئے ظالمو......! جو پانی کا کنواں میں نے لے کر دیا تھا...... آج مجھ کو اس کنویں سے دو گھونٹ پانی پینے کے لئے نہیں مل رہا...... اتنا ظلم مجھ پر کس لئے کیا جا رہا ہے؟ تم نہیں جانتے مسجد نبوی کی زمین میں نے خرید کر دی تھی...... آج اسی پیغمبر ﷺ کی مسجد میں تم مجھے نماز نہیں پڑھنے دیتے...... تم نہیں جانتے ...... کہ میں بدر و حدیبیہ میں شریک نہیں تھا...... پیغمبر ﷺ نے مجھے شریک قرار دے کر مجھے اس کا حصہ عطاء کیا تھا۔

تمہیں معلوم ہے......؟ میں نے دو ہجرتیں کی تھیں...... پیغمبر ﷺ نے ذوالہجرتین مجھے کہا تھا...... حضرت عثمان ؓ نے کہا میں اپنی فضیلتیں بیان نہیں کر رہا یہ ساری باتیں صرف اس لئے کر رہا ہوں...... کہ شاید اللہ کا خوف تمہارے دل میں پیدا ہو جائے ...... تا کہ تمہارے ہاتھ میرے قتل میں ملوث نہ ہوں...... شاید تمہاری نجات ہو جائے...... میں صرف تمہیں اللہ کے خوف سے ڈرانے کے لئے اتنی باتیں بیان کر رہا ہوں...... ورنہ میں تو اپنی جان اپنے مالک کے حوالے کر ہی چکا ہوں۔

آخری خطبہ کا اثر:

حضرت عثمان ؓ نے اتنا عظیم خطبہ دیا...... شاید وہ خطبہ پہاڑوں کو ہوتا...... تو پہاڑ ریزہ، ریزہ ہو جاتے...... لیکن وہ ظالم پہاڑوں سے زیادہ سخت دل تھے...... وہ ایسے بدبخت تھے جن پر کوئی اثر نہ ہوا...... سیدنا عثمان ابن عفان ؓ کے پاس ایک مرتبہ سیدنا علی

ابن طالب پانی کا مشکیزہ بھر کر لے گئے...... کتابوں میں لکھا ہے...... کہ ظالموں نے مشکیزے کو تیر مار کر توڑ دیا...... پانی سارا گر گیا حضرت حیدر کرار ﷛ نے اپنی پگڑی اتار کر زور سے دار خلافت کے اندر پھینکی...... اور اونچی آواز سے کہا امیر المومنین......! یہ میری نشانی آرہی ہے...... میں آپ کے پاس پانی لے کر آرہا تھا...... لیکن بدبختوں نے پانی بھی مجھے آپ تک نہیں پہچانے دیا...... اور یہ جملے کہے تھے...... کہا امیر المومنین......! اگر آپ مجھے اجازت دے دیں...... ان سے مقابلہ کرنے کے لئے...... ہم آپ کے ماتحت ہیں...... آپ کے غلام ہیں...... آپ کے نوکر ہیں...... جب آپ اجازت نہیں دیتے تو ہم کیا کریں......؟

جنگ کی اجازت نہ دینے کی وجہ:

یہاں ایک سوال یہ ہے...... کہ اتنے حالات خراب ہو رہے تھے...... عثمان ﷛ پھر بھی جنگ کی اجازت نہیں دیتے...... وجہ کیا تھی......؟ وجہ صرف ایک تھی...... کہ پیغمبر ﷺ سے ایک وعدہ تھا...... جو نبھانا تھا...... دوستی کا تقاضہ یہ ہے...... کہ دوست سے کیئے ہوئے وعدہ کو نبھاؤ...... کیا وعدہ تھا...... حضور ﷺ نے فرمایا عثمان !ایک وقت آئے گا...... اللہ تجھے خلافت کا کرتہ پہنائیں گے...... عثمان ﷛ کو خلافت کس نے دی......؟ (اللہ نے)

اب جو عثمان ﷛ کی خلافت پر تنقید کرے درحقیقت خدا کے انتخاب پر تنقید ہے

حضور ﷺ نے فرمایا عثمان! منافق اس کرتہ کو اتاریں گے...... عثمان جان دے دینا وہ خلافت کا کرتہ نہ اتارنا......! ایک بات اور دوسری بات کہی...... کہ عثمان ! میں تجھے جنت کی خوشخبری دیتا ہوں...... لیکن اس شرط پر کہ جب تجھ پر مصیبت آئے صبر کرنا مقابلہ نہ کرنا...... طاقت کے باوجود صبر کرنا۔

طاقت تھی۔

- حکومت تھی۔
- اقتدار تھا۔

عثمان! صبر کرنا...... ایک حکومت نہ چھوڑنا...... یہی فرق ہے دنیا کی حکومت اور نبوت کی خلافت میں...... کہ خلیفہ جان دیتا ہے...... حکومت نہیں چھوڑتا...... دنیا کے حکمران حکومت دیتے ہیں جان نہیں دیتے...... سیدنا عثمان ابن عفان ؓ حکومت سے دستبردار نہیں ہوئے...... کہ پیغمبر ﷺ کی وصیت تھی...... نبوت سے کیا ہوا وعدہ تھا...... کہ محبوب میں صبر کر کے دکھاؤں گا...... اسماعیل علیہ السلام نے بھی تو اپنے ابا سے وعدہ کیا تھا۔

......سَتَجِدُنِیٓ اِنْشَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰابِرِیْنَ......

کہ ابا جان مجھے صابرین میں سے پاؤ گے۔

یہی وعدہ عثمان ابن عفان ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے کیا تھا...... کہ محبوب ﷺ میں صبر کر کے دکھاؤں گا۔

آخری دنوں میں سیدنا عثمان ؓ کو زیارت رسول ﷺ:

بات بہت لمبی بڑھ جائے گی...... المختصر سیدنا عثمان ابن عفان ؓ نے آخری دنوں میں دو خواب دیکھے تھے...... جن کا نچوڑ بیان کر دیتا ہوں...... ایک خواب میں حضور ﷺ نے فرمایا عثمان......! دو چیزوں میں سے ایک کو منتخب کرلو...... خواب میں حضور ﷺ نے فرمایا عثمان اگر تو ان بدمعاشوں پر فتح حاصل کرنا چاہتا ہے...... میں اللہ سے دعا کرتا ہوں خدا تجھے غالب کر دے گا...... اور اگر تو میرے پاس آنا چاہتا ہے...... تو پھر شہادت کی تیاری کر لے...... حضرت عثمان ابن عفان ؓ کے یہ جملے تھے...... کہ حضور اعضاء کمزور ہو چکے ہیں...... بال سفید ہو گئے ہیں...... جسم بوڑھا ہو گیا ہے...... بیاسی سال میری عمر ہو گئی ہے...... سلطنت اتنا وسیع ہو گئی ہے...... کہ جس کا سنبھالنا میرے لئے مشکل ہو گیا ہے......

اس لئے میں اب آپ کے پاس آنے کو پسند کرتا ہوں...... جمعۃ المبارک کے دن اٹھارہ ذوالحجہ کو فجر کی نماز کے بعد سیدنا عثمان ﷛ تلاوت کرتے کرتے تھوڑی سی دیر وقفہ کیا آرام کیا...... اس دوران پھر ایک خواب آیا حضور نے فرمایا عثمان روزے کی نیت تو کر لی ہے...... شام کو تیری افطاری کا انتظام ہمارے پاس ہے۔

سیدہ نائلہؓ سے پاجامہ طلب:

حضرت عثمان ﷛ کی آنکھ کھلی تو فوراً فرمایا نائلہؓ! یہ حضرت عثمان ﷛ کی اہلیہ تھیں...... اور ایک بیوی سیدہ اُم البنین تھی یہ بھی سیدنا عثمان ﷛ کی بیوی تھی...... یہ دونوں بیویاں اندر اس وقت موجود تھیں...... عثمان نے فرمایا نائلہؓ! جو میں نے پاجامہ سلایا تھا وہ لے آؤ...... ! پیغمبر ﷺ کی سنت چادر پہننا ہے...... میں نے پوری زندگی وہ چادر پہنی ہے...... آج پاجامہ اس لئے پہن رہا ہوں...... چونکہ میں نے پوری زندگی شرم وحیاء کی زندگی گزاری ہے...... کہیں ایسا نہ ہو کہ شہادت کے وقت یہ لوگ مجھے قتل کریں...... میرا جسم تڑپ رہا ہو...... میرا جسم کھل نہ جائے...... اس لئے میں پاجامہ پہنتا ہوں...... کہ اللہ کے دربار میں بھی عثمان ﷛ باحیاء ہو کر جائے۔

حضرت عثمان ﷛ نے پاجامہ پہنا اور تلاوت کرنا شروع کر دی...... پانچ بدمعاش حضرت عثمان ﷛ کے مکان میں الٹی طرف سے اندر آئے...... یہ پانچ آدمی اندر گھسے تو سیدنا عثمان ﷛ تلاوت کر رہے تھے...... چالیس دن کا پیاسا عثمان ﷛ اللہ کے قرآن کو پڑھ رہا ہے۔

سیدنا عثمان ﷛ کے پہلے قاتل کی زیادتی اور انجام:

ایک آدمی آگے بڑھتا ہے...... اس نے حضرت عثمان ﷛ کو داڑھی سے پکڑ کر

کھینچا...... حضرت عثمان ﷺ نے یوں دیکھا...... تو آنکھوں میں آنسو بھر گئے ...... اور فرمایا ظالم تمہیں شرم نہیں آتی ...... ؟ تیرا ابا آج ہوتا تو یہ دیکھ کر برداشت نہ کرتا وہ ہاتھ چھوڑ کر باہر نکل گیا...... کتابوں میں لکھا ہے ......کہ اس کا ہاتھ شل ہو گیا تھا۔

دوسرے ظالم کی زیادتی اور انجام:

اور دوسرا ظالم آگے بڑھا...... اس کے ہاتھ میں لوہے کی سلاخ تھی ...... دونوں ہاتھوں سے کھینچ کر سلاخ اس نے حضرت عثمان ﷺ کے سر پر ماری...... حضرت عثمان ﷺ کے سر سے خون کا فوارہ نکلا...... قرآن مجید کا نسخہ سامنے رکھا ہوا تھا...... اس قرآن کے نسخے پر خون کے قطرے آپڑے۔

تیسرے قاتل کی زیادتی:

تیسرا بد بخت آگے بڑھا...... اس بد بخت نے آگے بڑھ کر جو قرآن کا نسخہ سیدنا عثمان پڑھ رہے تھے ......اس ملعون نے زور سے قرآن کے نسخے کو پاؤں سے آگے ٹھوکر ماری...... قرآن دور جا پڑا...... حضرت عثمان ﷺ کی چیخ نکل گئی۔

قرآن کے واپس آنے کی وجہ:

سید نور الحسن شاہؒ نے لکھا ہے ......کہ قرآن گیا تو اس کی ٹھوکر سے تھا مگر خود بخود واپس آیا...... اللہ اس میں کیا حکمت ہے......؟ رب بتانا چاہتے تھے ......عثمان ! قیامت تک تیری عظمت کو دنیا پر اجاگر کرنا چاہتا ہوں......قرآن تو واپس لوٹ ! عثمان کے خون کو اپنے دامن میں سمیٹ ! تا کہ کل قیامت کے دن عثمان کے خون کی شہادت اللہ کے دربار میں خدا کا قرآن پیش کرے......! قرآن واپس آیا اور عثمان ابن عفان کے خون کے قطروں کو اپنے دامن میں محفوظ کیا۔

چوتھے قاتل کی زیادتی:

سیدہ نائلہؓ چھڑانے کے لئے آگے بڑھی...... چوتھے بدبخت نے تلوار ماری...... تو سیدہ نائلہؓ کی انگلیاں کٹ گئیں ...... سیدنا عثمان ؓ نے جب یہ منظر دیکھا...... تو عثمان ؓ کی چیخ نکلی فرمایا خدا تجھے برباد کرے...... اللہ تجھے ذلیل کرے...... ظالم تیرا دشمن میں ہوں...... میری بیوی تو دشمن نہیں...... اس پر تو اتنا ستم نہ کر...... یہ کیا کر رہا ہے؟

پانچویں قاتل بدبخت کی زیادتی:

ایک اور ظالم پچھلی طرف سے آیا...... اس نے حضرت عثمان ؓ کو کھینچ کر زمین پر دے مارا...... حضرت عثمان ؓ نیچے جا پڑے...... اس کے ہاتھ میں دھاری دار خنجر تھا...... اس نے حضرت عثمان ؓ کے سینے پر مارنا شروع کر دیئے...... وہ ظالم سینہ چھلنی کرتا رہا...... عثمان ؓ کی نعش یوں تڑپ رہی تھی...... جیسے مچھلی تڑپتی ہے اور جب دیکھا...... کہ سیدنا عثمان ؓ کو تڑپایا جا رہا ہے...... پھر اس بدبخت نے سیدنا عثمان ؓ کی گردن پر چھری رکھ کر یوں ذبح کیا جیسے بکرے کو ذبح کیا جاتا ہے...... صرف یہاں تک بس نہیں...... تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہے...... پھر مکان کا اثاثہ اکٹھا کر کے آگ لگا دی گئی...... گھر میں جتنی چیزیں تھیں ان کو اٹھا کر باہر پھینکا گیا...... ان میں سے ایک شخص نے ہنس کر کہا...... اوئے عثمان کا صرف خون ہی ہم پر حلال نہیں اس کا مال بھی ہمارے لئے حلال ہے...... مال بھی لوٹو......! جان بھی لوٹو۔

سیدہ نائلہ کی جرأت مندی:

ایک بدبخت حضرت نائلہ ؓ کی طرف بڑھنے لگا...... سیدہ نائلہ عورت نے جرأت کے ساتھ یہ کہا خبردار! پاک دامن عثمان ؓ کی بیوی ہوں...... میری طرف بڑھنے کی کوشش نہ کرنا...... خدا تجھے غرق کرے تو ہماری طرف بڑھنا چاہتا ہے...... حضرت نائلہ

جلدی سے مکان کی چھت پر چڑھی اور اوپر کھڑے ہو کر ایک جملہ کہا کہ ...... اَیُّھَا النَّاسُ قَدْ قُتِلَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ ...... لوگو! تم تو باہر کھڑے ہو کر پہرہ دے رہے ہو ...... اندر عثمان ؓ شہید ہو چکا ہے!

سیدنا عثمان ؓ کی شہادت کی وجہ سے سیدنا علی ؓ کی کیفیت:

حضرت علی ؓ کے کانوں میں جب یہ جملے پہنچے ...... علی ؓ چیختے ہوئے باہر نکلے ...... چیختے ہوئے آئے شہزادے حضرت حسن ؓ اور حسین ؓ سامنے کھڑے تھے ......

امام اہلسنت حضرت نور الحسن بخاری نے لکھا ہے ...... کہ حضرت علی ؓ نے پوری زندگی اپنے ان بچوں کو کبھی کچھ نہ کہا تھا ...... اس دن علی ؓ جذبات میں اتنے تھے ...... حضرت سیدنا حسن ؓ اور حسین ؓ کو دھکا بھی دیا ...... اور طمانچہ بھی مار کر کہا تمہارا چچا شہید ہو گیا ہے ...... تم کہاں تھے ......؟ جواب دیا ابا جان آپ نے ہمیں دروازے پر بٹھایا تھا ...... ہم اندر تو نہیں گئے تھے ...... دشمن دوسری طرف سے گیا ہے ...... جس نے جا کر حملہ کیا ہے۔

عثمان ؓ کی شہادت کے بعد سلوک سیدہ نائلہ رضی اللہ عنہا کی زبانی:

کتابوں میں لکھا ہے ...... جب سیدنا عثمان ؓ شہید ہو گئے ...... وہ بدمعاش جو اندر کھڑے ہوئے ڈانس کر رہے تھے ...... ان میں سے ایک بدمعاش نے آگے بڑھ کر حضرت عثمان ؓ کی ایک سائیڈ پر درمیان میں زور سے ٹانگ ماری ...... اور اس انداز میں ماری ...... کہ کڑک کر کے عثمان ابن عفان ؓ کی پسلیاں ٹوٹیں۔

نائلہؓ کہتی ہیں ...... کہ میری چیخ نکل گئی میں نے کہا مرنے کے بعد دشمن بھی چھوڑ جایا کرتا ہے ...... یہ وہ کمینے ہیں جنہوں نے عثمان ؓ کو مرنے کے بعد بھی معاف نہیں کیا۔

تیسرے دن ایک ظالم کا عثمان ﷛ کے گھر آنا:

تین دن تک امیر المومنین ﷛ کی نعش بغیر کفن کے پڑی رہی...... تیسرے دن دروازہ کھٹکا...... نائلہؓ کہتی ہیں...... میں نے سمجھا کہ شاید کوئی ہمدرد آگیا ہو...... میں نے دروازہ کھولا...... نائلہ کہتی ہیں وہ شخص اندر آیا...... اور کہا ابن عفان ﷛ کہاں ہے؟ کیا یہ عثمان ﷛ کی نعش ہے...... اس نے چہرے سے کپڑا ہٹا کر عثمان ابن عفان ﷛ کے چہرے پر تیسرے دن کھینچ کر زور سے طمانچہ مارا...... بی بی نائیلہؓ کہتی ہیں...... میں نے کہا خدا تمہیں برباد کرے...... امیر المومنین شہید ہوگئے ہیں...... چوالیس لاکھ مربع میل پر اسلام کا پرچم بلند کیا ہے...... آج اس کو کفن دینے والا کوئی آدمی نہیں...... آج اس کو دفن کرنے والا کوئی نہیں...... ظلم کی بھی کوئی انتہا ہوتی ہے...... جس چہرے سے نبی حیاء کرتا تھا تمہیں حیاء نہیں آئی...... آج اس چہرہ پہ طمانچہ مارتے ہو۔

قاتلین سیدنا عثمان ﷛ کا انجام:

امام ابن سیرینؒ کہتا ہے ...... میں نے ایک شخص کو دیکھا کعبۃ اللہ کا طواف کرتے ہوئے چیخیں مار مار کر کہتا تھا...... اللہ مجھے بخش دے لیکن یقین ہے ...... کہ تو نہیں بخشے گا...... امام ابن سیرینؒ کہتے ہیں...... کہ میں نے دیکھا کہ اس کی آنکھوں کے ڈھیلے نیچے پڑے ہوئے تھے...... دونوں بازو اس کے ٹوٹے ہوئے تھے...... زمین پر سیدھا وہ نہیں چل سکتا تھا...... زمین پر گر گرا کر وہ طواف کرتا تھا...... میں نے پوچھا تو کون بدبخت ہے......؟ اس نے کہا میں وہی بدبخت ہوں...... جس نے عثمان ﷛ کی وفات کے بعد تیسرے دن جا کر طمانچہ مارا تھا...... نائلہؓ نے مجھے بددعا دی تھی...... آج دنیا میں میرا یہ حال ہے...... کہ جہنم کی آگ کا انتظار کر رہا ہوں۔

عبداللہ ابن سلام ﷛ کہتے ہیں...... کہ میں نے ایک شخص کو دریا کے کنارے پر دیکھا...... پانی کے قریب بھی پڑے ہوئے کہتا تھا۔

اَلنَّارُ......اَلنَّارُ...... اَلنَّارُ...... آگ، آگ، آگ

میں نے کہا...... تجھے کیا ہو گیا ہے......؟ کہا میں وہی بد بخت و کمینہ ہوں......جس نے نائلہ کی انگلیاں کاٹی تھیں اور مجھے عثمان ﷛ نے بد دعا دی تھی...... آج دنیا میں مجھے یہ آگ لگی ہوئی ہے......میں جہنم کی آگ کا انتظار کر رہا ہوں...... پتہ نہیں کیا بنے گا۔

شہادت کے تیسرے دن اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کا خطبہ:

سیدنا عثمان ابن عفان ﷛ کی تین دن تک نعش پڑی رہی...... تیسرے دن حضرت حیدر کرار ﷛ نے بھی ایک خطبہ دیا...... تفصیل کا وقت نہیں...... ان میں سب سے زیادہ عجیب بات سیدہ اُم حبیبہؓ کی تھی۔ (جو امیر المومنین فاتح شام و قبرص سیدنا معاویہ ابن ابی سفیان کی ہمشیرہ اور رحمت کائنات کی اہلیہ تھیں) وہ اُم حبیبہؓ نکل کر باہر آ گئیں ...... پردے کے ساتھ مسجد نبوی کے دروازے پر کھڑی ہو گئیں...... سیڑھیوں پر چڑھ کر کہا ظالمو......! ظلم کی بھی کوئی حد ہوتی ہے...... آج امیر المومنین کو شہید ہوئے...... تین دن ہو گئے ہیں...... اگر تم عثمان ﷛ کی میت نہیں اٹھانے دیتے...... میں نے اپنے چہرے سے حجاب ہٹا دیا...... محمد ﷺ کی عزت اگر بے پردہ ہو کر باہر آ گئی...... اللہ کا عذاب اگر تم پر نازل ہوا تو قیامت تک تمہیں بچانے والا کوئی نہیں ہوگا...... ظالم پیچھے ہٹ گئے......صحابہ ﷛ آگے بڑھے......ان میں سے سترہ یا اٹھارہ صحابہ ﷛ کے متعلق آتا ہے...... کہ رات کے سناٹے میں صرف وہی ایک بات تھی...... کہ امیر المومنین نے روکا ہوا تھا...... کہ مقابلہ نہیں کرنا...... پیغمبر ﷺ نے کہا تھا...... عثمان صبر کرنا مقابلہ نہ کرنا یہ صبر کی اتنا بڑی تلقین کیوں ہے......؟ اس

لئے کہ ......اَمِتْنِیْ شَہِیْداً ......اے اللہ مجھے شہادت کی موت دے ......اوئے تاریخ میں ایسی شہادت کسی کی نہیں ......جیسی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی ہے۔

عثمان رضی اللہ عنہ وحسین علیہ السلام کی شہادت:

حسین رضی اللہ عنہ تیری عظمتوں کو میں لاکھوں سلام پیش کرتا ہوں...... تو بڑا عظیم المرتبت شہید ہے ......لیکن یہ کہہ بغیر نہیں رہا جا سکتا...... کہ کچھ نہ ہونے کے باوجود بھی کربلا کی طرف چل پڑے تھے ......اوئے ساری طاقتوں کے ہونے کے باوجود بھی کوئی مقابلہ نہ کیا...... وہ حسنین رضی اللہ عنہ، مدینۃ الرسول سے باہر چلے گئے ......اس (عثمان رضی اللہ عنہ) نے جان دینا تو برداشت کی محمد ﷺ کے شہر مدینہ کو چھوڑنا برداشت نہ کیا۔

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کی نعش قبرستان کی طرف:

میرے دوستو علماء نے لکھا ہے...... کہ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کی میت تین دن تین راتیں یا دو دن دو راتوں تک بغیر گورو کفن کے پڑی رہی جب اٹھائی گئی...... تو رات کا وقت تھا......سیدہ نائلہؓ نے ہاتھوں میں چراغ اٹھا رکھا تھا......اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میت کو اٹھا کر چل رہے تھے......علماء نے لکھا ہے...... کہ جنازہ میں کل شرکاء کی تعداد چار تھی......ان میں سے ایک صحابی نے جنازہ پڑھایا......جن کا نام حضرت جبیر بن مطعم تھا......اور ان کے علاوہ تین صحابہ تھے......جنہوں نے آپ کی نماز جنازہ ادا کی...... انہیں کپڑوں کے ساتھ لے جایا گیا...... عجیب کیفیت تھی...... مدینہ کا کنواں خرید کر دیا تھا...... مگر اس کنویں سے نہ ان کو پینے کے لئے پانی ملا......نہ غسل کرنے کے لئے پانی دیا گیا...... جو شخص لوگوں کو کپڑے پہناتا تھا......انہیں خون آلود کپڑوں سے دفن کیا گیا......اس کے پہننے کے لئے علیحدہ نیا کفن ظالموں نے نہ ڈالنے دیا۔

سیدنا عثمان ؓ کا جنازہ مدینۃ الرسول ﷺ کی گلیوں میں:

جس گلی سے گزرتے تھے...... ظالموں نے اس سے پتھر برسانا شروع کر دیئے...... ہر گلی سے پتھر برس رہے تھے...... ایک روایت میں آتا ہے...... اتنے پتھر برسائے گئے...... کہ ان کی وجہ سے چار پائی کا ایک بازو ٹوٹ گیا...... حضرت نائلہؓ نے اپنے سر کا دوپٹہ پھاڑ کر دیا جس سے اسے باندھا گیا۔

قاری حنیف مرحومؒ (ملتانی) نے ایک موقع پر سیدنا عثمان ؓ کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے وجد میں آکر کہا تھا...... کہ عثمان ؓ! زندگی بھی رسول اللہ سے وفا کر کے گزاری...... موت کے بعد بھی آج یہ وفا ہے...... کہ مدینہ کی گلیوں میں آج تیری میت پھر رہی ہے...... بقول کسی کے کہ:

عاشق کا جنازہ ہے کہ ذرا جھوم کے نکلے
محبوب کی گلیوں سے ذرا گھوم کے نکلے

آج اس عشق کی سچی داستان کی تکمیل عثمان ابن عفان ؓ کر رہے تھے...... حش کوکب جنت البقیع کا آخری حصہ ہے...... جس کی زمین بھی عثمان ابن عفان ؓ نے خرید کر دی تھی...... وہاں پر سیدنا عثمان ؓ کو دفن کیا گیا...... اوئے عثمان ؓ نے تو تم سے قبر کی زمین بھی نہیں لی...... تم کیا کہتے ہو؟

عبداللہ ابن عباس ؓ کو خواب میں نبی ﷺ کی زیارت:

حضرت عبداللہ ابن عباس ؓ کی روایت ہے...... کہ وہ کہتے ہیں...... کہ رات کو میں نے خواب میں دیکھا...... کہ حضور ﷺ ایک گھوڑے پر بڑی تیزی سے جا رہے ہیں...... میں نے کہا آقا مدت کے بعد تو زیارت ہوئی ہے...... آپ کی جدائی کے بعد آج

آپ کو دیکھ رہا ہوں...... اتنا جلدی کس کی ہے؟

عثمان ﷜ کی تقریب عروسی:

فرمایا آج عثمان ﷜ کی فیاضی وسخاوت کی وجہ سے اللہ اتنے خوش ہوئے ہیں...... کہ جنت میں ایک حور کے ساتھ عثمان ﷜ کا نکاح ہو رہا ہے......اس کی تقریب عروسی میں محمد ﷺ شرکت کے لئے جا رہا ہوں...... جنت کی حوروں سے جس کا نکاح ہو۔

- جو ذوالنورین۔
- ذوالہجرتیں۔
- ذوالبشارتین۔
- ذوالکمالین۔
- ذوالبیعتین ہو۔

جس کو یہ ساری عظمتیں اور سعادتیں نصیب ہوں...... اس کا مقابلہ کون کرسکتا ہے۔

روضۃ الرسول ﷺ کا سایہ:

جن لوگوں کو اللہ نے مدینہ دکھایا ہے......وہ دیکھ کر آئے ہیں......شام کو جب سورج ڈھلتا ہے......مغرب کی طرف تو حضور کے روضۃ اطہر گنبد خضریٰ کا جو سایہ ہے سیدھا وہ سایہ عثمان ابن عفان ﷜ کی قبر پر جاتا ہے...... یہ عجیب کیفیت ہے......کہ زندگی بھی نبوت کے ساتھ ہے......موت بھی نبوت کے ساتھ ہے۔

لوگ کہتے ہیں ......کہ اپنے سائے میں جگہ دے دے...... اس سے بڑی سعادت عثمان ﷜ کی کیا ہوگی......کہ قیامت تک رسول اللہ نے سلایا بھی اپنے ساتھ

ہے...... اَحۡیِنِیۡ سَعِیۡداً وَّاَمِتۡنِیۡ شَہِیۡداً

زندگی سعادت کی ہے...... موت شہادت کی ہے...... اللہ سیدنا عثمان کے درجات میں اور اضافہ فرمائے...... اللہ ان کی عظمتوں کو اور دوبالا فرمائے...... اللہ سیرت عثمان ؓ پر ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَآخِرُدَعۡوَانَااَنِ الۡحَمۡدُلِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

وَاِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا الحدیث



خطبات ندیم ایک نظر میں

جس کا مطالعہ یقیناً آپ کی علمی و عملی زندگی میں انقلاب لائے گا

علماء کیلیے علمی جواہر پاروں کا نایاب خزینہ ہے۔

طلباء کیلیے نکات و لطائف کا بحرِ بیکراں ہے۔

خطباء کیلیے مواعظِ حسنہ کا انمول خزانہ ہے۔

ادباء کیلیے ادبیات کا نادر مجموعہ ہے۔

صلحاء کیلیے زہد و تقویٰ کے رہنما اصولوں کا معدن ہے۔

اور ہر مسلمان کیلیے اسلامی تہذیب و تمدن کا بہترین ترجمان ہے